بتوفیق نگین بنائی ریاحین چمن عز و خرمی فزائی یاسمین سخن
مصنفہ منشی
شاہنامہ اردو
در مطبع عالم گلشن آگرہ طبع مزین مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرنامہ حمد خدائے کریم / کہ ہے کردگار غفور و رحیم
کبھی دے فریدون کو وہ دستگاہ / کرے گاہ جمشید کو وہ تباہ
جن و دیو و انسان و حور و پری / مہ و مہر اور زہرہ و مشتری
کیا اوسنے پیدا یہ بالا و پست / زبردست دنیا میں اور زیردست
عجب اسکی قدرت عجب شان ہے / عیان اسپہ سب راز پنہان ہے
بھرے دم حباب اسکا دریا میں ہان / دکھے موج ذکر اسکا ورد زبان
چمن میں کیا سرو کو سرفراز / بہار و خزان سے ہوا بے نیاز
خداوند کون و مکان ہے وہی / نگہدار خلق جہان ہے وہی
اگر وہ نہ یہ قوت و زور دے / تو پھر دستی کوئی کیا کر سکے
توانا ہے وہ آپ اور زورمند / قوی ہو خداوند پست و بلند
گدا و شہ اوسکے ہیں فرمان پذیر / وہ سب کا ہے بادی وہی دستگیر
سخی بخش شاہنشہان ہے وہی / بلندی دہ خسروان ہے وہی
کبھی ناتوانون کو بخشے وہ زور / سلیمان کو گاہ ہو کرے مثل مور
کئے اوسنے قدرت سے پیدا تمام / نہان تھے ہوئے سب ہویدا تمام
بلند اوسنے چرخ برین کو کیا / فراخ اوسنے یکسر زمین کو کیا
پرستار اسکا ہے ہر کس مدام / کرین ذکر اسکا سبھی خاص و عام
کیا اوسنے آراستہ باغ دہر / عنایت سے اسکی ہی گل نغاد ہر
جہاندار ہے پاک پروردگار / پرستار اسکے ہیں سب تاجدار
دلیرونکو اوسنے کیا ہے دلیر / کیا نرہ شیرونکو اوسنے ہی شیر
گدا کو وہ چاہے تو دے خسروی / ضعیفون کو دم میں وہ کردے قوی
وہ بخشے جسے عزت و افتخار / تو ہی تاب کسکی کرے پھر جو خوار
تو اے مفلسی اسکی ہی کر التجا / کہ شاہ و گدا کا ہی حاجت روا
تو درگاہ میں اسکی ہو ہمزبان / تضرع کنان اور مناجات خوان

مناجات بدرگاہ حق سبحانہ تعالے

میں افتادہ و زار بیخانمان ہون / ستمگر ہوا دور افلاک ہون
یہ پھرتا ہوں میں بخت برگشتہ آہ / رکے ہے یہ سرگشتہ شام و پگاہ
نگاہ کرم مجھپہ کر یا خدا / مجھے بند پیچ و الم سے چھڑا
دکھا اب بہار گل آرزو / پلا مجھکو جام مل آرزو
ستاتی ہے اب گردش روزگار / مجھے خوار رکھے ہے لیل و نہار
نہیں ہے کوئی اور فریاد رس / تو ہی دادخواہون کا ہے دادرس
ذرا کر ترحم تو یا باغ مراد / مرا کر تو روشن چراغ مراد
گنہگار ہون اور عصیان شعار / ولے تو ہی غفار و آمرزگار

گنہ بخش میرے کرم مین بہا ہون
پر مستند ہون در مہر نگہ ہین

نہین اور کچھ خواہش دل بیان
ولیکن تمنا ہے یہ ہر زمان

نہ درگاہ سے اپنی رکھ نامراد
تو بے نامراد اور رکھ مجھکو شاد

شبستان دل کو مرے سر بسر
چراغ خرد سے منور تو کر

مری طبع ہو نکتہ دان یا الٰہ
معانی شناسی کی ہو دستگاہ

مرے خامہ کو کر تو گوہر فشان
زبان کو مری کر فصیح البیان

مجھے اپنے در کے سوا اور در
دکھا مت تو اے دادرو دادگر

کہ منت کش غیر ہر گز نہون
ترا ایک ممنون احسان ہون

جہان مین نہ رکھ دل پریشان مجھے
نہ کر فکر روزی سے حیران مجھے

مجھے اپنے گنجینہ فیض سے
زر دانش و گوہر عقل سے

مجھے بخش اب دستگاہ سخن
ثنا بائے کہا مجھکو راہ سخن

الٰہی مری اب دعا ہو قبول
بحق محمد طفیل بتول

نعت سرور کائنات جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام

پر از مشک و عنبر ہو کیونکر زبان
ثنائے محمد ہے ورد زبان

سر سروران ہے وہ عالیجناب
سپہر نبوت کا ہے آفتاب

سر سروران احمد مجتبیٰ
رسول خدا سید الانبیا

سحاب سخا و محیط کرم
یم جود و خوش خلق و عالی ہمم

فروغ جہان نور ایمان و دین
وہ شمع شبستان اہل الیقین

فرازندۂ رایت سروری
درخشندہ خورشید پیغمبری

قدم اونے معراج پر جب رکھا
تو پایہ بڑھا اور معراج کا

میسر ہوا جب کہ قرب حضور
نظر اسکو آیا وہ تابندہ نور

پیر بخشا اوسے پایگاہ رفیع
ہوئے جس کے شاہان عالم مطیع

کرون اسکے اصحاب کا اب بیان
کہ ہین صاحب عزت و عز و شان

کرون اب جو اوصاف کا کچھ بیان
نہ طاقت قلم مین نہ تاب و توان

معین اور یاور رہو یا مصطفیٰ
مرے دلکے بر لاؤ تم مدعا

وہ ختم رسل سرور نامور
فلک جسکے آگے جھکاتا ہے سر

جہان جسکے دین سے ہے روشن تمام
مہ انور اسکا ہے داغی غلام

خردمند و دانشور و بے نظیر
بسان مہ و مہر روشن ضمیر

وہ مہر جہانتاب اوج جلال
وہ سرو سرفراز باغ کمال

شفیع گناہان بروز جزا
کشایندۂ عقدۂ مدعا

وہ ہے خاص خاصان پروردگار
کہ جسنے کیا دین کو استوار

سپہر برین کے ہے خوش نصیب
ہوا جلوہ گر وان خدا کا حبیب

تجلی کہین جسکو اہل یقین
منور ہے جس سے زمان و زمین

گرامی و اشرف ہے انسان مین
غرض اسکی لولاک ہے شان مین

ابوبکرؓ و عثمانؓ والا گہر
عمرؓ اور علیؓ وہ شہ نامور

کہ ممکن نہیں سخن کو اب مختصر
یہ ہے عرض میری کہ شام و سحر

گنہگار ہون مین بروز حساب
مری کیجیو تم شفاعت شتاب

یہ منشی تمہارا ہے ادنیٰ غلام
کرم اوسپہ اپنا رکھو صبح و شام

لکھے اب خامہ مدح شاہ جہان
شہنشاہ جمجاہ صاحبقران

در تعریف ابو النصر محمد معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی

جہاندار اکبر شہ بے نظیر
خداوند تاج و کلاہ و سریر

ہمایون خصایل شہ نامور
خجستہ شمایل فرشتہ سیر

محبت رکھے وہ درویش سے
مروت ہے اسکو وفا کیش سے

حقیقت کرون علم کی کیا بیان
نہین اسکے ہمسنگ کوہ گران

فروزندہ خورشید برج مہی
گرامی در درج شاہنشہی

جہانبان حق بین بہ اوج خرد
حقایق شہنشاہ والا شکوہ

شناور ہے دریائے عرفان کا
دل اسکا ہے مثل گہر پر صفا

فریدون شفقت مغل و عصمت لقب
مروت مین یکتا ستارہ رجند

خدیو زمان شاہ عالی وقار
شہ دادگر خسرو نامدار

جہان پرور و کامبخش جہاں
سر سرفرازان کس بیکسان

در دولت شاہ عالم پناہ
فقیر و غنی کا ہے امیدگاہ

ہے کام یاں ہر کسیکا شتاب
یہاں آکے ہر کوئی ہو کامیاب

یہ وہ بارگہ ہے کہ امیدوار
نہ محروم یاں سے گیا زینہار

سخاوت میں دیکھا تو بحر سحاب
حضور اُسکے خجلت سے ہے غرق آب

کف جود سلطان والا گہر
گہربار رہتا ہے شام و سحر

اگرچہ ہو فرمانبرون سے خطا
کرے عفو از رو لطف و عطا

جہان سرکشان ہوویں سجدہ کنان
وہ ہے آستان خدیو زمان

جھکایا یہاں جو سر انکسار
تو چرخ برین نے یہ پایا وقار

نہ یہ رتبہ شمس ہوتا کبھی
اوٹھاتا نہ گرد اُسکی سرج کبھی

کواکب ہیں سب اس سخن کے گواہ
کہ مشعلچی اُسکا ہے رخشندہ ماہ

عطارد ہے منشی جہاندار کا
سپاہی ہے مریخ سرکار کا

جو یاں مشتری گرم طاعت ہوا
تو اُسکو میسر سعادت ہوئی

نہ کیونکر ہو زہرہ کا یاں نغمہ شان
کہ ہو نغمہ سنجان کا چاکر یہان

زحل نے اطاعت جو کی اختیار
تو پایا فلک پہ بڑا اختیار

بلطف شہنشاہ عالی جناب
فقط داستان ہی نہیں کامیاب

جو دشمن بھی ہون آنکر عذرخواہ
کرے اون پہ احسان شہ دین پناہ

شہنشہ کے اوصاف ہیں بیشمار
نہیں تاب کلک زبان زینہار

کرے جو بیان وصف شاہ زمن
دعا پر ہے ناچار ختم سخن

یہ منشی کی ہے آرزو ہر زمان
یہی ہے دعا اُسکی ورد زبان

کہ یارب شہنشاہ شاذان رہے
ترا لطف دایم نگہبان رہے

رہے اُسکی شمشیر کشورستان
نہ خاک شخون ہو سر دشمنان

جہاندار اکبر بہ فیروزی بخت
ہمیشہ جہان میں ہو با تاج و تخت

بیان سبب تالیف کتاب

عزیزان معنی شناس ایک روز
کہ تھا مشغل نو دو بہجت فروز

بہم محفل آرا تھے ہنگام شب
مہیا تھے سامان عیش و طرب

وہ مجلس تھی رشک بہار چمن
ہر اک لحظہ تھا ذکر شعر و سخن

تواریخ کا بھی جو مذکور تھا
تو پھر ہر کسی نے بیان یوں کیا

کہ ہے شاہنامہ تماشا کتاب
عجب نظم دلکش ہے با آب و تاب

دلے ہر کسی کو میسر نہیں
یہ تاریخ فرخ نہیں ہر کہیں

تو کل کہ فرد سخن سنج تھا
کیا ترجمہ اُس نے شہنامہ کا

لکھا نثر میں نسخہ مختصر
کہ احوال معلوم ہو سر بسر

یہ شمشیرخانی وہ موسوم ہے
تمام اُسمین احوال مرقوم ہے

یہ سنکر برادر مرے مہربان
سخن فہم و دانشور و نکتہ دان

کہ زور آور انکا جہان میں ہے نام
بخلق پسندیدہ مشہور عام

یہ بولے کہ اے منشی اس نامہ کو
تم اب ریختی کی زبان میں لکھو

کرو نظم ترتیب با آب و تاب
بنام شہنشاہ گردون جناب

وہ سلطان کہ ہے تاج شاہنشہان
وہ خاقان کہ ہے خسرو خسروان

چراغ شبستان سلطان پسر
جہاندار بخشندہ لعل و زر

خدا نے جسے شاہ اکبر کیا
خداوند اورنگ و افسر کیا

سنا یہ سخن جب تو با صد طرب
وہیں کرکے شمشیرخوانی طلب

ہوا میں دل و جان سے مصروف کار
لکھی نظم یہ دلکش و آبدار

بجز فکر اشعار شام و سحر
نہ تھی مجھکو زنہار فکر دگر

معانی شناسان فرخ نہاد
سخن آشنایان با دین و داد

ہوئے سنکے اس نظم کو شادکام
رہ منصفی سے یہ بولے تمام

کرو اللہ یہ نامہ دل پذیر
بہت خوب ہے بلکہ ہے بے نظیر

بجا ہے جو ہوں اسپہ گوہر نثار
کہ ہے یہ بنام شہ نامدار

مرتب یہ شہنامہ جب ہو چکا
کیا فکر تب سال تاریخ کا

تو پھر ہاتف غیب نے صبحدم
کہا قصہ خسروان عجم

نخستین ذکر سلطنت کیومرث و جنگ با لشکر دیو سار

سخنگوئے روشندل ہوشمند
یہ کہتا ہے زیر سپہر بلند
ہوا پہلے جو کوئی کشور کشا
شہ دادگستر کیومرث تھا
سدا کوہ مین تھا وہ مسکن گزین
بجز چرم پوشاک تھی کچھہ نہیں
سیامک تھا اُس شاہ کا اک پسر
خردمند مثل پدر نامور
کیومرث کا دشمن اک دیو تھا
ارادہ اُسی اُس سے تھا جنگ کا
غرض بچہ اُس دیو کا ایک بار
پدر سے لگا کہنے اے نامدار
یہ ہے عرض میری کہ جو حکم ہو
تو جاؤن کیومرث کی جنگ کو
سنا اُس نے جب یہ بیان پسر
تو دیوونکی فوج اُسکے ہمراہ کر
کیا اوسکو وہین روانے سوئے شاہ
کہ ہو کیومرث سے کینہ خواہ
سیامک نے جو دم سنی یہ خبر
کیا عرض جا کر حضور پدر
کہ اب حکم کا ہون مین امیدوار
جو ہو حکم جاؤن پئے کارزار
کیومرث نے اُس کو رخصت کیا
بہت اُس کے ہمراہ لشکر کیا
جو وہ بادشہ زادہ جنگ جو
ہوا بچہ دیو کے رو برو
تو پھر بچہ دیو کے ہاتھہ سے
نہ ہرگز ہوئی پھر رہائی اوسے
سیامک ہوا رزمگہ مین ہلاک
ملا جسم اُسکا تہ خون و خاک
یکایک جو لشکر نے کھائی شکست
سپہ پرورین نے کیا اُسکو پست
حضور کیومرث آئے دوان
ہوا شاہ غمگین و گریہ کنان
سیامک کا یک سال ماتم رہا
دل و جان کو اپنے پر غم رکھا
سنی بعد اُسکے اک آواز غیب
ہوا شاہ کو یون عیان از غیب
کہ بس اب صبوری کو کر اختیار
زیادہ نہو نوحہ گر زینہار
ذرا رکھہ تو دلکو قرین خوشی
کہ اب جا کے دیونسے لشکر کشی
مظفر تو ہوگا بفضل آلہ
دلیرانہ دیوون سے ہو کینہ خواہ
زمین دیو ناپاک سے پاک کر
یہ سب دیو سرکش تہ خاک کر
کیومرث نے جب سنی یہ ندا
تو ہوشیار و آمادہ سئے شہا
کیا اپنی آراستہ فوج کو
ہوا ساتھہ دیوونکے پھر جنگجو
سیامک کا اک پور ہوشنگ تھا
کہ سرتا بپا ہوش و فرہنگ تھا
دلیر و ہنرمند اہل تمیز
کیومرث کا جان و دل سے عزیز
کیا شاہ نے اُسکو سردار فوج
روانہ ہوا پھر وہ مانند موج
درندا و چرندا و ہر جانور
سدا تھے مطیع شہ نامور
کیومرث کے ساتھہ سب دام و دد
روانہ ہوئے وان سے بہر مدد
چو پہونچا وہ لشکر تو یہ دیو بھی
ہوا آکے شہ کے مقابل تبھی
پئے رزم شاہنشہ نامدار
وہ لایا بہت لشکر دیو سار
ہوا گرم بازار رزم و ستیز
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
زبس گرم کین ہر دلاور ہوا
تو مغلوب دیوونکا لشکر ہوا
ہوئے دیو عاجز دو دام سے
نفاز ندگی کے ہوئے نام سے
ہزارون ہوئے کشتہ و خستہ بس
رہی جنگ کی پھر نہ جی مین ہوس
کیومرث کے ہاتھہ سے دیو سار
ہوا کشتۂ خنجر آبدار
غرض دیو سار اور بچہ دیو بھی
ہوئے قتل اور اُسکا لشکر سبھی
کیومرث کی فتح شامل ہوئی
تمنائے دل اُسکی حاصل ہوئی
کیومرث شاہ خجستہ خصال
جہان مین رہا حکمران تیس سال
بصد فرخندہ فالی ہوا بعد ازان
وہ ہوشنگ فرمانروا جہان

بیان احوال سلطنت ہوشنگ

ہوا جبکہ ہوشنگ فیروز بخت
بصد فرخی مالک تاج و تخت
جہان پر رہا اُسکے اختیار
کیا عدل و انصاف لیل و نہار
جہان داد سے اُسکی آباد تھا
نہ تھا نام غم کا ہر اک شاد تھا
کیا اُس نے یہ کام فرہنگ سے
کہ آتش نمودار کی سنگ سے
جب آیا یہی اُسکے پیش نظر
تو شاہ جہاندار فرخ سیر
سپاس خداوند لایا بجا
یہ ارشاد تاکید سے پھر کیا

کہ آتش ہے نور الٰہی تمام
کرے خلق آتش پرستی تمام

جہاندار نے پھر بہ آئین نیک
کرا جشن شاہانہ ترتیب ایک

سوئے شہر لایا وہی آب جو
بآئین و عجیب و طرز نکو

بجز میوہ و غیر برگ و شجر
نہ پوشاک تھی نہ خورش پیشتر

نشان اسنے دی رسم نان و طعام
دل مردمان کو کیا شاد کام

سمور اور سنجاب اور پوستین
کئے اسنے پیدا بروئے زمین

جہان میں ہوا آہنگری کا ہنر
کیا اسنے ظاہر نہ تھا پیشتر

چہل سال باداد و دانش رہا
جہاندار ہوشنگ فرمان روا

جو عمر اسکی آخر ہوئی بعد ازان
ہوا شاہ طہمورث شاہ جہان

دربیان احوال سلطنت طہمورث

وہ طہمورث شاہنشہ ارجمند
جسے خلق عالم کہے دیوبند

رعیت نواز اور تھا دادگر
تھا کام جز داد شام و سحر

تمنائے خاطر تھی بہبود خلق
مراد دل بادشہ سود خلق

جو تھے عہد میں اسکے دانشوران
یہ اون سے لگا کہنے شاہ جہان

کہ تدبیر ایسی کرو کوئی اب
کہ ہو منفعت خلق کو روز و شب

پھر آغاز وان پشم بافی ہوئی
کہ پوشاک مردم کو کافی ہوئی

سیہ گوش اور یوز و شاہین باز
بعہد شہنشاہ گردون فراز

ہوئے سب گرفتار و رام آنکہ
وہ سیکھے شکار افگنی سر بسر

شہ پرورش کا تھا اک وزیر
خردمند دانا و روشن ضمیر

وہ قید ابلدن کرکے اک دیو کو
لے آیا حضور شہ نامجو

وہیں دیو غیرت میں آئے تمام
کیا عزم رزم شہ نیکنام

فراہم ہوئے وہ پئے جنگ شاہ
ادھر سے ہوا شاہ بھی کینہ خواہ

جو سر کردہ دیوؤں کی تھا فوج کا
سو اس دیو سرکش کا غو نام تھا

صف آرا ادھر تھے وہ خونخوار دیو
ادھر تھے دلیران و گہیان خدیو

بہم جنگجو ہر دو لشکر ہوئے
ہزاروں جدا سر سے وان سر ہوئے

وہ غو شاہ کے جب مقابل ہوا
تو غو کا شہنشاہ قاتل ہوا

بیک گرز توڑا سر کینہ خواہ
دکھائی عدم کی وہیں اسکو راہ

رہے زندہ میں انمیں جو اور دیو
ادہیں قید کرنے گیا وہ خدیو

پھر ازنگہ سے جو وہ فتحیاب
کیا حکم تب شاہ نے یون شتاب

کرو قتل دیوؤنکو یکدست اب
لگے کہنے دیوان خونخوار تب

اگر ہووے جانبخشی آتا جو ہر
تو سکھلاویں ہم ایک طرفہ ہنر

پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
وہ لائے دوات و قلم شہ کے پاس

شہنشہ کو لکھنا سکھایا وہیں
وہ حرفوں کا پڑھنا بتایا وہیں

شہنشہ نے سی سال کی داوری
رہے اسکے محکوم دیو و پری

پسر تھا جو جمشید طہمورث کا
ہوا بعد اسکے وہ فرمانروا

بیان احوال سلطنت جمشید

جہاندار جمشید عالی وقار
خردمند دانشور و ہوشیار

خداوند اورنگ شاہنشہی
سپہ دار اقلیم فرماندہی

دلیر و قوی زور آفاق گیر
ہر اک شاہ تھا اُس کا فرمان پذیر

شجاعت بہت تھی تو ہمت بلند
اور اقبال و دولت سے تھا ارجمند

بیان سے فزون اسکا جاہ و حشم
سدا خلق پر اسکا لطف و کرم

ہنرمند آگاہ و ذوفنون
فراست سے ہر چیز کا رہنمون

فن پارچہ بافی و کشتکار
کیا شاہ جمشید نے آشکار

قز و خز و دیبا و ریشم کتان
زرہ جوشن و تیغ و برگستوان

ہوا عہد میں اسکے پیدا یہ سب
ہوئے اس جہانمیں جو پیدا سبب

زراعت کے قابل زمین تھی جہان
سیا اسکے جیحا تھا آب روان

کیا شہ نے مردم کو مسکن گزین
ہوا ہر کوئی ہر مکان میں مکین

ہنر اور ہر شخص کے ہر مکان
دیا اور کیا حکم یہ بعد ازان

کہ اب اس مکان میں زراعت کرو
نہ بے شغل و بے کار ہرگز رہو

یہ دیوؤنکو ارشاد پھر وان کیا
کہ تم طرز و نقشہ مکانات کا

سکھاؤ یہاں مردمان کو تمام ۔ کہ کرنے لگیں سب عمارت کا کام
ہوا جبکہ حکم شہ نامدار ۔ ہوئے دیو تب وہیں مشغول کار

وہ حمام اور قصر و دیوان و کاخ ۔ بنائے گزند و بلند و فراخ
بنائے گچ و خشت اور رنگ سے ۔ طرحدار و دلچسپ ہر رنگ سے
بہت دلکش اور بہت استوار ۔ سراپا لطافت سراپا بہار
پھر اک تخت شہ نے مرتب کیا ۔ بیاقوت و گوہر مزین کیا
اور اس تخت پر بیٹھتا تھا مدام ۔ رہے تھا سدا خرم و شادکام
کبھی حکم کرتا وہ یوں دیو کو ۔ بروئے ہوا تخت کو لے چلو
غرض دیو دن رات دوش پر رکھکے تخت ۔ جہاں چاہتا وہ شہ نیکبخت
پھونچتا وہاں یکدم میں بشوق ۔ تھا دل میں اندیشہ تخت و فوق
شہنشہ نے کشتی بھی تیار کی ۔ محیط جہاں میں یہ پہلے نہ تھی
ہر سال گاہے جو نوروز نام ۔ سوا اسکا ہی تو جبکہ شہ ذوالکرام
جب آیا یہ نوروز عشرت قرین ۔ تب اک جشن ترتیب کرتا یہیں
مہیا مے و نغمہ ہوتا وہاں ۔ غرض عیش کرتا وہ شاہ جہاں
جن و انس و دیو پری کو مدام ۔ گھر بخشتا خسرو نیک نام
بعیش و طرب ہفتصد سال تک ۔ رہا حکمران شاہ زیر فلک
رہی خلق آسودہ بے خطر ۔ بہت خرم و شاد شام و سحر
نہ بے شغل کوئی نہ بیکار تھا ۔ کوئی دردمند اور نہ بیمار تھا

نہ تھا کوئی رنجور اُس دور مین
رہے مرگ بھی دور اُس دور مین

جو گذرے برس سات سو اسطرح
کیا ہے بیان جسنے یان جسطرح

تو شہ سے ہوئی دور دانش و فرو
ہوا شاہ کے دل مین پیدا غرور

یکایک جو اپنی طرف کی نظر
کہ جاہ و حشم ہے مرا اسقدر

تو آیا یہ دل مین جمشید کے
کہ ہمسر ہون مین ماہ و خورشید کے

بجاہ و حشم زیر چرخ برین
برابر کوئی اپنے دیکھا نہین

اکابر جو تھے انکو کر کے طلب
یہ جمشید لایا زبان پر کہ اب

بتاؤ کہ دنیا مین ہے کوئی شاہ
کہ جسکا برابر مرے ہووے جاہ

خداوند اورنگ و افسر ہون مین
جہاندار و بخشندہ زر ہون مین

جہان کو کیا مین نے آراستہ
جہان سے ہوا رنج برخاستہ

خور و خواب و آرام اہل جہان
یہ جمعیت خاطر مردمان

نشاط و خوشی نغمہ و جام مے
مری ہی سبب سے ہے ہر ایک شے

جہان مین ہوا مجھسے پیدا ہنر
نہیں کوئی مجھہ سا ہنر نامور

سنا جبکہ جمشید سے یہ سخن
لگے کہنے دانشوران زمن

کہ بس ہے تو بخشندہ و دادگر
نہیں اور تجھہ سا کوئی تاجور

وے دل مین سمجھے یہ یزدان شناس
کہ جمشید حق سے ہوا ناسپاس

ہوا رخصت اُس سے جب اقبال و بخت
نصیبون سے اُس کے گیا تاج و تخت

کوئی دن کو دیکھے ہی یہ روز بد
ہوئی فرو فرمان دہی اُسکی رد

وہ فرمانبران شہ نامدار
کنارا لگے کرنے بے اختیار

خفا ہوکے شہ سے وہ یکبار سب
غرض اوٹھ گئے وان سے سردار سب

شہنشہ کے دل مین یہ آیا ہراس
وہین اوڑ گئے اُسکے ہوش و حواس

یقین ہوگیا یہ کہ یزدان پاک
مقرر ہوا مجھسے اب خشمناک

لگی دولت اُس شہ سے منہ پھیرنے
لگی اُسکو بیدولتی گھیرنے

جہاندار جمشید انجام کار
ہوا بس تبہ اور پریشان و خوار

گرفتار قہر الٰہی ہوا
جدا شاہ سے تخت شاہی ہوا

علا الغرض خاک مین بخت جم
ہوا جائے ضحاک پھر تخت جم

لکھون آگے ضحاک کی داستان
کرون اُسکی اب سلطنت کا بیان

بیان احوال سلطنت ضحاک تازی

سپہ دار مرتاض تازی بنام
شہ کامران خسرو ذوالکرام

کہ تھا تازیان مین وہ فرمانروا
رعیت نوازی مین مشغول تھا

ہزارون بز و اشتر و گاؤ میش
رکھے تھا سپہ دار فرخندہ کیش

نسب روز اُن چارپایونکا شیر
غریبون کو دیتا سدا بیشتر

پسر ایک تھا اُسکا ضحاک نام
جوان و دلیر و بلند احتشام

مسکے اسپ تازی تھا وہ بس ہزار
بڑا جاہ تھا اور بڑا اقتدار

حضور اوسکے ابلیس ناراست گو
ہوا حاضر اکدن بشکل نکو

گذارش کئی نقلین کین آن کر
کہ دلچسپ اور نغز تھین سربسر

وے تھا فریب اُسمین کمیسر بھرا
خدع سے سخن کوئی خالی نہ تھا

معرا تھا ضحاک جو عقل سے
ہوا خرم و شاد اس نقل سے

لگا کہنے ابلیس سے اور بھی
بیان کر لطیفہ بلطف و خوشی

وہ بولا اے شاہ فرخ نہاد
سخن خوبتر ایسے ہین مجھکو یاد

ولیکن مین کہتا ہون اس شرط سے
کہ گر عہد اور قول دے تو مجھے

کہ جو کچھ کہون مین کرے تو وہی
کسی سے نہ یہ راز کھولے کبھی

قسم کھا کے ضحاک نے یہ شتاب
دیا اُسکو گفتار کا یہ جواب

یہ مذکور کیا جو ترے راز کو
کرون ظاہر اے مرد فرخندہ خو

ہوا جبکہ آپس مین عہد استوار
یہ ابلیس بولا کہ اے نامدار

جو مرتاض تازی ہے تیرا پدر
تو اُسکو شتابی کہین قتل کر

کہ تو ہے جوان اور ترا باپ پیر
نہ تجھکو ہے زیبندہ تاج و سریر

یہ سنکر ہوا دل کو اُسکے درد
لگا کہنے اُس سے کہ اے نیک مرد

یہ گفتار تو ناپسندیدہ ہے
نہ میزان دانش مین سنجیدہ ہے

رہ دین و دانش سے جو دور ہو
وہ بیداد کب مجھکو منظور ہو

کہی شاہزادہ نے یہ بات جب
رہے تیری گردن پہ سوگند بند
یہ پوچھا کہ کسطرح تجہے ہلاک
کنوان ایک وس شاہ کی راہ مین
وہ شاد اس مکان مین زروئے طرب
کیا اُس کو خس پوش پہر سر بسر
گئے ٹوٹ اوسکے سر و دست پا
پہر ابلیس بدذات نے یون کہا
مری دانش و عقل و تدبیر پہ
سراسر جہان کی تجہے خوبیان
نوازش بہت اوسپہ مصروف کی
خورش خانۂ خسرو نامور
وہ تیار کرپیش فرمان روا
ہوا کہا کے اُس کو بہت شادکام
کہ اے قدردان شاہ فرخ سیر
بصد لطف کیک تو قدر و سعید
زروے عنایت کہا یون کہ اے
مری آرزو ہے کہ شام و پگاہ
برآوے مرا مدعا کیا عجب
نوازش سے تجہکو کرون ارجمند
جو کتف اپنے شہ نے برہنہ کئے
یہ کردار بد کرکے وان آشکار
کیا چارہ دانشوروں سے طلب
پہر اتنے مین ابلیس پیدا ہوا
ہوا وہ لکہا جو نصیبون مین تہا

یہ بولا وہ ابلیس ناپاک تب
تو ہو خوار اور تجہکو پہونچے گزند
بتا کوئی تدبیر بیخوف و باک
کرون کندہ تا وہ گرے چاہ مین
عبادت کو جاتا تہا ہنگام شب
شہ نامور کو نہ تہی کچہہ خبر
ہوا قید ہستی سے دم مین رہا
کہ صد شکر الشاہ کشورکشا
عمل تو کرے ہر شب و روز گر
میسر ہون اب بادشاہ جہان
کلید خورش خانہ پہر اُسکو دی
ملا جبکہ اوسکو تو شام و سحر
کبہی مرغ لاتا کبہی چار پا
کہ تہا خوشتر و نغز تیکو طعام
خورش لاؤنگا اس سے کل نغز تر
پکا لیگیا با دل پر امید
جو کچہہ چاہئے مجہہ سے کر تو طلب
کہ دون ایک بوسہ سر کتف شاہ
مجہے کامیابی ہو با صد طرب
کہ ہو نام تیرا جہان مین بلند
تو شیطان نے اوسپہ بوسے دئے
نظر سے وہ غائب ہوئے نابکار
لگے کرنے تدبیر و تجویز سب
بشکل طبیبان ہویدا ہوا
نہین دفع ہوتی یہ ہرگز بلا

اگر اس کام سے تو کرے درگذر
نہ خون پدر اُس کو منظور تہا
لگا کہنے پہر وہ کہ اے نامدار
مکان ایک بیرون دولتسرا
ستمگار ناپاک نے ایک چاہ
گیا جب اُدہر کو تو بس راہ مین
وہ ضحاک بیرحم و بیدادگر
ہوا میری تدبیر سے اب تو شاہ
تو ہو بادشاہ ہفت اقلیم کا
یہ سنکر ہوا شاد ضحاک شاہ
خوراک و رجز میوہ و نان دان
پکانے لگا نغز و خوشتر طعام
پکا ایک دن بیضۂ مرغ دان
زروے طرب شہ نے بخشی آفرین
غرض دوسرے روز پہر شاد شاد
وہ ضحاک نے جبکہ کہایا طعام
کیا عرض ابلیس نے پہر شتاب
یہ رتبہ نہیں گرچہ میرا وے
یہ ضحاک بولا کہ اے نیک خو
یہ کہکر دئے کہول کتف اپنے بس
دیئے جبکہ بوسے سر کتف شاہ
جہاندار ضحاک حیران ہوا
پہر اس درد کا کچہہ نہ پایا علاج
وہ آکر حضور شہ نامدار
تری زندگی اب تو دشوار ہے

پہرے عہد سے نہ اے نامور
ولیکن وہ ناچار و مجبور تہا
یہ کچہہ کام مشکل نہیں زینہار
شہ نامور نے کیا تہا بنا
کیا کندہ وہ وہین سر راہ شاہ
گرا شاہ آزاد اُس چاہ مین
سر تخت بیٹہا بجاے پدر
مبارک ہے تخت و تاج و کلاہ
خداوند ہو تخت و دیہیم کا
تملق لگا کرنے شام و پگاہ
نہ تہی اون دنون جہاں جہان
مزیدار و خوش ذائقہ ہر طعام
خورش کو وہ لایا تو شاہ جہان
یہ سنکر کیا عرض اوسنے وہین
حضور جہاندار فرخ نہاد
نہایت ہوا خرم و شادکام
کہ اے شاہ ضحاک عالی جناب
مگر شہ کے لطف و عنایات سے
ترے دلکی بر لاؤن یہ آرزو
یہی دل مین ابلیس کے تہی ہوس
ہوئے وہین پیدا دو مار سیاہ
بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا
کسیکو بہی اسکا نہ آیا علاج
لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار
خرد چارہ سازی سے ناچار ہے

ہوا اُس سے ضحاک اندوہگین
لگا کرنے فریاد و زاری وہین
یہ کہنے لگا پھر زروئے نیاز
کہ اے مرد فرزانہ و چارہ ساز
کسیطرح سے چارہ سازی تو کر
شتابی سے عاجز نوازی تو کر
کیا شاہ نے جب بہت انکسار
تو بولا وہ پھر یون کہ ابے اعذار
نہین اس سے چارہ کوئی اور نغز
کہ سانپون کو دے آدمی کا تو مغز
تری جان کو پھر نہ پہونچے گزند
رہے پھر نہ تو اسقدر دردمند
بتایا جو ابلیس نے یہ علاج
لگا کرنے دایم خداوند تاج

آمدن سلطنت ایران بدست ضحاک

و آوارہ شدن جمشید و رسیدن تنہا در زابلستان بلباس دیگر و شناختن او را دختر والی زابلستان و عقد بستن با او

یہ ہر ملک و کشور مین پہونچی خبر
کہ ضحاک شاہنشہ تاج ور
رکھے ہے دو مار سیہ اپنے پاس
جسے دیکھہ اوڑتے ہین ہوش و حواس
یہ ہیبت ہوئی شاہ کی دہر مین
کہ ڈرنے لگے لوگ ہر شہر مین
بزرگان ایران کے جمشید سے
ہوئے منحرف تھے سو وہ آنکے
ہوئے پیش ضحاک حاضر سبھی
کمر چست باندھی پئے بندگی
بیان کر کے احوال ایران تمام
کیا عرض یون آکے شہ ذوالکرام
اگر فوج بہر کار جاوے ادہر
تو ہاتھہ آوے وہ ملک بھی زود تر
یہ سن کر دہین لشکر بیکران
کیا شاہ نے ساتھہ اونکے روان
وہ جمشید بھی آ مقابل ہوا
و لے کام دل کچھہ نہ حاصل ہوا
شکست اونے کہائی بہنگام جنگ
گریزان ہوا شاہ جم بیدرنگ
جو اقبال او بخت برہم ہوا
تو جم او ر بتہ لشکر جم ہوا
رہا کوئی بہی پھر نہ ہمراہ جم
کسی سمت تنہا گیا شاہ جم
ہوا شاہ ضحاک ایرن کا شاہ
ہوا او نصیب اوسکے تاج و کلاہ
کئے لوگ ضحاک نے پھر روان
کہا یون شہ جم کو پاؤ جہان
اوسے قید کر کے یہان لاؤ تم
تفحص کنان ہر طرف جاؤ تم
کرون پھر ہر اک کا مین رتبہ فزون
زر و گوہر و لعل انعام دون
ہر اک طرف نکلے پھر طرقدار کو
گیا دو دن ہی حکم شہ نا جو
کہ لاوے اوسے جو گرفتار کر
رضامند اُس سے مین ہون بیشتر
بڑا رتبہ اوسکا ہو میرے حضور
غم و فکر دُنیا رہے دل سے دور
ستمدیدہ چرخ پر فتنہ جم
شب و روز با خاطر پر الم
سو گئے وادی و کوہ آوارہ تہا
نہایت غریب اور بیچارہ تہا
ہر اک سے چھپاتا تہا وہ آپکو
نہ ہرگز جتاتا تہا وہ آپ کو
پری وار مردم سے پوشیدہ تہا
کہ آفت رسیدہ و غم دیدہ تہا
غرض رفتہ رفتہ بصد رنج و غم
گیا زابلستان مین وہ شاہ جم
شہپدار اورنگ زابل کا شاہ
رکھے ایک تہا دختر رشک ماہ
مہ و مہر سے حُسن مین خوب تہی
دلارام و دلدار محبوب تہی
وہ زلف دوتا اُس کی دام بلا
گرفتار جسکا نہووے رہا
وہ ابرو تھے یا تیغ بران تھے
وہ مژگان نہ تہے بلکہ پیکان تہے
کئے سیکڑون ایک نگہ سے ہلاک
ہزارون ملائے تہ خون و خاک
وہ قامت کہون یا قیامت کہون
قیامت ہے بالا وہ قامت کہن
کہون کیا کہ رفتار نے کیا کیا
کہ ہر گام پر فتنہ برپا کیا
لبون سے جو کچھہ اوسکے ہوا آشکار
دم عیسوی سے نہو زینہار
وہ چشم اوسکی خونریز مردم علام
ہوئی جس سے ترکون کی ترکی تمام
سوا خوبی و حسن کے وہ صنم
نہ مردون سے تہی کچھہ شجاعت مین کم
ہنر پہلوانی کے تہے اوسکو یاد
وہ تہی پہلوانی مین بہی اوستاد
جو درپیش آجاتی تہی کوئی جنگ
تو بیخوف و اندیشہ بن بیدرنگ
پہنتی تہی پوشاک مردانہ وہ
پئے رزم جاتی دلیرانہ وہ
دس پندرہ کی تہی وہ دلستان
خردمند و دانشور و نکتہ دان
جوان تہی و لیکن بہ تدبیر پیر
شعور و فراست مین تہی بے نظیر

ادسی سال مین جو منوچہر شاہ
کئیو زابلستان لایا پناہ
دلیر و ہنرمند صاحب جمال
جہان مین تھی وہ دلربا بیمثال
دلے باپ کو اُس کے انکار تھا
کسی کو نہ دیتا وہ زنہار تھا
رکے وصل کی اپنے جی مین ہوس
خوشی سے وہ ہمبستر اوسکا ہو بس
سو اُس دایہ نے ایکدن دخت کو
کہا تھا کہ اے دخت فرخندہ خو
کہ ہووے تو ہمخوابہ شاہ جم
اور اُس سے ہو اک طفل فرخ شیم
کہا تھا وہ دایہ نے جا کر شتاب
حضور شہنشاہ عالی جناب
یہ مژدہ جو تونے سنایا مجھے
تو راز نہان سب جتایا مجھے
وہ جم اتفاقاً وہان جو گیا
سر راہ اک باغ تھا شاہ کا
یہ تھی آرزوئے دل شاہ جم
کہ اس باغ مین چل کے اب کوئی دم
دلے حاجیون نے نہ جانے دیا
وہ ناچار مجبور سا رہ گیا
تلے اک شجر کے گیا بیٹھ جم
کہ ہو دور دل سے اغبار الم
پڑی اُس کی جمشید پر جو نظر
تو حیران ہوئی بس وہین دیکھکر
یہ پوچھا کہ تو کون ہے اے جوان
عیان کر تو مجھسے یہ راز نہان
کہون کیا کہ رکھتا تھا دولت عظیم
بہت حشمت و جاہ و شوکت عظیم
مجھے خواہش بادۂ ناب ہے
کہ دل رنج سے سخت بیتاب ہے
کہ ہو خاطر غمزدہ کو سرور
ذرا ہووے کلفت مرے دل سے دور
کہا یہ کہ اے بانوئے مہربان
در باغ پر ہے اک آیا جوان
اوسے اور ہرگز نہین کچھ ہوس
طلب وہ ساغر کی رکھتا ہے بس
کہا اوسنے تو بس صرف چاہی شراب
دلے اُسکو پہونچاؤنگی مین شتاب
یہ کہکر اوٹھی بس وہ سرو روان
پرستار کے ساتھ آئی وہان
یہ سمجھی وہین وہ بت دلستان
کہ ایرانیون مین سے ہے یہ جوان
اثر کر گیا عشق جمشید کا
گرفتار الفت ہوئی دلربا
تو پوچھا ہے اب کون زیر شجر
تو ٹھیرا ہے کیون سایہ مین آنکر
بس اب دیکھکر اس پرستار کو
تجھے یاد ہے آئی اے نیک خو

تو تدبیر سے اوسکی بدخواہ پر
شہ زابلستان نے پائی ظفر
بہت اوسکے شاہان طلبگار تھے
بہ نقد دل و جان خریدار تھے
یہ بس عہد واثق تھا باہمدگر
کہ وہ ماہ پیکر جسے دیکھکر
زن عاقل اک دایہ تھی دخت کی
کہ انجم شناس و خردمند تھی
ترے مین نے دیکھی جو طالع تو ہان
ہوا یون عیان مجھپہ راز نہان
یہ سن کر تو بیحد مسرت ہوا
بہت شادی مین تھی وہ دلربا
یہ سن شاہ نے مژدہ دلفروز
کہا قابلہ سے کہ اے نیکروز
غرض اس سبب سے وہ شاہ زمن
نہ سنتا تھا خواہشگرونکا سخن
اور اُس باغ مین تھی وہ دلدار بھی
جو دن رات جم کی طلبگار تھی
ذرا جی کو وان اپنے بہلائیے
صبا کی طرح سیر کر آئیے
ہوا خوش جو آئی تو بیرون باغ
وہ ٹھہرا اذرا با دل داغ داغ
کسی کام کیواسطے ناگہان
کنیز اُس پریزاد کی آئی وہان
عیان جم کی صورت سے تھی نیکوئی
درخشندہ تھی شوکت خسروی
دیا اُسکو جمشید نے یہ جواب
کیا چرخ نے میرا خانہ خراب
پر اب گردش بخت برگشتہ ہون
خراب و پریشان و سرگشتہ ہون
خداوند سے باغ کے لا شتاب
ابھی جا کے دو تین جام شراب
پرستار نے جب سنا یہ سخن
گئی باغ مین پیش رشک چمن
اگرچہ وہ آفت رسیدہ ہے پر
رخ خوب اوسکا ہے رشک قمر
پرستار سے سنکے وصف جوان
لگی کہنے وہ دختر دلستان
ہے لعل اور ساغر دلنواز
سرود و دف و چنگ و عشرت کا ساز
در باغ پر جب ہوئی جلوہ گر
تو صورت کو جمشید کی دیکھکر
ہوا زرد غم سے رخ لالہ رنگ
طرح غنچے کے ہی یہ جی سے بتنگ
لگی پوچھنے یون کہ اے خستہ حال
گرفتار تشویش رنج و ملال
مگر اس کنیزک پہ مایل ہوا
اسیر محبت ترا دل ہوا
اگر تجھکو ہے آرزوئے شراب
تو اس باغ مین لیجاؤن شتاب

کیا جب طلب اوس نے جمشید کو
تو سوچا یہ جمشید فرخندہ خو

کیا جم نے جانے مین آخر حذر
ولیکن وہ بولی حذر کچھ نکر

رکھے جان سے ہی گرامی مجھے
بہت پاس خاطر ہے میرا اوسے

غرض شوق سے تو یہان لن شتاب
کہ شاہد بہی ہو سرود و شراب

اور اب اوسکو دیکھا تو شیدا ہوا
اثر عشق کا دل مین پیدا ہوا

شہ جم کے رکھہ ہاتھہ مین اپنا ہاتھہ
خرامان چمن مین ہوئی اوسکے ساتھہ

کنیزان گل چہرہ آئین دہان
ہوئین جم کے آگے وہ سجدہ کنان

کیا شیشہ و جام پہر وہان طلب
ہوا دور عیش و نشاط و طرب

جو حکم اُس پریچہرہ نے یون کیا
تو پہر جام ساقی نے جم کو دیا

برسم شہان جو ہوا بادہ کش
یہ کہنے لگی جی مین وہ حور وش

کہا پہر یہ جمشید سے اے جوان
رہ دور سے ہے تو آیا یہان

لگی کہنے پہر یون وہ رشک قمر
تجھے خواہش بادہ ہے اسقدر

دیا شاہ جمشید نے یہ جواب
کہ ہے بیشتر مجھکو میل شراب

عجب چیز ہے بادہ اے نازنین
کہ دل سے کرے دور کلفت وہین

کرے بزدلون کو دم مین دلیر
پئے مے جو کوئی کرے کار شیر

خورش کے مزہ کو زیادہ کرے
غم دل کو بس دور بادہ کرے

زبس مجھکو تہی راہ کی ماندگی
تمنا ہوئی بادۂ ناب کی

کہ جمشید شاہ جہان ہے یہی
جہاندار شاہ شہان ہے یہی

یکایک یہ خاطر مین گذرا کہ اب
شبیہ شہ جم کو کرون مین طلب

تو دیکھے مین گلشن کی دیوار پر
پڑی اُس پریچہرہ کی جو نظر

کوئی شوق سے جیسے بیدرد و غم
ملاوے لب یار سے لب بہم

جو یون بیٹھے دیکھے کبوتر بہم
تو کچھ شرم سی آگئی پیش جم

تو فرمایئے انہیں سے اسدم جسے
کرون جیسا اوسکو مین ایک تیر سے

کہ زن بیشتر ہستی کرے وقت کار
نکر بیشتر ہستی تو اب زینہار

ولے ہمسری مرد سے کیا کرے
کرے ہمسری گر تو بیجا کرے

جو جاؤن مین مثل بت ودستان
مبادا بلا کوئی آوے یہان

پدر ہے مرا شاہ زابلستان
مین اوسکی ہون اک دختر دلستان

مجھے ہے یہ پراونگی روز و شب
جسے چاہون اُسکو کرون مین طلب

سنا تہا یہ جمشید نے پیشتر
کہ اک دخت ہے رشک شمس و قمر

گیا باغ مین شاہ جم پہر وہین
ہوئی شاد و خرم بت نازنین

گئی سیر کرنے وہ اک حوض پر
ہوئی فرش شاہانہ پر جلوہ گر

بحکم پریرو بمشک گلاب
شہ جم کے پہر پاؤن دہوئے شتاب

کہا نازنین نے کہ اب بیدرنگ
پلاؤ اسے بادۂ لالہ رنگ

کئے نوش جم نے پیالے سہ جام
ہوا دور اندیشہ دل سے تمام

کہ ہے یہ جوان یگان بادشاہ
کیا چرخ نے لیکن اس کو تباہ

ترے واسطے ہوئے حاضر طعام
وہ بولا کہ تم اور دو مجھکو جام

کہ جز بادہ تو کچھ نہین چاہے اور
نظر آئے مجھکو عجب ہے یہ طور

کبھی گر نپاؤن تو بیتاب ہون
مین بے صبر بے بادۂ ناب ہون

دل تیرہ کو روشنائی ہے مے
جسے کوفت ہو مومیائی ہے مے

جو ہو پیر فرتوت بہی بادہ کش
تو ہووے جوان پیکے انگور وش

کرے دفع سب ماندگی ہاے تن
لگے مے سے خوشتر بہار چمن

کیا جب فصاحت سے جم نے سخن
گمان ہے گئی تب وہ رشک چمن

لگی کہنے پہر جی مین یون داستان
کہ کیونکر یقین ہو مرا یہ گمان

کسی سے کہا یون کہ جا و شبیہ
مرے پاس ہے جم کی لاؤ شبیہ

تو دیکھا کہ بیٹھے کبوتر ہین دو
ملا کر بہم اپنی منقار کو

وہ دونون تہے سرگرم راز و نیاز
اُدہر سے نیاز اور ادہر سے ہے ناز

طلب کرکے پہر دو مین تیر و کمان
لگی کہنے جمشید سے یون کہ ہان

شہ جم یہ بولا کہ اے نازنین
جہان مرد ہون واں یہ لازم نہین

اگر لاکھ ہون زن ہو شجاع و دلیر
قوی اپنے نزدیک ہو مثل شیر

کہ زن زن ہے آخر کو مرد مرد
شعور زنان پیش مردان ہے گرد

دلیری و تدبیر و زور و ہنر / رکھے مرد ہی زن سے ہان بیشتر
یہ سنکر پریرو ہوئی شرمگین / عرق آگیا چہرے پہ بس ڈہین
کمان ہاتھ سے اُسکے جم کے گری / کیا عذر بھی اور بہت عاجزی
تو پھر دل جسے چاہا اُس زن کو یون / بصد شوق ہم بستر اپنا کرون
پریرو بھی اس رمز کو پا گئی / یہ بات اُسکے بھی دھیان مین آگئی
کمان سے ہوا تیر جس دم رہا / گری مادہ بسمل ہو نر اوڑ گیا
وہ پر زور تھی نازنین کی کمان / کہ زابل مین تھے جسقدر پہلوان
لگی جی مین کہنے کہ کیا احتیاج / شبیہ شہ جم کی دیکھون مین آج
غرض قوت و زور جم دیکھکر / ہوئی آفرین خوان وہ رشک قمر
تصور مین جم کے پیا پھر شتاب / پریچہرہ نے ایک جام شراب
کبوتر جو بیٹھا ہے پھر آن کے / نشانہ کرون تیر کا کر اوسے
مرادہ ہم آغوش ہو شوق سے / کرون اُسکو نخچیر مین ذوق سے
سمجھ یہ گیا شاہ جم بھی وہین / کہ میری طلب گار ہے نازنین
کہا اوس نے یہ ماجرا اک قلم / نگہ کی وہین دایہ نے سوئے جم
جو دیکھا تھا طالع مین تیر کو صواب / ہوا آشکارا بالطاف رب
بکر دیر جو وصل سے کامیاب / خوشی سے ہوا بہتر اُسکی شتاب
سنا اوس نے دایہ سے جب یہ سخن / ہوئی اور بیدار وہ سیمتن
سو دایہ سے بولی جو تو نے کہا / زرو سے کرم راست لاوے خدا
جو صورت سے جم کے مقابل ہوئی / تو بس باعث فرحت دل ہوئی
تو اورنگ و دیہیم کو یاد کر / دل پر الم سے کیا نالہ سر
پریرو نے دیکھا جو یہ حال جم / تو پوچھا کہ کیون تو نے کی چشم نم
یہ صحبت ہی دلچسپ بزم طرب / یہ اوقات گریہ کا کیا ہو سبب
یہ کہنے لگا جم کہ اے گلعذار / جو دنیا مین ہین عاقل و ہوشیار
سوئے پرنیان کی جو مین نے نگاہ / تو دیکھی شبیہ جم اے رشک ماہ
لگا رونے جون ابر بے اختیار / رہا کچھ نہ دل مین شکیب و قرار

حوالے مرے کر یہ تیر و کمان / ہنر دیکھ میرا تو اے دلستان
ولیکن دل مین افزون محبت ہوئی / زیادہ شہ جم کی الفت ہوئی
کہا پھر یہ جم نے کہ اے نیک خو / کرون گر ہدف تیر کا مادہ کو
مراد اس سخن سے تھی وہ رشک ماہ / کہ ہووے ہم آغوش جمشید شاہ
پیا جام پھر جم نے اور بیدرنگ / کمان کھینچکر ایک مارا خدنگ
پھر اک دم مین بیٹھا وہ نر آن کر / کہ بیٹھا ہوا تھا جہان پیشتر
کوئی کھینچ سکتا تھا اُسکو نہین / ولے جم نے کھینچی تو وہ نازنین
ہوا این یقین یون کہ جمشید ہے / تہ ابر پوشیدہ خورشید ہے
طلب گار جم کی ہوئی دل مین بس / ہوئی وصل کی اوسکے جی مین ہوس
شہ جم سے پھر آپ لیکر کمان / یہ کہنے لگی وہ بت دلستان
تو جس مرد فرخ پہ مایل ہو دل / ملاقات کا اُس کے سایل ہو دل
یہ اس گفتگو سے تھی اُسکی مراد / کہ ہو جفت جمشید فرخ نہاد
بہم گفتگو دان خوشی سے یہ تھی / کہ دایہ بھی آپہونچی اُس دخت کی
لیا جم کو پہچان اور یون کہا / کہ اے دختر مہوش دلربا
طلب گار تھی جسکی سو ہے یہی / شہ جم شہ نامجو ہے یہی
وہ دختر کہ تھی عاشق روئے یار / رکھے تھی تمنائے بوس و کنار
اور اپنے ہوئی دل مین خوش بیشتر / کہ معشوق مطلب ہوا جلوہ گر
پھر اتنے مین دان جم کی آئی شبیہ / وہ دایہ کو اوسنے دکھائی شبیہ
شہ جم کو دایہ نے پھر دی شبیہ / اور اُس نے وہ اپنی جو دیکھی شبیہ
لگا کھینچنے نالہ پھر شہریار / ہوئی زار بھی نرگس اشکبار
نگہ کرکے اب تو سوئے پرنیان / ہوا کس لئے یان تو نالہ کنان
گیا کسطرف ہائے تیرا خیال / مگر مجھ سے کچھ تو نے پایا ملال
ستمدیدگان کے وہ احوال پر / غم و درد سے نالہ کرتے ہین سر
مجھے یاد آیا وہ جاہ و حشم / بزرگی و اورنگ و تاج و علم
کیا جور چرخ ستمگر نے ہائے / کیا ظلم اس سفلہ پرور نے ہائے

کیا شاہ جمشید کو یون تباہ
دو مار سیہ جس کی ہین کتف پر
کراب ہے وہ برگشتہ اختر کہان
کہین ہے اسیر بلائے بزرگ
کہ ہے آپ جم یہ شہ ناجو
کہا پہر یہ خلوتین تو ہی ہی جم
شہ جم یہ بولا کہ اے دلستان
تعلق بہت نازنین نے کیا
کریگا تو انکار گر لا کہہ پر
بہانہ تو کرتا ہے اب بار بار
ترے وصل کا مجھکو مژدہ دیا
تری ہی تمنائے دیدار تہی
نہ آرام جان ہے نہ کچھ مجھکو تاب
غرض آخرکار لایا ادھر
بہت شاہ سے ہو کے خواستگار
تو مجھ سی دلارام و دلدار سی
جدائی کے ہون درد سے بیقرار
یہ کہکر لگی رونے بے اختیار
یہ دل تجھ پہ صدقے کرون بلکہ جان
کیا دخت نے جب بہت لگار
مخالف مرا ایک تو بخت ہے
مجھے دوسرے تجھ سے اندیشہ ہے
یہ سنکر لگی کہنے وہ گلعذار
کہ بدخواہ تیری نہون زینہار
یہ جب درمیان آئے قول و قسم

لیا چھین یکدست تاج و کلاہ
وہ صورتین ہین دیو سے بہی بتر
بجز نام اوسکا نہین کچھ نشان
ہوا یا کہین لقمہ شیر و گرگ
ولیکن چھپاتا ہے یہ آپ کو
نہ پوشیدہ رکھ مجھسے جانین ہین ہم
سراپا غلط ہے یہ تیرا گمان
ولیکن یہ انکار کرتا رہا
کرونگی نہ تجھسے مین اب درگذر
نہین جائیگا پیش کچھ زینہار
اور اس راز سے مجھکو واقف کیا
دل و جان سے تیری طلبگار تہی
نہ دلمین شکیب اور نہ آنکھوں مین خواب
مرا جذبہ دل تجھے کھینچکر
نہ اقبال مین نے کیا زینہار
پریچہرہ و ماہ رخسار سے
خدا کے لئے مجھ سے ہو ہمکنار
زبان پر یہ لائی کہ اے نامدار
تو کر مجھ سے راز نہفتہ عیان
یہ کہنے لگا تب شہ نامدار
مرا دشمن جان وہ کمبخت ہے
کہ زن کا نہ ہرگز وفا پیشہ ہے
کہ ہر زن نہین بیوفا زینہار
دل و جان سے تیری مین ہون وفادار
تو ایمن ہوا بس وہین شاہ جم

جہان کا کیا شاہ ضحاک کو
نہین ہے خبر شاہ جمشید کی
خدا جانے جیتا ہی یا مر گیا
یہ قصہ بیان جب کہ جم نے کیا
کنیزونکو یکسر کیا وان سے دور
کہا مین نہین جم تو بولی کہ ہان
مجھے جم جو سمجھی تو اے مہ جبین
بہت کر کے پہر عجز اور انکسار
کہ تجھکو لیا مین نے پہچان اب
یہ دایہ جو بیٹھی ہوئی ہے یہان
کہ تجھ سے خدا دے مجھے اک پسر
تری شیفتہ ایک مدت سے ہون
خدا سے یہ خواہش تہی آنا مجو
غنیمت سمجھ تو مرے وصل کو
کہ تجھ پر دل زار دیوانہ تہا
نہو شوق سے گر ہم آغوش اب
نہین تو کرون اپنے سینے کو چاک
مقرر ہے تو جم مجھے ہے یقین
جو کچھ راستی ہے وہی بات تو
مجھے راستی سے نکیون ہو حذر
خبر اوسکو پہونچے مبادا کہین
نہین ہے پسندیدہ عاقلان
قسم ہے مجھے اب تری جان کی
نہ کر خوف و اندیشہ آ نامور
کہا قصہ پہر جم نے اپنا تمام

دیا تاج و تخت ایک ناپاک کو
نہین حال سے اوسکے کچھ آگہی
ہوا اوسکا کیا جانے احوال کیا
تب اوس دخت دایہ نے جی مین کہا
رہی دایہ اور وہ بت رشک حور
یہ کہتی ہے کیا پیکر پرنیان
مگر کوئی ہمشکل ہوتا نہین
وہ بولی کہ اے خسرو نامدار
تو مت جان مجھکو انجان اب
خبردار ہے راز سے یہان
یہ سنکر شب و روز و شام و سحر
گرفتار غم ایک مدت سے ہون
کہ کسطرح تیری ملاقات ہو
کسی طرح تیری ملاقات ہو
ترے عشق مین سب سے بیگانہ تہا
تو صد حیف ہے اور بڑا ہی غضب
کرون آپکو ایکدم مین ہلاک
تو اقرار کرتا بہلا کیون نہین
رکہے ہے تو پوشیدہ آنا مجو
کہ رکھتا ہون دو چیز سے مین خطر
اور آجائین لوگ اوسکے آنا زمین
کہ زن پر عیان ہو مجھے راز نہان
قسم ہے مجھے اپنے ایمان کی
سمجھ اس مکان کو نہ جائے خطر
کیا ظاہر آگے پریوش کے تمام

پری چہرہ کے ہاتھ مین جم کا ہاتھ — طرف قصر کے لیگئی اپنے ساتھ
کیا جا کے آراستہ تخت زر — ہوئی ساتھ جمشید کے جلوہ گر
بندھا عقد جسطرح آئین تھی — ادا کی جو رسم رہ دین تھی
ہوئے عہد پیمان محکوم باہم — ہوا ساتھ گلرو کے پیوند جم
ہوئے عقد پر بخت و دولت گواہ — ہوئی شہ کی منکوحہ وہ رشک ماہ
سر مہد زرین ہوئی جا گزین خواب — ہوا اتصال مہ و آفتاب
ہوئے بے حجابانہ وہ ہمکنار — عجب رنگ کی وہ گھڑی تھی بہار
ہوا چہرہ فیروز رنگ مراد — نشانہ پہ بیٹھا خدنگ مراد
وہ باہم لگے عیش کرنے مدام — مئ عیش کے وہ لگے پینے جام
کئی روز گذرے کہ وہ سیمبر — بہت کم لگی آنے پیش پدر
تو کرنے لگا اُس کی جستجو — کسی نے خبر دی کہ وہ ماہرو
ہوئی اک جوان سے گرفتار اب — رہے ہے ہم آغوش وہ روز و شب
یہ سنتے ہی بس وہ ہوا خشمگین — اور آئی رہ جب دختر نازنین
تو چین بر جبین ہو کے ازرہ خشم — لگا کہنے اُس سے کہ اے شوخ چشم
ہوئی اسقدر ہائے بیباک تو — اوڑانے لگی سر بسر خاک تو
کیا چاک سب شرم کا پیرہن — لیا جامۂ بیحیائی پہن
کیا رات کو تو نے ہم سے نہان — دلے رنگ رو سے ہے تیرے عیان
وہ تھی حاملہ اُن دنون گلبدن — ہوا زرد تھا رنگ رشک چمن
کیا عرض اُسنے کہ سُن اے پدر — دیا حکم تھا تو نے یہ پیشتر
کہ چاہے جسے اوس سے بیخواب ہو — سو آیا عمل مین بطرز نکو
وے شیشۂ ننگ توڑا نہین — رہ نیک سے منہ کو موڑا نہین
رکھا مین نے ناموس کو مد نگاہ — کیا جفت وہ شاہ عالم پناہ
جہان مین کوئی اُسکا ہمسر نہین — کوئی جاہ مین اُس سے برتر نہین
یہ دایہ نے بھی عرض شہ سے کیا — شہا مین نے جو تجھکو مژدہ دیا
بفضل خدا اوسنے پایا ظہور — ہوا جلوہ گر مہر مقصد کا نور
شہ جم یہان آ گیا ناگہان — ہوئی حاملہ اوس سے یہ دلستان
سنی دایہ سے اوسنے یہ بات جب — شہ زابلستان ہوا شاد تب
یہ بولا کہ خوش تو نے مژدہ دیا — مرے دلکو مسرور و شادان کیا
یہ ہے یاوری بخت کی سر بسر — ہوا جو گذر شاہ جم کا ادہر
مقرر اوسے باندھکر صبح گاہ — روانہ کرون سوئے ضحاک شاہ
کہ ہو مجھ سے خوشنود وہ شہریار — فزون ہو مرا عز و جاہ و وقار
مجھے لطف سے اور اقلیم دے — دُر و لعل بخشے زر و سیم دے
یہ سنکر وہ دلدار رونے لگی — وہ بیصبر و بیتاب ہونے لگی
یہ بولی کہ اے خسرو نامجو — تو جور و تعدی کے در پئے نہو
روا رکھ نہ خونریزی شاہ جم — مری جان پر تو نہ کر یہ ستم
جو لے اپنے کشور مین آ کر پناہ — دغا ساتھ اوسکے ہے بیداد شاہ
اُٹھا اپنے دل سے ذرا یہ خیال — نہ لے اپنی گردن پہ ناحق وبال
سدا تخت و دیہیم رہتا نہین — ہمیشہ زر و سیم رہتا نہین
نہ اپنا سمجھ ملک و دیہیم کو — سمجھ خاک لعل و زر و سیم کو
نہ بیچارے پر جور و بیداد کر — خداوند جان آفرین سے بھی ڈر
گزند غریبان نہ کر تو پسند — نہ بدنام ہو اے شہ ارجمند
تو جمشید کو مجھسے مت کر جدا — وگرنہ مرے تن سے کر سر جدا
یہ کہکر وہ رونے لگی زار زار — فغان بس لگی کرنے بے اختیار
ہوئی بسکہ گریہ کنان نازنین — تو رحم آ گیا باپ کو بالیقین
یہ بولا کہ اے دخت والا تمیز — مجھے تیری خاطر بہت ہے عزیز
تو خاطر کو رکھ جمع شام و سحر — کہ اس کام سے مین نے کی در گذر
اذیت نہ جم پر رکھونگا روا — نہ ہرگز گزند اُسکو پہنچاؤنگا
اوسے بلکہ دون ملک ایران پناہ — زیادہ کرون عز و توقیر و جاہ
یہ کہہ جا کے میر لطیف سے خطاب — کہ اے بادشاہ ثریا جناب
سحر مین بھی آؤنگا تیرے حضور — غم و فکر کو رکھ تو اب اپنے دور

ہوئی شاد وہ دختر دلستان / گئی پیش جمشید دوڑیں دوان
سنا تھا جو کچھ باپ سے سو کہا / دل شاہ کو مطمئن کر دیا

فروزاں ہوا جب کہ نور سحر / ہوا مہر خورشید جب جلوہ گر
گیا پیش جم شاہ زابلستان / جھکا کر سر اپنا پھر اوسنے وہاں

کہا یوں کہ اے شاہ عالی تبار / نہو بدگمان مجھ سے اب زینہار
یقین جان تو جب تلک زندہ ہوں / یہ دختر کنیز اور میں بندہ ہوں

نہ دنیا کچھ اندیشہ کو دل میں راہ / کہ خدمت میں حاضر ہونگی شام و پگاہ
دلاسا وہ دیتا تھا شام و سحر / دیے دلیں جمشید کے تھا خطر

یہی قصد تھا یاں سے ٹل جائیے یہ / ملے جبکہ قابو نکل جائے یہ

گریختن جمشید از زابلستان بطرف ہندوستان و گرفتار آمدن از راہ بدست مردمان ضحاک و کشتہ شدن او

بہت دن رہا شہر زابل میں جم / و لے دل کو تھا اوسکے آرام کم
وہ دلدار تھی رات دن اوسکے پاس / وہ تسپر بھی رہتا تھا ہر دم اداس

رہی تھا شب و روز اندیشہ مند / کہ پہونچے مبادا یہاں کچھ گزند
کسی نے کہا آکے شہ بینظیر / یہ جا ہے ہیں یانکے وزیر و امیر

کہ تجھ کو پکڑ کر بحال تباہ / روانہ کریں سوئے ضحاک شاہ
نہیں تو وہ لشکر ادہر کھینچکر / کریگا تبہ ملک کو سربسر

ہوا جب خبردار اس بات سے / گریزاں ہوا شاہ جم گھات سے
وہ زابل سے چلکر سوئے چین گیا / ولیکن وہاں بھی بہت کم رہا

وہاں سے سوئے ہند راہی ہوا / بیابان نورد تباہی ہوا
جو گھبرا گیا راہ کے رنج سے / گیا بیٹھ سایہ میں اک نخل کے

وہ از بسکہ تھا اپنے جی سے بتنگ / لگا بخت ناساز سے کرنے جنگ
کہ اے بخت کمبخت کیا جور ہے / بھلا یہ بھی ظالم کوئی طور ہے

خراب اور آوارہ مجھکو کیا / ملا خاک میں ہائے تونے دیا
ہوا پھر مخاطب سوئے فلک / کہ اے چرخ بیداد کب تک تلک

کہاں تک پھروں یوں میں بے صبر و تاب / کہاں تک پھریں میں تباہ و خراب
یہ ناسازی بخت سے سربسر / کہ سرگشتہ ہوں میں یوں شام و سحر

عدم سے نہ آتا میں ہستی میں کاش / نہوتا مجھے یہ غم جان خراش
یہ کرتا ہوا زاری و آہ جم / ہوا سے ذرا سو گیا ایکدم

اوسے آگیا خواب ور ناگہان / ہوا فتنۂ خفتہ بیدار وان
اجل بھی کمین گاہ میں تھی کہیں / سو وہ آگئی اوسکے سر پر یہیں

غرض ایک ضحاک کا ایلچی / کہ ساتھ اوسکے تھوڑی سی تھی فوج بھی
کہیں اتفاقاً جو گذرا ادہر / وہ تھا سوئے خاقان چین پہر

شہ جم کو پہچان اوسنے لیا / گرفتار اوسکو وہیں کیا
بحال پریشان و بندگران / گیا سوئے ضحاک جم کو روان

کسی کا نہیں یہ جہان دوستدار / کسیکا نہیں چرخ گردندہ یار
عبث ہے جو دولت پہ پھولے کوئی / طرح گل کے شادی سے پہولے کوئی

کہ دولت بھی ہے آہ ناپایدار / نہ دنیا کو ہے کچھ ثبات و قرار
ذرا دیکھنا حال جمشید کا / کہ تھا چرخ پر جسکا تاج و کلاہ

ہوا پھر گرفتار زنجیر و بند / اوسے چرخ گرداں سے پہونچا گزند
خبر سنکے بولا یہ ضحاک شاہ / کہ ہاں جم کو لاؤ بحال تباہ

گیا جبکہ جم آگے ضحاک کے / پس پشت تھے ہاتھ دونوں بندھے
فقط پاؤں میں کچھ نہ زنجیر تھی / بندھی تھی رسن اوسکی گردن میں بھی

الم سے تمام اوسکا چہرہ تھا زرد / گرفتار خواری تھا وہ نیکمرد
اٹھاتا نہ تھا شرم سے سر وہان / اور آنکھوں سے تھے اوسکے آنسو روان

خوشی سے وہ ضحاک بیٹھا ادگر / ہو خندہ زن حال یہ دیکھکر
لگا کہنے ظالم یہ جمشید سے / فروزاں تر از رتبہ خورشید سے

پر اب اسطرح کیوں ہوا خوار تو | خرابی میں کیوں ہی گرفتار تو
ہوا کسلئے تجھسے برگشتہ بخت | کہاں ہی ترا اب وہ دیہیم و تخت
کہاں بادشاہی و تاج و علم | کہاں لشکر و فوج و جاہ و حشم
کہاں حکمرانی کہاں گیر و دار | کہاں وہ ترے رسم و آئین کار
جواب اوسکو جمشید نے یہ دیا | کہ مجھسے نصیبا جو یوں پھر گیا
تو بیجا ہی اس بختیاری پہ ناز | عبث ہی پھر اس تاجداری پہ ناز
نہ مغرور دولت پہ ہو اسقدر | ذرا روز بد کا بھی اندیشہ کر
تجھے بھی یہ پیش آئیگا ایکروز | رہیگا نہ تیرا صدا نیک روز
کریگا فلک تجھکو خوار اسطرح | کہ دیکھے ہی تو مجھکو اب جسطرح
لگا کہنے پھر یوں کہ بیداد گر | کہ کھینچوں تجھے اسگھڑی دار پر
کروں یا قلم سر کو شمشیر سے | پیروؤں ترے تن کو یا تیر سے
ذرا کہہ کہ کیا ہے تری آرزو | وہ منظور ہے جو کہے مجھسے تو
یہ گفتار سنکے لگا کہنے جم | کہ مجھکو نہیں اسقدر کچھ ہی غم
قضا نے یہ چاہا تو کیا خوف و باک | تو جسطرح چاہے مجھے کر ہلاک
یہ ضحاک نے پھر کسی کو کہا | کہ چیروا سے ایک آرہ منگا
وہ دو تختے لایا اور ایک آرہ بھی | شہ جم کو تختے سے باندھا تبھی
پھر آرہ سے چیرا اوسے بس وہاں | ہوئی ایک جم سے دو پیکر عیاں
جہاں سے عبث ہی امید وفا | کہ بیمہر ہے اور سراپا خطا
نہ دور فلک کا ہی کچھ اعتبار | کہ پھرتا رہے ہے یہ لیل و نہار
جو ہو ار جمشید اوسکو یہ چرخ دوں | کرے آخر کار اوسے سرنگوں

پھر اکدم ہی موجود یہان سازمرگ ۔ سدا گوش زد تھی یہ آواز مرگ
عجب اوس نازنین کو یہ پہونچا جو غم ۔ تو رنج و الم سے ہوئی نوحہ گر
اوسے کام تھا اشکباری کا ساتھ ۔ سدا شغل تھا آہ و زاری کے ساتھ
وہ ٹوٹا یا بست اوسکی بیداد دہر ۔ پھر آخر کو وہ مرگئی کھاکے زہر
کہ خلق تھی ایک کو شہرناز ۔ اور اس دوسری کا تھا نام ارنواز

خبر یہ گئی سوے زابلستان ۔ ہوا قتل جمشید شاہ جہان
نہ آنکھوں مین خواب اور نہ دلکو قرار ۔ لگی رہنے بیتاب لیل و نہار
نہ تھی آشنا وہ خور و خواب سے ۔ وہ بیگانہ تھی صبر اور تاب سے
وہ ہمشیر تھین شاہ جم کی کہین ۔ اونہین لوگ لائے پکڑ کر وہین
انہین شاہ ضحاک نے کر طلب ۔ رکھا اپنے گھر مین بلطف و طرب

خواب دیدن ضحاک و ترسیدن ازان خواب ہولناک

وہ ضحاک تا زیست اپنی قتل جم ۔ جہان مین لگا کرنے جور و ستم
گئے قتل اور گاہ غارتگری ۔ ہوئی تازہ رسم ستم پروری
و در مرد جوان کو وہ بے خوف و باک ۔ طلب کرکے ہر روز کرتا ہلاک
وہ ہوتے غریب اور با ارجمند ۔ روا جان پر اونکی رکھتا گزند
غرض مغز کو اونکے لیکر تمام ۔ کھلاتا وہ سانپونکو ہر صبح و شام
لگا کرنے بیداد وہ بیحساب ۔ پھر اوسنے کہین رات کو ایک خواب
یہ دیکھا کہ پیدا ہوئے تین گرد ۔ اور اونمین سے دو مین کلان ایک خرد
کیا حملہ تینون نے ضحاک پر ۔ ہوا جس سے عاجز وہ بیدادگر
وہ گرد دلاور کہ تھا نوجوان ۔ سو اوسنے دہن ایک گرز گران
جو مارا سر شاہ ضحاک پر ۔ تو یکسر پریشان ہوا مغز سر
ستمگر کے ہاتھونکو باندھا شتاب ۔ رسن ڈال گردن مین کھینچا شتاب
اوسے لیگئے کھینچ بالاے کوہ ۔ کیا سخت اوسکو زبون و ستوہ
ہوا دیکھکر خواب وہ ہولناک ۔ ہوا دل کو اندیشہ و خوف و باک
کیا خواب مین اسقدر اک فغان ۔ کہ لرزان ہوا سر بسر وہ مکان
ہوئے وہ جو بیدار اہل حرم ۔ دل اونکا ہوا ہول سے پر الم
لگے پوچھنے شاہ سے کیا ہوا ۔ یہ فرماؤ کیا فتنہ برپا ہوا
فغان خواب مین کیون کیا اسقدر ۔ لگے کانپنے جس سے دیوار و در
یہ ضحاک بولا جو یہ داستان ۔ سنو تم تو یکسر پریشان ہو جان
مری زندگانی سے ہو نا امید ۔ نشاط جوانی سے ہو نا امید
کہا اوسنے پھر قصۂ خواب شب ۔ یہ ٹھہرا کہ ہو جلوہ گر صبح جب
تو اختر شناس آکے حاضر ہون یہان ۔ کرین اسکی تعبیر یکسر بیان
جو تابان ہوا چرخ پر آفتاب ۔ تو حاضر ہوے موبدان شتاب
سنی داستان خواب کی یک قلم ۔ گئے ہوش اور ہوگیا بند دم
یہ دریافت دانشوران نے کیا ۔ ہوا بخت برگشتہ ضحاک کا
زوال اوسکی دولت کا پہونچا قریب ۔ ہوئی اوسکو بیدولتی اب نصیب
ولے خوف جان سے وہ خاموش تھے ۔ نہ زنہار اونکے بجا ہوش تھے
یہ اندیشہ تھا گر کہین راست اب ۔ تو ہووے شہ نامور پر غضب
ابھی جان پر اپنے پہونچے گزند ۔ نہ کہتے تھے کچھ اسلیے ہوشمند
دیا تین دن تک نہ ہرگز جواب ۔ بیان کی نہ زنہار تعبیر خواب
جو روز چہارم ہوا شہ خفا ۔ تو ناچار یون موبدان نے کہا
کہ اے شاہ اقبال راہی ہوا ۔ تہی تجھسے اب تخت شاہی ہوا
ہوئی عمر آخر بس آیا زوال ۔ ہوا تو گرفتار رنج و ملال
فریدون کوئی شخص ہوویگا ۔ بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ
وہ ممتاز نسل کیان ہوویگا ۔ وہ فرمانروای جہان ہوویگا
کہین ہوویگی گاؤ پرمایہ ایک ۔ سو پالیگی اوسکو بآئین نیک
ہوا لیکن ابتک وہ پیدا نہین ۔ کچھ آثار اوسکے ہویدا نہین

کہا شہ نے پہر خواب مین کسنے ہان — مری سر پہ مارا ہی گرز گران
لگے کہنے یون عاقل و ہوشیار — فریدون بھی ہوگا وہ ای شہریار
وہ ماریگا اک گرزہ گاو سر — کریگا تجھے یان سے آکے بدر
یہ پوچھا پہر اوسنے کہ ظاہر کرو — فریدون مرا کیون بد اندیش ہو
وہ بولے کہ ای شاہ بیخوف و باک — کریگا پدر کو تو اوسکے ہلاک
غرض تجھسے چاہیگا خون پدر — کریگا تجھے قتل وہ آن کر
سنی شاہ نے جب وہ تعبیر خواب — ہوا درد و غم سی وہ بیصبر و تاب
نہ ٹک ہوش قایم رہی شاہ کو — زمین پر گرا بس وہین تخت سی
جو ہوش و حواس اوسکے آئی بجا — تو پہر تخت پر پاؤن اوسنے رکھا
وہ بیخور و بیخواب رہنے لگا — شب و روز بیتاب رہنے لگا
نشانِ فریدون کی تہی جستجو — لگے ہاتھہ دشمن یہ تہی آرزو
کئے لوگ چارو نطرف کو روان — کرین جستجو تا بگرد جہان
کیا حکم یون شاہ ضحاک نے — دیا سب کو فرمان یہ ناپاک نے
کہ نسل کیان سی جسے پاؤ تم — گرفتار کرکے یہان لاؤ تم

سناؤن فریدون کی اب داستان — بخوبی کرون مین یہ قصہ بیان

داستان تولد شدن فریدون

ملک زادہ اک آبتین نام تہا — خرد مند اور نیک فرجام تہا
وہ تہا نسل مین شاہ طہمورث کی — خطا اصل مین اوسکی ہرگز نہ تہی
گرامی تبار و خجستہ نژاد — پدر بر پدر شاہ فرخ نہاد
ہمیشہ تہا ایران مین مسکن گزین — وے گہر سے نکلے تہا باہر نہین
کہ ضحاک ناپاک کے مردمان — کیانی کو بس دیکہہ پاتے جہان
تو لیجاتے اوسکو گرفتار کر — یہی جی مین تہا خوف شام و سحر
رہے تہا وہ پوشیدہ گہر مین مدام — کہین آنے جانے سے تہا کچھہ نہ کام
اوسے جاودان بیم ضحاک تہا — دل اوسکا شب و روز غمناک تہا
اور اوسکی تہی اک زوجہ سیم فام — کہ فرزانگ و ہنرائین کا تہا تمام
ہوئی وہ زن مہر وش باردار — ہوا اوس سے پیدا پہر اک گلعذار
جبین سے عیان اوسکی شان تہی — نمودار تہا فر شاہنشہی
فریدون نہ کہا باپ نے اوسکا نام — اوسے دیکہکر دل ہوا شاد کام
پہر اوس آبتین نے یہ جی مین کہا — کہ دل بیٹھے بیٹھے تنگ آگیا
نکل گہر سی چلیے اب سوے دشت — وہان چلکے کیجے ذرا سیر و گشت
یہ کہکر وہین سوے صحرا گیا — لگا پہرنے اور سیر کرنے لگا
ادہر ناگہان لوگ ضحاک کے — جو پہونچے تو پہچانکر بس اوسے
گرفتار کرکے بحال تباہ — وہین لیگئے پیش ضحاک شاہ
کیا قتل آخر اوسے شاہ نے — کیا یہ ستم ہاے ناپاک نے
فریدون کی ماں کو یہ پہونچی خبر — تو اندیشہ و لیکن ہوا بیشتر
نہ اوس سرزمین مین رہا زینہار — کہ رہتی جہان تہی وہ لیل و نہار
وہان سے شتابی سی وہ ٹلگئی — فریدون کو لیکر نکل وہ گئی
کہین ایک دلچسپ تہا مرغزار — وہ پہونچی وہان بادل سوگوار
وہان کا نگہبان تہا حق شناس — اور اک گاو پر شیر بہی اوسکے پاس
کہ پرمایہ تہا نام اوس گاو کا — غریبونکو شیر اوسکا بس وقف تہا
غرض مالک گاو نے زود تر — پلایا فریدون کو شیر اسقدر
کہ بس ہوگیا سیر وہ شیر خوار — نہ خواہش رہی شیر کی زینہار
وہان ایک شب وہ زن نیکذات — رہی اور آخر ہوئی جبکہ رات
تو وسواس یہ آگیا ناگہان — کہ چلیے کہین اور نہ رہیے یہان
مبادا کوئی یان نہ پہچان لے — مری اور اس طفل کی جان لے
ولیکن جو غمگین رہی تہی مدام — ہوا شیر تہا خشک اوسکا تمام
وہ سوچی کہ یہ کودک شیر خوار — نہ زندہ رہے شہر مین زینہار
وہ طفل اندنون دودہنی کا تہا — شب و روز سوچ اوسکی جینے کا تہا
وہ ناچار ہوکر بہت بیحواس — گئی دوڑ کر اوس نگہبان کے پاس
لگی رونے وان جاکے بے اختیار — کیا اوسکے آگے بہت انکسار

یہ کہنے لگی ایک دن خستہ ہوں ۔ نہایت بہیچ و اندوہ وابستہ ہوں
یہ بچہ ہے بیچارہ و بے پدر ۔ تو کر پرورش اسکی شام و سحر
ٹھکانا نہیں اور پاتی ہوں میں ۔ ترے پاس اب چھوڑ جاتی ہوں میں
اوسی گاؤ پرمایہ کا دیجو شیر ۔ کہ پروردہ ہو کودک دلپذیر
قبول اوس جوانمرد نے سب کیا ۔ فریدون کو لے پاس اپنے رکھا
ہوئی واں سے رخصت اوسے سونپکر ۔ نہ دیکھا ذرا اوسنے پھر کر ادھر
رواں سوئے البرز وہ زن ہوئی ۔ رہی جاکے واں اور ایمن ہوئی
یہاں مالک اوس گاؤ پرمایہ کا ۔ فریدون پہ رکھتا تھا شفقت بڑا
اوسے جانتا تھا بجائے پسر ۔ وہ کرتا تھا شفقت بجائے پدر
وہ مصروف تھا پرورش میں مدام ۔ پلاتا تھا شیر اوسکو ہر صبح و شام
گئے جب گذر الغرض تین سال ۔ فریدون کی ماں کو یہ آیا خیال
سوئے مرغزار اب ذرا جائیے ۔ وہاں سے فریدون کو لے آئیے
ہوئی کوہ البرز سے وہ رواں ۔ مسافت کو طے کرکے آئی جہاں
کہا اوسنے آکر کہ اے مرد پیر ۔ مجھے دے مرا کودک دلپذیر
کہ البرز میں پاس سے لیجاؤں اب ۔ رکھوں پاس اپنے اسے روز و شب
وہ بولا کہ ہے یہ ابھی خرد سال ۔ اسے ہوویگی واں اذیت کمال
نہ لیجا تو ویرانے میں طفل کو ۔ گزند اسکو کچھ پہونچے ایذا نہو
وہ کہنے لگی یوں کہ اے مرد نیک ۔ مری دل میں گذرا ہے وسواس ایک
خدا کی طرف سے ہوئی رہبری ۔ کہ رکھنے میں یاں کے نہیں بہتری
یہ کہکر اوسے لیگئی بس وہاں ۔ جہاں اسکا البرز میں تھا مکاں
ہوئی شاہ ضحاک کو جب خبر ۔ کہ بیٹے میں ہے آبتین کا پسر
یہ سنکر ستمگار و بد روزگار ۔ رہ کین سے آیا سوئے مرغزار
نگہبان کو اور گاؤ کو کر ہلاک ۔ کیا ظلم اوسنے یہ بیخوف و باک
کیا پھر وہ ظالم شتابی رواں ۔ فریدون کے رہنے کا تھا جو مکاں
نشان کچھ نپایا فریدون کا جب ۔ کیا سارے ایوان کو مسمار تب
بد اندیش تھا گرچہ ضحاک شاہ ۔ ولے تھا فریدون پہ فضل الٰہ
کہ آنے سے ضحاک کے پیشتر ۔ اوسے لیگئی یاں سے ماں آنکر
سر کوہ اک مرد درویش تھا ۔ کہ روشن ضمیر و صفا کیش تھا
فریدون کو وہ لیگئی اوسکے پاس ۔ کہا یوں کہ اے مرد ایزد شناس
یہ بچہ ترا بندہ ہے اور غلام ۔ کرم کی نظر رکھہ تو اسپر مدام
سر عجز سے پہر فریدون کا سر ۔ رکہا مرد درویش کے پاؤں پر
کیا عجز ماں نے فریدونکی جب ۔ اوسے رحم آیا فریدون پہ تب
جو کچھ قوت اوسکو پہونچتا بہم ۔ تو دیتا وہ دونو نکو بے رنج و غم
لگا کہنے درویش پھر ایکروز ۔ کہ یہ طفل فرخندہ و نیک روز
خداوند روئے زمین ہوویگا ۔ شہنشاہ باداد و دین ہوویگا
یہ چھینیگا ضحاک کا تخت و تاج ۔ شہان جہاں سے یہ لیگا خراج
کریگا یہی قتل ضحاک کو ۔ جہنم کو بھیجیگا ناپاک کو
زبان خوش سیر ہی یہ بولا یہیں ۔ کہ ہے طور سے اوسکے مجھکو یقین
کہ بدخواہ سے تخت و دیہیم لے ۔ ظفر مند ہو ہفت اقلیم سے
ہوا الغرض شانزدہ سالہ جب ۔ سر کوہ البرز سے آئے تب
فریدون نے صحرا میں مسکن کیا ۔ نہ زنہار کچھ خوف دل میں کیا
یہ پوچھا کہ اے مادر مہربان ۔ ہمارے پدر کو تہ آسمان
کیا شاہ ضحاک نے کیوں ہلاک ۔ ملایا اوسے کیوں تہ خون و خاک
وہ قصہ تھا جو کچھ کہا اوسنے تب ۔ یہ سنکر فریدون ہوا پر غضب
کہا ہے سوئے ضحاک بیداد گر ۔ میں اب جاکے لیتا ہوں خون پدر
وہ بولی کہ ضحاک ہے بادشاہ ۔ رکھے ہے وہ ساتھ اپنے گنج و سپاہ
تو سکتا ہے کچھ اوسکے ہمسر نہیں ۔ ترے پاس لشکر نہیں زر نہیں
نصیبو نہیں ہے ترے شاہ اگر ۔ تو کیا اضطراب اسقدر اے پسر
ذرا صبر کر تو بالطاف رب ۔ جو کچھ چاہیے سو مہیا ہو سب
کرے شاد لطف الٰہی تجھے ۔ میسر ہو اسباب شاہی تجھے

فریدون یہ سنکر ہوا خشمگین
یہ پاسخ دیا اپنی مان کو وہین
خدا نے کیا ہے مجھے بھی دلیر
اکیلا لڑونگا مین مانند شیر
مددگار میرا ہے پروردگار
نہین خوف ضحاک سے زینہار
کرون ایکدم مین اوسے غرق خون
زر و تاج و اورنگ سب چھین لون
وہ بولی کہ یہ کار دشوار ہے
پسندیدہ تیری نہ گفتار ہے
تجھے قوت و زور اتنا کہان
کہ ہو ہم نبرد اوس سے تو ایجوان
یہ گفتار مستانہ بہتر نہین
کہ سر ہو نہ برباد اسمین کہین
نصیحت مری آپ سر رکھ تو یاد
رکھے حق سدا تجھکو آباد و شاد
سنو آگے احوال اب کاوہ کا
کہ کیا اوسنے کار نمایان کیا

سنحرف کشتن کاوہ آہنگر از ضحاک و ابنوہی بسیار فراہم آوردن و با فرزندان آمادہ موافقت فریدون گردیدن

ستمگار ضحاک بد روزگار
فریدون کی جانب سے لیل و نہار
رکھے دل مین تھا بیم و خوف و ہراس
بجا تھے نہ کچھ اوسکے ہوش و حواس
بہت مردم آزاری اوسنے جو کی
تو ضحاک سے خلق آزردہ تھی
یہ اوسکی شب و روز تھی آرزو
کہ یارب فریدون شہ نامجو
کرے آگے ضحاک کا سر جدا
خداوند ہو تاج و اورنگ کا
تلاش فریدون سے تہا اونکو کام
غرض منتظر وقت کے تھے مدام
کہین ایکدن ظالم کینہ جو
طلب کر بزرگان اقلیم کو
یہ بولا مرا دشمن جان و مال
جہان مین ہے اک کودک خردسال
دل اوسکی طرف سے جو ہو دردمند
شب و روز رہتا ہے بیم و گزند
مجھے یاد ہے قول مردان پیر
سمجھیے نہ دشمن کو ہرگز حقیر
خبر مجھکو پہونچی ہے اگر یہان
کہ اب وہ گیا سوے ہندوستان
اگرچہ ابھی سال مین خورد ہے
ولیکن دلیری مین اک گرد ہے
خردمند شش بزرگان ہے وہ
دلاور بسان دلیران ہے وہ
یہ ہے عزم میرا کہ ای مردمان
پری دیو مردم کی فوج گران
فراہم کرون اور بجا لاؤن ادہر
شتاب اوسکو لاؤن گرفتار کر
سفر مجھکو درپیش ہے دور کا
یہ خرد و کلان سے تمہون مین چاہتا
کہ اک آپ طیار محضر کرین
گواہی و مہر اپنی اوسپر کرین
یہ مضمون ہو مرقوم اوسمین تمام
کہ ضحاک ہے خسرو نیک نام
نہین کار اوسکو بجز عدل و داد
جہان اوسکے لطف و کرم سے ہو شاد
شہ خلق یہ راست گفتار ہے
جہان پرور و نیک کردار ہے
خطر بسکہ تھا اوس ستمگار کا
سبہون نے یہ ناچار محضر لکھا
ہر اک شخص کی پہر گواہی ہوئی
نشانی بفرمان شاہی ہوئی
ولیکن جو کاوہ تھا آہنگر ایک
دلیر و خردمند تھا مرد نیک
کہین نوبت اوسکی تھی فرزند کی
یہ اوسدن ہوس شاہ کے دل مین تھی
کہ کاوہ کے فرزند کو قتل کر
کھلا دیجیے سانپون کو مغز سر
وہ کاوہ ہوا آنکر دادخواہ
لگا کہنے نالان پیش شاہ
کہ ای شاہ سن میری فریاد کو
ذرا کام فرما نہ بیداد کو
تو ہے اژدہا پیکر و پیلتن
جہاندار سالار شاہ زمن
وے کسلیے ہمیشہ سختی و جور
ذرا کیجیے اپنے دل مین تو غور
کہ یہ بہی ہے انصاف کوئی بھلا
لکھے نام تو داد و بیداد کا
کرے میری فرزند کو یون ہلاک
نہ آوے ترے دل مین کچھ ترس باک
پہر اپنی بہلائی کا محضر لکھے
نکوئی کا مضمون سراسر لکھے
یہ گفتار سنکے وہ حیران ہوا
ہراسان ہوا دل مین ترسان ہوا
نہ کہا روا خون بیچارے کا
ادسے اوسکا بیٹا حوالے کیا
لگا کہنے کاوہ سے وہ تاجور
کہ اب مہر جلد اپنی محضر پہ کر
پڑھا جبکہ کاوہ نے محضر روان
ہوا تب خروشان و نعرہ زنان

بزرگان اقلیم سے یون کہا
کہ اے سروران تمنے یہ کیا کیا
خطر سے شہ دیو چہرہ کے اب
گرفتار عصیان ہوئے ہائے سب

کیا تمنے ہرگز نہ کار نکو
غرض سوئے دوزخ رکہا سب نے رو
یہ کہکر شتابی سے بیخوف و باک
کیا اوسنے یکدست محضر کو چاک

کیا اور بہی کچہہ سخنہائے سخت
حضور خداوند دیہیم و تخت
پہاڑ وہ انجمن سے وہین اوٹہہ گیا
اور اوسکا وہ بیٹا بہی ہمراہ گیا

ہوئے آفرین خواہ وہ سب شاہ کو
یہ کہنے لگے اے شہ نامجو
ہوا کاوہ گستاخ اور بے ادب
حق نعمت شہ گیا بہول سب

حضور خداوند روئے زمین
زبان پر وہ لائے سخنہائے کین
رہ کینہ سے چاک محضر کیا
اطاعت سے پیچیدہ یون سر کیا

شقاوت سے لی اب رہ انحراف
کیا یان سے بس جو کچہ وہ برخلاف
مگر دوستدار فریدون ہوا
کہ دشمن ترا زیر گردون ہوا

نہ فرمانبری کی جو گمراہ نے
تو پہر کیون تحمل کیا شاہ نے
دیا شاہ ضحاک نے یہ جواب
تحمل کا مجہسے نہ پوچہو حساب

کیا آنکے کاوہ نے جب خروش
تو یکبارگی اوڑگئی میری ہوش
لگا پیٹنے اپنے سر کو وہ جب
بس اک خوف آیا مرے دلکو تب

خدائی جو چاہا سو یارو کیا
اور آگے کریگا جو کچہ چاہیگا
گیا جبکہ وہ کاوۂ کینہ خواہ
فراہم ہوئی پاس اوسکی سپاہ

طلب کرکے پہر چرم آہنگران
بنایا وہین اک علم اوسکو تان
علم ہاتہہ مین لے کے وہ نامور
روانہ ہوا وان سے بس بیشتر

یہ کہتا تہا ہر بار کرکے خروش
کہ اے نامداران باعقل و ہوش
فریدون کا ہو جسکے دل مین خیال
سو آدمی سیہان وہ خجستہ خصال

کرے چاکری پہر نہ ضحاک کی
رفاقت کری ترک ناپاک کی
ہوئے جمع وان شہری و لشکری
ہوا پہر فزون رتبۂ سروری

وہ کاوا تہا بس آگے آگے روان
پس کاوہ انبوہ پیر و جوان
کہان ہے فریدون یہ واقف تہے
مگر سر اوٹہا کے وہ سیدہے چلے

غرض رفتہ رفتہ تفحص کنان
وہ پہونچے وہان تہا فریدون جہان
جو کاوہ حضور فریدون گیا
ادب سے جہکا اپنے سر کو دیا

کیا عرض ایصاحب تاج و تخت
تری یار دولت مددگار بخت
تو ضحاک کا چلکے دیہیم لے
جہاندار ہو ہفت اقلیم لے

یہ سمجہا فریدون عالیجناب
کہ تائید غیبی ہوئی ہم رکاب
کیا شکر لطف جہان آفرین
بجا سجدۂ شکر لایا وہین

رفتن فریدون بمعیت کاوہ بارادۂ جنگ ضحاک و نشستن بر تخت شاہی و تسخیر ملک بتائید خدا

میسر ہوا جب یہ جاہ و حشم
سپاہ فراوان تاج و علم
ہوا خوش فریدون فرخ سیر
کیا تاج شاہنشہی زیب سر

علم پر جو تہا چرم آہنگران
کیا زیر دیبائے رومی نہان
بنی پیکر گوہرین اوسپہ ایک
بہت نادر و نغز و دلچسپ و نیک

وہ یکدست تہا سرخ و زرد و بنفش
رکہا نام پہر کاویانی درفش
علم کی جو اسطرح تزئین ہوئی
ہمیشہ کو یہ رسم و آئین ہوئی

کہ ہو جو کوئی بادشاہ جہان
تو پہنے منگا چرم آہنگران
بناکر علم اوسکو پرزر کرے
مزین بدیبا و گوہر کرے

شہان کیان نے بصد فرخی
یہ رسم و رہ نیک جاری رکہی
کیا پہر فریدون نے یہ عزم جزم
کہ ضحاک سے کیجئے اب چلکے رزم

گیا پاس مان کے یہ اوسنے کہا
کہ رکہتا ہون قصد ایران کا
دعا کر تو اے مادر مہربان
کہ ہوئین ظفریاب جاکر وہان

وہ جاہ و حشم دیکہہ شادان ہوئی
ولیکن جدائی سے گریان ہوئی
دعا دیکے پہر رخصت اوسکو کیا
اور اوس دم خدا سے یہ کی التجا

که سونپا تجهی یا رب اپنا اسیر
نگهدار رهنا تو شام و سحر
روانه هوا پهر وه عالی جناب
هوا کا وه لشکر کو ہمرکاب

فریدون کی تهی دو برادر بزرگ
ولیکن وه تهی کینه ور مثل گرگ
فریدون نی ساتهه اپنی انکو لیا
وه فور عنایت سی شادان کیا

پهر آهنگر اوس شاه نی کر طلب
کیا حکم اسطرح اوسکو کہ اب
بناوی تو اک گرزه گاو سر
مرتب کیا اوسنی بس زود تر

اوترتا تها شب کو وه لشکر جهان
سحرگاه هوتا تها وان سی روان
اسیطرح هر روز تهی ره نورد
سر چرخ پهونچی تهی لشکر کی گرد

وه پهونچی کهین اوسجگهه ایکبار
که ایزد پرستون کی تهی وان قرار
رها شاه تنها وهان وقت شب
اور امداد کی وسنی وان طلب

فریدون کو الهام اوسدم هوا
فریدون کا دل جب سی خرم هوا
یه آواز آئی که دل شاد کر
یه افسون بتاتی هین سو یاد کر

پهر اک شخص پیدا هوا ناگهان
که رکهتا تها وه صورت راستان
فریدون کو سکهلائی افسونگری
یه بولا که ای لایق سروری

کوئی آهو در پیش مشکل جهان
یه افسون تو پڑهنا به بیکران
که هو جاوی آسان مشکل تمام
بن آوی شتابی سی یکدست کام

یه سنکر فریدون نی رخ نهاد
هوا لیکن اپنی دین شاد شاد
خوشی سی زیاده اور قوت هوئی
زیاده فریدون کو همت هوئی

ترقی پہ اقبال تہا شاہ کا ۔ ظہور اوسکی تہا دولت وجاہ کا
بڑے بہائی دونون تہے جو کینہ ور ۔ حسد لیگئے یہ حشم دیکہکر

لگے کہنے باہم کہ ہے یہ غضب ۔ جو ہون اوسکی محکوم ہر روز و شب
فریدون کو بس قتل اب کیجیے ۔ نہ تاخیر کو راہ یان دیجیے

کہا ایک نے ہے یہ مشکل کمال ۔ ہلاک فریدون ہے امر محال
ہوا دوسرے نے یہ اوسکو جواب ۔ نہیں لازم اس کام مین اضطراب

کرینگے ہلاک اوسکو تدبیر سے ۔ بہانے سے حیلے سے تدبیر سے
کہین ایکدن بادل پر صفا ۔ تہ دامن کوہ سوتا وہ تہا

گئے پس وہ دونون شقاوت نشان ۔ اوکہاڑا وہان ایک سنگ گران
سر کوہ سے اوسکو غلطان کیا ۔ کہ تا ریزہ ریزہ ہو سر شاہ کا

یکایک سنی اوسنے آواز سنگ ۔ ہوا شاہ بیدار بس بیدرنگ
فسون کو کیا شہ نے ورد زبان ۔ ہوا بند وہ سنگ غلطان وہان

نہ غلطان ہوا پہر ذرا بیشتر ۔ بد اندیش حیران ہوئے دیکہکر
رہا کر سے پہر خروشان ہوئے ۔ وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئے

یہ بولے کہ ہمکو تعجب ہے یان ۔ ہلا کسطرح یان سے سنگ گران
اگر کوہ سے ہائے گرتا کبہی ۔ تو ضایع فریدون بہی ہوتا ابہی

جہان آفرین نے رکہا اب نگاہ ۔ بجا لائے شکر لطف آلہ
ولیکن فریدون نے سمجہا وہان ۔ کہ یہ کام انکا ہی تہا بیگمان

نہ کچہہ منہ پہ اونکے کہا زینہار ۔ زیادہ کیا اونکا جاہ و وقار
بصد فرخی پہر شہ نیکمرد ۔ دم صبح وان سے ہوا رہ نورد

بیابان اور کوہ کی راہ سے ۔ سپاہ و حشم شوکت و جاہ سے
جہان دجلہ تہا شہر بغداد کا ۔ فریدون کو کاوہ وہان لیگیا

گذر یان سے کشتی جو والی طلب ۔ ندی اور ہوا شہ وہان پر غضب
گیا وون ہی دریا مین گہوڑا اڑا ۔ روانہ ہوئی فوج بہی بعد ازان

نہ ہرگز ذرا دلمین آیا خطر ۔ گئے بیجہ زخار سے سب اوتر
وہان سے جہاندار گیتی ستان ۔ ہوا سوئے بیت المقدس دوان

مکان وہ بنایا تہا ضحاک نے ۔ کیا تہا بلند اوسکو ناپاک نے
سبت دور سے وہ نظر آئے تہا ۔ فلک بہی اوسے دیکہہ شرماتا تہا

طلسم ایک تہا وہ درون مکان ۔ بلاہائے دشوار تہین جہان
گیا اوس مکان مین وہ شاہ دلیر ۔ دلیری کو جسکے نہ پہنچے تہا شیر

نمایان ہوئی وہ بلائے عظیم ۔ سیہ دیو اور اژدہائے عظیم
فریدون نے افسون اوسیدم پڑہا ۔ کہ عاجز ہوئے دیو و اژدہا

کیا گرز سے اونکو وون ہی ہلاک ۔ پہر آگے گیا شاہ بیخوف و باک
وہان ایک ایوان رنگ آیا نظر ۔ محلل بیاقوت و لعل و گہر

یہ کاوہ سے پوچہا کہ کسکا ہے تخت ۔ لگا کہنے یون کاوہ نیکبخت
کہ یہ تخت ضحاک تازی کا ہے ۔ ولے اب فریدون غازی کا ہے

بصد فرخی پہر شہ نامور ۔ سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
پہر اک شخص وان شاہ کو لیگیا ۔ اور اوس شخص سے شاہ نے یون کہا

کہ ضحاک بیدادگر ہے کہان ۔ جو کچہہ تجہکو معلوم ہو کر بیان
یہ بولا کہ سوئے سند وہ زشت خو ۔ فریدون کی کرنے گیا جستجو

اور ہمراہ لیگیا لشکر بیکران ۔ زرہ پوش مردان جنگی یلان
درون طلسم اوسکا ہی مال و زر ۔ رکہا ہے یہان گنج و لال و گہر

رہی فوج تہوڑی سی باقی وہان ۔ طلسم و حرم خانہ کی پاسبان
ہوا سنکے خوش شاہ آفاق گیر ۔ تصرف مین لایا وہ زرین سریر

لیا مال و زر اور توڑا طلسم ۔ نہ چہوڑا خزانہ نہ چہوڑا طلسم
خدا کا ادا شکر نعمت کیا ۔ کہ جسنے خداوند دولت کیا

گیا پہر شہنشاہ گیتی پناہ ۔ بسوئے شبستان ضحاک شاہ
ہوا اتفاق جو وان شتاب ہوا ۔ فریدون شبستان مین داخل ہوا

بتان پری چہرہ و سیمبر ۔ ہوئین شادمان شاہ کو دیکہکر
یہ بولین کہ ہم تہے اسیر بلا ۔ کیا آن کے تو نے ہمکو رہا

وہی خواہران جم ناسور / لگین کہنے یون چشم کو کرکے تر
کہ اک دیو پیکر کی صحبت مین تہے / گرفتار ہم اک مصیبت مین تہے
ہوا ہے پہ باری خدا مہربان / کہ بہیجا بجاہ و حشم تجہکو یان
یہی اپنے دلکی ہے اب آرزو / کہ جبتک جہان ہے جہانبین ہے تو
وہ بولی کہ تجہسے تہا اوسکو خطر / تجسس کو تیری گیا ہے اودہر
کہ ہندوستان کو مسخر کرے / دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے
تجہے جبکہ جادو سے پہونچے گزند / وہ بیخوف ہو زیر چرخ بلند
کہ بدخواہ تیرا سدا خوار ہو / تو دایم جہانبین جہاندار ہو

اوٹہایا تہا جسنے جور رنج و عذاب / کہین کیا وہ آ شاہ عالیجناب
اودہر اوس سیہ رو کا تہا ہم پہ باس / اودہر اژدہاے سیہ کا ہراس
پہری دن ہوا پہر مددگار بخت / کہ آیا تو اوسی وارث تاج و تخت
یہ پوچہا فریدون نے اے دلربا / سو ہند ضحاک اب کیون گیا
کہ شاید کہین ہاتہ آجائے تو / سوال اسکے یہ ہے اوسے آرزو
بہم وان سے پہونچا ہے اک سحرکار / فسونساز و جادوگر و ہوشیار
دلے چاہتا ہے یہ عالم تمام / وہ چاہے پہ سر ایک کی صبح و شام
رہے تیرا اقبال و دولت قرین / نگہبان ہو تیرا جہان آفرین

نشستن فریدون بر تخت کیان و گرفتار ساختن ضحاک را و تسخیر کردن ملک

ہوا جبکہ ضحاک کا تخت گاہ / نصیب شہنشاہ گیتی پناہ
ہوا ہمسر عرش و افلاک تخت / کہ بیٹہا جہاندار فیروز بخت
ہوئین کامران وہ پری پیکران / بہم بزم خسرو کامران
ہوا رونق افزاے تخت کیان / فروزندہ خورشید بخت کیان
گیا پاس ضحاک کے بہاگ کر / وہان جاکے اوسنے کہی یہ خبر
کسی طرف سے لاکے فوج گران / سوے شہر بغداد آئی روان
نمایان ہے چہرہ سے فر کیان / خداوند دولت ہے وہ نوجوان
رکہے ہے وہ پاس اپنے گرز گران / جوانمرد ہے جنگجو پہلوان
تہے دیو گردان جنگ آزما / جو وان تہے اونہین تہس سکر کیا
ہوا تیری داخل شبستان مین / تصرف کیا تیرے ایوان مین
ولے اوسنے پنہان کیا راز کو / کہ تا کوئی لشکر مین بیدل نہو
نہین جاکے اندیشہ کچہہ زینہار / رہا چاہیے شاد لیل و نہار
کہ اب سوچ کچہہ تو شہا چاہیے / اوسے کیونکہ مہمان کہا چاہیے
وہ مہمان کوئی آفت دہر ہے / بڑا یہ غضب ہے بڑا قہر ہے
اودہر ہمکنار اوس سے ہو شہرناز / اودہر اوسکو پہلو مین ہو ارنواز

سراپا گلستان ہوا وہ مکان / ہوا تازہ یکدست باغ جہان
شبستان ہوا غیرت صد چمن / ہوئی رشک باغ ارم انجمن
کیا شاہ نے ملک تسخیر جب / ہوا کامیاب نشاط طرب
جو تہا کندرہ نامی اک پہلوان / طلسم و زر و مال کا پاسبان
کہ شاہان شہ گرد گردن بلند / جوان و دلیر و قوی ارجمند
بزرگ اونہین وہ [illegible] / دلاور ہے پر زور ہر گروہ سے
وہ سرکردہ ہے لشکر و فوج کا / سپہدار و ممتاز فرمانروا
بجاہ و حشم اوسنے دان [illegible] / وہ توڑا طلسم اور لیا مال و زر
کیا زیر پا اپنے تیرا وہ تخت / ہوا بیگمان تیرا برگشتہ بخت
ستمگار سمجہا یہ سنکر خبر / کہ پہونچا فریدون وہان [illegible]
کہا یون کہ مہمان کوئی ہوئیگا / جو رخ اوسنے سوئے شبستان کیا
یہ گفتار سن اور کہا پیچ و تاب / دیا کندرو نے یہ اوسکو جواب
رکہے جو کوئی گرز گاؤسر / شبستان مین شوخی کرے [illegible]
کہ یون خواہران جہاندار جم / رہین بیچا پانہ اوس سے بہم
پہرا شہر مین اوسکا لشکر تمام / ہوے آدمی اوسکے چاکر تمام

یہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نے
تری بات کا کچھ نہین اعتبار
نہ اب ناظم شہر تجھکو کرون
تو ہرگز نہو پھر دور تخت سے
ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر
کیا حکم ضحاک نے پھر وہین
فریدون شہ نامور تھا جہان
کہ اوسکو ستم سے وہ پرخون تھے سب
دلیران و مردان و برنا و پیر
وہ لشکر جو یون ہوگیا برخلاف
کیا مشورہ پھر یہ دلین وہین
ہوئی رات جسدم تو وہ بیحیا
کمند ایک لیکر گیا پھر وہین
ہوئی شعلہ تیز آتش رشک تب
بلندی سے بدخواہ آیا فرود
وہ گرز اوسکے سر پر جو مارا شتاب
ملا دیجئے اسکو نہ خون و خاک
اسے قید کر کوہ کے درمیان
کہین کوہ تھا اک دنباوند نام
بشاہی اوسے سال گذرے ہزار
کہ نام نکوئی رہے یادگار
ہوا جبکہ ضحاک پر فتحیاب
شتابی سے حاضر ہوئے آنکر
کیا شاہ نے اونپہ لطف و کرم
نوازشگری کرنے کی اختیار

توی خواہش مرگ ناپاک نے
ذرا بھی نہین راستی زینہار
نہ خدمت سے تجھکو کوئی زینہار لی
نہو کامران افسر و تخت سے
نہ بگڑے ترا کام وہ کام کر
کہ گردن رکھے اب سر اسپ زین
وہان شاہ ضحاک آیا دوان
طلبگار عہد فریدون تھے سب
کہ تھے پہلوانی مین وہ بینظیر
تو بیداد گر دلین سمجھا یہ صاف
کہ تنہا مسلح ہون اب پھر کہین
ہوا غرق آہن مین سرتا بپا
چڑھا پھر سر بام کاخ برین
دل اوسکا ہوا گرم کین و غضب
فریدون نے اوسکو جو دیکھا تو زود
تو ضحاک کو پھر رہی کچھ نہ تاب
زمین تاکہ ناپاک سے ہووے پاک
رہے یہ گرفتار بند گران
وہان غار تھا اژدہا تھے تمام
ہوا جب اوسکے گرفتار و خوار
ہمیشہ نکونام ہے برقرار
سعادت ہوئی شاہ کو ہمرکاب
حضور شہ عادل دادگر
فزونتر کیا اونکا جاہ و حشم
کیا عدل اور داد دلین نہاد

ہوا کندرو پر بہت خشمگین
ترا خوف سے دل پریشان ہے
اوسے کندرو نے یہ پاسخ دیا
بھلا شہریاری نہو جب تجھے
سنی جبکہ گفتار ارباب ہوش
غرض کرکے تیار لشکر تمام
ولے فوج بیدل تھی ضحاک سے
سنا فوج نے جب فریدونکا نام
فریدون کے آگے ہوئے سب رفیق
کہ کرتا نہین خیر خواہی کوئی
سو خوار لگا وہ فریدون چلون
یہ اوسدم بنی صورت نابکار
جو دیکھا تو ایوان مین ار زوان
شتابی سے ایوان مین ڈالی کمند
اوٹھا لیکے وہ گرز گاؤسر
فریدون نے پھر یہ ارادہ کیا
صدا غیب سے لیکن آئی تبھی
فریدون نے جسدم سنی یہ صدا
کیا بند لیجا کے ضحاک کو
یہ دنیا کہ ہرچند ہے بے ثبات
فریدون مین تھی یہ صفت سب سبب
تو سب نامداران و گردان شہر
کیا عرض یون ہم ہین فرمانپذیر
سر تخت ایران و توران مکین
لکھ وہ کیا دان و گنج و درم

لگا کہنے یون اوس سے از رو کین
تو ماری خطر کے گریزان ہوا
کہ مجھکو ہے اب یہ گمان خسروا
کرے ناظم شہر کیونکر مجھے
تو آیا ستمگار کے دلین جوش
روانہ ہوا اور وہ تیزگام
نہ راضی تھا کوئی بھی ناپاک سے
دل اونکا ہوا خرم و شادکام
کہ تھا حق شناس و کریم و خلیق
نہین چاہتا سیری شاہی کوئی
وہان جاکے بس قتل اوسکو کرون
کہ کوئی نہ پہچانے پھر زینہار
فریدون بھی ہے شوق مین گرم نار
کہ وان جاکے پہونچا شہ کو گزند
مقابل ہوا اوسکے وہ آن کر
کہ اک ضرب اور اوسکے سر پر لگا
کہ باقی ہے اسکی ابھی زندگی
تو ضحاک کو قید وہین کیا
رکھا سرنگون اوسمین ضحاک کو
ولیکن جہان مین ہے بہتر یہ بات
کیا جز نکوئی نہ کار دگر
کہ تھے دولت و مال سے شاد بہر
پرستندہ شاہ آفاق گیر
ہوا خواہ شاہنشہ دادودین
رعیت نوازی یہانتک کہ کر

نکوئی جو کی شہ نے زیر فلک | تو نام نکوئی ہی ہے اب تلک | جو کار فریدون کرے بیگمان | فریدون وہی ہے تہ آسمان
ہمیشہ کرے جو کوئی کام نیک | تو بیشک ہو آغاز و انجام نیک | سنو تم کہ آگے کرون مین بیان | فریدون کے بیٹون کی اب داستان

تقسیم کردن فریدون ملک را بہر سہ پسران و رشک گشتن سلم و تور و کشتہ شدن ایرج از دست آنہا

شہ ہفت اقلیم کے تھے سہ پور | کہ تھا اونکا نام ایرج و سلم و تور | ملکزادہ ایرج وے خرد و تنہا | خرد مند دانشور و خوش لقا
ہوئی جب جوان بادشہزادگان | ہوئی یون تمنا کے شاہ جہان | سہ دختر جہان ایک مان سی ہون | فزون حسن مین ماہ انور سی ہون
تو انکو وہان کتخدا کیجیے | نہ تاخیر کو راہ ٹک دیجیے | کوئی مرد دانا تھا صندل بنام | طلب کرکے اوسکو شہ ذو الکرام
یہ بولا کہ گرد جہان پہر کے تو | جو ہے مدعا اوسکی کر جستجو | اوسے جبکہ فرمان شاہی ہوا | تو رخصت ہوا اوسی وہ راہی ہوا
بہت ملک مین گشت اوسنے کیا | وے جبکہ شہر یمن مین گیا | لوگون سے وان کے ہوا یہ عیان | کہ حسب تمنا کے شاہ جہان
رکہے تین دختر ہے شاہ یمن | پری چہرہ و مہوش و سیمتن | سپہدار کا وان کے تہا مہرو نام | گیا وان رسول مبارک پیام
فریدون کا پیغام یکسر کہا | وہ اقبال شاہ یمن نے کیا | فریدون ز جب دم سنی یہ نوید | ہوا خوش کہ دل کی بر آئی امید
بصد حشمت و شوکت و فر و شان | کیا شاہزادون کو شہ نے روان | گئے جب وہ سوئے دیار یمن | ہوا شاد تب شہریار یمن
پری طلعتون کو کیا کدخدا | بہت مال اور گنج اونکو دیا | ہوے وان سے پہر سوے ایران روان | ملکزادگان اور وہ مہوشان
فریدون کے دل مین یہ آیا خیال | کہ اب مین ہوا پیر پرینہ سال | کرون ملک تقسیم ہر ایک کو | کہ باہم برادر نہون کینہ جو
دیا سلم کو روم و خاور وطن | ملا تور کو ملک توران و چین | ولی ملک ریزہ ایران تمام | مقرر کیا شہ نے ایرج کے نام
سو روم و خاور گئے سلم و تور | رہا ایرج ایران مین با صد سرور | وہ کرنے لگے بادشاہی وہان | ہوئے تخت و دیہیم کے کامران
یکایک دل سلم بیدل ہوا | سوے کین ایرج وہ مایل ہوا | قناعت نہ کی خاور و روم پر | نہ آیا پسند اوسکو بخشش پدر
سو تور لکہکر کے نامہ شتاب | رسول ایک بہیجا کہ لاوے جواب | لکہا تہا یہ مضمون کہ بہتر ہین ہم | نہ زنہار ایرج سے کمتر ہین ہم
ذرا سوچ اب ایخداوند تور | کہ ہرگز نہین باپکو کچہہ شعور | دیا اوسکو اورنگ و دیہیم و زر | کہ مجہسے بہی اور تجہسے ہے خرد تر
کیا ملک ایران کا ایرج کو شاہ | کہ ہے جائے آسایش و تختگاہ | مجہے اور تجہے ملک ایسا دیا | جہان جنگ و کینہ ہے صبح و مسا
یہان کا ہے حاصل بہی ایران سے کم | غنیموں سے ہے رزم و کین دمبدم | یہ تقسیم ہے مجہکو بس ناگوار | تری مصلحت کیا ہے اے شہریار
جو نامہ پڑہا تور نے سربسر | ہوا دل مین اپنے غضبناک تر | لکہا پہر وہین سلم کو یہ جواب | کہ اے بادشاہ ثریا جناب
بہر نیک و بد تیری شامل ہون مین | یقین جانیو تو کہ یکدل ہون مین | ترے ساتہہ مین دل سے پیوستہ ہون | پے قتل ایرج کمربستہ ہون
اگر دس نامہ بر کو بہیجے پدر | روانہ کرو اب تو ہے خوب تر | یہ پیغام بہیجو کہ ای بادشاہ | بزرگی و خردی پہ کیجے نگاہ
ہمین تخت ایران سزاوار ہے | یہ ایرج کو لائق نہ زنہار ہے | رہ راستی پر وہ آجائے گر | تو بہتر ہے ورنہ ہے تیغ و سپر

جب آیا رسول خرد مند یان / کیا سلم نے تب یہ اوس سے بیان
کہ دونون برادر نے بعد از درود / کہا یون کہ اب زیر چرخ کبود
نہین خوب یہ رسم و آئین و داد / کہ ایرج کو دی تخت و تاج و کلاہ
ستم ہے جو کہتر کرے مہتری / غضب ہے کہ کمتر کو ہو برتری
یہ ہے حق مین ایرج کے خوب ذکو / کہ ایران سے دست بردار ہو
شتابی سے ہون گے جو ایران روان / قیامت کرین ایک برپا وہان
وہان سے روانہ ہو پیغام بر / جو آیا حضور شہ نامور
فرستندہ گان کیطرف سے دیا / درود اوسنے اور شہ زر کے صفا
کیا عرض پھر یون کہ پیغام بر / اگر بندہ اور زبان سے ہے بس بیخطر
اگر میری تقصیر ہووے معاف / تو پھر مین گذارش کرون صاف صاف
تو کہنے بیخطر ہو کے یکسر پیام / بیان شوق سے کر حقیقت تمام
پیام درشت اور سخنہای سخت / کہے سب حضور خداوند تخت
کیا مین نے یکدست تقسیم ملک / کیا تینون کو یعنی تسلیم ملک
جو مجھسے نہین تو خدا سے ڈرو / نہ زنہار باہم خرابی کرو
تو را گوش دل سے مری سن تو پند / کہ قائم نہین دور چرخ بلند
شہ نامور سے یہ سنکر جواب / فرستادہ رخصت ہوا پھر شتاب
کیا پھر یہ راز نہفتہ عیان / کہ پرخاش پر ہین وہ گردنکشان
ارادہ کیا از رہ سرکشی / کہ تجھپر کرین آکے لشکرکشی
اگر مین بھی تیرا مددگار ہون / معاون ترا وقت پیکار ہون
وہ ہین کینہ جو زیر چرخ کہن / تو کیا فکر رکھتا ہے ایجان من
جہاندار نے پھر کیا یون بیان / کہ اے نور چشم سعادت نشان
تو ہے خورد اور یہ نہین تجھ مین تاب / جو اونسے نبرد آزما ہو شتاب
وہ یکدل ہوئے ہر دو جنگ آوران / فراہم کیا لشکر بیکران
پسندیدہ عقل و رائے تکو / یہی ہے کہ تو اون سے ہو صلح جو
کہ تا جان پہ تیری نہ پہنچے گزند / تو ایمن رہے زیر چرخ بلند

کہ سوئے فریدون روانہ ہو تو / یہ پیغام لیجا جہاندار کو
ہوا خسروا عقل کو تیری کیا / کیا دور بس دل سے ترس خدا
یہ کر غور و لیکن کہ مہتر ہین ہم / سزاوار اورنگ و افسر ہین ہم
کوئی گوشۂ ملک کافی ہے بس / عبث ہے اوسے اور باقی ہوس
وگرنہ سواران جویای کین / دلیران رومی و ترکان چین
پھر ایران و ایرج ہون دونو / خبر شرط ہے دیجے اسکا جواب
ادب سے ہوا وہ ہی سجدہ کنان / کہا سرکو اپنے سر آستان
لگا پوچھنے یون کہ وہ ہین بشاد / وہ بولا کہ ہان تجکو کرتے ہین یاد
یہ بندہ تمہارا گنہگار ہے / کہ لایا پیام ایک دشوار ہے
یہ کہنے لگا شاہ عالم پناہ / پیام آوران ہین سدا بیگناہ
کہا جبکہ یہ شاہ آزادہ نے / تو کھولی زبان پھر فرستادہ نے
فریدون یہ سنکر ہوا تند و گرم / یہ بولا کہ آتی نہین اونکو شرم
بدی کچھ نہین مین نے کی زینہار / فروزتر کیا فخر و جاہ و وقار
مجھے اب تمنا ہے تاج و سریر / نہین کچھ کہ دیکھو ہوا مین تو پیر
رہو راضی اب میری تقسیم پر / پے کینہ خواہی نہ باندھو کمر
فریدون نے ایرج کو کر کے طلب / کہا بھائیون کا وہ پیغام سب
کیا سلم اور تور نے اتفاق / رکھے ہین تمسے ساتھ دونون نفاق
کمر قتل پر تیرے باندھی ہے بس / ترا چھین لین ملک یہ ہے ہوس
تو میری بھی ہو دین مقابل وہان / وہ گردنکشان کھینچکر تیغ کین
یہ بولا وہین ایرج نامجو / وہ لاؤن عمل مین جو ارشاد ہو
تری ہین وہ دونون برادر بزرگ / ہوئے تجھسے اب کینہ جو مثل گرگ
مری ہے یہ حالت کہ بس ہو چکی / کیا ترک شاہی ہوا گوشہ گیر
یہان ساتھ اونکے نہین تاب جنگ / نہ فوج اسقدر ہے نہ اسباب جنگ
سر لطف شاہی سے اب در گذر / نہ رکھے لین کچھ خواہش تاج و فر
نہ آرام جان افسر و زر رہا / قلم آخرش شمع کا سر ہوا

سنی گوش جان سے فریدون کی پند
لگا کہنے یون ایرج ارجمند

کہ زنہار اے شاہ فرخندہ بخت
نہیں کچھ مجھے الفت تاج و تخت

جو دنیا و دولت نہیں پایدار
تو غم کہائے کیون مردم ہوشیار

یہ کینہ اگر پھر اورنگ سے ہے
پئے پادشاہی اگر جنگ ہے

تو گذرا مین اس تاج و اورنگ سے
بہم صلح بہتر ہے اب جنگ سے

حضور اونکے جاؤن مین آپ ہی پیادہ
نہ وسواس کو دل مین اپنے دو راہ

کرین خرد ہون اور وہ ہین بزرگ
بجا جاہ و حشم بہی ہین مجھسے سترگ

کرون عذر خواہی انہین دلپذیر
مبارک تمہین ہووے تاج و سریر

مجھے و سر مین کچھ نہین جب جاہ
نہین کچھ تمنائے تاج و کلاہ

مری ساتھ کسواسطے خشم و کین
کہ ہون بندۂ خسرو روم و چین

یقین ہے کہ پھر مجھسے الفت کرین
بزرگانہ مجھپر شفقت کرین

فریدون نے ایرج سے پھر یون کہا
کہ اے پور صد آفرین مرحبا

برادر ہین تیری سر خشم و کین
تو ہے صلح جو اور محبت گزین

بہت خوب جانا ہے تیرا اودہر
کہ وہ دونون دیکہا ہین اب اے پسر

ولا مین بہی اک نامہ اونکو لکہون
رقم اوسمین ور دو دل بنا کرین

کہین پڑ چکا اونکا دل کینہ ور
سر مہر آجائے پہر زود تر

تجھے پہر بخوبی وہ رخصت کرین
محبت کرین اور الفت کرین

ترا مجھکو دیدار حاصل ہو پہر
قرین مسرت مرا دل ہو پہر

یہ کہکر فریدون نے نامہ لکہا
رقم اوسمین یعنی یہ مضمون کیا

کہ تم ہو بزرگ ای جوانان گرد
اور ایرج تمہارا برادر ہے خرد

سر تخت شاہی سے آیا فرود
کلاہ شہی سر سے لایا فرود

کمر اپنی باندہی پئے بندگی
یہ آیا برائے پرستندگی

تمہین بہی ہے لازم کہ شفقت کرو
سر کین سے گذرو محبت کرو

کئی روز وان جبکہ جائین گذر
تو پہر اوسکو رخصت کرو تم ادہر

سر نامہ جب شاہ نے مہر کی
تو ایرج نے توران کی راہ لی

لئے اسقدر ساتھ برنا و پیر
کہ تہے واسطے راہ کے ناگزیر

داستان رسیدن ایرج نزد سلم و تور بی فوج برای عذر و انکسار معہ نامہ پدر خود و قتل نمودن آنہا ایرج را از روی کین و سرش را نزد فریدون فرستادن و ماتم نمودن فریدون

شہ روم و توران و چین سلم و تور
کہ تہا جنکو جاہ و حشم کا غرور

وہ رکہتے تہے ایران کی سمت عزم
وہ طیار کرتے تہے اسباب رزم

وہ توران مین آکر فراہم ہوئے
پئے خون ایرج وہ باہم ہوئے

خبر اونکو پہونچی یہ اتنے مین وان
کہ بے فوج آیا ہے ایرج یہان

فریدون نے نامہ بہی ہے اک لکہا
یہ سنکر وہ دونون گئے پیشوا

خوشی سے جہان اوسکی تہی بارگاہ
اوسی لشکرگہ وان وہ باعز و جاہ

ملکزادہ ایرج تہا فرخندہ خو
خردمند و خوش منظر و خوبرو

مگر اب جو برپا ہوا یہ فساد
تو آئے پہر اسبات پر بدنہاد

کہ ہو بیٹھا کشتہ وہ نامدار
سوے خانہ جانبر ہنوز نہار

سوے فوج پہر سلم نے کی نگاہ
بٹہایا طرف اپنے میل سپاہ

کہا تور سے کام ابتر ہوا
کہ ایرج سے دلبستہ لشکر ہوا

ہمین قصد تہا ملک ایران کا
ولے اب ہے اندیشہ توران کا

ہوا قتل ایرج کا اب ناگزیر
وگرنہ نہ ہم ہین نہ تاج و سریر

پہری آہ اسبات سے تور نے
[illegible]

گیا دوسرے دن جو اونکے حضور
تو بولا یہ ایرج سے کمبخت تور

کہ اے بے ادب ہے کمتر ہے تو
نہ ہرگز سزاوار افسر ہے تو

ہمارا ادب کچھ نہ رکہا نگاہ
ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ

شب و روز یان ہے تو [illegible]
رہے تو وہان شاہ با تاج و گنج

یہ باتین جو تندی سے اوسنے کہین — تو ایرج نے پاسخ دیا پہر وہین
کہ ای بادشاہ جہانگیر و گرد — بزرگ آپ ہین ہر طرح مین تو فرد
مجہی چاہیے اب نہ تاج و کلاہ — نہ گنج اور نہ کشور نہ فوج و سپاہ
نہین مجہپہ لازم ہے اتنا عتاب — کہ ہون بندۂ شاہ عالیجناب
یہ کرتا تہا عجز اور گفتار نرم — ولے تسپہ ہوتا تہا وہ تند و گرم
نہ گفتار ایرج کی بہائی اوسی — نہ الفت برادر پہ آئی اوسے
سر کرسی زر وہ بیٹہا جو تہا — وہان سے وہ یکبارگی ہی اوٹہا
وہ کرسی زر از رہ خشم و کین — اوٹہا سر ایرج کی ماری وہین
سپہر اوسکی رکہا دست و بازو پہ بند — گزند برادر بس آیا پسند
بہت کرکے جب زاری و انکسار — لگا کہنے ایرج کہ اے نامدار
نکر قتل مجہکو خدا سے تو ڈر — ندی ہاتہ سے پاس شرم پدر
یقین جان یہ تو کہ انجام کار — تجہے رنج پہونچائیگا کردگار
نہ کر ہاے خون برادر روا — مری جان پر رحم کر خسروا
نہین کچہ مجہی خواہش سروری — کرون راتدن محنت چاکری
کیا عجز ایرج نے ہر چند پر — نہ آیا سر رحم بیدادگر
وہین کہینچکر خنجر آبگون — کیا اوسنے ایرج کو بس غرق خون
سر نامور کرکے تن سے جدا — حضور فریدون روانہ کیا
لکہا یون کہ تو نے جسے ای پدر — دیا تاج و زر تہا یہ اوسکا ہے سر
تو رکہ اسکے اب سر پہ تاج شہی — بٹہا اسکو بالاے تخت شہی
فریدون یہ کہینچے تہا انتظار — کہ آوے کہین ایرج نامدار
کہ اتنے مین نالہ کنان مردمان — لیے اوسکا تابوت پہونچے وہان
وہ تابوت کہولا تو آیا نظر — وہ بیچیدہ تہا پرنیان مین جو سر
فریدون اوسے دیکہہ گریان ہوا — وہ بیخود سر خاک غلطان ہوا
ذرا ہوش آیا فریدون کو جب — وہ بولا کہ ہووین سیہ پوش سب
وہین توڑ ڈالے وہ کوس و علم — فغان اور نالہ تہا وان دمبدم
بنایا تہا ایرج نے اک گلستان — سر اوسکا کیا دفن لیکر وہان
اوکہاڑے نہالان گلشن تمام — جلائے گل و سرو و سوسن تمام
یہ کہتا تہا گریہ کنان شہریار — کہ افسوس ای گردش روزگار
ہوا کشتہ یون ایرج نازنین — کہ سر ہے کہین اور تن ہے کہین
ہوا سو ہوا لیکن اے کردگار — ترے فضل سے ہون یہ امیدوار
گر ہو تجہم ایرج سے اک نامور — پے رزم و کین چست باندہی کمر
کہا نتک کرون درد و غم کا بیان — سنو اب منوچہر کی داستان

تولد شدن دختر از بطن ہمشیر ایرج و کتخدا شدن او با پشنگ کہ او ہم از نسل فریدون بود و تولد شدن منوچہر و کینہ خواہی او

شبستان مین ایرج کے شاہ جہان — گیا ایکدن تو یہ پوچہا وہان
کہ ہی کوئی یان ماہرو باردار — شتابی سے مجہپر کرو آشکار
کسی نے دیا شاہ کو یہ نوید — کہ ہے حاملہ ایک ماہ آفرید
یہ سنکر بہت خوش ہوا شہریار — کہا یون کہ اب ہو نہین امیدوار
خدا دے اوسے ایک فرخ پسر — کہ لے بدسگالان سے خون پدر
گذر جب گئے نو مہینے وہان — تو پیدا ہوئی دختر دلستان
وہ تہی جس مین ایک ماہ تمام — فریدون نے رکہا پری چہرہ نام
کیا پرورش ناز و نعمت کے ساتہ — رکہا ہمقرین اوسکو ولی کے ساتہ
جوان ہوئی اور پشنگ ایک تہا — اوسی ساتہ اوسکے کیا کتخدا
فریدون کی تہا نسل سے وہ جوان — ہنرمند دانشور و پہلوان
ہوئی حاملہ جب وہ رشک قمر — تو اوس سے تولد ہوا اک پسر
ملکزادہ ایرج کے ہمشکل تہا — منوچہر نام اوسکا شہ نے رکہا

بہت شاہ کو شادمانی ہوئی
سر نو اوسے زندگانی ہوئی

وہ لایا بجا شکر پروردگار
دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار

کہ جبتک فلک پر مہ و مہر ہو
الٰہی جہان مین منوچہر ہو

رہے اسکا اقبال دایم بلند
نہ پہونچے ذرا چشم بد سے گزند

ہوا جب جوان وہ منوچہر تب
ہنر پہلوانی کے سکہلائے سب

سکہائے سب آئین و رسم شہی
پہر اوسکے رکہا سر پہ تاج مہی

کہا یون نظر کرکے سوئے سپاہ
تمہارا منوچہر ہے بادشاہ

منوچہر کی تم اطاعت کرو
دل و جان سے تم اوسکی خدمت کرو

در گنج شاہی کشادہ کیا
سپہ کو زر و سیم و گوہر دیا

فراہم ہوا لشکر بے شمار
دلیران جنگی و مردان کار

منوچہر سے مردمان سپاہ
گذارش یہ کرتے تھے شام و پگاہ

کہ عزم عدو سوزی اب کیجیے
شتابی سے ایرج کا خون لیجیے

جو پہونچی خبر سلم اور تور کو
منوچہر ہے مرد پیکار جو

قوی بازو و پہلوان و دلیر
حضور اوسکے روباہ سی کم ہے شیر

فریدون یہ رکہتا ہے اب عزم جزم
کہ بہیجے اوسے اوس طرف بہر رزم

یہ سنکر بہت دلمین لائے ہراس
پریشان ہوئے اونکے ہوش و حواس

کیا مشورہ یون کہ گنج و گہر
روان کیجیے اب بسوئے پدر

منوچہر کو اب طلب کیجیے یان
یہ لکہئے کہ ای بادشاہ جہان

عوض خون ایرج کے دیتے ہین ہم
اوسے گوہر و گنج تاج و علم

غرض بار ہو گنج بہیجا رسول
کہ شاید فریدون کرے یہ قبول

حضور فریدون وہ پیغام بر
جو پہونچا تو رکہکر وہ سر خاک پر

دعا و ثنا کی شہنشاہ کی
کہ اے مہر رخشندہ سروری

رہے جاودان عالم افروز تو
ہمیشہ کرے جشن نوروز تو

وہ تحفے جو لایا تہا پہر اونکو سب
رکہے شہ کے آگے زروئے طرب

زر و لعل اور گوہر شاہوار
سر پیر و زر و تاج گوہر نگار

وہ دیبائے رومی و خز و حریر
وہ زرین طبقہائے مشک و عبیر

وہ پیلان محمولہ سیم و زر
حضور جہاندار گذران کر

کہا سلم اور تور کا یہ پیام
کہ بندے ہین ہم آشہ نیکنام

کیا ہمکو گمراہ شیطان نے آہ
جو سرزد ہوا ہے ایسا گناہ

خجالت زدہ ہم ہین تقصیر سے
ولیکن ہین ناچار تقدیر سے

اگرچہ ہین ہمتو سراپا خطا
ولے تو خطا بخش ہے خسروا

ہماری یہ تقصیر ہووے معاف
کرو کینہ سے اپنے سینے کو پاک

تمنا ہے یہ اپنی شام و سحر
سوئے خاور آوے منوچہر گر

تو ہو تخت شاہی پہ جلوہ کنان
ہم اوسکی کرین چاکری دو جہان

رکہین اوسکی تارک پہ دیہیم زر
کرین پیشکش اوسکے گنج و گہر

فریدون نے دیکہا جو تحفہ تمام
سنا اور یون سرکشونکا پیام

بلایا منوچہر کو تب وہین
بٹہایا سر کرسی گوہرین

کہا یون کہ ای پور فرخ خصال
تجہے ہے سعید اور مبارک فال

نظر کرتہ گنبد نیلگون
ہوئے تیری بدخواہ یکسر زبون

پہر آیا وہ شہ سوئے پیغامبر
ہوا خندہ زن اوسکی گفتار پر

دیا اوسکو پیغام کا یہ جواب
کہ جا سرور ناپاک سے کہہ شتاب

ہوئے گر منوچہر پہ مہربان
تن ایرج نوجوان ہے کہان

مگر تمنے اب بیگناہ و خطا
کیا قصد خون منوچہر کا

منوچہر رکہہ سر پہ خود و کلاہ
سوئے خاور آویگا لیکر سپاہ

وہ سام نریمان وہ قارن دلیر
وہ کاوہ کہ ہے جنگجو مثل شیر

وہ گرشاسپ شاپور شیر دلیر
کہ ہین پہلوانی مین سب بیبدل

یہ مردان جنگ آور و پہلوان
منوچہر کے ساتہ پہونچینگے وان

مجہے زر سے دیتے ہو تم کیا فریب
یہ مکاری ہے سب تمہارا فریب

یہان خواہش زر نہین زینہار
نہین چاہیے گوہر شاہوار

تو سب پہیر لیجا گنج اور مال
کہ ہرگز ہمین کچہ نہین ہے قبول

کیا عذر جو نابکاروں نے اب — نہیں ہی بجا یعنی بیجا ہے سب
گیا اس جہان سے وہ ایرج اگر — تو پیدا ہوا اور اک نامور
دلیر و قوی جوان ہنر پروران — ہنر و آزما مثل شیر ژیان
یہ پیغام سبر نے جواب پیام — سنا جب تو ہوش اوڑگئی ہر تمام
غرض تیز رو مثل باد صبا — جہان سلم اور تور تہے وان گیا
کہا پہر کہ مین نے منوچہر کو — جو دیکہا تو ہے مرد پیکار جو
اور اوسکے جو لشکر مین ہین پہلوان — قوی زور مین مثل پیل دمان
وہ دونون جفاکار بیداد گر — ہوئے سنکے پاسخ بہت پر خطر
یہ بولے تہ چرخ فیروزہ رنگ — کہ ہم گر نہ پہلے کرین قصد جنگ

ستم ساتھ ایرج کے جو کچھ کیا — سوا اوسکا اسکا فات دیگا خدا
گر ایرج نہین تو منوچہر ہے — فروزندہ مثل مہ و مہر ہے
کمر چست باندہی لی کارزار — نکہو ڑ ہے وہ ایرج کا خون زینہار
ذرا ایک دم بہر نہ ٹھیرا وہان — ہوا بس وہین سوئے خاور روان
وہ پاسخ جو تہا اوسکا بولہر بار — کیا سلم اور تور سے آشکار
جوانمرد شیر افگن و پیلتن — یل نوجوان گرد و شمشیر زن
ہنر و آزما ہر جوانمرد ہے — ہلہلبگار پیکار ناورد ہے
سپہر آراستہ ایک کی انجمن — پے کینہ خواہی ہمارے زن
سپاہ منوچہر ہووے دلیر — شتابی اودہر آئے مانند شیر

جنگ منوچہر با سلم و تور و فتح یافتن منوچہر و نشستن بر تخت و وفات فریدون

یہی مصلحت ہے کہ لیکر سپاہ
چلیں ہم لبستے منوچہر شاہ
کیا سلم اور تور نے جب یہ عزم
کہ چلکر منوچہر سے کیجے رزم
سواران رومی و ترکان چین
نبرد آزمایان توران زمین
فریدوں کو پہونچی یہ جبدم خبر
کہ خاور سے اب لشکر آیا ادہر
صبوری کرو تم نہ باندھو کمر
کہ تا آویں اب اور بھی بیشتر
منوچہر نے یوں گذارش کیا
کہ اب اے جہاندار کشورکشا
کیا اوسطرف شاہ نے پھر رواں
منوچہر کو با سپاہ گراں
لئے سر بسر گرز و تیغ و سناں
نہ پروا کے سر نے تورا فکر جاں
صف جنگ آراستہ جب ہوئی
رہ صلح مسدود پھر تب ہوئی
سوے راست گرد دلاور قباد
سوے چپ وہ گشتاسپ فرخ نہاد
بجائے تعین تھی قایم سپاہ
منوچہر تھا رونق قلب گاہ
گیا بڑھکے آگے دلاور قباد
وہیں دونوں آے وہاں شل باد
کہ اے بے پدر رخرد کہہ تو مجھے
بھلا کام کیا گرز و شمشیر سے
دیا تور کو اوسنے پھر یہ جواب
کہ پہونچاؤں پیغام تیر اشتاب
تمہاری وہ محفل میں لایا پناہ
کیا غرق خون تمنے ایرج کو آہ
یہ سنکر نہ پاسخ کچھ اوسنے دیا
خجل ہو کے میدان سے پھر گیا
سنا تھا جو کچھ تور سے سب کہا
منوچہر سنکے یہ باتیں ہنسا
کروں قتل میں سلم اور تور کو
کروں غرق خوں ہر دو مقہور کو
رکھیں جنگ کو آج موقوف ہم
کریں حشر برپا یہاں صبحدم
ہوا خیمہ زن دشت میں وقت شب
بسر کی وہ شب بانشاط و طرب
سواران جنگی و مردان کار
ہوے آگے صف زن یمین و یسار
ہوا گرم بازار کین و ستیز
ہوئی ایک برپا وہاں رستخیز
تن و جان کا کچھ نہیں تھا دریغ
وہاں کام سکو تھا با گرز و تیغ
ولیکن بتائید لطف آلہ
منوچہر کی غالب آئی سپاہ
لگے سکنے باہم وہ دونوں لئیم
کہ غالب رہی آج فوج غنیم
کریں چلکے ایران سے رزم و جنگ
فراہم کیا لشکر بے شمار
رواں سوے اقلیم ایران ہوے
بلا نامداروں سے تب یہ کہا
خبر پھر یہ پہونچی کہ اب سلم و تور
نہیں مجھکو زنہار تاب درنگ
زرہ پوش مردان شمشیر زن
یہاں فوج کا کیجیے کیا شمار
وہ آگے ہوا کاویانی درفش
وہ سام و نریمان وہ قارون دلیر
اودھر سے تھے دونوں وہ گردنکشاں
قباد دلاور سے کہنے لگا
ہوئی دخت ایرج سے تیری نژاد
کیا تور اور سلم نے پھر یہ کام
یقین جانیو تم کہ زیر فلک
وہیں رزم گہ سے پھر آیا قباد
یہ کہنے لگا پھر کہ ہنگام جنگ
جواب پھر گیا تور میدان سے
پھرا رزم گہ سے منوچہر شاہ
سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ
وہ دونوں ستمگار بھی لے سپاہ
جوانوں کا سر اور گرز گراں
ہوے کشتہ جنگ آوران سپاہ
موے تور او سلم بس دردمند
مبادا کہ غالب ہو کل اور بھی
نہیں خوب اب بات یہ سوچیے
یلان تنومند جنگی
پے کینہ خواہی شاہان ہوے
کہ اے شیر مردان جنگ آزما
قریب آ گئے اب نہیں کچھ بھی دور
اجازت مجھے دیجیے بہر جنگ
جوانان جنگ آور و صف شکن
سواران جنگی تھے شش صد ہزار
کہ تھا منقلم سچ و زر و نقش
کہ تھے کینہ خواہی میں مانند شیر
پے رزم لائے سپاہ گراں
منوچہر سے جاکے کہہ تو ذرا
تو زنہار اس بات سے ہو نہ شاد
کہ دونوں کو نفرین کریں خاص و عام
رہی تم پہ لعنت قیامت تلک
حضور منوچہر فرخ نہاد
عیاں ہوں نژاد و گہر بیدریغ
امان اُسنے پائی ذرا جان سے
گیا بس وہیں سوے آرام گاہ
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
ہوے آگے میدان میں کینہ خواہ
دلیروں کا بھید و نوک سناں
زمین خوں سے انکے ہوئی لالہ زار
کہ آیا نظر اونکو اب اک گزند
سو اسواسطے مصلحت ہے یہی

منوچہر پر آج شبخوں کریں
تبہ اوسکو ہم زیر گردوں کریں

کہ شبخوں کا یہ کہتے ہیں وہ عزم
کیا چاہتے ہیں وہ غفلت میں رزم

غرض سب نیکر اوسکو یکسر سپاہ
کمین گاہ میں آپ بیٹھا وہ شاہ

گئی نصف سے رات جسدم گذر
جہاں تیرہ بس ہو گیا سر بسر

لیے عزم شبخوں وہ آیا جدہر
خبردار پائی سپہ سر بسر

ولیکن نہ زنہار پایا گذار
ہوا گرم ہنگامہ کارزار

یہ پہونچی خبر جب منوچہر کو
کمینگاہ سے تب شہ نامجو

جہاں تور بد کیش تھا رزم ساز
دلیرانہ پہونچا شہ نیزہ باز

اوٹھایا وہیں اوسکو بس تن سے
لٹایا زمیں پر سر کین سے

ہوا شاہ جب تور پر فتحیاب
سو سلم آیا ادھر سے شتاب

گیا بھاگ کر در میان حصار
ہوا جا کے محصور وہ نابکار

نگہباں در کا کو اک گرد تھا
دلیر و جوانمرد جنگ آزما

پھر اک تیر مارا بہت زور سے
جگر پر منوچہر کے آن کے

ولیکن نہ زنہار کاری پڑی
ہوا شہ غضبناک پھر اوس گھڑی

تن اوس کا کیا تیغ سے چاک چاک
سپہدار کا کو ہوا یوں ہلاک

ہوئی خیمہ زن فوج گرد حصار
تھا قلعے میں پھر صبا کا گذار

منوچہر نے اوسکو بھیجا پیام
کہ بس تیری تر کی ہوئی اب تمام

اگر شیر دل ہو تو اے پہلوان
تو بس جان دے اپنی مثل سگاں

یہ سنکر اوسے غیرت آئی وہیں
وہ غیرت سے رزم لائی وہیں

منوچہر شاہ ولایت ستاں
مقابل ہوا لیکے تیغ و سناں

شہ روم و خاور ہوئے کشتہ جب
ہوا لشکر اونکا پراگندہ سب

کیا عرض مت کھینچیے تیغ کیں
غرض یہ کہ اے شاہ روئے زمیں

وزیر خردمند رخصت ہوا
کہ مشمول لطف و عنایت ہوا

شہنشہ نے سب پر بلطف و خوشی
عنایات شاہانہ مصروف کی

ظفر جب ہوئی شاہ کی ہمعناں
ہوا تب عناں تاب شاہ جہاں

منوچہر کو بھی یہ پہونچی خبر
کہ وہ بد نہاد ان بیدادگر

وہیں کر کے قارون کو شہ نے طلب
کہا ہو خبردار لشکر سے اب

سواران جنگ آزما سے ہزار
کئے ساتھ اپنے پے کارزار

روانہ ہوا تور نخوت شعار
سواران جنگی لیے سو ہزار

بنا چارہ چاہا کہ پھر جائیے
طرف اپنے لشکر کے پھر آئیے

ہوئی وقت شب تیغ رانی وہاں
ہوئے غرق خوں پھر ہزاروں جواں

شتابی سے پہونچا سو رزمگاہ
کیے قتل اکثر بہت کینہ خواہ

جو اک تیر مارا لس پشت تور
تو قالب سے اوسکے ہوئی جان دور

جدا تیغ سے کرکے سر تور کا
حضور فریدوں روانہ کیا

نیائی و لے سلم نے تاب جنگ
گریزاں وہاں سے ہوا بیدرنگ

منوچہر بھی سوئے حصن متیں
گیا لیکے فوج اور گھیرا وہیں

سوئے رزم و پرخاش مائل ہوا
منوچہر کے وہ مقابل ہوا

منوچہر نے کھینچکر وہیں تیغ
لگائی سر خصم پر بیدریغ

کمر بند اوسکا پکڑ کین سے
سر چاک ٹپکا اوسے زین سے

لگا کہنے پھر شاہ فیروز جنگ
گرد قلعہ کو گھیر کر خوب تنگ

رہا سا مدت تلک قلعہ بند
ہوا تنگ تا زیر سپہر بلند

ملا دوں گا تجکو تہ خون خاک
بنا مردی آخر تو ہوگا ہلاک

مقابل مرے آکے اب ہو شتاب
خدا جسکو چاہے کرے فتحیاب

نکل قلعہ سے سلم جنگی سوار
دلیرانہ آیا پے کارزار

کیا زخم شمشیر او سپر رہا
کہ تن سے ہوا سلم کا سر جدا

سپہدار خاور کا تھا اک وزیر
وہ آیا حضور شہ بینظیر

سر رحم آیا وہیں شہریار
کیا اوسنے پیمان و عہد استوار

غرض سلم اور تور کی فوج کو
وہ لایا حضور شہ نامجو

جو تھا منصب اوسکا وہ قائم رہا
زیادہ کیا بلکہ کچھ مرتبا

جو نزدیک پہونچا وہ کشور کشا
فریدوں پیادہ گیا پیشوا

پیادہ ہوا وان منوچہر بھی
کیا پہر قدم بوس با صد خوشی

جب آیا وہ ایوان شاہی میں تب
فریدوں نے باصد نشاط و طرب

بٹھایا منوچہر کو تخت پر
رکھا اوسکے تارک پہ ہیم و زر

کہا پہر یہ سام و نریمان سے
کہ اپنے نبیرہ کو سونپا تجھے

جہان سے ہوں میں رفتنی آجکل
کہ آتا ہے ہر دم پیام اجل

بہت پند کی پہر منوچہر کو
دعا دی کہ قائم جہاں میں تو ہو

پہر آخر فریدوں جہان سے گیا
وہ سرو سہی گلستان گیا

فریدوں جہاندار اب ہے کہاں
ٹلے نام نیکی رہی جاوداں

ہوا پہر بفضل خدائے کریم
منوچہر بھی بادشاہ عظیم

بیان فریدوں کیا عدل و داد
رکھا لطف و احسان سے سبکو شاد

کیا سام کو اپنا مختار کار
کہ تہا کاروان وہ یل نامدار

سپاہ امیران دفتر نگاں
ہوئے سب ثنا خواں شاہ جہاں

یہ کہتے تھے ہر شام و ہر بامداد
کہ ہم اے جہاندار فرخ نہاد

ترے جان و دل سے ہیں خدمت گذار
کریں چاکری تیری لیل و نہار

جہاں میں تو فرماں روا ہو سدا
یہی آرزو ہے یہی مدعا

لکھوں زال و رستم کی اب داستان
کہ سنکر جسے پیر بھی ہو جوان

داستان تولد شدن پسر بخانۂ سام پرورش نمودن سیمرغ و نام نہادن زال و باز آمدن سیستان

شبستان میں سام کے اک پسر
تولد ہوا گلرخ و سیمبر

سفیدہ اوسکے اندام پر تھے تمام
گئی دایہ یہ کہنے پیش سام

یہ کہنے لگی تجھکو اے نامور
خدا نے دیا بچہ اک طرفہ تر

کہ ہے مہ جبیں سرو قد لالہ رو
ولے مثل غبار اسکے ہیں کیس و مو

وہیں سام نے آکے دیکھا اوسے
ہوا خوف و اندیشہ پیدا اوسے

رکھا اوسکا ماں باپ نے نام زال
تعجب تہا صورت پہ اوسکی کمال

یہ کہتے تھے واں سب جہان خاص و عام
کہ یہ طفل ہرگز نہیں پور سام

پری زاد یا دیو ہے یا پلنگ
یہ خلقت ہے انسانکی نے یہ رنگ

یہ سنکر ہوا سام دل تنگ میں
اوٹھا لیگیا زال کو بن میں

سوئے کوہ البرز ڈالا اوسے
شبستان سے اپنی نکالا اوسے

مکان واں جو تہا ایک سیمرغ کا
یکایک وہ سیمرغ اودھر آگیا

جو دیکھا تو اک کودک شیرخوار
پڑا ہے سر خاک روتا ہے زار

ہوا مہرباں رحم آیا اوسے
اوٹھا آشیانے میں لایا اوسے

مثال اپنے بچوں کے باصد خوشی
لگا پرورش کرنے وہ زال کی

نہ سیمرغ کو صرف الفت ہوئی
کہ بچوں کو بھی اک محبت ہوئی

وہ رہتے تھے باہم شب و روز شاد
ہوا نوجوان پہر وہ فرخ نہاد

کوئی کاروان اتفاقاً اودہر
جو گذرا تو شادان ہوا دیکھکر

وہ سیمرغ سے زال کو لیگیا
محبت سے ساتھ اوسکو اپنے کیا

یہاں سام کو خواب آیا نظر
یہ کہتا ہے کوئی کہ اے نامور

ترا پور زندہ ہے اور شاد ہے
جہاں میں بخوبی وہ آباد ہے

ہوا جبکہ بیدار وہ پہلوان
تو پہر دلمیں اپنے ہوا شادمان

ہوئی تازہ تر الفت و مہر پور
کہ ہے پور دلبند آنکھوں کا نور

خوشی سے پہر اوسکی خبر کے لئے
رواں سوئے البرز مردم گئے

پہر اک خواب دیکھا بروز دگر
نظر آئے دو مرد فرخ سیر

کہا اک نے یہ کہ اے بے شعور
کیا تو نے خوف خدا دل سے دور

رکہا دور آنکھوں سے فرزند کو
کیا خوار اوس پور دلبند کو

سپید اوسکے مو ہیں اگر سر بسر
تو کیا عیب ہے اک نظر اوسپہ کر

کہ تیرا بھی ابیض سر و ریش ہے
تو ناحق پسر کا بد اندیش ہے

نظر میں ہے تیرے گو ہی فرزند خوار
معزز ہے وہ پیش پروردگار

خروشاں ہوا دیکھکر پس یہ خواب
نہ دلمیں رہا کچھ صبوری نہ تاب

ہوا صبحدم سام گھر سے رواں
الٰہی مرے حال پر رحم کر
نظر کی جو سیمرغ نے ناگہاں

سو کوہ البرز آیا دواں
کہ پھر پاؤں میں چلا اپنا پسر
تو دیکھا تو ہے سام گریہ کناں

خدا سے وہاں اوسنے کی التجا
پذیرا ہوئی اوسکی یکسر دعا
تو سیمرغ آیا وہیں پیش سام

بہت زاری و گریہ کرکے کہا
ہوا حال پر اوسکے لطف خدا
سنا قصۂ خواب اوسنے تمام

یہ سیمرغ نے سام سے پھر کہا
کیا زال کو کارواں سے طلب
کہا یوں کہ لیجیے یہ اپنا پسر
دیے اپنے سیمرغ نے چند پر
تو آنی سے پہونچوں میں آ کر
مجھے اور کھنا تو لیل و نہار
غرض یوں کالبس پرورندہ ہے تو
بیٹے پھر سام فرح سیر
کروں تیری تعلیم صبح و مسا
یہ تو در سے ارشاد نے کیا
حضور منوچہر پھر زال کو

کہ دایہ ہوں میں تیرے فرزند کا
حوالہ کیا اوسنے باصد طرب
یہ ہے لایق تاج و اورنگ زر
کہا زال سے یوں کہ اے نامجو
تری مشکل آساں کروں سر بسر
فراموش مت کیجیو زینہار
ترا گرد عالم ہے نام نکو
کہ شرمندہ ہوں تجھ سے میں اے پسر
تلافی مرے تا کہ اس جرم کا
کہ لے آ اونہیں جا ای شیوا
گیا لیکے سام یل نامجو

بہت عاجزی سام نے اوس سے کی
پھر اوس سے سیمرغ لے زال کو
ہوا پھر یل سام خرم وہیں
جو مشکل کوئی پیش آئے تجھے
بھری ہی مرے دل میں الفت تری
یہ سنکر کیا زال نے یوں بیان
روانہ ہوئے واں سے پھر زال و سام
خدا سے کیا عہد اب اسنو آ
گئے جبکہ پھر شاہ کے متصل
وہ شہزادہ تب لگا آن کر
کیا حاصل اوسنے تزین پیش شاہ

گیا پاس وہ کارواں کے تبھی
لے آیا عضو یہ نام جو
لگا کرنے سیمرغ کو آفریں
تو پر کو جلا یاد کیجو مجھے
زیادہ ہے مجھکو محبت تری
ترا بندہ ہوں اے شہ طایراں
بہت ملیں اپنے تھے وہ شاد کام
کہ تجھکو رکھوں جاوداں باقی
ہوا خوش منوچہر کا سنکے دل
گئے شہر میں پھر لعبہ کر فر
شہنشہ نے بخشا محمود کلاہ

طلب کرکے انجم شناسوں کو دل
سو گردش انجم و آسمان
دلیر و شجاع و قوی پہلوان
کرم سے عنایت کیا زال کو
اوسے حاکم شہر زابل کیا
جو زابل میں پہونچا یل نامور
کیا سام نے ہر طرف سے طلب
کرو تربیت زال کو روز و شب
ہر اک فن میں تم اسکو کامل کرو
نصیحت لگا کرنے پہر زال کو
یہ کہکر وہ سام نبرد آزما
ریاست غرض ملک کی خوب کی
سپہدار کابل جو مہراب تہا
و در اوس دلستاں کا تہا رودابہ نام
تو مہراب نے پہر بلطف و صفا
رکا جائے تہا دمبدم اوسکا دم
ہوا آکے حاظر وہ سیمرغ دال
کرے جسکی ہیبت سے غالب تہی
یہ سنکر دیا زال نے یہ جواب
بیاباں کی لی اوسنے پہر دون ہی راہ
پہر اوسکا سی کر پہلو اوسکا تو چاک
غرض زال نے پہر پلاکر شراب
وہ پیدا ہوا بچہ پیلتن
مبادا کہ رودابہ ضایع ہو اب
وہ کودک تہا صورت میں ہمشکل سام

کیا حکم پہر یوں کہ اے انجم دال
نظر کرکے بولے یہ دانشوران
یہ ہوگا سرافراز گردنکشاں
جہاں میں تفاخر دیا زال کو
سپہدار اقلیم کابل کیا
تو پہر بہر تعلیم فرخ سیر
ہوئے آنکے جب فراہم وہ سب
ہنر پہلوانی کے سکہلاؤ سب
ہنرمند و ہوشیار و قابل کرو
کہ اے پور دانا خردمند خو
سوئے کشور گرگساران گیا
بہت خلق نے پائی آسودگی
سو تہی اوسکی اک دختر مہ لقا
سمن بو صنوبر قد و لالہ فام
کیا زال سے دخت کو کتخدا
کہ بچہ کلاں تہا درون شکم
کیا زال نے ماجرا سب بیاں
ہنر پروران پیل اور دیو بہی
کہ تدبیر فرمائیے کچہ شتاب
وہاں سے وہ سیمرغ لایا گیاہ
کہ بچہ نکل آئے بیخوف و باک
کیا مست رودابہ کو بس شتاب
جسے دیکھ حیران ہوئے مرد و زن
کیا مطمئن زال نے اوسکو تب
رکہا رستم اختر شناسوں نے نام

ذرا طالع زال دیکہو تو اب
کہ ہے طالع زال شاہا بلند
شہنشاہ اسپان تازی دو در
کیا سام پر لطف پہر بیشمار
حضور جہاندار سے سام زال
ہنر پروران جہاندیدہ کو
یہ کہنے لگا وہ یل نامور
بتاؤ اسے داب شاہی تمام
بفرماں شاہ جہاں پہر رزم
تجہے میں نے سونپا یہ زابلستاں
ہوا حکمران ملک کابل کا زال
ہوئی پہر اوسے آرزوئے عروس
وہ ضحاک کی نسل سے تہا مگر
ہوا زال جسدم بعیش و خوشی
غرض حاملہ رشک گلشن ہوئی
ہوا زال کو پہر بہت اضطراب
وہ بولا کہ اے سرور انجمن
نہ جیوے گے پہلوئی زن جب تلک
وہ تدبیر جس سے نہو خوف جاں
کہا زال سے سیمرغ کہ اب زود تر
لگا اوسکے پہر زخم پر یہ گیاہ
کیا چاک پہلوئے زن اسطرح
بہن ایک رودابہ کی تامشین
لگائی جراحت پہ پہر وہ گیاہ
شبیہ پسر زال نے کہینچکر

حقیقت گذارش کریں ملکے سب
جہاں میں یہ ہوگا بڑا ارجمند
سلاح و زر و خلعت پرگہر
زیادہ کیا اور بہی اقتدار
مرخص ہوئے ہوکے شاداں کمال
فراست شناسان سنجیدہ کو
کہ اے اوستادان صاحب ہنر
کرو تربیت اسکو ہر صبح و شام
سو گرگساران مرا اب ہے عزم
تو داد و دہش خوب کرنا یہاں
رکہا خلق کو شاد و خرم کمال
ہوئی میل خاطر بسوئے عروس
خردمند دانشور و نامور
طلبگار دختر کا مہراب کی
گرفتار غم وقت زادن ہوئی
جلایا وہ سیمرغ کا پر شتاب
شکم میں ہے اک بچہ پیلتن
شکم سے نہ نکلیگا یہ تب تلک
رہے جان کی خیر اے مہرباں
پلا کر وہ زن کو تو بیہوش کر
کہ ہو تندرستی بفضل الہ
بتایا تہا سیمرغ نے جسطرح
رواں اشک کرنیلگی پہر وہیں
ہوئی تندرست اوس سے وہ رشک ما
شتابی سے بہیجی حضور پدر

سو پیکر رستم شیر خوار
تحائف بہت زال نے بھیج ڈالا
یہ سنکر وہ مسرور و شاداں ہوا
وہ رستم کہ تھا کودک بینظیر
طعام اوسکو آنے لگا دلپسند
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
کہ اسطرح کودک ہے یہ زورمند
سو گرگساراں و مازندراں
یکایک دل سام آیا ادہر

نگہ کر کے بولا وہ سام سوار
خوشی سے گئے سوئے کابل رواں
برنگ گل تازہ خنداں ہوا
اوسے ہفت دایہ کا ملتا تھا شیر
تو پھر پانچ آنے لگے گوسفند
بخوبی ہوا اسپ پر وہ سوار
نہ دیکھا کہیں زیر چرخ بلند
لقرباں فرمانروائے جہاں
کہ دیکھے رخ رستم نامور

بعینہ مری شکل ہے یہ پسر
یہ پہونچی خبر جبکہ مہراب کو
بجالا کے شکر خدائے کریم
کبھی رہتی باقی جو کچھ اشتہا
وہ کھا جاتا تھا گوشت اونکا تمام
لیا ہاتھ میں اپنے گرز پدر
یہ کہتے تھے رستم بفضل خدا
سر رزم تھا سام جنگی سوار
محبت نے کھینچا تو وہ پہلواں

بجا ہے جو کہتے اسے شیر نر
کہ پیدا ہوا رستم نامجو
لگا دینے ہر اک کو دینار و سیم
تو شیر اوسکو دیتے بزرگا و کا
تعجب میں تھے مردم خاص و عام
رہے لوگ حیران اوسے دیکھکر
تنو مند تر سام سے ہووے گا
لڑائی تھی دیووں سے لیل و نہار
روانہ ہوئے سوئے زابلستاں

رواں ہو کے کابل سے مہراب بھی
قریب آ کے پہونچا وہاں سام جب

سوئے زابل آیا بلطف و خوشی
گئے پیشوا زال و مہراب تب

وہ پہونچی دلے سام سے بیشتر
بہت خوب تھا ایک پیل بلند

ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر
سوار اوسپہ تھا رستم ارجمند

اور اک سر پہ رستم کے تھا تاج زر
فرود آئے گھوڑوں سے مہراب و زال
کہ اے پور تکلیف مت کھینچ تو
ہوا سام پھر تخت پر جلوہ گر
بصد لطف سام یل پیلتن
کہ اے پہلوان جہاں شاد رہ
نہیں چاہتا خواب آرام کچھ
خدنگ سناں گرز و شمشیر لوں
کیا ایک ترتیب جشن طرب
نہیں زال اور سام سے کچھ خطر
وہاں پھر کرے کوں لشکر کشی
وہ اس بادہ گوں سے تھا شاد کام
اودہر کا کیا قصد پھر سام نے
یہ کہکر وہاں سے سام فرخ سیر
منوچہر شاہ جہانگیر کا
لگا پوچھنے وہ کہ کیا ہے فغاں
بہت خلق کو اوس سے پہنچا گزند
لیا ہاتھ میں گرز سام دلیر
شب تیرہ ہے اور ہاتھی چھٹا
کہ فی الفور بیچارہ درباں مرا
گیا سوئے پیل دوندہ دلیر
کیا کام آخر جب اوس پیل کا
سپاس خداوند جاں آفریں
کہا دلمیں اپنے نہیں کچھ عجب
کسی طرف ہے ایک کوہ سپند

ہوا سام خوش دور سے دیکھکر
یہ چاہے تھا پھر رستم خردسال
تفاخر ترا ہے مری آرزو
سو راست بیٹھا وہ زال آن کر
ہوا ساتھ رستم کے گرم سخن
جہاں جب تلک ہے تو آباد رہ
نہ عیش و طرب سے رکھوں کام کچھ
تن بدسگالاں کروں غرق خوں
ہوئے بادہ کش بزم عشرت میں سب
نہ شاہ جہانگیر کا مجھکو ڈر
رہے پھر کسے طاقت سرکشی
تبسم کناں او سپہ تھے زال و سام
تو رخصت اودہر چاہی آرام نے
روانہ ہوا پھر سوئے باختر
وہاں مست پیل سفید اک تھا
کیا مردمان نے اوسے دم بیاں
دواں ہر طرف ہے وہ پیل بلند
چلا سوئے بازار مانند شیر
تو ایواں سے اسوقت باہر نکا
گریزندہ پھر واں سے ہر اک ہوا
ہوا جا کے نعرہ زناں مثل شیر
تو پھر پیلتن سوئے ایواں گیا
وہ لایا بجا اور خوشی کی وہیں
جو خون نریماں یہ لیجائے سب
اور اوس کوہ پر ہے حصار بلند

گئے جبکہ وہ سامنے سام کے
اور پیل سے ہو وہ پیادہ شتاب
یہ کہکر دعا دی کہ پروردگار
طرف جیب کے مہراب فرخندہ جو
ثنا خواں وہ رستم ہوا سام کا
دعا دیکے پھر یوں گذارش کیا
مجھے چاہئے اسپ و زرہ و خود
یہ گفتار سن سام شاداں ہوا
ہوا نشۂ مے کا جب دم ظہور
جہاں میں ہوا رستم پہلواں
کروں تازہ آئین ضحاک اب
یہ آئی خبر سام کو بعد ازاں
کہا رستم و زال کو پھر وہیں
گئے زال و رستم سو سیستاں
اوٹھا ناگہاں رات کو ایک نعرہ
کہ پیل سفید شہ نامور
پھر اس خبر سے جو رستم کے گوش
ولے حاجبوں نے کیا در کو بند
نہ مانا اور اک مشت سخت آنکے
غرض توڑ کر وہیں وہ قفل بند
جو مارا بزور ایک گرز گراں
یہ سنکر خبر زال حیراں ہوا
طلب رستم نامور کو کیا
نریماں کا جسطرح ہے ماجرا
بحکم فریدوں فرخندہ خو

تو پھر وہیں تعظیم کیو اسطے
یہ بولا وہیں سام عالیجناب
رکھے تجھکو دایم بجاہ و وقار
وہ رستم بھی بیٹھا وہاں روبرو
تہمتن نے دی اوسکو پھر یہ دعا
کہ ہوں بندۂ کمترین سام کا
نہیں میں طلبگار ساز و سرود
رخ اوسکا برنگ گلستاں ہوا
تو بولا وہ مہراب مست غرور
بشمشیر خونریز و گرز گراں
ملاؤں عدو کو تہ خاک اب
کہ پر زور پھر ہو گئے دشمناں
کہ مت چھوڑنا تم وہ داد و دیں
کہ تھا وہ حکومت کا اونکے مکاں
یہ سنکر فغاں رستم نیک روز
رہا ہو گیا بند کو توڑ کر
کیا پہلوانی نے بس وہیں جوش
کہا یوں کہ اے کودک ارجمند
لگایا وہیں سر پہ درباں کے
شتاباں ہوا رستم زورمند
گرا خاک پر بس وہ پیل دماں
وے دلمیں مسرور و شاداں ہوا
سر و دست و بازو پہ بوسہ دیا
بیاں اوسکو کرتا ہوں سنئے ذرا
نریماں لے گھیرا تھا اوس قلعہ کو

کہیں ایک سنگ گراں قلعہ سے — نریماں کے سر پر گرا آن کے
یہ رستم سے قصہ بیاں کر کے سب — کہا زال نے یوں کہ اے پور اب
یہ سُنکر وہیں رستم نامدار — روانہ ہوا جانب کوہسار
ہوا سام دلگیر و اندیشہ مند — سبادا کہ رستم کو پہونچے گزند
سپاہ گراں لیکے وہ بیحساب — کمک کو بنیرے کی پہونچا شتاب
سہ سال اور ایک مہ تک واں مقام — رکہا سام نے اور بنا کچھ نہ کام
کیا اوسنے رستم کو رخصت او دہر — اور اوس سے کہا یوں کہ اے نامور
تو چارہ گری کر سکے کچھ یہاں — یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلواں
گئی اونٹ محمول بار نمک — کہ درکار ہے دز میں بےشبہ و شک
لدے باندھ بار نمک میں سلاح — کہ یہ بات تھی واں قرین صلاح
کہ آتا ہے اب کاروان نمک — چو بولا کہ لاؤ اوسے یاں تلک
تو ہر گوشہ سے آئے برنا و پیر — ہوا گرد انبوہ اونکے کثیر
عقب اوسکے سب پہلوان دلیر — خروشندہ مانند غران شیر
مقابل ہوا کوتوال حصار — ہوئی گرم واں اون سے پیکار زار
ہوا کشتہ آخر جو سردار دز — گریزاں ہوئے سب نگہدار دز
عجب طرفہ تر اونکی اجناس تھی — کہ دیکھی نہ تھی مردمان نے کبھی
جو دیکھا کہ ہے سنگ خارا کہر — اور اوسکی ہی دیوار ہے سربسر
لگا کہنے یوں دیکھکر پہلواں — کہ یہ کار انساں نہیں بیگماں
کیا فتح میں نے یہ حصن حصین — کہ ہمسر نہیں جسکا چرخ برین
یہ نامہ پڑھا زال نے جب تمام — دل اوسکا ہوا خرم و شادکام
کیا تو نے تسخیر حصن متین — ہزار آفرین صد ہزار آفرین
لگا آگ اب قلعہ کو کر شتاب — وہاں سے تو پہر اسطرف آ شتاب
جو پہونچا یہ نامہ تو وہ پہلواں — روانہ ہوا جانب سیستاں
ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر — نثار اوسکے سر پر کیا سیم و زر
غرض سام نے جب یہ نامہ پڑھا — تو پہر شوق سے چشم و سر پر کیا

پراگندہ دل ہیں ہوا منفعل — گئی جان تا لب اوسکے نکل
شتابندہ ہو سوئے کوہ بلند — نریماں کا خوں لیکے ہوا ارجمند
یہ پہونچی خبر سوئے مازندراں — کہ رستم ہوا جانب دز رواں
وہاں جنگ اک اوسکو درپیش تھی — سو یکدست موقوف اوسنے رکھی
جوانان جنگ آور و پیلتن — ہوئے گرد اوس قلعہ کے خیمہ زن
بہرادوں سے ناچار وہ پہلواں — روانہ ہوا سوئے مازندراں
اکیلا یہیں کارواں کا لباس — اگر قلعہ میں جائے تو بے ہراس
کہ کندہ کروں جاکے بیخ حصار — نچھوڑوں نہیں واں زندہ اک نابکار
بجائے شتربان تھے پہلواں — ہر اک گرد تھا صورت ساربان
در دز پہ پہونچا یل نامور — خداوند دز کو یہ پہونچی خبر
وہیں آن کر لگئے مردران — گیا قلعہ میں جبکہ وہ کاروان
ہوئی رات جب دم کہ تاریک تر — تو پہر بہر جنگ اوسنے باندہی کمر
خبردار ہو قلعہ کی سب سپاہ — ہوئی آکے سب رزم آور و کینہ خواہ
بشمشیر و گرز و سناں و خدنگ — رہا صبح تک گرم بازار جنگ
دلیروں نے تاراج دز کو کیا — بہت مال و اسباب واں سے گیا
گیا پہر وہاں رستم نامدار — سو خانہ حکمران حصار
سوا اوسکے اک گنبد زرنگار — بصد لطف و خوبی ہے رشک بہار
لکھا نامہ رستم نے پہر زال کو — کہ اے نامدار یل نامجو
جو ارشاد ہو سو بجالاؤں میں — رہوں اب یہیں یا وہاں جاؤں میں
یہ پاسخ لکھا اے خردمند پور — رہے چشم بد تجھسے ہر لحظہ دور
فقط دل کو میرے نہ گلشن کیا — کہ نام نریمان کو روشن کیا
کہ دیدار کا ہے ترے اشتیاق — جدائی ہے تیری بہت مجھکو شاق
گیا زال باصد طرب پیشوا — بصد شوق اوسکو بغل میں لیا
سو سام اور رستم نے نامہ لکھا — رقم مژدہ فتح و نصرت کیا
اوسے اسقدر شادمانی ہوئی — کہ پہر تازہ گویا جوانی ہوئی

سنا کارنامہ یہ رستم کا جب / ہوئے اہل ایراں قرین طرب
ہوا دل سے ہر اک امیدوار / کہ سارے بداندیش اب ہونگے خوار

داستان نشستن نوذر بر تخت

بسوئے منوچہر آتا ہوں پھر / یہ باقی بھی قصہ سناتا ہوں پھر

منوچہر پدر خود و وصیت کردن منوچہر اورا

جو گذرے بشاہی صد و بست سال / تو اختر شناسان جد حب کیا
لگے کہنے ... منوچہر سے / ... شہ دانشور و نامجو

قریب آئے اب تیری رخصت کے دن / بسر ہو گئے بس خلافت کے دن
یہ سن کر جہاندار کشور کشا / طلب کر کے نوذر کو کہنے لگا

کہ میں ہوں کمر بستہ سوئے عدم / مبارک تجھے تخت و تاج و علم
تو ہست چو پدر ہم آئین و داد / رعیت کو رکھنا تو آباد و شاد

سو حق پرستی تو رہیو مدام / نہ پھر از رہ راستی رکھیو کام
جہاں میں جبھی تک ... دوری / ہوئی نام موسیٰ کے پیغمبری

وہ پیدا ہوا سوئے خاور زمین / کیا خلق نے اختیار اسکا دین
ہوئے نسل پاک یزداں پاک / کیا اس نے فرعون کو آب ہلاک

تو مت ہوجیو اس سے برخاش جو / قبول اس سے اب کیجیو دین کو
تجھے پیش ہے اب مہم عظیم / ترے اہل توران ہیں سارے غنیم

رہ کینہ خواہی سے پور پشنگ / کرے قصد تیری طرف بہر جنگ
تجھے ہاتھ سے ان کے پہنچے گزند / تو عاجز ہو بس زیر چرخ بلند

بقصد نبرد و از رہ سرکشی / کرے جب بداندیش لشکر کشی
خبر لیجیو سام اور زال کو / کمک چاہیو اس سے اے نامجو

یل نوجوان یعنی فرزند زال / نہیں پہلوان کوئی جسکی مثال
وہ اس خاندان کا ہو خدمتگزار / کرے یاوری آکے لیل و نہار

منوچہر کرتا تھا جب یہ بیان / ملکزادہ نوذر تھا گریہ کنان
نہ کچھ ان دنوں شاہ بیمار تھا / نہ کچھ درد تھا اور نہ آزار تھا

یکایک ہوا خسرو سرفراز / گرفتار بیماری جانگداز
نہ جانبر ہوا پر بہ شہ منتظر / جہاں سے سفر کر گیا ناگزیر

جلوس نوذر بر تخت سلطنت ایران

منوچہر کے بعد با کر و فر / سر تخت نوذر ہوا جلوہ گر

رکھا سر پہ دیہیم شاہنشہی / ہوا مسند آرائے فرماندہی
ولیکن منوچہر کی رسم ... / نہ قایم رہا خسرو نامور

نہ داد و دہش کی نہ انصاف داد / ز غفلت بجور و ستم دل نہاد
ہوئی بند یکسر مروت کی راہ / ہوا بند سیم و زر بادشاہ

یکایک ہوئے اس سے بیزار سب / ہوئے منحرف بلکہ سرتاب سب
لکھا بادشاہان اطراف کو / کہ آؤ ادھر اور یہ ملک لو

سپہگار نے جبکہ دیکھا یہ حال / ہوا اپنے دل میں ہراساں کمال
بہ سام نامہ گیا اک روان / لکھا یہ کہ اے پہلوان جہان

تجھے وقت رحلت کے کرتا تھا یاد / منوچہر شاہ خجستہ نہاد
زبان پر یہ تھا شہ کے بھی بار بار / کہ رکن خلافت ہی سام سوار

ہوئی سلطنت اندنوں کچھ خراب / یہاں آ کہ اب تو پہونچا شتاب
دگر نہ یہ پھر تخت شاہی نہیں / بد اندیش ہوں ور ایران زمین

ادھر تو یہ نامہ لکھا اور ادھر / ستمدیدگان پہونچے واں بیشتر
کئے تھے جو نوذر نے بیداد واں / کہے سام سے جا کے یکسر بیان

پھر اتنے میں نامہ گیا شاہ کا / تاسف بہت پہلوان نے کیا
روا شہ ہوا ماندان سے ہیں / تبا ہو ہوا اب کے ایران زمین

جو نزدیک پہونچا یل نیکنام / بزرگان ایران گئے پیش سام
گزارش کیا یہ کہ اے نامور / جہاندار نوذر ہے بیدادگر

تو بیٹھہ اب سر تخت فرماندہی / تو رکھہ اپنے سر پر کلاہ مہی
اگر گرفتار کر شاہ نوذر کو اب / اطاعت کرین ملکے ہم تیری سب

یہ لایا زبان پر پیل ارجمند / خدا کے یہ نزدیک کب ہے پسند
کہ نوذر نژاد کیان سے ہو یان / اوسے قید کر ہو نشین شاہ جہان

منوچہر کی وخت ہوتی اگر / سر تخت شاہنشہی جلوہ گر
کمر باندھتا مین پئے چاکری / شب و روز کرتا مین فرمانبری

جو نوذر نے پیشہ لیا ظلم کا / تو آئے مداران ہی اندیشہ کیا
اوسے باز لاؤنگا ہر راہ سے / کروں تازہ پیمان شہنشاہ سے

ہو منحرف اُس سے تم زینہار / کرو چاکری اُس کی لیل و نہار
یہ کہکر گیا پیش شاہ جہان / جھکایا سر عجز جون بندگان

کیا شاہ سے سبکو گرویدہ پھر / رہا کوئی بھی وان نہ رنجیدہ پھر
سنو آگے احوال پور پشنگ / کہ نوذر سے آکے ہوا گرم جنگ

جنگ افراسیاب پسر پشنگ با نوذر و فتح یافتن و نشستن بر تخت

پشنگ ایک مرد نبرد آزما / سپہ دار اقلیم توران کا
سرافراز تھا نسل سے تور کی / اوسے جنگ نوذر سے منظور تھی

پسر ایک تھا اُسکا افراسیاب / کہ ہیبت سے جسکی ہو خارا بھی آب
یل زورمند و دلیر و جوان / نہ تھا اُس کا ہمسر کوئی پہلوان

پشنگ اُس سے کہنے لگا ایک روز / کہ اے پور خوش طالع و نیکروز
روان ہوئے ایران لیکر سپاہ / تو نوذر سے اب جا کے ہو کینہ خواہ

شتابان ہو تاخیر مت رکھہ روا / کہ لینا ہی خون سلم اور تور کا
جو قصہ سنا یہ تو افراسیاب / گیا بھول آسائش خورد و خواب

ہوا میل خاطر سوئے رزم کین / یہ پاسخ دیا باپ کو بس یہین
کہ شائستہ جنگ شیران ہمین / سزا اور رسم دلیران ہو نہین

کروں جاکے سالار ایران سے جنگ / کرون ملک تسخیر سب بیدرنگ
یہ سن کر ہوا خرم و شاد وہ / ہوا بند سے غم کے آزاد وہ

پھر افراسیاب اُس سے بولا وہین / کہ ہر چند نوذر دلاور نہین
ولیکن منوچہر کے پہلوان / حضور اُسکے حاضر ہین یکسر جوان

اور اُسنے یہ گردان لشکر تمام / نہیں ہمسر قارن و زال و سام
نہیں خوب ہے اندنون عزم جنگ / یہی مصلحت ہی کہ کیجئے درنگ

یہ بولا پشنگ اے خردمند پور / یہ گفتار ہے عقل و دانش سے دور
یہی وقت ہے جاکے لے انتقام / شتابی سے کر کار نوذر تمام

یہ سنکر سپہدار افراسیاب / روانہ ہوا سوئے ایران شتاب
جوانان شمشیر زن سی ہزار / جوانمرد و شائستہ کارزار

بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ / کمر چست باندھے ہوئے بہر جنگ
خزروان سماساس و پہلوان / سپہ کے تھے سالار با فر و شان

سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر / کیا سام نے اس جہان سے سفر
یہ سن کر ہوا شاد افراسیاب / کہ اب بخت بدخواہ آیا بخواب

خوشی سے وہ ہر روز تھے رہ نورد / تھا دل مین اُس کے اندوہ و درد
ادہر سے بھی نوذر یہ سنکر شتاب / ہوا عازم جنگ افراسیاب

گئے ساتھہ نوذر کے مردان کار / سواران جنگی صد و چل ہزار
لکھا یون کہ اے شاہ فیروز جنگ / ملکزادہ نے نامہ سوئے پشنگ

کرو نہین نبرد دلیرانہ اب / کرون غارت ایران لشکر کو اب
مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ / تو تاہم ہوئے پہلوان کینہ خواہ

تھا اک تازیانہ گرد افراسیاب / بڑھا فوج سے لیکے نیزہ شتاب
ہوا آکے میدان مین رزم جو / کہا یون کہ ہو کب جسے آرزو

کرے آکر مجھہ سے اب کارزار / نہ تاخیر کو راہ دے زینہار
پسر زادہ کا قارن نامور / کہ سردار لشکر تھا با کر و فر

برادر سے اپنے یہ بولا وہین
کہ اے پہلوان جا کے ہو گرم کین

قباد اُس جوانمرد کا نام تھا
نہ ہرگز طلبگار آرام تھا

گو دا اسپ کو سوئے میدان گیا
ہوا تازیان سے نبرد آزما

دے زخمت فولاد کی ایک ضرب
جو کھائی تو دی جان ہنگام حرب

قباد دلاور ہوا کشتہ جب
وہ قارن دلیر و جوانمرد تب

سوئی تازیان لیکے آیا سپاہ
ہوا ساتھ بدخواہ کے وہ رزم خواہ

پھرا نبوہ دیکھا تو افراسیاب
الملک کو سپہ لیکے پہونچا شتاب

ہوا گرم بازار جنگ و نبرد
کسی کو کسی کا نہ تھا کچھ بھی درد

ہوا خون سے روئے زمین لالہ زار
پھرا تیرے زمین وان شب ہوئی آشکار

سواران جنگ آور و کینہ خواہ
وہین پھر گئے سوئے آرامگاہ

جو اجکہ درخشندہ مہر آفتاب
تو قارن پئے جنگ افراسیاب

گیا کر کے آراستہ فوج کو
کہ یکسر تھے مردان پیکار جو

ادھر لشکر آرائے توران زمین
سپہ لیکے آیا پئے رزم کین

ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
قیامت ہوئی ایک برپا وہان

سر و سینہ تھا وقف پیکان و تیغ
نہ جان کا تھا اپنی کسیکو دریغ

ہزاروں ہوئے کشتہ و خستہ وال
زمین بن گئی سربسر گلستان

اور آ فوج توران ہوئی چیرہ دست
دل اہل ایران کو ہونے لگی شکست

جہاندار نوذر نے دیکھا یہ جب
کہ لشکر ہوا بیدل و خیرہ اب

ہوا آپ تب عازم کارزار
پکارا یہ میدان میں تاجدار

کہ ہرگز نہیں اسمیں کچھ فایدہ
کہ کشتہ ہو تا حق یہ خلق خدا

رکھے ہے اگر غیرتِ افراسیاب
تو آ کر مقابل ہو میرے شتاب

جسے نصرت و فتح دے کردگار
کرے بادشاہی وہ لیل و نہار

یہ سنکر وہ افراسیاب دلیر
ہوا آن کے رزمجو مثل شیر

ہوئے نبرد دونون طرفسے رواں
ہوا کارنجر نوک سنان

بیان کیجے کیا جو باہم حرب تھی
سنان پر سنان ضرب پر ضرب تھی

ستیزہ کنان ہو گئی شام پر
ہوا زخم کاری نہ کچھ کارگر

کہیں سر سے نوذر کے دیہیم زر
گرا وقت پیکار تھا خاک پہ

غرض رزم موقوف کرکے وہ شاہ
پھرے رزمگہ سے بخوابگاہ

کیا تھا نہ بدخواہ نے کچھ بھی خیال
ولیکن جہاندار تھا پرملال

ملازم کوئی شہ کی سرکار کا
وہاں سے وہ دیہیم لایا اوٹھا

ہوا شاہ دلگیر و اندوہگین
سخن باپ کا یاد آیا وہیں

کہا تھا منوچہر نے یہ کہ ہان
تجھے فوج ایران سے پہونچے زیان

سران سپہ کو فراہم کیا
جہاندار نے پھر یہ اون سے کہا

کہ بدخواہ کی آئی تاب سپاہ
یہ سوچا کہ ہوا کام اپنا تباہ

ظفر اپنی آتی نہیں کچھ نظر
کہ لشکر ہے اپنا زبون سربسر

اگر بھاگئے تو کدہر جایئے
حفاظت کی اب جا کہاں پایئے

یقین ہے کہ پھر دشمنان شریر
مجھے یاں سے لیجائیں کر کر اسیر

یہ بہتر ہے کشتہ ہوں میدان میں
نجاویں ہم اب زندہ زندان میں

جدا ہو وئے تن سے مرا سر اگر
تو قائم رہے نیک نام پدر

سران سپہ نے یہ سن کر کہا
کہ جز جنگ چارہ نہیں ہے شہا

دلے اپنے بیٹونکو رخصت کرو
یہان سے سوئے پارس بہیجو

کہ تخم فریدون سے تا کیدوتن
رہیں زندہ اے سرور انجمن

دو فرزند جو طوس و گستہم تھے
او نہیں لیکے آغوش میں پیار سے

کیا شاہ نے سوئے پارس روان
ہوئے دیدہ تار گوہر فشان

یہ سالار توران کو بھیجا پیام
کہ لشکر تنگ آ گیا ہے تمام

لڑائی رہی دو روز کچھ دہ رنگ
کرو تیسرے روز پھر ہمسے جنگ

رہی جنگ موقوف دو روز تک
رہا لشکر آسودہ زیر فلک

غرض تیسرے روز وقت پگاہ
گیا سوئے میدان پھر وہ شاہ

سواران جنگی یمین و یسار
ہوا جلوہ گر قلب میں شہریار

وہ شاپور و قارن سر سپاہ
پھر سو ستیزندہ کینہ خواہ

ادھر تھا صف آرا افراسیاب | کہ ترکان چین جنگ سے تھے ہم رکاب
یکایک ہوئے ترک چین چیرہ دست | سپہدار ایران نے کھائی شکست

ہوا کشتہ شاپور میدان میں | پڑا تفرقہ فوج ایران میں
نرہ قارن بھی وان سے گریزان ہوا | سوئے ملک پارس شتابان ہوا

فراہم نہ آئے وہ لشکر رہا | نہ میدان میں قائم وہ نوذر رہا
غرض شاہ نوذر ہوا قلعہ بند | مخالف نے گھیرا حصار بلند

روان سوئے فارس ہوا تازیاب | گرفتار ہونا کہ شہزادگان
ہوا سد رہ قارن نام دار | لگی ہونے باہم وہان کارزار

ہوا جبکہ آگاہ افراسیاب | تو فوج اور بھیجی کمک کو شتاب
جو کم رہ گئی فوج گرد حصار | تو پھر قلعہ سے نوذر نام دار

نکل کر ہوا سوئے وادی روان | ولے بر سر کینہ تھا آسمان
سپہ دار توران یہ سنکر خبر | تعاقب کو اُسکے گیا زود تر

ستیزہ نہ وہ بھی ہوا ناگزیر | ہوا آخر کار نوذر اسیر
ہوا اس سے آگے گرفتار روان | ہزار دو صد اور بھی پہلوان

بنیک گردش چرخ بیداد گر | نہ نوذر رہا اور نہ وہ کرّ و فر
جہانمیں رہا حکمران ہفت سال | پھر اقبال کا اُسکے آیا زوال

ہوا بعد ازان جاے افراسیاب | مہر ریه فریدون عالیجناب
سپہ دار کو پھر یہ پہونچی خبر | کہ غالب رہا قارن نامور

ہوا تازیان کشتہ ہنگام جنگ | گریزان ہوئی فوج سب بیدرنگ
ہوا پر الم سن کے افراسیاب | بہت ولکوا دیکے ہوا اضطراب

فرستادن افراسیاب خزروان و سماساس را بسمت سیستان و کشتن نوذر و اغریرث را

سپہ دار نے یہ ارادہ کیا | کہ ملک اب لیا چاہیے زال کا
روانہ کئے پھر پئے کارزار | سواران جنگ آزما سی ہزار

خزروان سماساس نامی یلان | گئے جنکے سالار فوج گران
سنی زال یان نے یہ جسدم خبر | کہ بد خواہ کا لشکر آیا ادھر

کمر کینہ خواہی پہ باندھی ہیں | زرہ پوش ہو کر لیا گرز کین
روانہ ہوا سیستان سے شتاب | کہ تا صبر کی نہ تھی اسکو تاب

لکھا شاہ محراب نے زال کو | کہ ہون مشفق تیرا آئے نا بجو
ہوئے پہلوانان کابلستان | رفیق سپہ دار زابلستان

مقابل ہوئی جب سپاہ عدو | تو باہم سپاہ ہوئے کینہ جو
خزروان نے آکر عمود و سپر | یکایک چو مارا بسر زال پر

شکستہ ہوا مغفر پہلوان | و لیکن نہ کچھ سر کو پہونچا زیان
پکڑ گرز توڑا خزروان کا سر | زمین اُسکے خون سے ہوئی تر بتر

خزروان ہوا کشتہ جب وقت جنگ | تو آیا سماساس پھر بیدرنگ
ولے حملہ آور ہوا زال جب | نہ ٹھرا سماساس میدانمیں تب

گریزان ہوئی اُس کی ساری سپاہ | پراگندہ لشکر خراب و تباہ
تعاقب کیا زال نے پھر بہت | ہزاروں کئے قتل ترکان چین

ہوا پر غضب سنکے افراسیاب | کیا قتل نوذر کو اُسنے شتاب
ہوا پھر وہیں سوئے پارس روان | گئی ساتھ اُسکے سپاہ گران

گیا قصد یہ کر کے وہ کینہ جو | کہ لاؤں پکڑ گستہم طوس کو
ادہر بانسے وہ دونوں گم راہ ہوئے | طرف سیستان کے شتابان ہوئے

گیا جبکہ یہ خبر بن کے زال | کیا اوس اغریرث کا کمال
گئے دونو وہیں سیستان میں رکھا | ز کچھ جمع خاطر یہ اُس نے کہا

وہ قارن تھا ہمراہ شہزادگان | ہوا اُس کے تھے اور بھی پہلوان
ہوا اور پہ شفقت کیا زادہم | کیا لطف مصروف پھر اسکا یہ

جو نوذر کے پرورده تھے مرد بان | سوا آنے لگے ہر طرف سے ادھر
ادھر جب ہوئی پھر فزون سپاہ | جوانان رزم آور و کینہ خواہ

ہر اک کو سلاح و زر و گنج و مال
ولیکن یہی زال کو سوچ تھا
نہیں میں کیا تھی جو ہوں پادشاہ
تو کرکے بد اندیش کو پائمال
بلند اقتدار و معلے جناب
اوسے زال نے ایک نامہ لکھا
اگر آوے یاں تک تو آ نامدار
بد اندیش وہ جو ہی افراسیاب
گیا رے سے زابل کو وہ نامور
ملکزادہ کے پاس اتنی سپاہ
برادر نوازی کی تھی آرزو
کہ رے پر قناعت نکی تو کبھی
دیا پاسخ اُس نے کہ اے نامور
جفا پیشہ تھا بسکہ وہ شہریار
غرض سیستان میں یہ پہونچی خبر
کیا نامدار و نکو اُس نے طلب
دے چاہئے شاہ والا شکوہ
نہیں یہ سزاوار تاج شہی
کہ وہ وارث تخت ایران ہو
منوچہر کے ہاتھ سے وقت جنگ
جزیرے کیجانب گریزاں ہوا
ملکزادہ زو اُس جوان کاہی نام
کرے آج ہم سے زو کو بیان

کیا زال نے دیکھ فرخندہ حال
کسے تاجور کیجئے ایران کا
گیا ان کے بعد رتبہ و تاج و کلاہ
ابھی ملک ایران سے بدنیت نکال
برادر بہائی تھا جنکا افراسیاب
یہ مضمون فرخندہ مرقوم تھا
تو اقلیم ایران کا ہو شہریار
بحال اُسکو ایران دوں پرشتاب
یہ چاہے تہا ہو عازم بیشتر
تہی ساتھ اُسکے جو ہو رزمخواہ
گیا نجطر بہائی کے روبرو
ہوئی رتخت ایران کی تجکو ہوس
خدا کیلئے تو نہ بہتان کر
برادر نوازی نہ کی زینہار
ہوا کشتہ اغریرث نامور
کہا یوں بے کین مکر بافر ہوا
دلیر و جوانمرد و دانش پژوہ
نہیں لائق تخت فرماندہی
شہنشاہ باشوکت و شان ہو
ہوا کشتہ جب سلم تب بے درنگ
وہاں خوف جاکے پنہاں ہوا
سزاوار شاہی ہے وہ ذو الکرام

زمین زاد زیں [illegible] سے
[illegible] نادان آیا
[illegible]
جہاں آیا حاکم شہر رے
[illegible] تہا اُسکا نام
کہ جس نے بہت کی فراہم سپاہ
تہی چاکری اہل ایران کرین
روانہ ہوا پڑھکے اُس نامہ کو
خبر سنکے اتنے میں افراسیاب
گیا لاجرم پیش افراسیاب
ولیکن لگا کہنے افراسیاب
جو دشمن ہیں اُن سے موافق ہوا
مری تاب کیا جو کروں ہمسری
رکہا جور و بیداد و ناحق روا
یہ سنکر ہوا زال اندوہگین
بہ یک ملک سے خصم کو تیجئے
شہنشاہ نوذر کے دو تون پسر
سو اونکے نسل فریدوں سے گر
کیا زال نے جب بیان یہ سخن
ملکزاد طہماسپ اُسکا پسر
غرض ہے پسر ایک طہماسپ کا
سنا زال نے جبکہ یہ ماجرا

ہمیشہ خرم و شاد تفہیم سے
نہیں پادشاہی کے شایان ہیں
[illegible] کے تاج و علم
سزاوار اورنگ شاہان کے
جوانمرد خوش خلق و شیریں کلام
ولیکن نہیں ہے کوئی پادشاہ
ترے آگے کار نمایاں کریں
سو زال اغریرث نام جو
سپاہ گراں لیکے پہونچا شتاب
کہ جو خاش کی تھی نہ زنہار تاب
طرح شعلے کے کہا کے بس پیچ و تاب
مرا تو جہاں میں منافق ہوا
نہیں تجکو دعوی بجز چاکری
کیا تن سے بیچارہ کا سر جدا
زیادہ ہوا اور بھی دلحزین
شتاب اس سے نوذر کا خون لیجئے
نہیں لائق و عقل سے بہرہ ور
کوئی ہو تو تجکو کہہ دو تم خبر
تو کہنے لگے موبدان کہن
قراری ہوا با دل پر خطر
جوانمرد و دانشور و خوش لقا
تو یوں قارن نامور نے کہا
ہوا دو دن ہی القصہ قارن روان

داستان آمدن ملکزادہ زو پسر
طہماسپ ہمراہ قارن طرف سیستان و جلوس بر تخت شاہی ایران

حضور ملکزادہ پہونچا وہ جب
دیا زال کا اُسکو پیغام تب
کہا یوں کہ چلئے سوئے سیستان
تہا ہے اورنگ شاہی جہاں

خوشی سے وہیں ساتھ قارن کے زو / طرف سیستان کے ہوئے تیز رو
جب آیا خداوند تاج و سریر / ہوئے گرد اُسکی فرمان پذیر

ہوا جلوہ گر تخت شاہی پہ زو / ہوئی اک جہاں میں خوشی نو بنو
سو ملک پارس روان کی سپاہ / ہوا اس ولایت میں پھر دخل شاہ

گیا شاہ پھر سوئے افراسیاب / لڑائی کی لایا نہ ہرگز وہ تاب
گیا بھاگ بدخواہ توران میں / تصرف ہوا شہ کا ایران میں

گیا خوار ہوکر جو پور پشنگ / نہ عزت ہوئی کچھ حضور پشنگ
پشنگ اُس سے بولا کہ ای نابکار / نہ آئے تجھے شرم کچھ زینہار

ترا بھائی اغریرث نامور / ترے پاس حاضر ہوا آن کر
کیا تو نے ایلچی اُسکو ہلاک / خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک

روا تو نے رکھا برادر کا خون / کیا فوج ایران نے تجھکو زبون
نہیں کام تیرا مرے روبرو / مری سامنے سے ہو بس دور تو

نہ کی پھر نہ کچھ قدر افراسیاب / ہوا نا گوار اُسکو آرام و خواب
جہاندار زو خسرو دین پناہ / ہوا جبکہ ایران کا بادشاہ

کیا اوسنے ہر روز و شب عدل و داد / جہان کو رکھا خوب آباد شاد
یل زال زر اور سب پہلوان / شب و روز تھے شاہ کے مدح خوان

جہان میں باقبال جاہ و جلال / رہا شاہ فرمانروا پنج سال
پھر آخر کو پہونچا پیام اجل / گئی جان قالب سے اُس کے نکل

داستان نشستن گرشاسپ شاہ بر تخت و باز آمدن افراسیاب از تسخیر ایران

ہوا باپ کے بعد گرشاسپ شاہ / خداوند اورنگ و تاج و کلاہ
ولے تھا پذیرندہ اے زال / کہ تھا بادشاہ جہان خردسال

پشنگ دلاور کو پہونچی خبر / کہ اک طفل ایران کا ہی تاجور
پشنگ اپنے دل میں لگا کہنے تب / کہ تسخیر ایران آسان ہے اب

بصد لطف تقصیر افراسیاب / معاف اُس نے کر کے کہا یون شتاب
کہ لشکر کشی سوئے ایران کر / لے کینہ خواہی تو باندھ اب کمر

سپاہ گران لے کے پور پشنگ / ہوا سوئے ایران روان بیدرنگ
بزرگان ایران یہ سن کر خبر / لگے زال سے کہنے اے نامور

پھر آیا سپہ لیکے افراسیاب / کیا چاہیے اب تدارک شتاب
وہ بولا کہ میں تو ہوا سالخورد / ستیزہ ہے کار جوانان گرد

مگر کر کے رستم کو اب سرگروہ / اُدھر بھیجنا ہو نہیں باصد شکوہ
یہ سنکر ہوئے شاد سب نامجو / کیا سب نے اقبال اسبات کو

لگا کہنے رستم سے پھر زال زر / کہ حیران ہوں میں کیا کروں اے پسر
ہوا ایک دربیش دشوار کار / کہ جس سے گریزاں ہو تاب قرار

تو کار آزمودہ نہیں اب تلک / کہ ہے ناز پروردہ زیر فلک
تجھے کیونکہ بھیجوں پئے کار زار / سو شیر مردان جنگی سوار

تری مصلحت کیا ہی تو کہہ شتاب / جو ہو تجھکو منظور سو دے جواب
غرض آزماتا تھا رستم کو زال / کہ ہی یا نہیں جنگ کا کچھ خیال

یہ بولا تہمتن کہ ہوں مرد رزم / کروں خیرہ بدخواہ کو ہے یہ عزم
بہ بازوی پرزور دست دراز / نہیں کچھ طلبگار آرام و ناز

کو داؤن اگر اسپ کو وقت جنگ / نہ ٹھہرے مرے آگے شیر و پلنگ
یہ گفتار سن خوش ہوا زال زر / دعا دی کہ یارب ہو تجھکو ظفر

کہا پھر یہ رستم نے اے پہلوان / مجھے چاہیے اسپ و گرز گران
حضور اوسکے لا کر دھر گرز سام / تہمتن ہوا دیکھکر شادکام

دکھائے تہمتن کو پھر سر بسر / وہاں گلہ اسپ تھی جس قدر
رکھا پیٹ پر ہاتھ جس اسپ کی / وہ شدت سے زیر خم ہو گیا بس تبھی

وے مادیان ایک تھی سخت جنگ / ہزار اسکے تھے جسم پر لالہ رنگ
اور اُسکا تھا ایک بچہ پیل تن / ہوا دیکھکر خوش دل صف شکن

یہ چاہے کہ ڈالے کیانی کمند | کرے تاکہ اُس گرہ کو پابند
لگا کہنے رستم سے پھر گرگیان | کمند اسپ پہ سٹ ڈال اے پہلوان
کہ مادہ ہے گرنے کی خونخوار تر | غضبناک اور مردم آزار تر
لگے اسنے ہیں شیر چند خون | مبادا تجھے بھی کرے سرنگون
تہمتن نے آخر کو ڈالی کمند | سر رخش لایا وہین زیر بند
غضبناک ہو کر وہیں مادیان | وہ دان آئی مانند شیر زیان
یہ چاہا کہ چاہا وے تہمتن کا سر | کہ اتنے مین رستم بھی جون شیر نر
ہوا جبکہ میدان میں نعرہ زنان | تو ہیبت سے خیرہ ہوئی مادیان
غرض رخش تھا نام اُس گرہ کا | تواناو زور آور و چست تھا
اگر اوسکے سر پہ ہوئی جبکہ بند | لگا کھینچنے تب یل ارجمند
کیا زور اُس رخش نے اسقدر | کہ رستم کو بس لیچلا کھینچکر
ولیکن تہمتن بھی پر زور تھا | بزور اُسکو قابو مین اپنے رکھا
کیا رخش کو زین ہوا پھر سوار | بصد کامیابی یل نامدار
در گنج پھر زال نے وا کیا | تہمتن کو گنج فراوان دیا
سپاہ گران ساتھ دیکر شتاب | روانہ کیا سوئے افراسیاب
ولیکن ہوا مضطرب زال زر | نہ لایا وہ تاب فراق پسر
گیا آپ بھی بعد دو روز کے | ملا جا کے پھر رستم گرد سے
یہ کہتا تھا ہر روز افراسیاب | کہ رستم ہے کودک کہاں اوسکو تاب
جو مجھ سے کرے رزم کی آرزو | وہ کیا چیز ہے بس سے رو برو
ہوا زال بھی پیر بیرینہ سال | نہیں اب ہے تسخیر ایران محال
سپہ اُسکی تھی پر دل و شادکام | اور افواج ایران تھی بیدل تمام
یہ تھا زال کو سوچ شام و پگاہ | کہ نادان نہایت ہے گرشاسب شاہ
کوئی چاہیئے بادشاہ دلیر | کہ یہان جسکی ہیبت ہو مانند شیر
روانہ کیئے ہر طرف مردمان | کہا زال نے یون اک سے کہ ہان
نژاد فریدون سے کوئی اگر | کہیں ہو تو دو مجھکو آکر خبر
کسی نے کیا آنکر یون بیان | کہ ہے کوہ البرز مین اک جوان
فریدون نسب شاہ فرخ نہاد | دلیر و جوانمرد ہے کیقباد
ہوا یہ خبر سن کے دلشاد زال | ہوا شاد سے غم کے آزاد زال
یہ رستم سے بولا کہ اے نامور | کمر باندھ اور رخش کو زین کر
روان ہو شتابی سوئے کیقباد | یہ کہہ جا کے اے شاہ فرخ نہاد
تمنا یہ رکھتے ہیں سب پہلوان | کہ تو چلکے ہو بادشاہ جہان
مددگار دولت ہو یاور ہے تخت | مہیا ہے تجھکو وہان تاج و تخت
دو ہفتے مین تو پہنچو ولشکر ملک | زیادہ نہو دیر زیر فلک
یہ سنکر وہین وہ یل باشکوہ | روانہ ہوا سوئے البرز کوہ

روان کردن رستم را برائے طلب کیقباد بکوہ البرز و آمدن کیقباد و نشانیدن زال کیقباد را بر تخت

اوتر کوہ البرز سے کیقباد | کہیں آکے بیٹھا تھا مسرور و شاد
ہوا رستم گرد کا وان گذر | وہ شہزادہ حیران رہا دیکھ کر
لگا کہنے دل میں عجب ہے جوان | تماشائے رخش اور گرز گران
ہوا میل خاطر کہ ہو ہم نشین | تہمتن کو آواز دی بس وہیں
کہ تنہا اس قدر تو کہاں ہے جوان | اوتر کر وہ اسپ سے بیٹھ یان
می و نقل دیکھ طیار ہے | وہ بولا نہیں مجھکو درکار ہے
مگر اے جوانمرد فرخ نہاد | مجھے دی نشان شہ کیقباد
وہ کہنے لگا پھر کہ آؤ یہان | تو اوس نامور کا ابھی دون نشان
ترے ساتھ اک دم تامل کرون | مکان تک تجھے اسکے داخل کرون
لگا پوچھنے پھر کہ اے پہلوان | بتایا تجھے کس نے یہ دان نشان
یہ بولا تہمتن کہ اے نامور | پدر میرا ہے پہلوان زال زر
کہا اوسنے مجھکو کہ جا سوئے کوہ | وہان ہے ملکزادہ باشکوہ

ادہر سے بہی وہ ہیں لشکراں شاہ
کمک کو تہمتن کے پہونچی سپاہ

ہزار و دو شصت جنگی جواں
ہوا کشتہ ہاتھوں سے رستم کے واں

گریزاں ہوے ترک و سالار ترک
ہوئی سرد گرمی بازار ترک

ادتر آب جیحوں سے پور پشنگ
گیا خستہ خاطر حضور پشنگ

لگا کرنے فریادیوں باپ سے
کہ پہلے ہی کہتا تہا میں آپ سے

کہ ایرانیوں سے نہ کیجیے مصاف
مجہے رکہئے اس بات سے بس معاف

ہوا کیقباد اب وہاں تاجدار
وہ ہے مرد جنگ آور و ہوشیار

بہت یوں تو ایراں میں ہیں پہلواں
ولے نسل سے سام کی اک جواں

عجب جا جب زور پیدا ہوا
نہ ہم پنجہ شیر نر اوس کا ہوا

یل پیلتن رستم اوسکا ہے نام
نہ یوں اوس سے ہے اپنا لشکر تمام

بیاں اوسکی قوت کا میں کیا کروں
کہ بس روبرو اوسکے میں پشہ ہوں

حملہ اکر کے یکبارگی زین سے
پکڑ لیجلا تہا وہ کین سے

کمر بند میرا جو ٹوٹا وہیں
تو میں ہاتھ سے اوسکے چہوٹا وہیں

ہوا سو ہوا پشتیرا ے پدر
ولے اب گذشتہ تو مت یاد کر

یہ ہے مصلحت آشتی ہو بہم
نہوں کینہ جو کیقباد اور ہم

کہی یہ حقیقت جو پیش پشنگ
تو اک نامہ اوسنے لکھا بیدرنگ

کیا یکے دیشہ کو نامہ رواں

نوشتن نامہ صلح پشنگ والی توران بکیقباد

سوئے کیقباد و شہ خسرواں

حضور جہاں دار و لشہ گیا
سپہدار توران کا نامہ دیا

پشیہا کر کے دانشاہ نے بسر
یہ اوس میں لکھا تہا کہ اے تاجور

اگر تور نے خون ایرج کیا
منوچہر نے اوسکا بدلہ لیا

ہوا پہر اودہر عازم افراسیاب
تحمل کی تہی اوسکو پہر گر نہ تاب

بہت بہد گر کینہ خواہی ہوئی
بہت فوج کی بس تباہی ہوئی

یہ بہتر ہے اب آشتی کیجیے
نہ کینے کو بس دل میں رہ دیجیے

کہ ہم تم نہیں خیر کچہہ زینہار
پہر اور ہیں یکجہتی اے شہریار

موافق فریدوں کی تقسیم کے
رہیں حکمراں اپنی اقلیم کے

کریں تازہ پیماں و عہد استوار
نہ لشکر کشی پہر کریں زینہار

غرض آب جیحوں سے کہہ درمیاں
ادہر ہم ادہر تم رہو حکمراں

یہ پاسخ لکہا شاہ نے پہر وہیں
کہ ہرگز نہیں ہمسے آرا کہیں

ادہر سے ہوئی ابتدا ظلم کی
لیکن خدا نے سزا ہم کو دی

نہیں عہد و پیماں پہ تم استوار
تمہاری نہیں بات کا اعتبار

سر تو اگر ہو دے قول و قسم
تو ہوں صلح پر راضی البتہ ہم

لگا کہنے رستم کہ اے تاجدار
نہ کر صلح اور آشتی زینہار

کیا گرز نے میرے اوسکو زبوں
ملایا عدو کو تہ خاک و خوں

یہ سنکر وہ شاہنشہ نامجو
طلب کر کے محراب اور زال کو

یہ بولا تمہارا جو ہو مشورا
کرو مجہکو آگاہ اوس سے ذرا

یہ بولے وہ شاہ قوی جنگ سے
کہ ہے صلح بہتر شہا جنگ سے

غرض شاہ نے بانشاط و خوشی
سپہدار توراں سے کی آشتی

دیا رستم و زال کو گنج زر
عنایت کیئے خلعت پر گہر

کہا یوں کہ اے رستم نامجو
ترے جسم کا ایک بہی تار مو

بصد ملک توراں نہ دوں زینہار
کرونگا فریدوں تیرا عزو وقار

شہ ہفت اقلیم نے بعد ازاں
روانہ کیئے جا بجا پہلواں

وہ لائے تصرف میں ملک وسیع
ہوے شہ کے شاہان عالم مطیع

بہت نامداروں سے پہر شاد شاد
نہ فرماں سے پہیرا سر کیقباد

بصد کامیابی و فتح و ظفر
گیا سوئے پارس شہ دادگر

یہ دادو دہش شاہ نے کی وہاں
کہ اک خلق با خاطر شادماں

ہوئی بیج خواں شہ کیقباد
فریدوں کو ہرگز کیا پہر نہ یاد

رہا سو برس شاہ گیتی پناہ
جہاں میں خداوند تاج و کلاہ

یہ سوچا شہنشہ کو یکبارگی
کہ آخر ہوئی اپنی اب زندگی

شہ دادگر کے تہے فرزند چار
اونہیں ایکدن شاہ فرخ تبار

طلب کرکے بولا کہ کاؤس کو
عزیز و تمہارا بڑا بھائی ہے

معاون رہو اسکے شام و سحر
کہ فتنہ نہ برپا ہو بار دگر

وہ بولے کہ ہم اسے شہ نامدار
اطاعت سے پھیریں نہ سر زینہار

یہ ہووے خداوند تاج و سریر
رہو تم شب و روز فرماں پذیر

سبھوں نے پذیرا کیا یہ سخن
بجا لائے فرمان شاہ زمن

کئی روز کے بعد پھر ناگہاں
ہوا شہ سوئے ملک عدم کو رواں

داستان جلوس کیکاؤس بر تخت سلطنت ایران

ہوئے بند جب دیدہ کیقباد
تو پھر شاہ کاؤس فرخ نہاد

خداوند اورنگ افسر ہوا
جہاں پرور و عدل گستر ہوا

لگا کرنے وہ عیش روز و شب
لگا رہنے مشغول عیش و طرب

ہوا ایک سازندہ حاضر وہاں
لگا کرنے تعریف مازندراں

کہ آب و ہوا ہے بہت خوشگوار
سدا فصل گل ہے ہمیشہ بہار

یہ سنکر کیا قصد مازندراں
وزیروں سے بولا یہ شاہ جہاں

کہ ہرگز نہیں اب مجھے میل بزم
ہوا دل طلبگار میدان رزم

مبادا اگر ہوں میں آرام گیر
تو برباد ہو ملک و تاج و سریر

فریدوں و ضحاک و جمشید سے
نہیں کم ہے کچھ زور و قوت مجھے

مشقت بھی لازم ہے اونکی بحال
کہ قائم رہے افسر ملک و مال

یہ جی میں ہے کشورستانی کروں
ہر اک ملک میں حکمرانی کروں

سپہ کھینچوں اب سوئے مازندراں
کروں سکۂ خطبہ اپنا وہاں

یہ گفتار خاقان آفاق گیر ہوئے سنکے حیران امیر و وزیر
فریدوں و جمشید عالی تبار منوچہر شاہنشہ نامدار
باین زور و قوت وہ شاہنشہاں نہ عازم ہوئے سمت مازندراں
وہ گرساسپ و گستہم طوس جواں وہ گیو و نزاد و گیو نامی یلاں
ہوئے یکدل اسبات سے گرد سب کیا چاہیئے زال کو یاں طلب
پہونچتے ہی نامہ کے وہ نامور روانہ ہوا سیستاں سے ادہر
یلاں سے جہاندار کشورکشا یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا
کہ ہم اور تم چلکے شہ کے حضور کہیں شاہ کو اس ارادہ سے دور
کہ تجھسا شہنشاہ بادادودہش ندیکھا کہیں اور سنا بھی نہیں
شہنشہ نے گفتار لطف و کرم کہیں بیٹھیں زال ستودہ شیم
کیا اوسنے پہر ذکر مازندراں یہ سنکر کہا شاہ نے یوں کہ ہاں
کیا زال نے عرض اے نامور یہ سنکر خبر میں بھی آیا ادہر
فریدوں و جمشید نے بیشتر کیا تہا ارادہ کہ جاویں اودہر
کیا تب نہ رخ سوئے مازندراں حذر تو بھی کر اے شہ خسرواں
لگے کہنے پہر سب افسران سپاہ کہ ہم ہیں ترے بندہ نیکخواہ
یہ پاسخ دیا شاہ نے زال کو کہ اے گرد دانا و فرخندہ خو
خدا ہے مرا یار و دستگیر کروں جاکے دیوونکو فرماں پذیر
لواے زال و رستم پہلواں طرف سے مرے یاں ہو حکمراں
بدلسوزی اے شاہ کشورکشا جو کچھ عرض کرنا تہا ہمنے کیا
معاون ہو یزداں سکا ہر کام کروں جاکری اسکی میں صبح و شام

انجا ہر یہ بولے کہ یہ بات نیک رکہیں خوب شہ یاد پند نصیحت
نہیں ہے مناسب عزیمت ادہر وہاں بہتے بولے تہی باقدرت
وہیں زال کو ایک نامہ لکہا یہ سنکر تعجب ہوا شاہ کو
ملے جاکے جب زال سے پہلواں جب آئے حضور شہ نامور
ہمیشہ تو شاہ جہانگیر ہو وہیں رستم یل کی پہونچی خبر
ارادہ مرا اوس طرف ہے درست رکہوں تا کہ اس عزم سے تجہکو باز
سنا جبکہ ہے خانہ دیو سار یہ تسخیر ہو زور و شمشیر سے
یہ ہے عرض اے شاہ عالیجناب فریدوں سے افزوں ہے میرا حشم
طلسم اور افسوں کو توڑوں تمام لگا کہنے پہر شہ سے وہ نیکخواہ
سمجھ کیجیے رخصت سوئے سیستاں غرض شاہ سے پہر سوئے سیستاں

دلے جی میں کہنے لگا ایک ایک اطاعت میں ناکی تہو دلیو و پری
کہ آتی نہیں کامیابی نظر کہ شہ کو رکے بازاسبات سے
رقم اسمیں احوال سارا کیا کہ بے حکم آتا ہے کیوں نامجو
یہ ادن سے کیا زال نے تب بیاں لگا کرنے تعریف شہ زال زر
ولایت ستان تیری شمشیر ہو وہ بولا دعاگو ہے شام و سحر
کمر ملک گیری پہ باندہی ہے چست ذرا سوچ اے خسرو سرفراز
طلسم اور جادو وہاں بیشمار نہ ہاتھ آئے افسون تدبیر سے
نہیں یہ ارادہ قرین صواب منوچہر و جم سے نہیں ہے عیں کم
سر سرکشاں کو پہوڑوں تمام کہ ہیں بندہ ہم اور تو بادشاہ
کرے حکمرانی کوئی اور یاں مرخص ہوا پہلوان جہاں

رفتن کاوس برائے تسخیر مازندران و گرفتار شدن بدست دیوان

یل نامور ایک میلاد تہا ادسے شاہ کاوس نے یوں کہا
تو پہر زال و رستم کو بہیجو خبر معاون کچہ پہونچے وہ آنکر
گیا لیکے واں لشکر بیشمار یلاں جہانگیر و جنگی سوار

کہ سونپا تجہے میں نے اب تختگاہ کوئی آکے جو تجہسے ہو کینہ خواہ
نگہکر جہاندار کشورستاں روانہ ہوا سوئے مازندراں
بفرمان شاہنشہ نامور گیا لیکے لشکر کو لے بیشتر

جب آئی حد ملک مازندراں — تو بہروان سے وہ جنگجو پہلواں
زراعت کو یکسر جلاتا گیا — مکان خاک میں سب ملاتا گیا
ہوا سامنے جو بعزم ستیز — تو کھینچا اوسے بس تیغ تیز
گیا تا در شہر غارت کناں — بہت مال و زر ہاتھ آیا وہاں
گلستاں سے وہ شہر کچھ کم نہ تھا — زن و مرد خوش منظر و خوش لقا
ہوا شاہ مازندراں قلعہ بند — کہ غالب تھی فوج شہ ارجمند
روانہ کیا ہو کے پہر ناامید — کسی دیو کو سوئے دیو سپید
کہا یوں کہ اب جان سے تنگ ہوں — کیا شاہ ایراں نے مجھکو زبوں
شتابی مدد کر تو اے اہرمن — وگرنہ نہ جانبر ہو یاں ایک تن
یہ سنکر شتاباں ہوا نابکار — وہ لایا بہت لشکر دیوسار
ہوا شاہ سے آنکے کینہ خواہ — ہوئی قتل ایراں کی ساری سپاہ
ہوئے گیو اور شاہ کاؤس بھی — وہ گودرز و گستہم اور طوس بھی
گرفتار چنگال دیواں ہوئے — پراگندہ دل اور حیراں ہوئے
کہا دیو ارژنگ نے شاہ سے — کہ تم خوش ہوے اسطرف آنکے
ہوا اس مکاں کی خوشی آئی تہیں — فضا اس گلستاں کی بھائی تہیں
یہ سنکر کہا شاہ نے دیو سے — کہ آگہ نہ تہا یانکے میں دیو سے
وزیروں نے مجھکو کیا تہا منع — دلے میں نے اونکا نہ مانا کہا
ہوا پہر میں آخر یہاں آکے خوار — نہیں چارہ تقدیر سے زینہار
جہاں قید تھا شہریار زمن — نگہباں تھے بارہ ہزار اہرمن

اسیر شدن کیکاؤس در مازندران و فرستادن گردابیش زال بطرف سیستان و مخلصی یافتن باعانت رستم

بوقت اسیری سو سیستاں — روانہ کیا شہ نے اک پہلواں
کہ پہونچا دے تا زال زر کو خبر — سو اوس پہلواں نے یہاں آنکر
بیاں زال سے ماجرا سب کہا — طرف سے یہ کاؤس کے پہر کہا
کہ اس وقت میں اے یل پیلتن — نہ لایا جو خاطر میں تیرا سخن
تو پائی سزا میں نے آخر کو آہ — ہوئی کشتہ یکدست ساری سپاہ
رہی زندہ باقی جو یاں چند تن — سو ہیں قید در پنجۂ اہرمن
یہ پیغامبر نے کہی جب خبر — تو دلگیر دل ہی ہوا زال زر
یہ رستم سے بولا صد افسوس ہے — کہ والی ہمارا جو کاؤس ہے
سو ہو قید اور ہم مئی و جام سے — گذاریں شب و روز آرام سے
یہی وقت یاری و امداد کا — کہ حق نے تجھے زور بازو دیا
نہ ہرگز رہی مجھکو تاب جنگ — کہ یکسر ہوئے سست بازو و چنگ
تو ہمت کو اب کام فرما شتاب — سوئے شہر مازندراں جا شتاب
قلم نے قضا کی یہ فتح بلند — لکھی تیرے نام اے یل ارجمند
خوشی سے یہ بولا یل نامجو — کہ ہے جنگ دیواں مری آرزو
ولے دور کی راہ سے ہے خطر — کہ واں پھر جانے تلک ہے ادہر
کہیں بدسگالان ناپاک خو — مبادا کہ ضایع کریں شاہ کو
کہا زال نے اوس سے ای پہلواں — کہ ہیں تین رستے پہونچنے کے واں
دو رہ ایک جو والکا ہے دور و دراز — نہیں اوسمیں ملتا کوئی حیلہ ساز
گیا دور کی راہ کاؤس تہا — تو اوس راہ سے اے تہمتن نہ جا
جو نزدیک کی اوسکی ہے ایک راہ — نہیں آدمی کو ملے واں پناہ
بہت راہ میں ہیں بلائے عظیم — ہر اک منزل اوسکی ہے پر خوف و بیم
گر اس راہ سے جاے اے پہلواں — تو پہر سات دنمیں تو پہونچے وہاں
تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہیں — بتائید حق زیر چرخ بریں
کروں دفع میں ہر بلا کو شتاب — طلسم اور جادوگراں کو خراب
کروں قتل واں لشکر دیو کو — چھڑا لاؤں کاؤس اور گیو کو
یہ کہکر ہوا رخش پر جب سوار — دعا زال نے دی کہ لیل و نہار

تو ہو کامیاب اے یل نامور
رہے ہمقرین تیرے فتح وظفر
بوقت وداع یل نوجواں
ہوئی خوب رو دایہ گریہ کناں

لگی کہنے درد جدائی مجھے
سنائے تو کیا فایدہ ہو تجھے
تہمتن نے ماں کو یہ پاسخ دیا
کہ زندان میں ہیں بندگان خدا

اب اونکے چھڑانیکو جاتا ہوں میں
بفتح وظفر یاں پھر آتا ہوں میں
غرض ہو کے رخصت سے سو ہفتخواں
روانہ ہوا رستم پہلواں

نہ ساتھ اپنے کوئی لیا زینہار
فقط رخش تہا اور وہ شہسوار

داستان رفتن رستم براہ بلائی ہفتخوان برائے رہائی کیکاوس بطرف شہر مازندران و احوال منزل اول

ہوا گام فرسا بیابان میں
سر شام پہونچا نیستان میں
گیا صید اک گورخر کو وہاں شتاب
لگا کر وہیں وسنے کہائے کباب

دیا چہوڑ صحرا میں پھر رخش کو
گیا خواب میں وہ یل نامجو
نمایاں ہوا ایک شیر ژیاں
طرف رخش کے دوڑ ہی آیا دواں

تگاور سو جنگ مائل ہوا
ہزبر دمان کے مقابل ہوا
اوٹہا شیر کے سر پہ مارا دو دست
چبا کر کیا اوسکو دانتوں سے پست

پھر آخر ہوا شیر جنگی زبوں
رواں اسکے تن سے ہوا بحر خوں
ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر
تو حیران نہایت ہوا دیکھکر

کہا رخش سے ہو کے پھر خشمناک
کہ تجھکو اگر شیر کرتا ہلاک
تو لے کون چلتا سلاح و سلب
بڑا ہی کیا تہا یہ تونے غضب

اگر پھر بلا ہو کوئی آشکار
تو ہونا مقابل نہ تو زینہار
تو بیدار وہوشیار کرنا مجھے
شتابی خبردار کرنا مجھے

احوال منزل دوم و ماجرائے ہلاک نمودن اژدہا بتائید ایزد تعالیٰ

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
تو رستم روانہ ہوا پیشتر
نہ منظر چاہ و چشمہ نہ آیا کہیں
ہوا تشنہ پانی نہ پایا کہیں

خدا سے تہمتن نے کی التجا
کہ مت رکھ تو بندہ پہ سختی روا
نمایاں ہوا ایک آہو وہاں
کہ آیا تہمتن کے آگے دواں

پھر آہستہ کرنے لگا وہ خرام
تو یہ سمجھا وہ رستم تشنہ کام
کہ بیشک ہے بخشایش کردگار
یہ دیکھہ اوسکے دلکو پھر آیا قرار

ہوا پھر وہ دنبال آہو رواں
تو پہونچا سر چشمہ وہ پہلواں
سپاس خداوند لایا بجا
اور تر رخش سے اوسنے پانی پیا

کیا گورکو تیر سے پھر شکار
اور آتش بھی کی سنگ سے آشکار
تناول کئے بس بنا کر کباب
ہوا بس میں پھر گرم آرام خواب

گئی جب گذر نصف شب وہاں
ہوا ظاہر اک اژدہا ناگہاں
کہ ہشتاد گز وہ دراز میں تہا
غضبناک تہا قہر تہا وہ بلا

ہوا رخش گرم خروش و فغاں
کہ بیدار ہو خواب سے پہلواں
ہوا تو وہ بیدار پر اژدہا
نہاں ہو وہیں زیر زمیں ہو گیا

خفا رخش سے ہو کے بولا وہ یل
کہ ناحق کیا مجھکو بیدار کیوں
یہ کہکر تہمتن تو پھر سو گیا
پھر اتنے میں نکلا وہیں اژدہا

کیا رخش نے پھر جو دیکھہ اسکو شور
تو جاگا وہیں رستم پیل زور
ولے پھر وہیں اژدہائے پلید
پہر زیر زمین ہو گیا ناپدید

نہ آیا نظر کچھ جب چپ و راست جب
کیا رخش پر اوسنے خشم و غضب
وہ بولا دوبارہ اٹھایا مجھے
خوش آیا نہ آرام میرا تجھے

اگر پھر ہوئی تجھسے ایسی خطا
تو سر تن سے تیرا کرونگا جدا
پیادہ سو شہر مازندراں
رواں ہونگے لیکے ہم تیغ و گرز گراں

گیا خواب میں جب یل ارجمند ۔ تو نکلا وہیں اژدہائے بلند
ہوا پاس رستم کے آمادہ رخش ۔ ہوا جانفشانی کو آمادہ رخش

جدھر آوے تھا اژدہائے سیاہ ۔ ادھر رخش ہوتا تھا لیس سپاہ
وہ جب آ گیا متصل ناگہاں ۔ ہوا تب خروشاں وہ حملہ کناں

پھر اتنے میں بیدار رستم ہوا ۔ وہیں گرم پیکار رستم ہوا
تہمتن نے پھر کھینچکر ایک تیغ ۔ دلیری سے ماری وہیں بیدریغ

ولیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر ۔ تو وہی اژدہا کی ذرا پشت پر
یہ چاہا کرے زخم دیگر بپا ۔ کہ تا ہو دوبارہ تن اژدہا

کہ اتنے میں آیا سوئے پہلواں ۔ زمیں کھر کے وہ اژدہائے دماں
دم اژدہا کم نہ آتش سے تھا ۔ وہ ناچار سوئے غضب ہٹ گیا

جو دیکھا کہ رستم پہ ہے وقت تنگ ۔ کیا کام کیا رخش نے بیدرنگ
کہ دانتوں سے پکڑا اوسی دوڑ کر ۔ پھر اوس اژدہے نے اوٹھایا نہ سر

تہمتن نے اک تیغ ماری وہیں ۔ ہوئی خوں سے اوسکے رنگیں زمیں
ہوا کشتہ جب اژدہائے دماں ۔ تو کرنے لگا شکر حق پہلواں

بیان احوال منزل سوم راہ ہفتخوان و طے کردن تہمتن بتائید پروردگار جہان

روانہ ہوا واں سے پھر صبحگاہ ۔ دراز آئی اوسر زمیں پیش راہ
سر شام پہونچا وہ اک چشمہ پر ۔ کہ سبزہ بھی تھا خوب واں تازہ تر

ہوا جبکہ رستم سکونت گزیں ۔ تب آئی وہاں ایک زن مہ جبیں
صراحی مے ہاتھہ میں اوسکے تھی ۔ نہ تنہا صراحی کہ طنبور بھی

بہت خوب تھا اوسکے بر میں لباس ۔ غرض بیٹھی آکر وہ رستم کے پاس
تہمتن نے اوسکو بغل میں لیا ۔ اور اک جام مے اوسنے لیکر پیا

پھر احوال رستم نے پوچھا تمام ۔ لگی کہنے تب یوں بت لالہ فام
کہ ہو تم زن صالح و حق پرست ۔ مجھے وہ خداوند بالا و پست

بیاباں میں پہونچا ہے نقل و مے ۔ جو کچھ چاہیے یاں سو موجود ہے
ترنم سرا پھر ہوئی نازنیں ۔ ہوا اوسکے رستم مسرت قریں

یہانتک وہ محظوظ و خرم ہوا ۔ کہ پھر نغمہ سنج آپ رستم ہوا
سنجانا کہ یہ زن ہے اک سحر کار ۔ ہوا راز پنہاں نہ کچھ آشکار

ہوئی وہ بھی مستغرق حال جب ۔ زباں پر وہ لایا وہیں حمد رب
سنا جبکہ نام جہاں آفریں ۔ ہوا تیرہ رنگ رخ نازنیں

تہمتن پہ تب یہ ہوا آشکار ۔ کہ ہے ساحرہ یا کوئی دیوسار
کیا اوسکو وونہیں اسیر کمند ۔ غضبناک ہو پھر یل ارجمند

یہ بولا کہ تو کون ہے سچ بتا ۔ زن ساحرہ ہوں یہ اوسنے کہا
قلم تیغ سے کرکے پھر اوسکا سر ۔ گیا خواب میں وہ یل نامور

بیان احوال منزل چہارم راہ ہفتخوان

جو واں سے ہوا صبحدم رہ نورد ۔ تو پہونچا عجب دشت میں شیر مرد
کہ ہوتا تھا خورشید کم جلوہ گر ۔ اندھیرا ہی تھا واں بیشتر

وہ طے کر گیا راہ تاریک کو ۔ سر چشمہ پہونچا یل نامجو
گیا خواب میں وقت شب پہلواں ۔ تب آیا وہاں دشتباں ناگہاں

جڑی ایک چوٹ آنکر پانوں کو ۔ ہوا وونہیں بیدار وہ نامجو
لگا کہنے رستم سے وہ دشتباں ۔ کہ اولاد گرد دلاور جہاں

یہاں کا ہے حاکم بڑا ہی دلیر ۔ کہ جسکے مقابل نہو نرہ شیر
تصرف میں ہے چند فرسنگ زمیں ۔ پرندوں کا بھی یاں گذارا نہیں

تو ہو جان سے سیر آیا مگر ۔ گریزندہ ہو یاں سے اب زودتر
وگرنہ جو اولاد آجائے گا ۔ تو پھر ہاتھ سے جانے نہیں پائیگا

مجھے تجھپہ آتا ہے رحم ای جواں
کہ ضایع کہیں تو نہووے یہاں
یہ سنکہ تہمتن نے ہو خشمگیں
پکڑ کان اوسکے اوکھاڑی وہیں

طمانچہ جو مارا منہ پہ پھر اسقدر
کہ بیٹھی دو دنداں جھڑے سر بسر
گیا دستبستاں پاس اولاد کے
کیا حال سے جا کے واقف اوسے

وہ مشغول صید افگنی تھا کہیں
یہ سنکر سپہ لیکے آیا وہیں
اوسے دیکھکر رخش پر سوار
مقابل ہوا رستم نامدار

یہ اولاد رستم سے کہنے لگا
مجھے ٹک بتا نام تیرا ہے کیا
کہ لینے نام مارا نجادے میاں
یہ گفتار سنکر یل نوجواں

لگا کہنے یوں نام میرا ہے اک
قوی زور ہوں مثل پیل و ہزبر
دلیر دلکا زہرہ وہیں آب ہو
سنی گر کہیں وہ مرے نام کو

پھر اولاد بولا بتا یہ مجھے
کہ آیا ہے تو کونسی راہ سے
یہ بولا وہیں رستم نامور
رہ ہفتخواں سے میں آیا ادھر

بہ نیروے بازوے فضل خدا
سہ منزل میں کیں دفع ہر سر بلا
چہارم یہ منزل جو در پیش ہے
تو تو سد رہ اے بد اندیش ہے

ترے تن سے اب ہی جدا سر کروں
بہ تیغ یکدست لت کر کروں
سنا جبکہ اولاد نے یہ کلام
تو بس اوڑ گئے ہوش اوسکے تمام

کیا خوف و دہشت نے دل پر اثر
نہ ہرگز رہا آپ پھر پیشتر
سواروں سے بولا کہ یکبارگی
کرو حملہ دوڑاکے اب بارگی

وہ جنگ آوراں کھینچکر تیغ کیں
سو رستم گرد آئے وہیں
کوئی پہلواں پیشتر سب سے تھا
اوسے پہلے رستم نے کشتہ کیا

لگا قتل کرنے جب وراس پھر
نہ آیا کوئی پہلواں پاس پھر
سپاہ مخالف گریزاں ہوئی
بیاباں میں یکسر پریشاں ہوئی

پھر اولاد واں سے فراری ہوا
وہیں دشت پیمائے خواری ہوا
کیا پھر نہ آرام رستم نے واں
ہوا اوسکے دنبال دوڑیں واں

وہ جاتا تھا گاہی ادھر گہ اودھر
غرض مثل روباہ تھا حیلہ گر
ہوا اگرچہ عاجز یل نامدار
ولیکن نہ چھوڑا اوسے زینہار

پہنچ اوسکے نزدیک ڈالی کمند
لیا کھینچ اولاد کو کرکے بند
اوسے بند کرکے وہ پھر اٹھ سوار
پھر اک چشمہ کے پاس پکڑا قرار

شتہر سے دیا باندہ اولاد کو
ہوا استراحت کہاں نامجو
کہ دیو سفید اور کاؤس شاہ
ہوئے تھے جو زخم آور [illegible]

بیان احوال منزل پنجم راہ ہفتخواں

وہ احوال کر تو مفصل بیاں
کہی اوسنے القصہ سب داستاں
ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
تو بولا یہ اولاد سے نامدار

یہ رستم نے چاہا وہیں بیدریغ
کہ اولاد کو کیجئے زیر تیغ
بصد عجز اوسنے کیا یہ بیاں
کہ مت قتل کر مجھکو اے پہلواں

کروں میں شب و روز فرمانبری
کروں راہ تن خدمت چاکری
لگا کہنے رستم کہ کاؤس شاہ
مقید جہاں ہے بحال تباہ

وہاں تک اگر پہنچے تو مجھے
تو کشتہ کروں مخلص نہ ہرگز تجھے
بتاوے تو گر جائے دیو سفید
تو بر آئے تیری ابھی دلکی امید

پذیرا کیا اوسنے اس بات کو
یہ ظاہر کیا پھر کہ اے نامجو
مکان ایک اسے درمیاں دو کوہ
وہاں شاہ کاؤس گردوں شکوہ

گرفتار ہے اور سر کوہسار
نگہباں ہیں دیو بارہ ہزار
دیا جبکہ زنداں کا اوسنے نشاں
تب اوسپر تہمتن ہوا مہرباں

رہا وہیں اولاد کو پھر کہا
دئے قول اور عہد و پیماں کیا
کہا یوں کہ اب رہنمائی تو کر
مراعات تجھپر کروں بیشتر

وہ بولا کہ نزدیک ہے وہ مکاں
جہاں قید ہے بادشاہ جہاں
وہی شہر مازندراں کی ہی راہ
کہ ہے دیو زادوں کی آرام گاہ

اور اک غار پر ہول ہے درمیاں
کہ سنگ گراں سنگ بھی جہاں
سوا اوسکے اے پہلواں جہاں
ہزار و دو صد فیل جنگی ہیں واں

سراپا تو ہو سنگ و آہن اگر
گذر واں مکاں سی ہی دشوار تر
یہ گفتار سنکر ہوا خندہ زن
لگا کہنے اولاد سے پیلتن

کہ ہو راہبر تو اگر واں تلک — تو واں دیکھنا پھر کہ زیر فلک
کروں ہوں میں کسطرح سبکو ہلاک — ملاتا ہوں کیونکر تہ خون وخاک
ہوا ساتھ اولاد کے پھر رواں — یل پیلتن رستم پہلواں
جہاں تک تعلق تھا اولاد کا — مقابل نہ پھر آئی کوئی بلا
غرض اک شب و روز وہ نیکمرد — ہوا دشت میں بیخطر رہ نورد
کہیں نصف شب قلعۂ کوہ پر — تہمتن کو ناگاہ آیا نظر
کہ آتش ہے افروختہ جابجا — جو پوچھا تو اولاد نے یوں کہا
کہ دروازۂ شہر مازندراں — یہی ہے کہ آتش ہے روشن جہاں
وہ دیو سفید اور بھی دیو سب — سکونت گزیں ہیں یہاں روز و شب
فروزندہ ہر دیو نے آگ کی — کہ دستور انکا ہے ہر شب یہی
یہ سنکر ہوا وہ نسر قریں — ہوا دشت میں وہ سکونت گزیں
کہا اب تو ہے شہر نزدیک تر — رواں یاں سے ہوویں گے وقت سحر
درخت ایک تھا اوس سے اولاد کو — دیا باندھ اور سو رہا نامجو
ہم اگرچہ تھا عہد اور اختلاط — ولے راہ میں شرط تھی احتیاط

بیان احوال پر اختلال منزل ششم راہ ہفت خوان

دم صبح اولاد کو ساتھ لے — روانہ ہوا رستم اوس سمت سے
ولے تھی کمند اوسکی گردن میں بند — وہ سرور تھا پیش یل ارجمند
یہ اولاد بولا کہ اے نامور — یہ منزل ہے پر خوف و بیم و خطر
نگہبان ہیں ارژنگ بیداد رنگ — نہیں جنسے انسان کو تاب جنگ
نہ اندیشہ رستم نے ہرگز کیا — جہاں دیو ارژنگ تھا واں گیا
دلیرانہ جاکر کیا جب غریو — تو خیمہ سے نکلا وہ ارژنگ دیو
تہمتن کے مارے کمر میں دو دست — کہ تا پہلواں کو کرے وہ بھی پست
تہمتن نے ہاتھ اوسکی رکھ کتف پر — پکڑ دوسرے ہاتھ سے اوسکا سر
اوسے خاک پر پھر پراگندہ کیا — سر و دیو ناپاک کندہ کیا
جہاں اور دیوؤں کی تھی انجمن — دیا پھینک انسے سر اہرمن
ہوئے پھر گریزندہ سب دیو تمام — ہوا اونسے رستم رواں شادکام
سر کوہ جس وقت رکھا قدم — وہاں پر توقف کیا ایکدم
روانہ ہوا پھر یل ارجمند — غرض کرکے طے راہ پست و بلند
جہاں شاہ ایراں گرفتار تھا — وہاں ساتھ اولاد کے وہ گیا
موکل وہاں خواب غفلت میں تھے — جہانگیر سلطاں ہوا گرد سے
شہنشہ نے پوچھا جو احوال آہ — تو رستم نے یکسر کہا پیش شاہ
گرفتار زنجیر کا بس تھا — تہمتن نے اوسدم ارادہ کیا
کہ یکدست توڑے وہ بند گراں — کہ اتنے میں جا وہاں پاسباں
لیا گھیر رستم کو بس آن کر — ولے پہلواں کو نہ تھا کچھ خطر
جو سردار تھا قوم کا بند دیو — مقابل ہوا وہ بھی کرکے غریو
وہ بولا کہ میں نے بفضل خدا — کیا تن سے ارژنگ کا سر جدا
خدا نے دیا اسقدر مجکو زور — کہ دیوؤں کو سمجھوں ہوں مانند مور
مرے ہاتھ سے مرگ دیو سپید — ہیں آیا یہی کرکے دلمیں امید
کروں قتل او دیو ناپاک کو — نہ جاں اپنی دے ہاتھ کے تو رزم جو
اطاعت مری کر تو اب اختیار — کہ پرخاش بہتر نہیں ہے یہاں
اگر جنگ کی دلمیں کچھ ہے ہوس — تو سر تیرا اور تیغ براں ہے بس
ہوا دیو فرمانبر اوس کا جبھی — کہ پیدا ہوئی ہیبت تیغ کیں
کہا اوسنے دیواں ناپاک کو — کہ مت آؤ پیش یل نامجو
گرفتار تھے جتنے ایرانیاں — اونہیں لا کے حاضر کیا پہلواں
لگا کہنے رستم سے پھر اہرمن — کہ دیو سپید اے یل پیلتن
ہوا کشتہ گر ہاتھ سے تیرے واں — تو فرماں بری ہم کریں سب یہاں
تہمتن رواں اوس مکاں سے ہوا — اور اک دیو ساتھ اوسکو انسے دیا

بیاباں میں تھا وقت شب سیر ۔ وہ اولاد اور دیو تھا راہبر
پڑا ایک لشکر نظر دور سے ۔ کہ افزوں ملخ سے تھا اور مور سے
یہ اولاد سے پوچھنے وہ لگا ۔ کہ یہ فوج کسکی ہے مجھکو بتا
وہ بولا کہ ہے فوج دیو سپید ۔ شنائی سوا اسکے اور کی نوید
کہ نکلے ہے جب چرخ پر آفتاب ۔ ہر اک دیو ہوتا ہے پھر گرم خواب
گر اس وقت تو اون سے ہو کینہ خواہ ۔ تو پھر ہو مظفر بفضل آلہ
ہوئی بات اولاد کی دلپذیر ۔ ہما رات کو رستم آرام گیر

احوال منزل ہفتم و کشتہ شدن دیو سپید

سحر جبکہ خورشید تاباں ہوا ۔ یل پیلتن تب شتاباں ہوا
جہاں لشکر دیو تھا واں گیا ۔ کوئی خواب میں کوئی بیدار تھا
تہمتن کمر سے وہیں کھینچ تیغ ۔ لگا قتل کرنے اونہیں بیدریغ
ہوئے پھر خبردار یکدست دیو ۔ گیا گرد رستم بھی کرکے غریو
پچھے است تھا تیغ زن پہلواں ۔ جو آیا مقابل ہوا کشتہ واں
رہی جب نہ زنہار تاب ستیز ۔ تو لی دا لنے دیو دل راہ گریز
پھر آیا وہ یل با دل پر امید ۔ سوے خانہ وجا ے دیو سپید
پھر از جادواں تھا وہ یکسر مکاں ۔ نہ تھا نام کو روشنی کا نشاں
وہی دیو سے سپر ہوا رہنما ۔ یل پیلتن کو وہاں لے گیا
کوئی غار تاریک تر تھا وہاں ۔ کہ دیو سپید لعیں تھا جہاں

نکل غار سے وہ مقابل ہوا ۔ سوے رستم گرد مائل ہوا
اوسے دیکھ رستم ہوا خوفناک ۔ پناہ لیگیا سوے یزداں پاک
دلیری سے پھر لیکے نام خدا ۔ کیا زخم شمشیر اوسپر رہا
ہوئی خستہ اوس زخم سے ران دیو ۔ ہلے دونوں کر ادسے کر کے غریو

بغل میں لیا اپنی رستم کو داب — لگا زور کرنے وہ خانہ خراب

جو اپنے بھی وہ سدم کیا جو بجے — دلیرانہ باہم ہوا خوب زد

ادھر یوں کئے تھا یل نامجو — کہ اب دیکھئے جا بری کیا ہو

گئے تھا ادھر دیو سپید — کہ ہو جان سے آج میں ناامید

غرض ہمدگر خوب کشتی ہوئی — ادھر اودھر سے درشتی ہوئی

بہم ہو گئے جا تہمتن پھر جدا — جدا ہو گئے ایکدم توقف کیا

زمیں پر لگا ایک پڑی جو نظر — تو دیکھی زمیں خوف سے رستم نے سر

یقیں یہ ہوا زخم کاری لگا — ہوا اودل قوی رستم گرد کا

اوٹھایا پکڑ کر کمر دیو کو — دیا پھر پٹک خاک پر دیو کو

کیا وہ دل ہی خنجر سے اوسکو ہلاک — نکالا جگر دل کیا اوسکا چاک

کمک کی جو رستم نے پھر سو نگاہ — تو کشتہ وہاں پائے وہ ان سپاہ

یہ پوچھا انہیں قتل کسنے کیا — جواب اوسکو اولاد نے یہ دیا

کہ با جان دیو سپید لعین — ہر اک کی تھی واں جان تشنیں

ہوا قتل جب وہ تو سب مر گئے — جہنم میں ساتھ اوسکے یکسر گئے

یہ کمک کہا پھر کہ اے نامدار — کچھ انعام کا ہوں میں امیدوار

تہمتن یہ بولا تجھے ایجواں — کروں حاکم شہر مازندراں

پھر اولاد کو وہ جگر دیو کا — یل بیلتن نے حوالے کیا

تہمتن وہاں سے پھر اشاد شاد — گیا پیش کاؤس فرخ نہاد

دیا مژدہ فتح جب شاہ کو — تو شاداں ہوا خسرو نامجو

لگا کہنے پھر شاہ با داد و دیں — کہ اے پہلوان آفریں آفریں

داستان بر تخت نشستن کیکاؤس شاہ مازندران و نامہ نوشتن بشاہ جادوان

جو سردار دیونکا تھا بید نام — ہوا وہ مطیع شہ ذوالکرام

وہ لایا وہاں ایک اورنگ زر — ہوا اوسپہ کاؤس کے جلوہ گر

وہ گودرز و گستہم اور طوس و گیو — وہ گرگین و بہرام اور خیل دیو

ہوئے ایستادہ وہ حسب است ادب — کمر بستہ چوں بندگاں باادب

یل نامور رستم پہلواں — سر کرسی زر تھا جلوہ کناں

سر نو ہوئی محفل انبساط — مہیا ہوا ساز و برگ نشاط

رہا سات و ہشت عیش و طرب — رہی روز و شب مایل عیش سب

سو شاہ مازندراں بعد ازاں — کیا شاہ نے ایک نامہ رواں

فرستادہ کا نام فرہاد تھا — غرض نامہ شاہ وہ لیگیا

دیا شاہ مازندراں کو شتاب — کہا یوں کہ لکھ بھیجے اسکا جواب

شہ جادواں نے پڑھا کر کے وا — لکھا تھا کہ اک گرد زور آزما

زدواں ہو کے ایراں سے آیا یہاں — قوی زور ہے مثل شیر ژیاں

دلیر و جوانمرد رستم ہے نام — ہنر بر اگنی ہے سدا اوسکا کام

وہ دیو سفید اور ارژنگ دیو — جہاں نہیں تھا قوت کا جسکی غریو

ہوئے ساتھ رستم کے جب گرم جنگ — تو وہ دونوں کشتے ہوئے بیدرنگ

کہاں ہے تجھے رزم کی اوس سے تاب — تو حاضر ہو یاں آنکر اب شتاب

ہمیں ملک اپنا حوالے تو کر — تجھے خواہش خیر ہے کچھ اگر

ترے حق میں بہتر یہی فرمانبری — وگرنہ ہو دشوار پھر جانبری

یہ مضمون پڑھا جب تو ہوکر خفا — شہ جادواں نے یہ پاسخ دیا

کہ دیو سفید اور ارژنگ اگر — ہوئے کشتہ تو یاں ہوا کیا خطر

ہزاروں ہیں یاں دیو بیکار جو — قوی بازو و کینہ ور تند خو

سدا اوسکے ہیں پاس شیر جہاں — ہزار و دو صد پیل جنگ آزما

تو نادان ہے اک رستم گرد پر — یہاں ہیں ہزاروں ہی تجھ نامور

ارادہ کروں گر تو فرصت نہ دوں — بس اک دم میں تسخیر ایراں کروں

ترے ساتھ میں نے مجرا کیا کیا — کہ زنداں میں تجھکو زندہ رکھا

رہائی تری ہو گئی ناگہاں — غنیمت سمجھ اسکو اب بدگماں

تو جا خیر سے سوئے ایران میں
فرستادہ لیکر جواب پیام
پڑا فکر میں شاہ فرخندہ نام
یہ سنکر ہوا خرم و شاد شاہ
لکھا یوں کہ بیہودہ گوئی تو چہ
سمجھ گر تو ہے عاقل و پیش بین
وگرنہ تجھے خوب پہونچے زیاں
حضور سپہدار مازندراں
قد و جسم ہے مثل پیل بلند
شہ جادواں سے وہی پہلوا
اوسے دیکھے جولاں طرح بیرہ کے
اشارہ نہیں کہنے لگے سب بہم
تہمتن نے کیا خوب پنجہ کیا
وہ بیتاب و بیچو وہ ہوا سقدہ
کلاہور اک گرد پر زور تھا
کلاہور آیا غضبناک ہو
مقابل وہیں پھر تہمتن ہوا
حضور خداوند آیا وہ مرد
کہا یہ کہ بہتر نہیں کارزار
کیا پھر طلب رستم گرد کو
یہ سنکر دیا اوسنے پاسخ وہی
تہمتن یہ بولا کہ لکھے جواب
ہمارا تو ہو ملکہ فرماں پذیر
تو باہر نہ اقدام سے دھر قدم
نہ برباد کر اپنا یہ جسم و تخت

نہ ہر گز کرو اوس کے ساتھ ہو گر جم کہیں
پھر آیا حضور شہ ذو الکرام
لگا کہنے تب رستم نامجو
ہوا اسنے غم کے آزاد شاہ
ہماری اطاعت سے اب نہ موڑ
کہ پرخاش تم سے ہمارا بہتر نہیں
رہے پھر تو اور مازندراں
کیا جا کے یوں مردمان نے بیاں
رکھی ہے وہ پاس اپنے تیغ و کمند
روانہ کئے گرد زور آزما
جو نزدیک پہونچا تو چوڑا اوسے
کہ دکھلا دیں کچھ زور اپنا بھی ہم
کہ ہم پنجہ کا دست رنجہ کیا
کہ بس گر پڑا اسپ سے خاک پر
اوسے شاہ مازندراں نے کہا
لگا کہنے یوں رستم گرد کو
کلاہور سے پنجہ افگن ہوا
پراگندہ خاطر گرفتار درد
رہ آشتی اب تو کر اختیار
گیا جب حضور اوسکے وہ نامجو
کہ رستم کا ہوں چاکر کمتریں
لکھا پاسخ نامہ اوسنے شتاب
کہ قائم رہے ملک و تاج و سریر
نہ پھر اپنی جاں پر روا رکھ ستم
روانہ ہو اسکے وشمشیر سخت

کروں گا تیرے تن کو اب پایمال
شناور نہ دیکھا تھا کچھ نہ ہاں
تجھے نامہ لکھ بھیجنے کی یہ بات
تہمتن کی تعریف کرنے لگا
نہیں تیرے لشکر سے ڈرتے ہیں ہم
اگر آکے حاضر ہو یاں یکبار
ہوئی مہر کاوس جب نامہ پر
کہ آیا ہے پھر سے یہ نامہ پر
قوی ہیکل اک اسپ پر ہے سوار
لیا پیلتن سے اوسی نے نگاہ
بہت گرد اوسکے تلے دب گئے
کیا ایک نے اپنا پنجہ دراز
جدا ہوگئیں اوسکی رگہائے دست
خبر سنکے یہ شاہ مازندراں
کہ تو بھی اوسے زخمی و خستہ کر
ذرا مجھسے ہم پنجہ ہوا جو الاں
اوسے بھی کیا ایکدم میں تو لب
دکھایا اوسے دست آویختہ
کلاہور نے جب کیا یہ بیاں
لگا کہنے پھر شاہ مازندراں
یہ کہکر وہ نامہ حوالے کیا
کہ یاں تجھسے ہو دعویٰ ہمسری
پہنچ گوں نے تیرے بچا کچھ ہو
تہمتن نے یوں وقت رخصت کہا
حضور شہنشاہ کاوس جب

تو جیتا نہ چھوڑوں نگا پھر نہ یمار
کیا پیش تہمتن کاوس یکسر بیاں
کہ تا جاؤں میں اوں فرستادہ وار
پھر اوسنے رقم وہ ہیں نامہ لکھا
تجھے پھر خبردار کرتے ہیں ہم
ترا ملک تجھپر رہے برقرار
رواں تب ہوا رستم نامور
فرستادہ اور ایک یا کر وفر
عجب شان و شوکت کا ہی وہ جوان
اوکھاڑا وہاں ایک تناور شجر
یہ دیکھا تو حیرت میں پھر سب گئے
ہوا خندہ زن رستم سرفراز
ہوا مرد زور آزما وہیں پست
یہ سمجھا کہ رستم یہی ہے جوان
دل اور پنجہ کو اوسکے لشکر کر
کہ دیکھوں ترا میں بھی زور تواں
کیا اوسکے سر پنجہ کو غرق خوں
کہ رگ اور ناخن تھی سب ریختہ
ہوا پر غضب شاہ مازندراں
کہ تو ہے مگر رستم پہلواں
وہ پڑھکر ہوا پھر نہایت خفا
نہو بچے جو ایسے فرمانبری
کہ ناسخ کو مازندراں لاویں ہم
کہ کاوس کی کر اطاعت شہا
وہ آیا تو بولا زرد سے طرب

کہ اب کیجیے آراستہ ساز جنگ
رواں ہو مجھے شوق سے بیدرنگ

جنگ کاوس شاہ با والی مازندران و کشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم و ظفریاب شدن

ادھر سے جہاندار کشورستاں ۔ ادھر سے سپہدار مازندراں
صف آرا ہوئے جا کے میدان میں ۔ ہوا حشر برپا پھر اک آن میں

کوئی دیو تھا جو وہاں بیدرنگ ۔ ہوا آگے رستم سے جویائے جنگ
لگا جبکہ اک زخم نوک سناں ۔ رہی دیو کے پھر نہ قالب میں جاں

شہ جادواں نے کہا فوج کو ۔ کہ یکبارگی اب تو حملہ کرو
ہوا گرم ہنگامۂ کشت و خوں ۔ ہوئی خوں سے یکسر زمیں لالہ گوں

ہوا بوق اور کوس کا یہ خروش ۔ کہ یکسر پریشاں ہوا سب کا ہوش
ہوا گیر پھر گرد غبار زمیں ۔ گیا تا سر سقف چرخ بریں

دو لشکر بہم حملہ آور ہوئے ۔ ہزاروں تن اک دم میں بے سر ہوئے
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ ۔ رہا گرم یکہفتہ بازار جنگ

ہوا روز ہشتم درخشندہ جب ۔ یہ مانگی دعا شاہ ایران نے تب
کہ یارب مرے ہمقریں ہو ظفر ۔ زبوں ہو وہ دیو ان بیداد گر

وہیں غیب سے پھر یہ آئی صدا — کہ ہو فتح تیری بفضل خدا

یہ سنکر شہنشاہ فرخ نہاد — گیا سوئے مازندرگہ شاد شاد

کیا حملہ آور موساری سپاہ — کرو فوج مازندراں کو تباہ

تہمتن سوئے شاہ مازندراں — شتاباں ہوا مثل پیل دماں

کھڑے اوسکے آگے تھی پیلان مست — کیا گرز سے اوسنے ہر اک کو پست

کشادہ ہوئی راہ جب بیشتر — گیا راست تب رستم نامور

رہا ہاتھ سے گرز اوسدم ہوا — طلبگار نیزہ جو رستم ہوا

وہیں گیو نیزہ وہاں لیگیا — تہمتن کو جاکر حوالے کیا

یل پیلتن لیکے اوس نیزے کو — شہ جادواں سے ہوا رزم جو

وہ قوت تھی جادو کی ہنگام جنگ — شہ جادواں بنگیا شکل سنگ

جو دیکھا وہ کوہ گراں سد راہ — تو حیراں رہا رستم کینہ خواہ

یہ پہونچکر وہیں شاہ کاؤس کو — یہ بولا کہ اے شاہ فرخندہ خو

مرے ساتھ جب لیکے گرز گراں — ہوا رزم جو شاہ مازندراں

تو میں نے کیا زخم نیزہ رہا — اور اوسدم یہ دشمن گما پھر ہوا

کہ اس زخم سے ہو کے بس غرق خوں — ہوا شاہ مازندراں سرنگوں

ولیکن یہ حایل ہوا ایک کوہ — جسے دیکھ حیرت میں ہے اک گروہ

لگا کہنے پھر بادشاہ جہاں — کہ جتنے ہیں ایراں کے زور آوراں

اوٹھالا دیں اوس کوہ کو زود تر — یہ سنکر وہ زور آوراں سربسر

لگے زور کرنے ولیکن وہ کوہ — ہلا بھی نہ اوسنے ہوئے سب ستوہ

پھر آخر کو وہ رستم پہلواں — اوٹھا لیچلا واں سے کوہ گراں

پس پشت تھے وہ دلیراں تمام — خوش و خرم آفریں خواں تمام

خوشی سے سر رستم نامدار — بہت گوہر و زر کیا واں نثار

غرض لاکے رکھا وہ کوہ گراں — کہ شاہنشہ نامور تھا جہاں

خروشاں ہو جوں شیر نر سے نہنگ — تہمتن یہ بولا کہ اے بیدرنگ

نکل اے شہ جادواں سنگ سے — رہائی نہیں اب تری جنگ سے

وگرنہ ابھی لیکے تیغ و تبر — کروں ٹکڑے اس کوہ کے زود تر

یہ آواز سنکر شہ جادواں — جو نکلا تو کاؤس شاہ جہاں

لگا کہنے کچھ اسمیں لاؤ نہ باک — ملاؤ اب اسکو تو خوں خاک

وہیں کھینچکر پھر تہمتن نے تیغ — کیا پارہ پارہ اوسے بیدریغ

جو کشتہ ہوا شاہ مازندراں — ہزیمت پڑی فوج کے درمیاں

گئے بیزاں ہوئے سے موم و آہن — پریشاں ہوئے زیر چرخ کہن

بفیروزی و فتح شاہ جہاں — ہوا داخل شہر مازندراں

شہ جادواں کا جو تھا تختگاہ — ہوا جلوہ گاہ شہ دیں پناہ

ہوئے مردم شہر و دیوان تمام — پرستار شاہنشہ ذوالکرام

بہت ہاتھ آیا وہاں مال و گنج — ہوا اندر یکدست پھر لیسے رنج

سپاس و عنایات و لطف خدا — بہا ندر کاؤس لایا بجا

جب اوس فتح سے شاہ خوشدل ہوا — سو بخشش و جود مایل ہوا

دُر بے بہا خلعت پر گہر — زر و ملک اسپان و بارین و زر

کنیز و غلامان زریں لباس — بعید محبت و شفقت بیقیاس

تہمتن کو دیکر کیا سرفراز — ہوا پہلواں کا فزوں امتیاز

پھر اولاد کو با نشاط و طرب — حضور جہاندار کرکے طلب

کیا عرض رستم نے اے بادشاہ — یہ اولاد ہے بندہ نیک خواہ

بہت اسنے کی خدمت چاکری — یہ ہے لایق عزت و برتری

حکومت یہاں کی اوسے دیجیے — جہاں میں سرافراز اب کیجیے

شہنشاہ نے خرم و شاد ہو — زروئے عنایات اولاد کو

کیا حاکم شہر مازندراں — فزوں کی وہاں اسکی توقیر و شاں

وہ گستہم اور طوس عالی وقار — وہ گودرز اور گیو جنگی سوار

یہ جتنے تھے گردان جنگ آزما — زر و ملک اون کو عنایت کیا

داستان لشکر کشی کردن کیکاؤس بر شاہ ہاماوران و ہزیمت

خوردن شاہ ہاماوران دختر خود شاہ کیکاؤس را

تبہ یمن اقبال و نیروی بخت — جو مازندران سے لیا تاج و تخت
تو پھر سب گئے سوے ایران بفتح و ظفر — روانہ ہوا خسرو نامور

ہوئی ایک عالم کو یہ آگہی — کہ باشوکت و فر شاہنشہی
خدیو جہانگیر کاؤس کے — بلند اقتدار و زبردست سے

کیا جسنے تسخیر مازندراں — ہوا خیل دیواں پہ اب حکمراں
ہوئے سرکشاں سب کے اندیشہ مند — مبادا کہ ناگاہ پہونچے گزند

بہت بادشاہاں گردن فراز — ہوئے گام فرسائے راہ نیاز
ہر اک نے زر و گوہر و طوق و تاج — حضور اوسکے بھیجا برسم خراج

اطاعت پہ جسنے نہ باندھی کمر — تو اوسکی ولایت کو بھیجا ظفر
بہت لشکر اوں شہ نے بھیجے سپہ — مکان ملک توران کی اکثر لیے

نہ لیکن ہوا شاہ ہاماوراں — مطیع شہنشاہ کشورستاں
تھا یارا ہوائی اوسکے سب سرکشی — تو کی شاہ نے اوس پہ لشکر کشی

کیا اسقدر پہلوانوں نے تنگ — کہ پھر گزرہا پھر نہ یارائے جنگ
وہ رکھتا تھا اک دخت سودابہ نام — صنوبر قد و گلرخ و لالہ فام

جو باعث تھا اوسکا ہوا خوفناک — نہ انکار اوسنے کیا نہ پیکار
بنے باقضا باہم ہمسر شہاں — ہوا شاہ کاؤس پھر مہرباں

رہا ملک ہاماوراں برقرار — مراعات کی اوسنے بھی بیشمار
پیامی سپہدار ہاماوراں — یہ آیا حضور شہ خسرواں

کہ تشریف اب قلعہ میں لائیے — یہاں تک قدم رنجہ فرمائیے
قبول اب مری مہمانی کرو — مرے حال پر مہربانی کرو

کیا شہ نے اقبال اسبات کو — ولیکن وہ دلدار فرخندہ خو
یہ بولی کہ اے خسرو نامدار — مرے باپ کا کچھ نہیں اعتبار

وہ کمبخت ظالم سیہ کار ہے — بڑا ہی دغاباز و مکار ہے
نہ جاؤ غرض قلعہ کے درمیاں — کہ ہرگز نہیں خوب جانا وہاں

داستان مہمان نمودن شاہ ہاماوران کیکاؤس را و گرفتار نمودنش و خبر یافتن رستم و نامہ نوشتن آن بہ شاہ ہاماوران

ہوا جاکے مہمان شہ کامگار — گئے ساتھ اوسکے کئی نامدار
وہاں سات دن رونق افزا رہا — نہ وسواس و اندیشہ ہرگز کیا

تمنائے سالار ہاماوراں — بر آئی کہ آیا وہ شاہ جہاں
شب و روز خدمت میں حاضر رہا — جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا

کہوں کیا کہ خدمت سے خوشدل کیا — شہنشہ کو جیسے سے غافل کیا
کیا قید پھر شاہ کاؤس کو — کئی بند گودرز اور طوس کو

ہوا جبکہ گرفتار کاؤس شاہ — تو باہی ہوئی سب کی ایران سپاہ
یہ سنکر سپہدار افراسیاب — سپہ لیکے توران سے پہونچا شتاب

تصرف کیا آکے ایران میں — کیا ملک تسخیر اک آن میں
بزرگان ایران نے پھر زینہار — اطاعت نہ کی ترک کی اختیار

گئے زابلستان میں رستم کے پاس — شکستہ دل و پر غم و بیحواس
کیا جاکے احوال سارا بیاں — کرے تاکہ تدبیر کچھ پہلواں

سنا جبکہ رستم نے یہ ماجرا — تو یوں شاہ ہاماوراں کو لکھا
سنا ہوگا احوال مازندراں — کہ نیروے بازو سے میرے وہاں

ہوا شاہ مازندراں بھی ہلاک — ملے دیو سرکش بہ خون و خاک
تمہیں بھی یہ لازم کہ کاؤس کو — باعزاز و اکرام یاں بھیجدو

ہوئے کشتہ تورانیاں یاں تلک
کہ کشتوں کے پشتے ہوئے تا فلک

گیا سوئے توران پھر افراسیاب
ہوا شاہ کاؤس کے فتحیاب

ہوا ملک ایران میں پھر بندوبست
ہوئے سرکشان جہاں جو پست

ہوئے شہ کے محکوم دیو و پری
لگے کرنے چون بندگان چاکری

مکاں پاکے تا در بر زیر فلک
بنائے بہت کوہ البرز تک

کروں دن مکانوں کی تعریف کیا
کہ تھا ہر مکان در یاقوت کا

سوا اسکے پھر جا بجا شیشے لگے
جہاندار کاؤس کے حکم سے

غرض دیو فرمائش بادشاہ
سرانجام کرتے تھے شام و پگاہ

ولیکن تنگ آگئے تھے تمام
وہ ناچار اس فکر میں تھے مدام

کہ شہ کو کسطرح کیجیے ہلاک
جہاں میں رہیں تا کہ بیخوف و باک

پھر ابلیس سے سیکھ دژخیم دیو
گیا پس وہیں پیش کیہان خدیو

کیا عرض اے بادشاہ جہان
تو ہے خسرو خسروان جہان

ولے حیف ہے یہ کہ راز فلک
نہیں تجھکو معلوم کچھ اب تلک

کواکب کی گردش کا ہے جو نہاں
نہیں تجھپہ احوال کچھ آشکاں

اگر تو ہو عازم سوئے آسمان
تو ظاہر ہو یکدست راز نہاں

سنی بات جب دیو گمراہ کی
تو گم ہو گئی عقل پھر شاہ کی

یہ کہنے لگا اوس سے پھر تاجور
کہ تو لیجیے گا مجھے چرخ پر

تو میں تجھکو انعام دوں بیشمار
زیادہ کروں عزت و افتخار

وہ بولا کہ تدبیر اوسکی کروں
سر چرخ پر آپ کو لیجلوں

رفتن کاؤس شاہ بسیر آسمان و افتادن بدشت چین و آوردن سواران در ایران و باز بر تخت نشستن

گیا پیش ابلیس دژخیم دیو
کہا یوں کہ راضی ہو کیہان خدیو

دلے اوسکی تدبیر فرمائیے
کہ گردون پہ کسطرح لیجائیے

بتائی وہیں اوسنے تدبیر ایک
کہ نزدیک ابلیس کے تھی وہ نیک

گیا پھر حضور شہ نامدار
عقاب اوسنے جنگل سے منگوائے چار

کھلایا اونہیں گوشت شام و سحر
قوی زور اونکے ہوئے بال و پر

اونہیں ساتھ مردم کے خوگر کیا
کئی روز پھر اون کو فاقہ دیا

رکھی ران بزغالے اک نیزہ پر
کیا ایک تیار پھر تخت زر

عقابوں کو باندھا تخت سے
کہا پھر یہ شاہ قوی بخت سے

کہ اب بیٹھیے آپ اس تخت پر
ہوا جلوہ گر خسرو نامور

مگر قصد یہ تھا سر آسمان
کہ ہو رزم آور بہ تیر و کمان

اوڑے تخت کو لیکے چاروں عقاب
سو گوشت پر وہ اونکی پھر شتاب

جہاں تک اونہیں جہد پرواز تھا
ہوئے اوج گیر ابر سے ہوا

نہ پھر گز رہی تاب پرواز جب
سر خاک پر گر پڑا تخت تب

گرا بیشہ چین میں وہ تاجدار
گزند اوسکو پہونچا نہ کچھ زینہار

کہ پکڑے ہوئے تھا قوی تخت کو
غرض دشت میں خسرو نامجو

چہل روز جنگل میں وہ خستہ رہا
پراگندہ و دل شکستہ رہا

شب و روز روتا تھا وہ زار زار
خدا نے کیا رحم انجام کار

بشارت ہوئی خواب میں اونکو
کہ دل جمع خاطر تو اے نامجو

وزیروں نے القصہ کی جستجو
روانہ کئے دیو پھر چارسو

کئی آگئے دیو دوں لے یہ پھر خبر
کہ ہے بیشہ چین میں وہ تاجور

روانہ ہوئے تب سران سپاہ
شہنشہ کو لائے سوئے تختگاہ

ہوا جلوہ گر شاہ جب تخت پر
تو گودرز رستم نے والا گہر

ملامت بہت کی کہ افسوس ہائے
ہوئی یکقلم گم تری عقل و رائے

ستم ہے کہ ہر بار اے بادشاہ
تو دیتا ہے بیخواہ کو تختگاہ

بنا خوب کیا تجھسے کار زمین
گیا تو بھی سوئے چرخ برین

رہا تو گرفتار خواری سے یار
ولیکن نہ سمجھا ذرا زینہار

یہ سنکر شہنشہ پشیمان ہوا
خجالت سے سر در گریبان ہوا

لگا عذر کرنے وہ شاہ جہاں
کیا شغل داد و دہش بعد ازاں

کیا بسکہ عدل و کرم صبح و شام
شہنشہ سے راضی ہوئے خاص و عام

سر تاجداران رہا گیہان خدیو
پرستار تھے اوسکے انسان و دیو

جہاں میں کوئی شاہ گیتی پناہ
نہ ہرگز ہوا مثل کاؤس شاہ

ولے دہر میں اب جو ہوتا اگر
تو پھر پیش اکبر شہ نامور

کمر باندھتا جاوداں بندہ وار
شب و روز رہتا وہ خدمتگزار

الٰہی یہ شاہ خلایق پناہ
رہے اس جہاں میں بہ تیغ و سپاہ

سمند قلم کی میں پھیروں عنان
لکھوں آگے سہراب کی داستان

داستان تولد شدن سہراب از بطن تہمینہ دختر والی سمنگان

کہیں ایکدن جو یل نامدار
گیا دشت میں جو برائے شکار

ہوا سیر اک گور کے کھا کباب
کیا پھر وہاں اوسنے آرام و خواب

کسی سمت سے آگئے ناگہاں
سواران ترکان و عیار وہاں

تو اتر سوئے رخش آئی کمند
کیا گردن رخش کو زیر بند

گئے جبکہ نزدیک اوس رخش کے
تو اوسنے لگد اور دندان سے

کئے چند کس کشتہ اک آن میں
رہائی ہوئی پھر نہ میدان میں

پکڑ لیگئے ترک اس سے اوسے
کیا جفت اک یادیان اسپ سے

ہوا جبکہ بیدار وہ تاججو
نہ دیکھا کہیں دشت میں رخش کو

وہ لیتا ہوا پھر سراغ اسپ کا
پیادہ بسوئے سمنگان گیا

جو شاہ سمنگاں کو پہونچی خبر
کہ آیا یہاں رستم نامور

تو وہ بھی پیادہ گیا پیشوا
تہمتن سے جاکر یہ اوسنے کہا

ترے ہم ہیں فرمانبر و نیکخواہ
خدا ہے ہمارے سخن کا گواہ

ادھر اب قدم رنجہ کیونکر کیا
یہ رستم نے تندی سے پاسخ دیا

مرا رخش لائے ترے مرزباں
سراغ اسپ کا مجھکو پہونچا یہاں

جہاں ہو وہاں بھی بلا رخش کو
کہ آفت یہاں کوئی برپا نہو

وہ بولا کہ اتنا نہ گھبرائیے
نہ تندی کو اب کام فرمائیے

کرم کیجیے میرے ایوان پر اب
بسر کیجیے اب بعیش و طرب

رکھو جمع خاطر کہ رخش آئیگا
سحر آپکے پاس آ جائیگا

یہ گفتار سنکر وہ شادان ہوا
سمنگان کے سلطان کا مہمان ہوا

رہا کیا شہ لئے چنگ و رباب
شراب مصفا و نقل و کباب

پس پردہ وان ایک ناگہاں
نمایاں ہوئی اک بت دلستاں

سمن بر گل اندام و شمشاد قد
پری چہرہ مہ رو و خورشید خد

جو دیکھی وہ دلدار آئینہ رو
تو حیران رہا رستم نامجو

یہ پوچھا کہ تو کون ہے کیا ہے نام
لگی کہنے تب یوں بت لالہ فام

کہ شاہ سمنگان کی دختر ہوں میں
پری چہرہ و ماہ پیکر ہوں میں

مرا نام تہمینہ ہے ایجواں
رہوں جوں پری مردماں سے نہاں

ولے تیری مدت سے دیوانہ ہوں
قرار و صبوری سے بیگانہ ہوں

ہوئی والہ سنکر تری خوبیاں
خدا سے کیا عہد میں نے کہ ہاں

کسیکی نہوں جفت تیرے سوا
تمنائے دل تھی یہ صبح و مسا

تعین کئے میں نے یہ مرزباں
کہ لائیں ترے رخش کو وہ یہاں

بجا لائی میں شکر الطاف رب
کہ وارد ہوا اس مکاں میں تو اب

یہ سنکر ترے پاس آئی دوان
کروں تا حقیقت مفصل بیان

غرض جبکہ خورشید ہو جلوہ گر
مرے باپ سے مری درخواست کر

وہ چاہے جو مجھسے زیادہ تجھے
کریگا نہ انکار اس بات سے

یہ کہکے وہ رخصت ہوئی دلستاں
ہوا خوش بہت رستم پہلواں

سحر موبد شاہ کو کر طلب
تہمتن نے بھیجا یہ پیغام تب

تو لاکر بجا شرط آئین دین
تہمتن کو دی شہ نے دختر وہیں

ہوا اوس سے ہمخواب یکشب جوان
ہوئی حاملہ وہ بت دلستان

کوئی مہرہ سام و نریمان کا تھا ۔ سو رستم نے اوسکے حوالہ کیا
کہا یوں کہ اے دلبر سیم بر ۔ اگر تجھسے ہووے تولد پسر
تو یہ مہرہ اوسکے بازو سے باندھ ۔ اگر ہووے دختر تو گیسو سے باندھ
بیان کیجیے کیا اثر مہر کا ۔ کہ ہو پاس جسکے بفضل خدا
تو اوسکے مقابل نہ ہو پیل و شیر ۔ وہ ہو مثل سام نریمان دلیر
طلب رخش اپنا کیا بعد ازاں ۔ سوار اوسپہ ہو کر ہوا ایراں
جدائی سے تہمینہ گریاں ہوئی ۔ بہت اوسکی خاطر پریشاں ہوئی
غرض نو مہینے گئے جب گذر ۔ تو پیدا ہوا نازنیں سے پسر
جسیم و قوی پنجہ مانند سام ۔ رکھا شاد ہو کے اوسکا سہراب نام
وہ یکماہہ نظروں میں یکسالہ تھا ۔ رخ خوب رنگ گل لالہ تھا
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیرخوار ۔ لگا پھرنے میدانمیں لیل و نہار
ہوا جبکہ دہ سالہ وہ پیلتن ۔ لگے ڈرنے ہمسران شمشیرزن
تہمتن نے زابل سے تہمینہ کو ۔ سہ یاقوت بھیجے تھے اور لعل دو
طلب کی تھی یہ نازنیں سے خبر ۔ کہ دختر تولد ہوئی یا پسر
ولیکن بت سیستاں نے وہاں ۔ لکھا تھا کہ پیدا ہوئی دختر یاں
غرض آکے تہمینہ سے ایکروز ۔ لگا کہنے وہ کودک دلفروز
یہ ہر کوئی پوچھے ہے یاں صبح و شام ۔ کہ تیرے پدر کا بھلا کیا ہے نام
کہوں کیا میں دیکھو بتاؤ میں کیا ۔ یہ سنکر پریچہرہ نے یوں کہا
ترا باپ ہے رستم پہلواں ۔ یل پیلتن گرد کشورستاں
دلیران و گردان لشکر میں ۔ کوئی زینہار اوسکے ہمسر نہیں
ہوئی بعد ازاں وہ بت مہ جمال ۔ ثنا گوے سام و نریمان و زال
سنا جبکہ سہراب نے یہ سخن ۔ تو پھر یوں لگا کہنے اے سیمتن
کہ بھیجوں کسی کو حضور پدر ۔ کہ پہنچائے دونوں طرف کی خبر
وہ بولی کہ اے پور فرخندہ فال ۔ نہ لانا یہ زنہار دلمیں خیال
ترا نام سنکر جو رستم تجھے ۔ بلالے تو پھر رنج و غم ہو مجھے
سنا اوسنے وہ شاہ افراسیاب ۔ کیا جسکو رستم نے اکثر خراب
رکھے ہے ترے باپ سے بغض و کیں ۔ یقیں ہے کہ تجھکو وہ چھوڑے نہیں
غرض یہ ہی بہتر کہ تو زینہار ۔ مگر باپ کے نام کو آشکار
ہوا اتنے میں وہ کودک ارجمند ۔ وہ بولا نہیں بات یہ دلپسند
رکہوں میں نہ پوشیدہ نام پدر ۔ نہیں مجھکو ہرگز کسی کا خطر
سواران ترکان و مردان کار ۔ فراہم کروں لشکر بیشمار
پھر اک دم میں یوں تخت کاوس کا ۔ مٹاؤں نہیں نام و نشان طوس کا
بٹھاؤں تہمتن کو میں تخت پر ۔ کروں دیکھو ایران کا تاجور
کروں قصد پھر سوئے افراسیاب ۔ سر تخت لاؤں بھی جا کر شتاب
جو رستم پدر ہووے اور میں پسر ۔ نہ دنیا میں کوئی رہے تاجور
پریچہرہ مانند ابر بہار ۔ یہ گفتار سنکر ہوئی اشکبار
ہوا گرم سہراب پھر یکزماں ۔ کیا اسپ اوسنے طلب بعد ازاں
دکھائے اوسے گلے شہ نے تمام ۔ کہ جنمیں ہر اک اسپ تھا تیزگام
پسند اوسکو لیکن نہ آیا کوئی ۔ سواری کے لائق نہ پایا کوئی
سر پشت ہاتھ اوسنے جسکے رکھا ۔ شکم اوسکا ہوں زمیں سے لگا
ہوا ایک رخش جب روبرو ۔ تو شاداں ہوا وہ یل نامجو
کہ وہ بادپا چست شایستہ تھا ۔ قوی تند و چالاک بالستہ تھا
سوار اوسپہ ہو کر یل شیرزاد ۔ نہایت ہوا دلمیں مسرور و شاد

روان شدن سہراب از توران بسمت ایران برائے جنگ کیکاؤس مع ہومان و بارمان و گرفتن سپہدار ایران را

جو ہمرو نے قصد ایران کیا ۔ مہیا لڑائی کا ساماں کیا
زرہ پوش مردان جنگ آوران ۔ فراہم کیا لشکر بیکراں

لگا کہنے پھر یوں کہ اب ہے عجیم
ہوئے متفق اوسکے تورانیاں
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
کمر باندہ کر کینہ خواہی جست
روانہ کیا فوج کو پھر اودہر
یہ افراسیاب اونسے کہنے لگا
پدر سے پسر اور پسر سے پدر
قوی زور سہراب ہے اور دلیر
کسی حیلہ سے کیجیو تم ہلاک
نہ دشوار تسخیر ایران ہو پھر
سپاہ گراں لیکے وہ نوجواں
اکیلا نکل وہ مقابل ہوا
یہ سہراب نے اوس سے پوچھا کہ ہاں
کروں سر کو اب تن سے تیرے جدا
دلیری سی سہراب نے یوں ازاں
میاں ایک تھا گرد ہم پہلواں
جہاں میں تھا گرد آفرید اوسکا نام
تو مانند مردان شمشیر زن
خروشاں ہوئی جبکہ وہ سیمبر
غرض سوئے سہراب وہ شیرزن
سناں سے اوٹھایا اوسے زین سے
سوار اسپ پر ہو کے وہ دلربا
اسیر کمند اوس پری کو کیا
درخشاں ہوا جب رخ و جبیں
تو دیتی ہوں تجھے گنج و زر بیشمار

کروں شاہ کاؤس سے جاکے رزم
لگے کرنے اغوا اوسے ہر زماں
پھر اوسنے یہ پیغام بھیجا شتاب
کیا قصد ایران جو تو نے درست
کئے اوسمیں سرکردہ دو نامور
کہ گرکیہ زراد ہیمان سپات کا
نہو آشنا تمہارا پسر گر
یقین ہے کہ جب یہ تہمتن کو زیر
اسے بھی ملانا تہ خون و خاک
ہلاک بد اندیش آساں ہے پھر
ہوا اسکے اقلیم ایران رواں
سپہ جنگ سہراب مایل ہوا
ترا نام کیا ہے بتا اے جواں
یہ کہکر کیا زخم نیزہ رہا
رواں کر کے پہلو میں اسکے سناں
اور اسکی تھی اک دختر دلستاں
ہنر جنگ کے یاد اوسکو تمام
لباس نبرد اوسنے کر زیب تن
تو سہراب حیران ہوا دیکھکر
ہوئی جوں نگہ اپنی ناوک فگن
سر خاک ٹپکا رہ کین سے
ہوئی مثل مردان نبرد آزما
سر زین سے پھر ہوئی وہ جدا
تو سہراب عاشق ہوا اس پری
کہ اس قید میں ہے مرا اختیار

سر تخت کاؤس رستم کو لیا
کہ ہم جانفشانی کو حاضر ہیں سب
کہ بد خواہ میرا ہے کاؤس شاہ
تو میں ہوں رفیق اب تیرا اے جواں
سنو نام کا اونکے عجب بیاں
کہ سہراب رستم سے واقف نہ ہو
کرو جہد و کوشش یہ صبح و مسا
بوقت وغا رستم نا سمجھ
جو کشتہ ہوں یہ دونوں جنگی سوار
سو فوج کے اونسے بیدو سنج
کوئی قلعہ تھا راہ میں استوار
مبارز کیا جبکہ اوسنے طلب
دیا اوسنے پاسخ کہ ہوں میں ہجیر
بہت نبرد اوسنے کیا کین سے
اوٹھا زین سے پٹکا دیا خاک پر
سو وہ پہلوانی میں تھی بے نظیر
سنا جبکہ گرد دلاور ہجیر
شتابی سے ہو بادپا پر سوار
کماں لیگیا تن ہی یہ بار شر
لگی کھینچا جہوڑنے تیر جب
ولے دست نے کھینچکر تیغ کین
دلیری یہ اوسکی جب آئی نظر
گرا خود تارک سے پھر خاک پر
کہا دلستاں نے یہ سہراب سے
رہا اوسکو سہراب نے پھر کیا

سپہدار اقلیم ایران کروں
تجہے پہر نہ چھوڑینگے کاؤس کو زندہ اب
یہ ہے آرزو اسکو کیجے تباہ
کروں تیرے شامل سپاہ گراں
کہ ہوں تیرا اک دوستدار زماں
تہمتن نہ پہچانے سہراب کو
کہ سہراب و رستم ہوں جنگ آزما
مگر ہو وے کشتہ تو سہراب کو
رہے پھر کسے طاقت کارزار
روانہ کیا پیش سہراب گنج
ہجیر دلاور تہا واں قلعہ دار
گیا سامنے اوسکے سہراب تب
قوی بازو و زورمند و دلیر
ہلا پر نہ سہراب جب زین سے
اوسے لیگیا پھر گرفتار کر
ہنرمند دانا شجاع و دلیر
ہوا وقت پیکار زندہ اسیر
دلیرانہ آئی سپے کارزار
ہوا یا کوئی طفل پیکار جو
سپر لیکے سہراب نے منہ پہ تب
دو نیزہ کیا نیزے کو بس وہیں
تو مشتاق سہراب لینے وہ تر
پریشان ہوئے مو سر بکر کے سر
کہ ہو بند سے گر رہائی مجھے
دئے عہد و پیمان محکم لیا

گئی قلعہ میں جبکہ وہ نازنیں
کہ اس دز میں رہنا نہیں خوب اب
شتابی سے تو چھوڑ در قلعہ کو
تو سہراب کا دل ہوا بیقرار
گیا پیش کاؤس گردوں وقار
تماشا یہ ہے عمر میں خرد ہے
مقابل ہوا جبکہ اوسکے ہجیر
یہ اب مصلحت ہے کہ اے شہریار
کہ اے پیلتن رستم پہلوان
عدو سوز ہے تیری تیغ دستان
دلیر و قوی پنجہ سہراب نام
سوا تیرے اے پہلوان جہاں
ہوا گیو نامے کو لیکر رواں
یہ پوچھا کہ اے گیو کر یہ بیاں
یہ سنکر لگا کہنے تب پیلتن
نہیں طفل شاید کہ ہو یہ جواں
دروغ اوسکی ماں کہو نکہ لکھتی یہاں
کہ پہونچے رواں ہوکے یاں تب شتاب
یہ کہکر کیا جشن ترتیب واں
نہیں اب یہ لازم توقف یہاں
نہیں کوئی ہو تجھسے مرد ور کو
غنیمت ہے یہ صحبت ہمدگر
ہوا جبکہ روز دوم جلوہ گر
زوارہ جو اوس کا برادر تھا خرد
تو دونوں وہ شاہنشہ نامور

پدر اور برادر سے اوسنے وہیں
گریزاں ہوئے الغرض وقت شب
گیا قلعہ میں پھر یل نامجو
ہوئی خاطر آشفتہ پھر لف دوا
کہا یوں کہ اے خسرو نامدار
کم از چار دہ سال وہ گرد ہے
تو وہ لیگیا اوسکو کرکے اسیر
تو غافل نہو جلد کر فکر کار
یل نامور گرد کشور ستاں
جہانگیر ہے تیرا گرز گراں
زبوں اوس سے ہیں پہلوانان تمام
نہیں کوئی اوسکے مقابل یہاں
بفرمان شہ سوئے زابلستاں
کہ کس شکل و صورت کا ہے وہ جواں
کہ بیاہی تھی میں نے سمنگان میں زن
جسے سام پیکر کہے ہے جہاں
بھلا کس لئے مجھسے رکھتی نہاں
حضور شہنشاہ عالیجناب
رہے سات دن تک بعیش شادی کناں
بجا لائے حکم شاہ جہاں
یہ ہے تاب کسکی مقابل جو ہو
کہ ہے آخر کار چلنا اودہر
تو پھر زابلستان سے با کر و فر
اوسے لیگیا ساتھ اپنے وہ گرد
ہوا خشمگیں رستم و گیو پر

جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیاں
ہوا جبکہ خورشید جلوہ کناں
نپایا کہیں مردمان کا نشاں
ادہر تھا یہ ہمدوش فتح و ظفر
جواں ایک آیا ہے توران سے
وہ لے پیلتن سے جوان دلیر
گئی سامنے جبکہ گرد آفرید
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگیں
تو ایرانیوں کا ہے پشت و پناہ
تو جلدی پہنچ زابلستان سے
سوار توانا و پر زور ہے
ہوا نامہ طیار جب سر بسر
وہاں جا کے رستم کو نامہ دیا
وہ بولا کہ کہتے ہیں یوں خاص و عام
تو لڑکا ہوا ہو وے اوس سے پسر
یہ پھر سوچ کرنے لگا نامور
تہمتن سے کہنے لگا پھر یہ گیو
وہ بولا کہ کیا اضطراب اسقدر
یہ پھر گیو نے رو بہ رستم کہا
یہ بولا وہیں رستم نامدار
گدا تو لگا جب اسپ جالکی وا
رہی اور دو روز بزم طرب
روانہ ہوا رستم پہلواں
غرض ہو کے منزل بمنزل رواں
کہا طوس سے یوں ز روئے غضب

یہی مصلحت سب نے دیکھی وہاں
تو آواز مردم نہ آئی وہاں
نہ دیکھی جو وہ دختر دلستاں
ادہر گژدہم قلعہ سے بھاگ کر
شتابہ ہے سام و نریمان سے
قوی بازو و ہیبت مانند شیر
تو یہ بھی رہی فتح سے نا امید
تہمتن کو نامہ لکھا پھر یہیں
تو ہی سر گروہ سران سپاہ
کہ آیا ہے اک گرد توران سے
یہاں زور کا اوسکے اک شور ہے
دیا گیو کو شاہ نے مہر کر
وہ حیراں ہوا جبکہ نامہ پڑھا
کہ ترکیب و شکل اوسکی ہے مثل سام
کہ تھی حاملہ مجھسے وہ سیمبر
کہ دختر ہوئی واں یہ آئی خبر
کہ ہے اسطرح حکم کیہان خدیو
ذرا بادۂ لعل گون نوش کر
کہ اے پہلوان نبرد آزما
نکر خوف و اندیشہ کچھ نہ نہاں
رہیگا نہ سہراب کا پھر نشاں
خوشی سے لیے بادہ کش روز و شب
گئی ساتھ اوسکے سپاہ گراں
گیا پیش کاؤس جب پہلواں
کہ دونوں کو تو دار پر کھینچ اب

کہ اتنا توقف وہاں کیوں کیا — مرا حکم لائے نہ ہرگز بجا

زبردست تھا طوس ہر چند پر — کیا رستم نامور سے حذر

ہوا پر غضب طوس پر شہریار — کہا جلد لیجا انہیں کھینچئے دار

پھر اوسنے سوئے رستم سرفراز — کیا لاجرم ہاتھ اپنا دراز

تہمتن نے جھٹکا وہیں اوسکا دست — غرندہ پھر ہو کے جوں شیر مست

یہ بولا کہ ہے کون سا نامور — جو لیجا کے کھینچے مجھے دار پر

سمجھتا نہیں کون کاؤس ہے — مرے آگے کیا چیز پھر طوس ہے

مجھے جز خداوند یزداں پاک — نہیں ہے کسی کا ذرا خوف و باک

مخاطب ہوا پھر سوے شہریار — یہ تندی سے بولا یل نامدار

ہو گرم مانند شعلہ تو اب — کہ بیفائدہ ہے شہانہ غضب

تو سہراب کو کھینچ اب دار پر — بد اندیش کو خستہ و خوار کر

تبہ کاری کی تو نے اب اختیار — تو شاہی کے لائق نہیں زینہار

کروں آتش خشم کو تیز گر — تو خس سے بھی کمتر ہے پھر تاجور

دلیران دگر دنکش و نام جو — یہ کہتے تھے مجھسے بصد آرزو

کہ سر پر رکھا اپنے تاج شہی — اگر ملک ایراں میں فرماندہی

ولیکن نہ اقبال میں نے کیا — کہ جز بندگی کچھ ارادہ نہ تھا

پذیرا جو کرتا میں تاج شہی — پہونچتی نہ تجھ تک کلاہ مہی

ہے میری سزا تو نے جو کچھ کہا — بجا ہے روا تو نے جو کچھ کہا

یہ کہکر وہیں رخش پر ہو سوار — رواں سوے زابل ہوا نامدار

جو آزردہ ہو کر گیا پہلواں — تو بیدل ہوے وہیں پیر و جواں

یہ احوال گودرز نے پھر کہا — وہ سنکر حضور شہنشہ گیا

اوسنے کہا یوں شاہ کاؤس کو — کہو کیا کیا اے شہ نامجو

جو رستم کو آزردہ خاطر کیا — یہ زنہار تجھکو مناسب نہ تھا

پشیماں ہوا شاہ گیتی ستاں — لگا کہنے گودرز سے یوں کہ ہاں

توقف نہ کر اب شتابی سے جا — دلاسا تو کر کے تہمتن کو لا

ہوا اسنے گودرز وہیں رواں — تہمتن سے جاکر کیا پھر بیاں

یہ ظاہر ہے اور تجھکو معلوم ہے — کہ عاجز ہے دانش سے کاؤس کے

تمیز اوسکو اے پہلواں کچھ نہیں — جو آئے زباں پر کہے بس وہیں

پشیماں ہوا خود بخود بادشاہ — سر لشکر عمدہ ہو عذر خواہ

تو ہو دیگا آزردہ شہ سے اگر — تبہ ہونگے ایرانیاں سر بسر

کہے ہے یہی گرد ہر ایک یاں — کہ سہراب ہے وہ دلاور جواں

کوئی پہلواں جسکے ہمسر نہیں — کوئی گرد اوس سے قوی تر نہیں

خدا کے لیئے اے یل نامور — تو ایرانیوں پہ ذرا رحم کر

کہ پشت پناہ دلیراں ہے تو — نگہدار اقلیم ایراں ہے تو

سمند عزیمت کی پھیر اب عناں — تو ہرگز نہ جا سوے زابلستاں

دگر نہ ہوں گردان ایراں دلیر — دلیری کریں آگے مانند شیر

زباں پہ ہو لوگوں کے پھر یہ سخن — کہ اک طفل سے رستم پیلتن

یہاں تک ہراساں پریشاں ہوا — کہ بے جنگ یاں سے گریزاں ہوا

یہ سنکر وہیں رستم پہلواں — پھر آیا حضور شہ خسرواں

اٹھا تخت سے شاہ تعظیم کو — کہا پھر کہ اے رستم نامجو

یہ تندی و گرمی ہے میری سرشت — نہیں چھوٹتی مجھسے یہ خوے زشت

بلایا تجھے اسلئے میں نے یاں — کہ ہوں چارہ جو تجھسے اے پہلواں

ترا دیر آنا ہوا ناگوار — ہوا تند پھر تجھپہ بے اختیار

ہوا تو جو آزردہ اے شیر دل — تو پھر میں پشیماں ہوا اور خجل

ہوا رستم گرد بھی عذر خواہ — کہ بندہ ہوں تیرا ہے تو پادشاہ

جو کچھ حکم ہووے سو لاؤں بجا — شہنشہ نے ارشاد تب یہ کیا

کیا آج ترتیب بزم طرب — بسر ہم کریں عیش و عشرت میں شب

سحر یاں سے لیکر سپاہ گراں — سوے دشمن کینہ جو ہوں رواں

رفتن کاؤس شاہ و رستم پہلوان بعزم جنگ با سہراب

ورخشاں ہوا جبکہ مہر منیر — تو کیکاوس سلطان آفاق گیر — دلیران ایران کو کر کے طلب — یہ بولا کہ تابع ہو رستم کے اب
پل پیلتن با سپاہ گراں — ہوا سوئے سہراب وانسے رواں — چھپا گرد لشکر سے رخسار روز — نہاں ہو گیا مہر گیتی فروز
جو پہونچا وہ نزدیک حصن متین — تو لشکر ہوا واں قامت گزین — گیا پھر وہاں شاہ کاوس بھی — گئے گیو گودرز اور طوس بھی
جو سہراب نے قلعہ سے کی نگاہ — تو دیکھا کہ ہے بیکراں یہ سپاہ — یہ ہومان سے کہنے لگا دیکھیو — کہ ہے کسقدر لشکر جنگجو
جو یہ کثرت فوج آئی نظر — تو ہومان کے ہوش اڑ گئے سر بسر — یہ سہراب بولا ہراساں نہو — کروں قتل اکدم میں سب فوج کو
کھچا پھر سراپردہ پیش حصار — بفرماں سہراب عالی تبار — گیا اوس سراپردہ میں رات کو — خبر کے لئے رستم نامجو
نظر سے وہ مردم کے ہوکر نہاں — لگا کرنے دریافت احوال واں — جو دیکھا تو سہراب ہے تخت پر — عجب راست ہیں سکے سب نامور
چھپا ہے برم نشاط و طرب — خوشی سے مے لال پیتے ہیں سب — کوئی بزم میں زندہ تھا پہلواں — پڑی اوسپہ اوسکی نظر ناگہاں
اوٹھا اور آکر وہیں دو بدو — لگا پوچھنے یوں کہ ہے کون تو — تہمتن نے اک مشت ماری جو سخت — تو کشتہ ہوا زندۂ خفتہ بخت
گیا واں سے پھر رستم نامور — اور اک شخص ناگاہ آیا ادہر — جو دیکھا تو افتادہ ہے اک جواں — کہ ہرگز نہیں اوسکے قالب میں جاں
کوئی دیکھنے کو جو لایا چراغ — تو زندہ کا واں کشتہ پایا چراغ — یہ سہراب لوگوں سے کہنے لگا — کوئی جا کے جاسوس کا اُس کا
نمود اپنی دکھلا گیا اب یہاں — خبر لیگیا آن کر بیگماں — عوض زندہ کا صبحدم جاکے لوں — کروں ایک لشکر کو میں غرق خوں
نہ چھوڑوں سحر زندہ کاوس کو — ملاؤں نہ خاک خوں طوس کو — زباں پر تھا سہراب کے یہ سخن — ادہر شام سے رستم پیلتن
یہ کہتا تھا اے بادشاہ جہاں — کروں کیا میں سہراب کا اب بیاں — جوان و قوی ہیکل و زورمند — قد اوسکا ہے مانند نخل بلند
تکلف نہیں اوسمیں کچھ نہاں — لعینہ ہے ہمشکل سام سوار — یہ جا ہے ہے اب چرخ فیروزہ رنگ — پدر اور پسر میں بہم ہو وہ جنگ
سنی اور دیکھی بہت رزم بزم — پر اب سنیئے سہراب رستم کی رزم

داستان جستن سہراب نشان رستم از ہجیر و ہومان و باربان و نیافتن سراغ

سر چرخ مہ چھپا آفتاب سے — کیا جبکہ جلوہ تو سہراب نے — جب آراستہ اپنا لشکر کیا — یہ ہومان سے اور باربان سے کہا
کہ تم بھی نہ تاخیر کو راہ دو — کرو اپنی آراستہ فوج کو — ہجیر دلاور کو کر کے طلب — کہا گر کہے راست تو مجھسے اب
تو بخشوں رہائی تجھے بند سے — وہ بولا وہیں اوس تنومند سے — دروغ آ گئے سردم ہی بیفروغ — بھلا کسلئے کوئی بولے دروغ
ہجیر اور سہراب پل پھر وہاں — گئے واں سے بالائے حصن حصیں — یہ سہراب کہنے لگا اے ہجیر — پلنگ سراپردہ گردوں نظیر
یہ کسکا ہے جلدی بتا مجھکو تو — کہ ہاتھی ہیں جسکے بہت روبرو — وہ بولا کہ اے گرد با عز و جاہ — یہ ہے شاہ کاوس کی بارگاہ
سو راست کسکا ہے خیمہ بتا — وہ بولا کہ یہ خیمہ ہے طوس کا — کہا پھر سراپردہ لالہ رنگ — یہ کسکا ہے مجھکو بتا بیدرنگ
وہ بولا کہ گودرز جنگ آزما — خداوند ہے خیمہ سرخ کا — کہا پھر یہ سہراب نے نوجواں — سراپردۂ سبز کسکا ہے واں

کھڑا ہے جہاں کا دیانی درفش	کہ ہے یکقلم سرخ و زرد و بنفش	سوا اوسکے جوں تخت کاؤس کے	رکہا اک سراپردہ میں تخت ہے
اگرچہ تہا واقف دلاور ہجیر	کہ ہے خیمہ رستم شیر گیر	ولے دلمیں اندیشہ اوسنے کیا	مبادا کہیں ترک جنگ آزما

سنے نام رستم کا اور ناگہاں	کرے جنگ پرخاش جاکر وہاں	وہ غافل ہوا ور کشتہ ہووے کہیں	قیامت ہو برپا سروئے زمیں

یہی مصلحت ہے کہ اب زینہار
نہ بتلاؤں نام یل نامدار

کہ ہو یاور شاہ کاؤس کے
یہ اوسکا سراپردہ سبز ہے

کہا دل میں اوسنے کہ مانے وہاں
بتایا تہا رستم کا جو کچہہ نشاں

کہا پہر ذرا غور سے کر نگاہ
کہ کس نامور کی یہ ہے بارگاہ

کہا پہر یہ سہراب نے ہے کہاں
سراپردہ رستم پہلواں

کہا پہر یہ اوسنے رہ لطف سے
کہ بتلا نشان تہمتن مجھے

جواب اوسنے اوسکو دیا پہر وہی
جو پہلے کہا تہا کہا پہر وہی

اگر جان کی خیر چاہے ہے تو
تو کہہ راست راست اب اے مرد بُر

کروں ورنہ تن سے تیرا سر جدا
کروں قید ہستی سے تجھکو رہا

کہ کیا ہے یہ تندی و قہر و غضب
عبث ہی مرے ساتھ یہ کینہ اب

یہی جی میں ہے تو بہانہ ہے کیا
سر تن سے کر شوق سے سر جدا

تن اوسکا ہو مثل تنا درخت
زبردست و چست و توانا و سخت

کہا تب کہ سہراب نے ایجواں
کہاں تو نے دیکہے ہیں جنگ آوراں

ہوا غمزدہ وہ یل نوجواں
کہ رستم کا ہرگز بتایا نشاں

لیا نیزہ و گرز و تیغ و خدنگ
شتاباں ہوا سوے میدان جنگ

عوض زندہ کے رات کہانی قسم
کروں کشتہ کاؤس کو صبحدم

اگر پاس نام اور عزت ہی ہے
تو آکر مقابل ہو کاؤس کے

یہ کہکر لگا کہینچنے انتظار
کہ آتا ہے اب کونسا نامدار

کوئی جب نہ اوسکا ہوا ہم نبرد
ہوا تب خروشندہ وہ شیر مرد

چلاتا ہے دل رزم سے جوش ہا
تو کیوں نام کاؤس اپنا رکہا

کوئی جلد رستم سے جا کر کہو
کہ یارا نہیں ہے کسی گرد کو

دوان طوس پیش تہمتن گیا
تہمتن سے یہ ماجرا سب کہا

کوئی اور جا کر سوے رزمگاہ
بد اندیش سے ہو کوئی کینہ خواہ

دلے طوس نے تب کیا یہ بیاں
تو ناچار پہر رستم پہلواں

یہ سہراب بولا کہ لشکر سے ہم
ستیزندہ ہوں چلکے یکسر بہم

کہا یوں کہ خاقان چین نے یہاں
سپہ لیکے بھیجا ہے اک پہلواں

وہ بولا کہ اوس گرد کا نام کیا
کہا نام اوس کا نہیں جانتا

وہ سب دیکہتا ہوں لیے ہیں عجب
کہ ظاہر کیا اوسنے کچہہ ذرا اب

یہی اوسنے سہراب سے پہر کہا
کہ خیمہ ہے یہ چین کے گرد کا

یہ سنکر دیا اوسنے پاسخ نہیں
کہ وہ زابلستان سے آیا نہیں

تو ہو قید سے تا کہ جلدی رہا
کروں تجہہ پہ صرف لطف و عطا

ہوا پہر وہ تند اور کہا اے ہجیر
نہیں یہ تری بات کچہہ دلپذیر

تہمتن کا خیمہ بہی ہوگا اگر
تو زنہار اب مجہسے پنہاں نہ کر

کیا اوسنے پہر اوس سے انکار صاف
وہ لایا زبان پر یہ گفتار صاف

تہمتن کی مجکو خبر کچہہ نہیں
تو کہینچے ہی کسواسطے تیغ کیں

یہ کہکر لگا کہنے پہر یوں ہجیر
کہ رستم ہے مرد شجاع و دلیر

ہزاروں ہی دیوان و پیل و پلنگ
مقابل نہ ہوا اوسکے ہنگام جنگ

جہاں میں ہیں ایسے خداوند زور
کہ رستم کو سمجہیں ہیں مانند مور

بلندی سے اوسنے فرود آنکر
زرہ اور جوشن کیا زیب بر

جدہر قلب میں شاہ کائیں تہا
ادہر جا کے سہراب نے یوں کہا

سواران ایران کو میدان میں
نہ تیغ کہینچو نمیں کہ آن میں

سوا اوسکے ہووے جو عزم جنگ
نبرد آزما مجہسے ہو بیدرنگ

ولیکن نہ نکلا کوئی نامور
کہ تہا دل میں ہر اک کے خوف و خطر

کہ شاہوں کو غیرت ذرا چاہیے
نہ جنگ آوروں سے ڈرا چاہیے

یہ آواز کاؤس نے جب دی یہاں
کہ اے نامداران ایران زمیں

جو اوس گرد سے جا کے ہو کینہ خواہ
ہراساں و خایف ہی یکسر سپاہ

کیا تہا یہ رستم نے اوسدم قرار
کہ پہلے کرونگا نہ میں کارزار

مبادا جو سب پہلواں ہوں زبوں
تو پہر میں نبرد آزما اوس سے ہوں

پہنکر زرہ رخش پر ہو سوار
گیا سوے میدان پے کارزار

کہا یوں تہمتن نے اچہا چلو
گئے جبکہ یکسو وہ پیکار جو

تو سہراب نے یوں کہا ایجواں
یہ سنکر وہیں رستم نامدار
وہ میں ہوں دلاور یل نامجو
وہ کہنے لگا سنکے یہ داستاں
یہ سنکر اوسے یاس افزوں ہوئی
ہوا زخم کوئی نہ واں کارگر
بہم ضرب پر ضرب تھی بیدریغ
کہ حیران رہا دیکھ چرخ کبود
عرق میں ہوا تر سراپا بدن
ذرا راست کرنے لگے اپنا دم
نہ زنہار دیکھا جدا ہمیں لب بشر
بہم دونوں لیکر کمان و خدنگ
پکڑ کر کمر ہمدگر بعد ازاں
تو دیتا جبل کو زمیں سے ہلا
یہ سنکر لگا کہنے سہراب پھر
تو رکھ جمع خاطر کہ وقت پگاہ
تہمتن ادھر کھینچکر تیغ کیں
یہ رستم کے پھر دل میں آیا وہیں
شتابی سے نکالو رکی بڑی عناں
ذرا صبر کر شب کو آج ایجواں
اوسے بھی نتھی رزم کی تاب تب
تہمتن کو شہ نے کیا پھر طلب
تن اوسکا ہے آہن سے بھی سخت تر
تسلی اوسے دیکے شہ نے کہا
کہ سہراب پھر چند ہی خردسال

نہیں ہے کسیکو یہ تاب و تواں
لگا کہنے اے کودک خام کار
کہ دیو سپید سیہ کار کو
کہ شاید تو ہے رستم پہلواں
بہم جنگ پھر زیر گردوں ہوئی
وہ نیزے شکستہ ہوئے سربسر
شکستہ ہوئی آخر کار تیغ
ہوئے آخرش کج سراسر عمود
ہوئے خشک یکدست کام و دہن
ولیکن نہ کینہ ہوا دل سے کم
نہ ہرگز کوئی دیو آیا نظر
دلیران جنگی لگے کرنے جنگ
لگے زور کرنے وہ دونوں جواں
ولیکن نہ سہراب زیں سے ہلا
کہ ہے جنگ کی تجھ میں کچھ تاب پھر
ترے ساتھ پھر آکے ہوں رزمجو
شتاباں ہوا سوئے ترکان جیش
مبادا کہ سہراب از روئے کیں
کہا آکے سہراب سے پھر کہ ہاں
سحر تو ہے اور میرا گرز گراں
گیا اپنے لشکر میں سہراب پھر
جب آیا تو پوچھا وہ احوال سب
موثر نہیں جسپہ تیغ و تبر
کریگا ظفر یاب تجھکو خدا
ملے اسکو ہے زور و قوت کمال

جو مجھسے مقابل ہو میداں میں
نہ کر سختی اب پختہ کاروں سے تو
کیا کشتہ اکدم میں ہنگام جنگ
وہ بولا کہ زنہار رستم نہیں
ہوئے لیکے نیزہ ستیزہ کناں
دلیروں نے پھر کھینچکر تیغ تیز
لیا ہاتھ میں پھر عمود گراں
ہوئی پارہ پارہ زرہ یکقلم
جداگانہ پھر دونوں استادہ ہو
تہمتن بھی دل میں یہ کہنے لگا
پھر اتنے میں سہراب نے یوں کہا
ہوئے دم میں کشتی تھی سربسر
کیا پہلے رستم نے زور اسقدر
کیا زور اوسنے بھی ہر چند پر
تہمتن یہ بولا ہوا دن تمام
وہ سہراب پھر لیکے گرز گراں
کہوں کیا کہ اکدن میں یاں اور واں
کہیں شاہ سے جاکے ہو رزمجو
تو جنگ دلیراں سے واقف نہیں
سوا اسکے گر اب ہے خواہان جنگ
وہاں سے وہ سہراب جسدم گیا
وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال
اثر اوسپہ کرتا نہیں زینہار
شہنشہ سے رخصت ہوا پیلتن
خدا جانے کیا پیش آوے سحر

کرونگا تجھے قتل اک آن میں
نہ جنگ آوروں سے ہو پرخاش تو
نہ جانبر ہوئے مجھسے شیر و پلنگ
میں اوسکا ہوں اک چاکر کمتریں
لگی چلنے باہم سناں پر سناں
کیا گرم بازار کین و ستیز
لڑے اسقدر پھر وہ جنگ آوراں
رہا پھر نہ زنہار گھوڑوں میں دم
وہ سہراب اور رستم نامجو
کہ اس قدرت و قوت و زور کا
کہ تیر و کماں سے ہو جنگ آزما
ہوا پر نہ اک تیر بھی کارگر
کہ وہ زور کرتا اگر کوہ پر
نہ لیکن ہلا رستم نامور
قریب آ گیا ایجواں وقت شام
سوئے لشکر شاہ آیا دواں
ہزاروں کئے ہیں قتل پیر و جواں
وہ غیرت سے ضائع کرے آپکو
عبث ہی یہ بیباکی و نقض کیں
تو پھر ہو مقابل سے بیدرنگ
سراپردہ میں اپنے رستم گیا
بڑا ہی دلاور ہے یہ خردسال
ہر اژدر با زور دم کارزار
زوارہ سے جاکر کہا یہ سخن
زہے بخت گر ہمقریں ہو ظفر

میادا اگر کشتہ ہوں وقت رزم / تو پھر رزم کا اوس سے کیجیہ نہ عزم
سوئے زال لشکر کو بھیجائیو / خیال اور دلمیں نہ کچھ لائیو
تو ماں باپ سے جاکے کہیو یہی / ہوا وہ جو کچھ چاہے تقدیر تھی
عبث زاری و آہ و سوز و بکا / بھلا چارہ کیا جبکہ آوے قضا
زوارہ سے جب کہہ چکا یہ سخن / لگا کرنے گریہ یل پیلتن
کہا کرکے زاری کہ ای کردگار / ترے ہاتہوں کرم کا ہیں میرا مدار
تو بدخواہ پر کر مجھے فتحیاب / بد اندیش مغلوب ہووے شتاب
ادہر پیلتن کا یہ احوال تھا / ادہر جاکے سہراب جنگ آزما
یہ ہومان سے بولا کہ اے نیکمرد / عجب پہلوان ہے مرا ہم نبرد
قوی بازو و سخت چنگال ہے / بعینہ وہ رستم کی تمثال ہے
وہ پاتا ہوں اوسمیں سراسر نشاں / مری ماں نے جو کچھ کیا تھا بیاں
گماں ہے مجھے یہ مرا ہے پدر / جہاں پہلوان رستم نامور
یہ سہراب کو اوسنے پاسخ دیا / کہ رستم کو ہوں خوب پہچانتا
تہمتن کے ہے شکل ہی یہ جواں / تگاور کی صورت بھی ہے رخش ساں
ولیکن یہ رستم نہیں زینہار / یقیں جان تو اے یل نامدار
وہ سمجھا کہ یہ راست گفتار ہے / ہمارا ہوا خواہ و غمخوار ہے

جنگ رستم و سہراب بروز دوم و زیر آمدن رستم در کشتی

ہوا مہر تاباں جو پرتو فگن / تو سہراب اور رستم پیلتن
پہنکر زرہ رخش پر ہو سوار / گئے سوئے میدان پیکار زار
ملے نرم سہراب کا دل ہوا / سوئے الفت مہر مائل ہوا
تہمتن سے پہلے ہوا صلح جو / کہا دہن ہنسکر کہ اے تندخو
مصمم کیا تو نے اب دلمیں کیا / ارادہ لڑائی کا یا صلح کا
یہ بہتر ہے ہم تم نہ ہوں رزمخواہ / کریں راستی اور شام و پگاہ
بہم محفل آرا و مے نوش ہوں / بچنگ و نے و مے طرب کوش ہوں
کریں عہد و پیماں محکم بہم / پشیماں ہو اب کینہ خواہی سے ہم
تو کیسو ہوتا اور کوئی جواں / یہاں آنکر ہو ستیزہ کناں
مرے دلمیں پیدا ہوئی تیری مہر / نہو کینہ جو تو بھی زیر سپہر
نشانی جو کچھ چاہئے ہے عیاں / ولے نام تیرا ہے مجھسے نہاں
کسی نے بتایا نہیں زینہار / تو کر نام کو اپنے آپ آشکار
تو شاید کہ ہے زال زر کا پسر / یل پیلتن رستم نامور
سر صلح ہر چند تھا وہ جواں / پر ایمن نہ تھا رستم پہلواں
کہے تھا یہ دلمیں یل پیلتن / نہیں طفل کا اعتبار سخن
یہ پاسخ دیا پھر کہ سن اے جواں / نہیں میں بھی کودک اگر تو جواں
بہت میں نے دیکھا فراز و نشیب / نکر مجھسے گفتار مکر و فریب
کمر باندہ پشت ہوسکے اودہر / کہ سرگرم کشتی ہوں اب ہمدگر
جو دیکھا کہ رستم ہے اب گرم کیں / تو ناچار سہراب بولا وہیں
تو مائل ہوا سوئے کشتی اگر / تو ہاں میں بھی کشتی کو حاضر ہوں پر
نہیں چاہتا یہ کہ تم سا جواں / مرے ہاتھ سے کشتہ ہووے یہاں
یہ کہکر وہ دونوں یل نامدار / لگے کرنے کشتی کے فن آشکار
کیا زور رستم نے واں سے بیش / گیا آگے سہراب کے کچھ نہ پیش
ہوا وہ خروشندہ چوں پیل مست / کیا زور سے اوسنے رستم کو پست
جو کھینچا پکڑکر کمر بند کو / تو سنبھلا نہ پھر رستم نامجو
زمیں سے بہم پشت رستم ہوئی / خرابی نہ چرخ پر خصم ہوئی
گرا خاک پر جب یل نامور / تو سہراب بیٹھا وہیں سینہ پر
لیا کھینچ پھر خنجر آبگوں / یہ چاہا کہ اوسکو کرے غرق خوں
کیا حیلہ رستم نے اوس وقت واں / لگا کہنے سہراب سے اے جواں
یہاں کے یہ آئین نہیں زینہار / کرے زیر جسکو کوئی ایکبار

تو سر کو کرے اوسکے تن سے جدا
مگر بار دیگر ہو زور آزما
اوسے قوت و زور سے لاؤ زیر
کرے شوق سے قتل پھر وہ دلیر
یہ سنکر وہ اسکے اوٹھا سینے سے
غرض ہاتھ اوٹھایا وہیں کینے سے
گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد
طرف اپنے لشکر کے خنداں و شاد
سنا جبکہ ہومان سے یہ ماجرا
کیا اوسنے افسوس اور یوں کہا
کہ عیاری و مکر سے کینہ خواہ
رہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ
ندیکھا تھا گاہے فراز و نشیب
تو اک طفل تھا تو نے کھایا فریب
نہ دام آیا تھا شیر ترباں
دیا چھوڑ تو نے کیا قہر یاں
ہوئی بیوقوفی یہ تجھسے کمال
رہائی تری اوس سے اب ہے محال
یل نوجواں نے کہا کیا ہے غم
کرونگا اوسے زیر پھر صبحدم
گیا جبکہ رستم سوئے خیمہ گاہ
رہا شکوہ زاری کناں تا پگاہ
دعا اوسنے مانگی کہ اب یا خدا
وہی زور دے مجھکو پہلے جو تھا
اوسے ابتدا میں تھا زور اسقدر
زمیں چاک ہوتی تھی ہر گام پر
وہ عاجز بہت وقت رفتار تھا
زمیں پر خرام اوسکو دشوار تھا
ہوا تھا تب اوسبات کا خواستگار
کہ کچھ زور کم ہووے اے کردگار
ہوئی تھی مناجات اوسکی قبول
مراد اوسکی دو میں گئی تھی قبول
غرض کرکے شب بارہا انکسار
ہوا زور پیشین کا وہ خواستگار
خدا نے پذیرا کی اوسکی دعا
وہی زور اوسکو کیا پھر عطا

داستان کشتہ شدن سہراب از دست رستم بروز دگر و نوحہ نمودن رستم و ماتمش

سحر دیکھکر قوت زور و تن
ہوا شادمان پہلوان زمن
سپاس عنایات پروردگار
بجالاکے اور رخش پر ہو سوار
گیا شاد و خرم سوئے رزمگاہ
ہوا جاکے سہراب سے کینہ خواہ
یہ سہراب نخوت سے کہنے لگا
کہ چنگال سے میرے ہو کر رہا
تو پھر آج آیا سوئے کارزار
عزیز اپنی شاید نہیں جان زار
تہمتن یہ بولا کہ جبتک ہے جاں
ترے ساتھ ہونگا ستیزہ کناں
وہ کرنے لگے پھر دو کشتی بہم
ہوئے مائل زور و کشتی بہم
بہم خوب زور آزمائی ہوئی
نہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی
پکڑ کر کمربند سہراب کا
زمیں سے لیا پیلتن نے اوٹھا
پٹک کر زمیں سے اوسے پھر وہیں
سر سینہ بیٹھا وہ از روئے کیں
تو سوچا کہ یہ گرد زور آزما
جو پھر اوٹھ کھڑا ہو تو تعجب ہے کیا
غرض کھینچکر خنجر آبدار
کیا سینہ و دل کو اوسکے فگار
وہ خستہ جگر کھینچکر ایک آہ
یہ بولا کہ ہے بخت میرے سیاہ
یہاں میں جو آیا تو یہ تھی مراد
کہ دیدار سے باپکے ہونگا شاد
تمنائے دل کچھ نہ حاصل ہوئی
بملک عدم جان واصل ہوئی
جو دریا میں اب ہووے مسکن گزیں
و یا جا بالائے چرخ بریں
مرا باپ تجھکو نچھوڑیگا واں
کریگا ہلاک آنکر بیجواں
کہا نام کیا اوسنے تب یوں کہا
کہ ہے نام رستم مرے باپ کا
جب اوس خستہ تن سے سنا یہ سخن
تو غمگیں ہوا رستم پیلتن
پڑا ہو کے بیہوش پس خاک پر
جب آیا ذرا ہوش تب نالہ کر
لگا کہنے اوس سے یہ گریہ کناں
ترے پاس رستم کا کیا ہے نشاں
کہ میں ہی ہوں بدبخت رستم ہوں آہ
جہاں جسکی آنکھوں میں ہووے سیاہ
یہ سہراب نے اوسکے پاسخ دیا
کہا حیف اے گرد کشور کشا
بہت گرم الفت مرا دل ہوا
ولے تو ادھر کچھ نہ مائل ہوا
نشانی تو دیکھ اب ذرا کرکے وا
کہ مہرہ ہی بازو پہ میرے بندھا
نہیں زخم سے اب ہے طاقت مجھے
جو کھولوں زرہ اور دکھادوں تجھے
وہ مہرہ جو دیکھا زرہ کرکے وا
تب رستم نے پھر شور و نالہ کیا
یہ بولا کہ ای جان من بیگناہ
تو کشتہ ہوا ہاتھ سے میرے آہ

پسر کو کسی نے بھی مارا نہیں
یہی مصلحت ہے کہ ہوں میں ہلاک
تڑپتا تھا سہراب بسمل ادہر
تو سمجھے یہی دل میں پیر و جواں
گئی یہ خبر پیش شاہ جہاں
سوئے رزمگہ جا کے لاؤ خبر
جو سہراب سے ہووے پھر کینہ ور

نہیں یہ ہوا جو رہے ہرگز کہیں
کروں اپنے سینے کو خنجر سے چاک
ادہر رستم گرد تھا نوحہ گر
کہ کشتہ ہوا رستم پہلواں
کہ رستم سے خالی ہوا اب جہاں
مبادا ہوا کشتہ رستم اگر
نہیں تاب کہتی یہ ہرگز سپاہ

نہ چھوڑیگا زنہار مجھکو یہ غم
یہ سہراب بولا کہ کیا فایدہ
جو دیکھا کہ رخش یل نامدار
دہیان دوڑ گئے یکقلم سب کے ہوش
کیا حکم شہ نے کہ یکبارگی
تو کیجاوے تدبیر کچھ اور یاں
سواران لشکر گئے جب ادہر

رہوں گا گرفتار رنج و الم
نہیں چارہ زنہار پیش قضا
کھڑا ہے بہت دیر سے بے سوار
اوٹھا ایک لشکر میں شور و خروش
ادہر جاؤ دوڑا کے اب بارگی
کہ ایسا نہیں کوئی اب پہلواں
تو دیکھا کہ رستم پڑا خاک پہ

کرے ہے فغان اور بیتاب ہے
اوٹھا کر سر رستم نامور
ہوا ہاتھ سے میرے ایسا ستم
یہ کہکر وہیں کھینچ خنجر لیا
زوارہ نے پارہ گریباں کیا
جگر پر میرے زخم کاری لگا
ہجیر سیہ بخت سے بارہا
مقابل مرے جبکہ رستم ہوا
کوئی کیا کرے کس کا ہے اختیار
یہ احوال سنکر ہوئے نوحہ گر
یہ سہراب دلخستہ نے پھر کہا
بحل تمکو میں نے کیا اپنا خوں
نہو جاکے ترکوں سے پھر کینہ خواہ
اگر زندہ رہتا تو ہر ایک پر
جگر خستہ نے جو کہ اوسدم کہا
جو ہی خاص تر نوشدارو دلا
لگا کہنے سنکر یہ شاہ جہاں
پر اے پیر مرد خجستہ صفات
کیا سرکشی سے نہ پاس ادب
سوا اسکے سہراب کی گفتگو
کہے تھا وہ ہر دم سی ہر دم یہی
سنا جبکہ گودرز نے یہ سخن
تہمتن یہ سنکر ہوا دردمند
کہ سہراب کا کام آخر ہوا
فغاں کرکے کہتا تھا یہ اوسدم

تڑپتا پڑا واں بھی سہراب ہے
لگے پوچھنے سب کیا ہے خبر
رہیگا قیامت تلک یاد غم
کہ تن سے کرے اپنی گردن جدا
غم و درد سے شور و افغاں کیا
نہیں کچھ بھروسا ہے اب زیست کا
جو پوچھا تو پوشیدہ اوسنے کہا
تو پرسان حال اوس سے پھر ہم ہوا
نہیں چارہ تقدیر سے زینہار
زوارہ ادہر اور رستم ادہر
کسیکو نہیں اس جہاں میں بقا
ولے التماس ایک رکھتا ہے وہ
نہ کھینچے سوے ملک توران سپاہ
مراعات کرتا ہیں شام و سحر
تہمتن نے یکسر پذیرا کیا
مگر اوس سے چارہ ہو سہراب کا
مہیا ہے وہ نوشدارو یہاں
کچھ ہے یاد رستم کی اوس روز بات
رہ و رسم دی ہاتھ سے اوسنے سب
سنی خوب تو نے وہ واقف ہے تو
کہ رستم کو دوں تخت و تاج شہی
گیا پھر وہ پیش پل پیلتن
گیا آپ پیش شہ ارجمند
نشاں مٹ گیا نام آخر ہوا
مرے ہاتھ جب وا ہیں کرنے قلم

یہ جانا کہ زخمی ہیں دونوں جواں
زرہ پارہ اور چاک کر پیرہن
مرے رو کے سر پر چڑھائے خاک
پکڑ کر شتابی سے رستم کا ہاتھ
کہا پھر یہ سہراب سے کیا ہی حال
یل پیلتن کے سراپا نشاں
مجھے نام رستم بتایا نہیں
رکھا اوسنے بھی نام اپنا نہاں
پسر کی اجل باپ کے ہاتھ تھی
لگے کوٹنے سینہ و سر وہاں
نہ تم گریہ و نالہ اتنا کرو
کہ زنہار اب رستم ارجمند
کہ مولد مرا ملک توران ہے
پدر بعد میرے مدارا کرے
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
وہیں آ گے پیش شہ نامدار
کہ جس سے ہو سہراب پھر تندرست
کہ کیا کیا مجھے نا ملایم کہا
سخنہائے دشوار کہکر گیا
سمجھ اپنے دل میں کہ فہمیدہ ہے
جب ایسے دلاور ہوں دو پہلواں
کہا یوں کہ خوئے بد شہریار
محل میں تھا اوسدم شہ نامور
ہوا سنکے رستم پیادہ رواں
جگر گوشہ کو اپنے میں نے کھوا

لگا زخم کاری ہے سنکے ہو ناتواں
لگا کہنے یوں رستم پیلتن
پسر کو کیا میں نے ناحق ہلاک
لگے رونے گرداں فرخ صفات
وہ بولا کہ ہے درد مجھکو کمال
مری ماں نے مجھسے کئے تھے عیاں
رکھا ہائے غافل جتایا نہیں
کیا میرے آگے نہ ہرگز بیاں
ازل سے یہ ٹھہری ہوئی بات تھی
کیا دیدۂ تر سے دریا رواں
ذرا صبر کو دل میں اب راہ دو
نہ پہونچا دے لشکر کو میرے گزند
مری جائے بازی وہ میدان سے
تلطف مدام آشکارا کرے
کہ جاکر حضور شہ تاجور
ہوا نوشدارو کا وہ خواستگار
توانا و زور آور و چاق و چست
زباں پر جو آیا وہ اوسدم کہا
اوسے قید کوئی نہ یاں کرسکا
جہاں میں تو مرد جہاندیدہ ہے
رہے پھر یہ اورنگ و افسر کہاں
بیاں کیا کروں تجھپہ ہے آشکار
برآمد ہوا جبکہ پہونچی خبر
گیا نعش پر اوسکی زاری کناں
جہاں میں بھلا قتل کسنے کیا

سنے جبکہ ماں اوسکی تب کیا کیے
جو کچھ وہ سونہ بیجا کیے
غرض رہگئے تابوت میں نعش کو
گیا سوئے خیمہ یل نامجو

وہ اسباب اور خیمہ تہا جسقدر
جلا کر کیا خاک پہر سربسر
ہوئے اوسکے ماتم میں پہر بیحواں
خروشان گریان و نالہ کناں

گیا شاہ کاؤس رستم کے پاس
جو دیکہا تو وہ ہے بہت بیحواس
کہا سخت ماتم ہے اور قہر درد
ولے کچھ نہیں چارہ اے نیکمرد

ہر اک کو ہے آخر یہی رہگذر
کوئی دیر جاوے کوئی زود تر
سمجھ اب تو دانا و ہشیار ہے
شکیبائی و صبر درکار ہے

کیا عرض رستم نے اے تاجدار
ہوا سو ہوا کچھ نہیں اختیار
ولے یہ وصیت ہے سہراب کی
کہ ترکوں پہ کیجو نہ لشکر کشی

یہی عرض کرتا ہوں اب بار بار
یہ لطف و کرم کا ہوں امیدوار
کہ ہومان کی حرمت رکہو تم نگاہ
نہووے پراگندہ اوسکی سپاہ

کرو رخصت اوسکو بعز و وقار
یہ سنکر لگا کہنے وہ شہریار
ہوا اب جو تجھکو یہ رنج و الم
تو میرے بہی دلکو ہوا درد و غم

پذیرا کیا میں سنے تیرا سخن
مجھے پاس خاطر ہے اے پیلتن
کریں مجھسے گو ترک اب سرکشی
کرو نہیں نہ زنہار لشکر کشی

زوارہ سے رستم نے پہر یوں کہا
کہ جیحوں تلک ساتھ ہومان کے جا
زوارہ گیا ساتھ جب بیخطر
گیا اب جیحوں سے ہومان گذر

معاودت کاؤس بایران و رفتن رستم با تابوت سہراب طرف سیستان و آمدن تہمینہ

باقبال و دولت سوئے تخت گاہ
روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ
یل نامور رستم پہلواں
گیا ہوکے رخصت سوئے سیستاں

غرض لیکے تابوت سہراب کا
پراگندہ دل شہر میں جب گیا
سیہ پوش ہو زال پہونچا وہاں
ہوا ساتھ تابوت کے وہ رواں

خروشاں و گریاں گئے گہر تلک
قیامت تہی برپا بزیر فلک
وہ رودابہ رستم کی ماں اسقدر
ہوئی دیکہ تابوت کو نوحہ گر

کہ برپا وہاں شور محشر ہوا
غضب ایک روئے زمیں پر ہوا
کیا دفن پہر نعش کو زیر خاک
دل پیر و برنا ہوا دردناک

گئی جب یہ سوئے سمنگاں خبر
تو تہمینہ کو غم ہوا اسقدر
کہ آتش وہیں کرکے افروختہ
گری آگ میں یا دل سوختہ

لیا کہینچ مردم نے پہر دوڑ کر
ولیکن چلے سر بسر سوئے سر
تن نازنیں بہی ہوا داغ داغ
جہاں اوسکی نظروں میں تہا بیچراغ

لگی باپ سے کہنے اے نامجو
کیا قتل رستم نے سہراب کو
سوئے سیستاں کہینچ جلدی سپاہ
تہمتن سے چلکر تو ہو کینہ خواہ

کہا اوسنے اے دختر نازنیں
سپہ ایسی رستم کے ہمسر نہیں
دیا شاہ نے جب اوسے یہ جواب
تو پہر دلمیں کہا کرہت پیچ و تاب

گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ
سوئے سیستاں بادل کینہ خواہ
قریب آنکر اوسنے ایک پہلواں
روانہ کیا اور کہا یوں کہ ہاں

تہمتن سے جاکر تو کہہ یہ سخن
کہ تہمینہ آپہونچی اے پیلتن
وہ لائی ہے ساتھ اپنے فوج گراں
دلیران و گردان جنگ آوراں

کرے ہی ملیں اب بعزم جزم
کرے سر کو تیرے قلم وقت رزم
فرستادہ پیش تہمتن گیا
سنا تہا جو اوسنے وہ ملکر کہا

یہ سنکر سراسیمہ رستم ہوا
پشیماں بہت دل میں اوس دم ہوا
وہیں ساتھ لے زال و رودابہ کو
گیا سوئے تہمینہ وہ نامجو

سراپردے میں اوسکی پہونچا جب
نکل آئی تہمینہ پردے سے تب
بغلگیر دونوں ہوئے پہر گر
کیا نوحہ سہراب کو یاد کر

کہا زال نے سوئے خانہ چلو
شبستاں کو رشک گلستاں کرو
لگی کہنے تہمینہ اے نیکمرد
مرے دلکو رستم سے پہونچا ہے درد

مرے آگے رستم کو لاؤ شتاب ۔ کیا جسنے یوں اپنے گھر کو خراب

میں پوچھوں یہ اوس سے کہ اے گنج جو ۔ کیا کشتہ کیوں تو نے فرزند کو

گیا پیش تہمینہ جب پہلواں ۔ تو کھینچ اوسنے پھر خنجر جانستاں

یہ چاہا کہ رستم کا پھاڑے شکم ۔ کرے غرق خوں اوسکو بیدرد دم

پکڑ ہاتھ اوسکا لیا زال نے ۔ یہ تہمینہ سے پھر کہا زال نے

کہ تقدیر پر کچھ نہیں اختیار ۔ نہیں چارہ پیش قضا زینہار

عدم سے جو پھر نا ہو سہراب کا ۔ تو کر رستم و زال کا سر جدا

غرض خوب سمجھا کے وہ نامور ۔ گیا لیکے تہمینہ کو اپنے گھر

رفتن تہمینہ بہ سیستان رستم پہلوان بہ تفہیم زال زر و حاملہ شدنش از رستم وبعد انقضائے مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بحق سپردن تہمینہ بغم والم سہراب در یکسال

وہ تہمینہ اور رستم نامدار ۔ بہم واں لگے رہنے لیل و نہار

ہوئی حاملہ پھر وہ رشک قمر ۔ ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر

قوی بازو و گل رخ و لالہ فام ۔ تہمتن نے رکھا فرامرز نام

سپرد ایک دایہ کو وہیں کیا ۔ لگا پرورش پانے وہ مہ لقا

وہ تہمینہ رہتی تھی غمگیں مدام ۔ تصور رہا سہراب کا صبح و شام

دل اوسکا تھا نالاں مژہ خونچکاں ۔ گئے آہ کرتی تھی گاہے فغاں

پس از مرگ سہراب مہ جمال ۔ رہی زندہ با رنج و غم ایکسال

نہ غم سے رہائی ہوئی زینہار ۔ وہ دے بیٹھی جان اپنی انجام کار

یہ قصہ تو میں کر چکا سب بیاں ۔ سیاوش کی آگے سنو داستاں

داستان تولد شدن ملکزادہ سیاوش از بطن دختر شاہ بلغار و برائے تعلیم و تربیت ہمراہ رستم رفتن

کوئی بیشۂ خرم و دلکشا ۔ کہ نزدیک دریائے جیحوں کے تھا

گئے ایکدن واں برائے شکار ۔ بہم طوس اور گیو جنگی سوار

پڑی ناگہاں ایک دختر نظر ۔ پری پیکر و مہوش و سیمبر

لباس اور زیور تھا شاہانہ سب ۔ کرشمہ ستم آن غمزہ غضب

یہ پوچھا جو انہوں نے اے مہ لقا ۔ تو ہے کون تیری حقیقت ہے کیا

بت ماہ پیکر یہ کہنے لگی ۔ کہ دختر ہوں میں شاہ بلغار کی

کہ گرشیوز اوسکا جہاں میں ہے نام ۔ وہ نسل فریدوں سے ہے ذوالکرام

مجھے چاہتے تھے بہت تاجور ۔ ولیکن یہ چاہے تھا میرا پدر

کہ توران زمیں کا جو ہے بادشاہ ۔ پشنگ دلاور خداوند جاہ

مرا باندہے ساتھ اوسکے عقد نکاح ۔ نہ زنہار تھا بھائی مجھے یہ صلاح

کہ بیٹے سنا زشتخو ہے پشنگ ۔ نہ کچھ زشت خو زشت رو ہے پشنگ

کیا مجھسے جب ذکر اسبات کا ۔ تو میں صاف انکار میں نے کیا

خفا ہو کے تب شہ نے مارا مجھے ۔ نہ ہرگز ہوا یہ گوارا مجھے

نکل گھر سے اور اسپ پر ہو سوار ۔ خفا جی سے لی میں نے راہ فرار

گذر آب جیحوں سے آئی ادہر ۔ کیا اسپ پر ماندگی نے اثر

غرض جبکہ رفتار سے رہگیا ۔ تو پھر راہ میں چھوڑ اوسکو دیا

پیادہ ہوئی چند فرسنگ راہ ۔ ہوئی آکے اوس دشت میں تباہ

وہ دونوں جواں دل سے مائل ہوئے ۔ خدنگ نگہ کے وہ گھائل ہوئے

ہوئے خواستگار بت سیمبر ۔ لگے کرنے پرخاش باہمدگر

بہم بعد پرخاش پایا قرار ۔ کہ لے چلیے پیش شہ نامدار

جسے حکم دے خسرو نامجو ۔ وہ لے شوق سے اس پری چہرہ کو

گئے لیکے جب پیش کاؤس شاہ ۔ ہوا شاہ دیوانہ رشک ماہ

کسیکو نہ زنہار شہ نے دیا
پری چہرہ کو پاس اپنے رکھا
بندھا عقد باہم بآئین دیں
ہوئی حاملہ پھر وہ زہرہ جبیں
گئے تو مہینے جب اوسپر گذر
تو پیدا ہوا پور رشک قمر
نظر کرکے طالع پہ شہزادہ کے
منجم شہنشہ سے کہنے لگے
کہ اے شاہ اسکے پریشان ہیں بخت
ہوا اسنکے غمگیں خداوند تخت
سیاوش کہا نام شہزادہ کا
وہیں پرورش پھر وہ پانے لگا
ولیکن دل شاہ تھا پر ملال
تھا تربیت کا کچھ اوسکے خیال
کہیں ان دنوں رستم آیا وہاں
لگا کہنے اے خسرو خسرواں
اسے زابلستان میں بھیجا کہیں
ہنر ہائے شاہانہ سکھلادیں
کیا شاہ نے وہیں اوسکو سپرد
غرض لیگیا زابلستان میں گرد
ہنر پروراں کے حوالے کیا
ہوئے پھر وہ مصروف صبح و مسا
طریق نبرد و شکار و ادب
ہنر ہائے شاہانہ سکھلائے سب
سیاوش جہاں میں ہوا بے نظیر
ہنر مند دانا شجاع و دلیر
سیاوش نے رستم کو پھر اک روز
کہا یوں کہ اے رستم نیک روز
مجھے یہ تمنا ہے شام و سحر
کہ حاصل کروں پابوس پدر
یہ سنکر مہیا کر اسباب جاہ
زر و نعمت و اسپ و فیل و کلاہ
کیا عرض شہزادے یوں کہ اب
رواں ہو جئے بانشاط و طرب
وہ بولا کہ تجھ بن نہیں جاؤنگا
تہمتن نے پھر پاس خاطر کیا

بار یاب شدن سیاوش بحضور پدر بمعیت رستم و پیشوار فتن ہمراہ سپاہ

گیا ساتھ شہزادہ کے آپ بھی
حضور شہنشاہ باصد خوشی
اوسے لیگئے پیش آکے سب
ہوا دیکھکر شہ قرین طرب
بہت لطف مصروف اوسپر کیا
سیاوش کی خاطر کو خوشتر کیا
ہنر پر جب اوسکے ہوئی آگہی
تو رستم کو بھی آفرین خوب کی
حضور اپنے پھر شہ نے تا ہفت سال
رکھا اوسکو مشغول کسب کمال
یہ دل چاہتا تھا پھر شہ دہر کا
کہ ملک اوسکو دے ماورالنہر کا
بجاہ و حشم ہوکے یاں سے رواں
سیاوش کرے حکمرانی وہاں
کہ اتنے میں سودابہ مہ جبیں
جہاندار کی زوجہ اولیں
یہ کہنے لگی شاہ کاؤس سے
کہ اے شاہ یہ آرزو ہے مجھے
سیاوش کو اک دختر خواندہ دوں
اوسے کتخدا ساتھ اسکے کروں
جہاندار بولا کہ بہتر ہے یہ
سیاوش کو راضی کرائے سہی
طلب اوسنے شہزادہ کو جب کیا
تو یہ شہ سے لیکر اجازت گیا
سیاوش پہ عاشق تھی وہ مہ جبیں
سیاوش گیا جب تو اوسنے وہیں
پکڑ تنگ آغوش میں شوق سے
لئے اوسکے بوسے کئی ذوق سے
ہوئی گرم مہر اوس سے جب پری
وہ سمجھا کہ ہے الفت مادری
کئی دختر خواندہ زہرہ جبیں
کہ نسل سے بادشاہونکے تھیں
اونہیں طلب کرکے باصد خوشی
سیاوش سے سودابہ کہنے لگی
ہوا مدعا اس سے یہ مجھکو عیاں
ترے تخم سے اک پسر ہو جواں
خداوند ہو تخت و دیہیم کا
شہنشاہ ہو ہفت اقلیم کا
یہ سنکر تمنا ہوئی یہ مجھے
کہ وہ میری دختر کے ہو بطن سے
یہ دختر جو حاضر ہیں تیرے حضور
کہ ہیں حسن میں رشک غلمان و حور
تو ان میں سے کر ایک کو اب قبول
تمنائے دل تاکہ ہووے حصول
رہا سنکے خاموش وہ نامدار
نہ پاسخ دیا شرم سے زینہار
کیا یہ بھی اندیشہ دل میں ہیں
کہ ماں یہ حقیقی مری کچھ نہیں
یہ کیا ذکر جو مہر و شفقت کرے
تعجب نہیں گر عداوت کرے
سوا اسکے کہتے ہیں سب سحر ساز
حذر اوس سے بہتر ہے اور احتراز
وہ رکھتی تھی تک کھول اپنی زبان
یہ دلتنگ و لب بستہ تھا غنچہ سا
وہ سمجھی کہ ہے اسکو شرم و حجاب
جو دیتا نہیں بات کا کچھ جواب

کیا سب کو رخصت اکیلی رہی
سیاوش سے پھر یہ حکایت کہی

تو برلا شتابی سے اب کام دل
کہ حاصل تجھے ہو وے آرام دل

سیاوہ جہاندار کاؤس کے
سراسر مرے تابع حکم ہے

جھکائے ہوئے سر کو وہ ماہ دار
یہ چاہی تھا ہے وانسے راہ فرار

یہ سوچا ملکزادۂ نامور
کہ تندی و تختی کرون کچھہ اگر

نہ دیکھا کوئی چارہ جز انعقاد
نہ بنا چار بولا وہ فرخ نہاد

ولیکن نہ کہہ دو نہ کچھہ آرزو
ادب ہے ترا مجھکو مادر ہے تو

کیا اسکو رخصت بلطف طرب
کہا پھر کہ کاؤس سے وقت شب

ہوا شاد و خرم شہ ذو الکرم
دیا اسکو اسباب شادی تمام

زر و گوہر و نعمت بیکران
ترے واسطے شہ سے لائی یہان

یہ سب نعمت و دختر زرکلہ
تجھے دونگی اب آنکھے مین بیاہ

کہا جا کے اے شاہ روی زمین
سیاوش مرے پاس آتا نہین

وہ لائی زبا پر سمجھانے وش
کہا کچھہ نہین عشق مین تیری ہوش

تو ہمخواب ہو مجھ سے دلشاد کر
مجھے بند سے غم کے آزاد کر

تو ہے بانوی شاہ کشورکشا
بھلا کسطرح مجھ سے ہو کچھہ خطا

کیا شاہزادے نے انکار جب
وہ سودابہ فتنہ انگیز تب

سیاوش وہان سے شتابان ہوا
وہ دامن چھڑا کر گریزان ہوا

غرض فتنہ ایک اسنے برپا کیا
کہ یکبارگی شور و غوغا کیا

خراشیدہ ناخن سے رخ کو کیا
پریشان کئے بال سر تا بپا

یہ سنکر گیا خسرو نامور
یہ احوال سودابہ کا دیکھ کر

کہ شاہا سیاوش نے یان آنکے
پچھاڑا مجھے زور سرپنجہ سے

بدشواری اُس سے ہوئی ہون رہا
مرا پاک عصیان سے دامن رہا

کہا یون کہ اب راز کر آشکار
نہ کہنا بجز راستی زینہار

نہ بولی وہ سودابہ حیلہ گر
کہ باطل ہے گفتار یہ سربسر

معطر تھی پوشاک سودابہ کی
سیاوش کا جامہ تھا بیبو تہی

ہوئی منقضی مدت ہفت سال
کہ عاشق ہوئین تجھپہ اے مہ جمال

تجھے بعد کاؤس کشورستان
کرونگا مین فرمانروائے جہان

فریب و فسونے ہرچند اسکو دئے
لب اپنے نہ شہزادے نے وا کئے

اوٹھا جب کہ سودابہ بیدرنگ
لیا بوسہ پھر کھینچکے بر مین تنگ

مبادا غضبناک ہو جائے یہ
بلا کوئی سر پر مرے لائے یہ

کیے عقد دختر جو تو نے کہا
یہ البتہ مین نے پذیرا کیا

سیاوش نے یہ بات جسدم کہی
تو سودابہ کی جمع خاطر ہوئی

کہ دختر کو میری پذیرا کیا
ملکزادۂ نامور نے شہا

سیاوش کو اسنے بروز دگر
یہ پیغام بھیجا کہ اے نامور

سوا اسکے اسباب شادی جدا
تکلف سے مین نے مہیا کیا

نہ آیا وہ شہزادۂ کامگار
گئی پھر حضور شہ تاجدار

شہنشہ نے اسکو تقید کیا
ملکزادہ ناچار پھر وان گیا

جوانی پہ میرے ذرا کر نگاہ
نہ منہ موڑ تنہا اے رشک ماہ

یہ سنکر لگا کہنے وہ نامدار
توقع یہ مجھ سے نہ رکھ زینہار

یہ کہتا ہون مین تجھسے صاف صاف
کہ اس کام سے رکھہ مجھے تو معاف

اوٹھی تخت سے ہوکے پر خشمگین
سیاوش کے دامن کو پکڑا وہین

لگی کہنے سودابہ کرکے فغان
بلا کیا ترے سر پہ لائی یہان

کیا پارہ پارہ گریبان کو
کیا چاک اپنے دامان کو

کنیزین بھی اسکے اشارے سے وان
لگین کرنے غوغا و شور و فغان

لگا پوچھنے کہ حقیقت ہے کیا
رہ مکر سے اوسنے ظاہر کیا

کیا یہ ارادہ کہ بیخوف و باک
کرے میرے داماں عصمت کو چاک

سنا جب یہ قصہ ہوا پر غضب
سیاوش کو شہ نے کیا پھر طلب

کیا اوسنے احوال سارا بیان
وہ راز نہفتہ کیا سب عیان

لگا سونگھنے اوسکے پھر رخت کو
شہ نامور خسرو نامجو

ہوا شاہ سودابہ پر خشمگین
کیا خوار اُس حیلہ گر کو وہین

اگرچہ یہ منظور تھا کھینچ تیغ
کرے سر کو اُسکے جدا بیدریغ

ولیکن یہ اندیشہ دل مین کیا
کہ فرزند ہے باپ سودابہ کا

مبادا کہ پیدا کرے کچھ فساد
خلل ملک مین لائے وہ بدنہاد

سوا اُسکے تھا مبتلا اُسکا شاہ
کہ تھی حسن مین غیرت مہر و ماہ

شبستان مین اُسکے کوئی نازنین
نہ تھی مثل سودابہ نازنین

بہت خرد تھے اُسکے فرزند بھی
غرض اس سبب سے درگذر اُس سے کی

یہ سودابہ سے شاہ نے پھر کہا
سیاوش کو دیکھا تو ہے بیخطا

تو خاموش ہو راز کو کر نہان
نہ ہو خوار عالم مین کر کے فغان

نہ سمجھی وے لیکن وہ حیلہ ساز
نہ آئی ذرا بیحیائی سے باز

یہی شہ سے کہتی تھی صبح و مسا
سیاوش کو ہوجا عقوبت شہا

وے بات اُسکی شہ نامدار
پذیرا نہ کرتا تھا کچھ زینہار

اُسی فکر مین تھی وہ ابتر نپاک
کسی حیلہ سے اُسکو کیجے ہلاک

ہوئی حاملہ ناگہان ایکزن
ہوئی خوش وہ سنکر یہ ظالم سخن

لگی کہنے پھر اُس سے وہ کینہ جو
کہ اس حمل کو کر دے اسقاط تو

حضور اپنے گھر کے طلب سے وہ تر
کیا شاد دے اوسے سیم و زر

کنیزو نکو میری ہو اوسکا خبر
کریں تا کہ غوغا وہ سب سربسر

شہنشاہ کا دن بسا ہو جب
سیاوش کا تو لیجیو نام تب

ہم خفتہ تھے اکدن وہ آنکو
وہ سودابہ اور خسرو نامجو

کنیزان یکایک خروشان ہوئیں
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئیں

ہوا سنکے بیدار فرمان روا
یہ پوچھا کہ یہ شور و غوغا ہے کیا

کنیزون نے کاوس سے یہ کہا
فلانی حرم ہے جو تیری شہا

ہوئے اُس سے پیدا دو مردہ پسر
کہا شہ نے لاؤ انہیں زودتر

وہ رکھ طشت مین لیگئین پیش شاہ
لگا شاہ حیرت سے کرنے نگاہ

جب اُن سے یہ پوچھا حقیقت کیا
یہ کمبخت نے تب گذارش کیا

یہ بچے سیاوش کے ہیں تخم سے
کہ ہمخواب اوسنے کیا تھا مجھے

یہ سودابہ نے سنکے شہ سے کہا
مری بات کا تجھکو باور نہ تھا

وے نقل دیکھا سیاوش کا اب
کہ کیا کام اوسنے کیا ہے غضب

شہنشاہ خاموش حیران ہوا
بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا

وہین اوسکے فی الفور باہر گیا
طلب اہل تنجیم کو وان کیا

دکھائے اونہین ہر دو مردہ پسر
کہا اونکے طالع پہ کر کے نظر

یہ ظاہر کرو کسکے ہین تخم سے
خبر راز پنہان سے اب دو مجھے

وہین طالع بخت کو دیکھ کر
لگے غور کرنے وہ شام و سحر

کہا بعد یکہفتہ اے شہریار
یہ تخم کیان سے نہین زینہار

کیا راز پنہان ناپاک زن
عیان سربسر پیش شاہ زمن

جو اختر شناسون نے ظاہر کیا
تو سودابہ سے شہ نے جا کر کہا

وہ بولی کہ ایشاہ جوہر شناس
تہمتن سے ڈرتے ہیں اختر شناس

نہیں راست گفتار یہ [illegible]
نہیں اُنکی کچھ بات پر اعتبار

سیاوش کو واجب ہوئی ہے سزا
سزا وار ہے قتل اہل خطا

رہا سن کے خاموش کاوس شاہ
کہ بیچارہ شہزادہ تھا بیگناہ

بد اندیش ازبسکہ سودابہ تھی
شہ نامور سے یہ کہنے لگی

حمایت تو کرتا ہے بیٹے کی اب
ستم ہے ستم ہے غضب ہے غضب

کیا اور کرتا ہے مجھکو خراب
یہ کہکر لیا زہر قاتل شتاب

کہا یون کہ مرتی ہون مین کھا کے زہر
ہوا سنکے ناچار تب شاہ دہر

یہ ٹھہرا کہ شہزادہ نامدار
پڑے آگ کے درمیان ایکبار

اگر ہے گنہگار جل جائے گا
وگرنہ نہ ایذا ذرا پائیگا

ہوئی آتش افروختہ جب وہان
لگا کہنے تب شاہ سے وہ جوان

خطر کیا ہے ایشاہ فرخ خصال
نہیں راستی کو ہے ہرگز زوال

خدا ہے نگہبان مرا ہر زمان
کہ ہے واقف آشکار و نہان

خداوند غفار کو یاد کر
سیاوش گیا آگ مین بیخطر

نہ پہونچا اوسے کچھ ضرر زینہار
سلامت وہ نکلا بہر انجام کار

سیاوش کو شہ نے بغل میں لیا | سر و چشم پر اوسکے بوسہ دیا
ولیکن شفاعت سیاوش نے کی | بہانہ ہی چاہی تہا کاؤس بہی
ہوا سخت سودابہ پر خشمناک | کہا یون کہ کرتا ہون تجکو ہلاک
سر جرم سے گذرا شہ دل نہاد | غرض وسپہ کی مرحمت کی نگاہ

داستان رفتن ملکزادہ سیاوش بجنگ افراسیاب و فتح کردن بلخ

وہ سودابہ از بسکہ بد کیش تہی | سیاوش کی ناحق بد اندیش تہی
ملکزادہ کے قتل کا قصد تہا | یہ تدبیر تہی اوسکی صبح و مسا

خطرناک ہوتا تھا وہ نامدار — دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار
کہ یا حضرت ایزد ذوالجلال — شتابی کہیں یاں سے مجھکو نکال
یہ پہونچی خبر اُن دنوں ناگہان — کہ توران سے آیا لشکر بیکران
ادہر پیر ہوا عازم افراسیاب — یہ سنکر جہاندار عالیجناب
ہوا خشمناک اور کہنے لگا — کہ اے نامداران جنگ آزما
بداندیش ترکان نخوت شعار — نہیں عہد و پیمان پر استوار
کبھی صلح جو ہوں کبھی کینہ خواہ — یہ رکھتے ہیں دل میں خیال تباہ
سپہ کھینچکر بلخ تک آ رکھی بر — کرون اونکو آوارہ قتل و خوار
سیاوش نے کاؤس سے یہ کہا — کہ اے شاہ شاہان کشور کشا
مجھے بھیجئے سوئے افراسیاب — کرون جاکے اُسکو تباہ و خراب
کہا شہ نے تجھکو کہاں ہے یہ تاب — جو ٹھہرے ذرا پیش افراسیاب
زبردست ہے تجھسے وہ ایجوان — قوی جنگ ہیں اُسکے سب پہلوان
یہ مقصود تھا اُسکو اس بات سے — کہ دو دی جواب خصم بد ذات سے
یہ بہتر ہے ہیں آپ لیکر سپاہ — بداندیش سے جاکے ہوون نبرد خواہ
وہ بولا کہ اُس سے یہ کمتر ہوں میں — ہنر اور قوت میں ہمسر ہوں میں
یہ لشکر بھی اپنا ہے جنگ آزما — سدا فوج توران پہ غالب رہا
حضور شہنشاہ جوہر شناس — کیا پھر تہمتن نے یہ التماس
کہ ہمراہ شہزادہ نامدار — مجھے کیجئے رخصت اے شہریار
کرو آپ تکلیف ہرگز نہ اب — رہو یاں با آرام عیش و طرب
ملکزادہ اور بندہ کافی ہیں یاں — پئے جنگ ترکان نخوت نشان
اونہیں نے غرض دیکھے سامان جنگ — روانہ کیا شاہ نے بیدرنگ
وہ شہزادہ اور رستم نامور — دلیری سے پہونچا در بلخ پر
وہاں پر جو تھا حکمران تازیان — سو آیا بے کینہ خواہی دوان
ہوئی فوج ایران جو گرم ستیز — تو بس اُسنے لی وہیں راہ گریز
نہ ہرگز رہی طاقت کارزار — ہوا جبکہ محصور انجام کار
یہ سنکر سوئے بلخ پہونچا شتاب — سپہ لیکے داماد افراسیاب
دلاور تھا گرشیوز اُسکا تھا نام — ہوا دیکھکر تالیان شادکام
بہم متفق ہوکے پھر بیدرنگ — ہوئے شاہزادے سے خواہان جنگ
رہا خوب دو روز تک کشت و خون — کیا فوج ایران نے انکو زبون
ہوئی رزم کی پھر نہ تاب و توان — تو ناچار گرشیوز و تالیان
گریزان ہو جیحون سے گذرے شتاب — گئے خستہ دل پیش افراسیاب
ہوا بلخ میں دخل شہزادہ کا — یہ شہزادہ نے پھر ارادہ کیا
کہ ہوکر روان بلخ سے پیشتر — گذر آب جیحون سے باکروفر
سپہدار توران سے ہو رزمخواہ — کرے اُسکے لشکر کو یکسر تباہ
سران سپہ نے یہ اس سے کہا — کہ جلدی کو مت کام فرما ذرا
تو لکھ شاہ کو نامہ اے نامدار — وہ کچھ لکھے جو تجھے شہریار
سیاوش نے مرقوم نامہ کیا — لکھا یہ کہ اے شاہ کشور کشا
کیا حاکم بلخ کہا کر شکست — اور اپنا ہوا بلخ میں بندوبست
گذر جاؤں جیحون سے گر حکم ہو — سپہدار توران سے ہو رزمجو
لکھا شاہ کاؤس نے یہ جواب — کہ بدبخت بیکار افراسیاب
اگر وہ جیحون سے آیا ادہر — تو ہرگز اُدہر کا ارادہ نہ کر
سیاوش بفرمان شاہ جہان — ہوا بلخ میں پھر توقف کنان

آمدن گرشیوز داماد افراسیاب با ہدایہ نزد سیاوش بدر خواست صلح و آزردگی کاؤس و طلب سیاوش

جہاں تھا سپہدار توران دمان — گیا جب وہ گرشیوز و تازیان
گذارش کیا اوسنے احوال جنگ — یہ سنکر اوڑا اوسکے چہرے کا رنگ
گیا خواب میں شب وہ افراسیاب — تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب
ہوا ہول سے اُسکے گرم فغان — سنا جب تو گرشیوز آیا دوان

یہ پوچھا کہ اے مرد نامور
تجھے خواب میں اب پڑا کیا نظر

یہ کہنے لگا اُس سے افراسیاب
کہ اسوقت دیکھا ہی مینے خواب

نمایاں ہوا ابر میں ایک بار
ہوا رخ سی ایران کے اسکا

کیا میرے لشکر کو اونسے ہلاک
ملایا ہر اک کو تہ خون و خاک

جوان ایک تھا رشک خورشید و ماہ
وہ بیٹھا تھا نزدیک کاؤس شاہ

ہوا دلکو از بسکہ اُسوقت درد
خروشان ہوا پہر مین اے مرد

نہ دلمیں ذرا خوف و اندیشہ کر
میسر تجھے ہوگی فتح و ظفر

طلب اونسے دانشوروں کو کیا
مفصل کہا ماجرا خواب کا

دے ایک نے عہد و پیمان لیا
سپہ دار توران سی پہروں کہا

وگر نہ خرابی پڑے ہے نظر
مبادا کہ ہو جائے نوعہ گر

دوان پہر کیا شہ نے داماد کو
سو بادشہ زادہ نام جو

گیا جبکہ گرشیوز نام جو
سیاوش اوٹھا وہیں تعظیم کو

سیاوش ہوا دیکھکر شادمان
پہر اک بزم آراستہ کی وہاں

اٹھا دوہیں وہ داماد افراسیاب
ہوا جاکے سرگرم آرام و خواب

ہوا آشتی خواہ افراسیاب
تہمتن نے سنکر دیا یہ جواب

دلے نخت مکار ہے بد نہاد
نہیں اوسکے کچھ قول پر اعتماد

جنہیں ہم کہیں سو دو آدین یہان
بر سم گرویان یہیں جا و داع

ہمیں اسطرح صلح منظور ہے
وگر نہ رہ آشتی دور ہے

یہ احوال لکہہ اوسنے قاصد شتاب
روانہ کیا پیش افراسیاب

بخارا و خوارزم اور چاچ بھی
سمرقند و سنجاب کے تھے سبھی

تہمتن نے جنکا لیا نام تہا
روان پیش شہزادہ انکو کیا

لکہا صلح کا شہ کو احوال سب
کئے لکھنے توران کے ارسال سب

اوڑہی مول لے وسکا ہوش و حواس
بہت دل میں اُسکے ہی خوف و ہراس

کہ تہیرا امتحان ہی پروردگار
ظفر مند ہوگا تو اے شہریار

حضور شہنشہ جو رستم گیا
کیا ماجرا سب بیان صلح کا

جو یکبارگی تو خردشان ہوا
ہراسان ہوا دل پریشان ہوا

کہ اک دشت میں سینکڑوں سانپ ہیں
مری فوج بھی ہے وہاں اور وہیں

وہیں بادصرصر ہویدا ہوئی
پہر اُسمیں سے اک فوج پیدا ہوئی

پکڑ کر مجھے لے گئے مردمان
شہنشاہ کاؤس بہی تہا جہان

اوٹھا دو ہیں اور کہینچکر اپنی تیغ
کیا چاک پہلو مرا بیدریغ

لگا کہنے داماد افراسیاب
کہ برعکس ہوتی ہی تعبیر خواب

یہ تعبیر اُسکی نہ آئی پسند
گیا دل سے ہرگز نہ خوف گزند

ہوئے سنکے خاموش دانشوران
کہ تہا دلمیں ہر اک کے خوف جان

کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو
سیاوش سے اے شاہ ہو صلح جو

پسند آئی گفتار اخترشناس
عطا کی اوسے نعمت بیقیاس

فقط نامہ اُسکے حوالی نہ تہا
تحایف بہی انواع دہ لے گیا

وہ تحفہ دیا اور نامہ دیا
لیے آشتی اُس نے کی التجا

ہوئی محفل آرا بعیش و طرب
گئی الغرض جب گذر نصف شب

سیاوش نے رستم سی پہر یہ کہا
کہ اے پہلوان مصلحت اب ہے کیا

کہ بدخواہ عاجز ہوا جب کمال
کیا آشتی کا تب اونسے سوال

فرستادہ کو دیجئے یہ جواب
کہ گردان خویشان افراسیاب

تعلق ہی ایران کے جو کچھ کہو
کہ اُس سے بھی اب دست بردار ہو

سحر جبکہ گرشیوز آیا وہاں
کیا اُسنے مرکوز خاطر عیاں

کیا شاہ توران نے سب کچھ قبول
ہوئی آرزو دل کی سب حصول

عزیزان و خویشان فرخ نہاد
دلیران و گردان و عالی نژاد

ہوا شاد شہزادہ نامدار
تہمتن کو بہیجا سوئے شہریار

سنی تہی خبر شاہ نے پیشتر
کہ بدخواہ کو خواب آیا نظر

سوا اُسکے اخترشناسوں نے بہی
کہا شاہ کاؤس سے تہا یہی

تبہ ہونگی افواج افراسیاب
وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب

لگا کہنے تب بادشاہ جہان
نہیں صلح منظور اے پہلوان

یہ پیر رستم پہلوان نے کہا | کہ ہے جنگ سے صلح بہتر شہا
کہا شہ نے تم صلح کرتے ہو گر | تو میں اور کو بھیجتا ہوں اُدھر

تہمتن نے آزردہ ہو کر کہا | کہ حاضر رہونگا میں یا خسروا
روانہ کیا طوس کو پھر شتاب | جہاندار نے سوئے افراسیاب

کہا کچھ تامل توقف درنگ | نہ کیجو ذرا ہو جیو گرم جنگ
سیاوش کو پھر ایک نامہ لکھا | کہ تورانیوں کو یہاں لیکے آ

آزردہ شدن بادشاہزادہ سیاوش از کیکاؤس و رفتن نزد افراسیاب و پیش آمدن او بہ تعظیم و تواضع و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بہ شاہزادہ سیاوش

پڑھا شہ کا نامہ سیاوش نے جب | ہوا دل پریشان و آزردہ تب
سران سپہ کو بُلا کر کہا | کہو سوچکر مصلحت اب ہے کیا

دیا سب نے پاسخ کہ بہتر ہے یہ | کہ لاؤ بجا حکم کاؤس کے
وہ بولا کہ خویشان افراسیاب | جو واں جاوین تو شاہ عالیجناب

کرے قتل ہر ایک کو ہے یقین | کہ دل میں بھرا اُسکے ہے بغض و کین
مرے عہد و پیمان کا پھر اعتبار | نہ کوئی کریگا یہاں زینہار

سوا اسکے سودابہ ہے کینہ جو | مری دشمن جان ہے وہ زشت خو
خدا جانے کیا ظالم نابکار | مرے سر پہ لاوے بلا ایک بار

نظر آوے جب یہ گزند و ضرر | تو پھر جاؤں کیونکر حضور پدر
یہ دل میں ہے یاں چھوڑکر سپاہ | سپہدار توران کی اب لوں پناہ

یہ سنکر بہت ہو گئے اندوہگین | یہ گودرز و بہرام بولے یہین
نہیں مصلحت یہ قرین صواب | کہ بدخواہ تیرا ہے افراسیاب

سمجھ اے ملک زادۂ نامجو | کہ ہرگز نہیں اعتماد عدو
دیا شاہزادے نے پھر یہ جواب | کرے گر مجھے قتل افراسیاب

تو بہتر ہے اُس سے کہ لیل و نہار | رہوں میں حضور پدر خوار و زار
یہ کہکر وہیں ایک نامہ لکھا | سو شاہ توران روانہ کیا

لکھا یوں کہ اے خسرو نامجو | مرا باپ راضی نہیں صلح پر
عوض میری بھیجا اُدھر طوس کو | کہ ہو تمسے اب آنکے رزمجو

مرا عہد و پیمان ہے استوار | اگر سر بھی جاوے تو یاں رہنا ہار
نہ پھیروں میں پھر عہد و پیمان سے گاہ | رکھوں راہ و رسم و مروت نگاہ

غرض کچھ نہیں شاہ کاؤس سے | نہیں ہے مجھے کام کچھ طوس سے
یہ ہے قصد اب زیر چرخ بریں | کہیں دور جاکر بنالوں مسکن گزین

نہ پہونچے تجھے جان ہاتھ کاؤس کا | رہوں امن سے واں میں صبح و مسا
بتا دے مجھے کوئی ایسا مکان | کہ جا کر کروں میں اقامت وہان

تمہارے عزیزان خویشانکو اب | کیا میں نے رخصت بعیش و طرب
کیا پڑھکے حیرت میں افراسیاب | لکھا اوسنے نامہ کا پھر یہ جواب

کہ مجھکو سمجھ عہد و پیمان میں چست | ترے ساتھ ہے صلح میری درست
ولے وہ ہی کینہ ہے کاؤس سے | وہی جنگ پرخاش ہے طوس سے

کہاں طوس کو تاب ہے اے نیکمرد | کہ ہو آنکے مجھ سے اب ہم نبرد
جو منظور رکھکر تو پاس وفا | ہوا میری خاطر پدر سے جدا

تو میں نے کیا تجھکو اپنا پسر | محبت کروں میں بطور پدر
کروں بلکہ قربان ہی روز و شب | تو آ خوش ہے یاں بفرط طرب

تو جو چاہے تجکو وہ اقلیم دوں | زر و گنج و اورنگ و سیم و دوں
تجھے بعد کاؤس بیداد گر | کروں ملک ایران کا تاجور

یہ نامہ پڑھا شاہزادے نے جب | ہوا اسقدر سے غم کے آزاد تب
وہیں عزم توران مصمم کیا | اور اک نامہ کاؤس کو یہ لکھا

کروں عرض کیا ہے یہ تجھپر عیاں | کہ پہلے تو اے شاہ کشورستان
کیا متہم مجھکو سودابہ نے | کیا پر غضب مجھکو سودابہ نے

یہ چاہا کہ مجھکو کرے تو ہلاک ۔ خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
کیا آخر آتش میں یہ خاکسار ۔ ولیکن بالطاف پروردگار
سپہ دار توران کو عاجز کیا ۔ نہ رہوا افسر و ملک اس سے لیا
عوض مہر کے تو ہوا خشمگین ۔ توقع مجھے تجھ سے اب کچھ نہیں
جو تھی سرنوشت اپنی وہ ہو چکا ۔ مٹے کب لکھا کلک تقدیر کا
طلب کرکے بولا وہ خورشید جاہ ۔ کہ یہ کشور ملک بلخ و سپاہ
یہ کہکر ملکزادۂ نامدار ۔ روانہ ہوا لیکے نہ صد سوار
یہ نزدیک تر شہر کے جب گیا ۔ خوشی سے وہ آیا وہیں پیشوا
کیا یکسر آراستہ شہر کو ۔ بآئین دلخواہ و طرز نکو
سیاوش سے بولا یہ افراسیاب ۔ تجھے دیکھکر میں ہوا کامیاب
سپہ دار نے پھر بآئین نیک ۔ کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
تواضع مدارا و تعظیم کی ۔ برسم پسندیدہ تکریم کی
تو ہے نور پور رشید کیقباد ۔ جوانمرد و دانا و فرخ نہاد
سپہر تفاخر کا سامان ہوا ۔ کہ ایسا ملکزادہ مہمان ہوا
جھکا کر ادب سے سر انکسار ۔ ہوا وہ پرستندۂ شہریار
کوئی نامدار اک پیران ویسہ تھا ۔ سیاوش سے اک روز اسنے کہا
بہت تجھپہ ہے مہربانی شاہ ۔ تو صحبت ہو شام و بیگاہ
تو ہو کتخدا اے ملکزادہ اب ۔ بسر کر بعیش و طرب روز و شب
کہ ہستی سے جب جا سوئے عدم ۔ تو ہو شاہ ایران بجاہ و حشم
جو ویسہ نے شہزادہ سے یوں کہا ۔ تو اسنے خوشی سے پذیرا کیا
اُسے ویسہ نے بادل پر صفا ۔ کیا ساتھ شہزادہ کے کتخدا
لگا رہنے ساتھ اسکے دلشاد شاد ۔ نکلتا تھا کاؤس کو گاہے یاد
فرنگیس ہی دخت افراسیاب ۔ کہ جسکا نہ جسکے حضور آفتاب
سیاوش یہ بولا کہ اب کیا کیا ۔ دگر بار ساتھ اسکے ہوں کتخدا
طلب کرکے پھر مؤبد خاص شاہ ۔ لگا کہنے اس سے یہ خورشید جاہ

ستارہ شناسوں نے جو کچھ کہا ۔ وہ زنہار تو نے نہ باور کیا
سلامت رہا کچھ نہ پہنچی اضرر ۔ کیا بلخ کو فتح یاں آن کر
بخوبی بیان آشتی ہے بہم ۔ دیے تو نہ راضی ہوا ہے ستم
ہوا سخت ناچار و مجبور آہ ۔ سو خانہ خصم لیتا ہوں راہ
وہ نامہ سوئے خسرو نامجو ۔ روان کرچکا جب تو بہرام کو
ترمذ اب حوالے ہو طوس کے جب ۔ تو کردیجو اسکے تفویض سب
وہ دریائے جیحوں سے گذرا شتاب ۔ کیا الغرض سوئے افراسیاب
ادہر شاہ اور شاہزادہ ادہر ۔ پیادہ ہوئے دور سے دیکھکر
در شہر سے تا در شہریار ۔ ہوا اسپر یہ شہزادہ کے زرنثار
کیا تو نے توران کو گلستان ۔ ہوئی تیرے آنے سے رونق یہاں
دف و بربط و شاہد و جام مے ۔ مہیا تھی عشرت کی ہر ایک شے
ملکزادہ کا پھر ہوا جو امتحان ۔ کہ تجھ سے مشرف ہوا یہ جوان
نکو روی و خوش خلق و پاکیزہ خو ۔ حقایق شنو عاقل و راستگو
سنی جب یہ گفتار لطف و کرم ۔ ہوا شاد شہزادہ جم حشم
غرض روز و شب پیش گیتی پناہ ۔ فزوں تھا سیاوش کا اعزاز و جاہ
کہ تو ہے دل و جان افراسیاب ۔ ہوا جب کہ مہمان افراسیاب
یہی ہے اب مقرون راحت یقین ۔ کہ اس شہر میں ہو کے مسکن گزین
بفضل خدا بعد کاؤس شاہ ۔ تو ہی وارث تخت و تاج و کلاہ
یہاں ہے نزدیک ایران زمین ۔ نہ زنہار جا روز و شب اب کہیں
حریرہ کی تھی دختر گلعذار ۔ کہ گل چہرہ تھا نام رشک بہار
جو دیکھا وہ رخ دلبر سیمبر ۔ ہوا خوش ملکزادۂ نامور
کسی نے سیاوش سے پھر یہ کہا ۔ کہ ساتھ اور کے کیوں ہوا کتخدا
تو ہوتا اگر اس دخت کا خواستگار ۔ تو دیتا خوشی سے تجھے شہریار
یہی ہے رسم شاہان عالی وقار ۔ کہ زن چاہئیں خوب قسمیں چار
کہ مصروف ہو خسرو نامور ۔ مربی پرورش میں مثال پدر

عجب کیا جو دی اپنی دختر مجھے
حضور سیاوش پھر آیا وہین
تری ہو اجازت تو اے دلربا
یہ بہتر ہے ہمکو بھی اے نامجو
یہ کہکر خوشی سے وہ گلرو شتاب
ہوئی جاکے گھر خدمت کنان
فرنگیش کی مان نے سونپا اوسے
کیا کتخدا رسم و آئین سے
کہ جسکا نہین ہو سکے کچھ بیان
سنی جبکہ کاؤس نے یہ خبر
ہوا یہ پسر کی جدائی کا درد
سپہ دار توران سے پرخاش کا

کہ ہے سب سے رتبہ تو برتر مجھے
وہ مژدہ خوشی سے سنایا وہین
فرنگیش کے ساتھہ ہون کتخدا
کہ تو شاہ توران کا داماد ہو
سو خانہ شاہ افراسیاب
ہوا اس سے ہر ایک شادان وہان
ہوا جو ارادہ دختر کا سمجھا اوسے
فرنگیش کو ساتھہ شہزادہ کے
سوا اسکے ہو کیا بہت شادمان
کہ وہ بادشہ زادۂ نامور
کہ ہر دم لگا کھینچنے آہ سرد
ارادہ جو کاؤس کے دلمین تہا

کہا جاکے موبد نے سلطان کے پاس
ہوا شاد شہزادۂ نامور
دیا سنکے گلچہر نے یہ جواب
بسان کنیزان لیل و نہار
گئی لیکے اسباب شادی تمام
پھر اپنی طرف سے بھی اسباب سب
رہا سات دن جشن شاہانہ وان
در و لعل و اسپان و فیلان و زر
دیا شہ نے اسکو و تا ختن
گیا لیکے سوی افراسیاب
خفا ہوکے شہ سے سو سیستان
رکہا شہ نے موقوف اوس طوس کو

پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
کہا جاکے گلچہر سے یون کہ گر
کہ راضی ہو تمہین کچھ اب شتاب
فرنگیش کی ہو تمہین خدمتگزار
فرنگیش کی مان ہوئی شادکام
بصد شادمانی و عیش و طرب
بصد حشمت و جاہ و توقیر و شان
جہیز اسکو وان سے ملا اسقدر
کیا لطف سے شہریار ختن
ہوا شاہ کے دل کو اک اضطراب
روانہ ہوا رستم پہلوان
لکہا یون کہ پھر آ تو اے نامجو

رفتن شاہزادہ سیاوش طرف ختن و باعث ناموافقت آب و ہوا در روانہ شدن طرف دریائے گنگ و طیار نمودن قلعہ سنگین و دیگر مکانات رفیع و دلپسند و حسد بردن گرسیوز داماد افراسیاب و در غلانیدنش افراسیاب را و کشتہ شدن سیاوش از دست افراسیاب

سیاوش ملکزادہ نامجو
فرنگیش کو لیکے با فر و شان
تعین کئے مردمان جابجا
لب گنگ اک جائے دلچسپ تھی
بنایا وہان ایک حصن حصین
ہر اک جا تھی انواع نقش و نگار
سپہ دار کاؤس عالیجناب
لکھی سبکی صورت بخوبی وہان

گیا سوی شہر ختن شادمان
کہ ہووے ہوا خوب آب ہوا
ملکزادہ کو آنکے دی آگہی
حضور اوسکی تہا بیت چرخ برین
بصد رنگ وان جلوہ گر تھی بنا
پشنگ و سپہدار افراسیاب
بنا ہر مکان غیرت گلستان

ہوا جبکہ رونق فزائے ختن
خبر دو کہ مسکن گزین جا کہ ہون
کہ ہو اک مکان مثل باغ جنان
بنائے درون حصار بلند
کیومرث و جمشید فرخ نہاد
نریمان و ہم رستم و سام و زال
سنی شاہ توران نے جو یہ خبر

مرخص سپہ دار توران سے ہو
نہ ہرگز خوش آئی ہوائے ختن
بآرام عیش و طرب وان رہو
ملکزادہ نے کی سکونت وہان
مکان ہائے دلچسپ و خاطر پسند
فریدون منوچہر اور کیقباد
یہ کھینچے گردان ماضی و حال
تو بھیجے وہان وہ اہل ہنر

سوا اُسکے بہیجا بہت مال گنج
حضور ملکزادہ بیدرد و رنج

سیاوش ملکزادہ اسواسطے
گیا چہوڑ تہا باپ کے گہر اوسے

سپہ دار توران ہوا شادکام
رکہا پہر خوشی سے فرود اُسکا نام

حضور سیاوش روانہ کیا
تحایف بہت بہیجے اوسکے سوا

سیاوش سے رکہتا تہا وہ بغض کین
یہ چاہی تہا کمبخت بیداد دین

ولے کینہ سینے مین پوشیدہ تہا
نہ ظاہر تہا مداح شہزادے کا

بہت ساتہہ اوسکے مدارا کیا
نہ آیا وہ درتک وے پیشوا

تو پہر دل مین اُسکے ہوی اور کد
زیادہ ہوا اور کین و حسد

تو ظاہر کیا یون کہ ای تاجدار
سیاوش سے غافل ہنوز نہار

دماغ اُسکا نخوت سے یکسر بہرا
لگی میری تعظیم اوسنے ذرا

اطاعت سے تیری نہیں اوسکو کام
یہی سوچتا ہے وہ ہر صبح و شام

سمجہتا ہے باطل کہ افراسیاب
سمجہہ اور رکہا بس وہین بیحجاب

لگا کہنے یون شاہ توران زمین
کروں اُسکو ضایع تو لازم نہیں

مناسب ہے یہ اور بہتر یہ ہے
کہ بہیجون اسے پیش کاؤس کے

کہ دیکہا سیاوش نے توران دیار
سب احوال یان کا ہوا اُسکو

یہ ہی مصلحت ہے اشہ ارجمند
کہ کہے سیاوش کو اب کر کے بند

یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب
کہ پیش سیاوش تو پہر جاتا اب

سیاوش کو نامہ دیا جائے جب
کہا بڑہ کے اوسنے یہ باصد طرب

یہ سنکر گرشیوز بد نہاد
یہ سوچا کہ گر یہ گرامی نژاد

فریب ایسے اسطرح دوہین کیا
یہ شہزادہ نامور سے کہا

وہ خامش رہا پہر یہ پاسخ دیا
قسم دیکے شہزادہ نے پہر کہا

سیاوش کو اونے دیا یہ جواب
کہ ہے بدگمان شاہ افراسیاب

نہیں چاہتا زیر چرخ بلند
کہ پہونچے تری جانکو کچہہ گزند

نہیں ہے گمان یہ مجہے زینہار
کہ مجہپر کرے کچہہ ستم شہریار

کیا کسطرح اُسکو شہ نے ہلاک
خدا شاہد نہ ہرگز کیا خوف و باک

پری چہرہ گلشہر رشک چمن
کہ تہی حاملہ وقت عزم ختن

ہوا اُن دنون اُس سے پیدا پسر
کہ تہا حسن مین رشک شمس و قمر

وہین طفل کے ہاتہہ کو زعفران
لگا اوسکے پنجہ کا اُسکے نشان

گیا لیکے گرشیوز نامدار
بحکم سپہدار توران دیار

کہ شہزادہ رہے نہ اس شان سے
نکلجاوے اقلیم توران سے

گیا تہنیت نامہ وہ لیکے جب
ہوا شاہزادہ قرین طرب

بزرگی و خوردی کا آداب ان
نہ لایا بجا وہ شہ بانشان

وہ رخصت ہو نامہ کا لیکے جواب
گیا یان سے جب پیش افراسیاب

نہیں وہ سیاوش جو تہا پیشتر
بیان کیا کرون اُسکا مین کر و فر

فراہم بہت کی اب اُسنے سپاہ
وہ رکہے ہے دل مین خیال تباہ

کرے ملک توران مین یہ پا فساد
خبردار اے شاہ والا تبار

وہین اپنے دل میں یہ لایا خیال
کہ شہزادے کو یان سے دیجیے نکال

پناہ جو کوی لاوے اپنے حضور
دغا ساتہہ اُس کے ہے دانش سے دور

سنی جب یہ گفتار افراسیاب
تو کمبخت نے پہر دیا یہ جواب

یقین ہے کہ رستم کو لاوے یہان
کرے ملک تسخیر سب بیگمان

بہانہ سے اُسکو طلب کیجیے
نہ تاخیر کو راہ اب دیجیے

دلاسا اُسے دیکے اب لا یہان
غرض لیکے نامہ ہوا وہ روان

کہ پیش شہنشاہ والا جناب
سر و چشم سے جلد آؤنگا مین شتاب

روانہ ہو پہونچے شتابی وہان
تو باطل مری بات ہو بیگمان

کہ جانا مناسب نہیں اب وہان
وہ بولا کہ کیا واسطہ کر بیان

زبان تک سخن کو ذرا لائیے
حقیقت ہے کیا مجہسے فرمائیے

تو ہے اک ملکزادہ با تمیز
مری جان سے اور دل سے عزیز

سیاوش نے سنکر یہ پاسخ دیا
کہ سلطان نے داماد مجہکو کیا

یہ سنکر وہ بدکار کہنے لگا
کہ اغریرث اُسکا برادر جو تہا

فراہم کیا تونے لشکر جو یان
شہنشاہ توران برا بدگمان تہا

اراده یه اس نے مصمم کیا   که کهینچے تجهے زیر چرخ جفا
وه بولا که هون بے سهر راستی   غلط شاه سے هی گمان بدی
نه کر جهل اب تو هی گر هوشیار   دهن میں بلا کے نه جا زینهار
یهی مصلحت هی کر اب جاؤن وهان   بجا لاؤن فرمان شاه جهان
غرض رفته رفته یه پایا قرار   که هان لکهئے عذر آنیکا ایکبار
که اے نامور بادشاه جهان   یهی آرزو هی که حاضر هون وهان
ذرا بهی خفا هو تو باچشم تر   قدمبوسی حاصل کرون آنکر
حضور شهنشاه توران دیار   جو پهونچا تو بولا که اے شهریار
ذلیل اوسنے مجهکو کیا هائے سخت   که یعنی بٹهایا مجهے زیر تخت
کها یون که هرگز نجاؤن وهان   جو چاهے کرے بادشه بیگمان
گیا اسطرف شاه لیکر سپاه   که تا شاهزاده سے هو کینه خواه
هوئی راست نزدیک اسکے تمام   لگا کهنے شهزادهٔ ذوالکرام
فرنگیش یه سنکے گریان هوئی   کمال اسکی خاطر پریشان هوئی
کها اسنے چل تو بهی اے دلربا   فرنگیش نے تب یه پاسخ دیا
مجهے چهوڑ کر یان روانه تو هو   سلامت تو لیجا غرض جان کو
روانه هوا اور کها یه سخن   که پیدا پسر گر هوا اے سیمتن
یه سنکر خبر شاه افراسیاب   مقابل سیاوش کے پهونچا شتاب
هوئے سر بسر قتل ایرانیان   رها ایک تن بهی نه زنده وهان
شجاع و دلیر و قوی هے یه مرد   دلیری و مردانگی میں هی فرد
یهی مصلحت هی که یکسر سپاه   کرے تیر کا اسکو آماج گاه
بهلا قتل یان کس لئے کیجئے   اگر زنده اسکو پکڑ لیجئے
تو پهر قتل کا حکم شه نے دیا   تو یون پهلوان پیلسم نے کها
روان هو کے پهر وان سے افراسیاب   مکان پر سیاوش کے آیا شتاب
فرنگیش آئی حضور پدر   پراگنده گیسو و خسته جگر
که ایران سے آکے اے بادشاه   سیاوش تری پاس لایا پناه

کیا میں نے یه راز تجهه سے عیان   و لے دلیهن آپ تو کهیو نهان
لگا کهنے گرسیوز بد نهاد   که اے نامدار گرامی نژاد
سیاوش نے سو سو طرح سے کها   که وسواس هرگز نهیں هی روا
و لے اسنے هر بات کو رد کیا   که تها دشمن جان وه شهزاده کا
فریب عدو وان هوا کارگر   لکها نامه شهزاده نے زود تر
ولیکن فرنگیش رنجور هے   تو ناچار بنده یه مجبور هے
وه گرسیوز مدبر و کینه جو   روانه هوا وان سے لے نامه کو
سیاوش ملکزاده مغرور هے   دماغ اسکا اب عرش سے دور هے
نه هرگز پڑها نامه کو ایکبار   نه میرا سخن کچهه سنا زینهار
سنی شاه توران نے یه بات جب   هوئی مشتعل آتش قهر تب
سیاوش نے جس دم سنی یه خبر   تو گفتار گرسیوز حیله گر
که جاتا هیں گر پیش افراسیاب   تو بیشک مجهے قتل کرتا شتاب
سیاوش سے بولی که اے نامدار   گریزان هو اب سوے ایران دیار
که اب پنجماهه حمل مجهه کو هے   کرونگی میں کیونکر بهلا راه طے
سواران جنگ آزما یکهزار   لئے وان سے ساتهه اور وه نامدار
تو پهنچا وه اس طفل کا رکهنا نام   اوسے دیکهکر یه هوا تو شتابکام
هوا ابن وهین گرم بازار جنگ   هوا کار خنجر یه تیغ و خدنگ
سیاوش کو بے اسپ آخر کیا   سپهدار توران نے پهر یون کها
سیاوش کے نزدیک جو جائیگا   تو بیجان کو اپنی نهی آئیگا
سپه نے کیا رحم اور یون کها   سیاوش سے اے نامور بچ کے جا
هجوم آخرش لا کے مرد دلیر   سیاوش کو لے گیا کر اسیر
که شهزاده کے قتل میں زینهار   نهیں چاهئے جلدی اے شهریار
هوا دیکهکر حیران وه سادے مکان   که تهے یکقلم غیرت گلستان
خروشان و گریان و تن چاک چاک   لگی کهنے یون بادل درد ناک
کیا قصد کیون اسکی اب قتل کا   ستم بے خطا پر دکهایا کیون روا

نہ کر خستہ و خوار مجھہ کو تو یان
سمجھ بات کو اور مت کر مجھے تمام
ہوئی گرچہ زاری کنان اوس سے شاہ
فرنگیس آخر ہوئی نا امید
یہ کہنے لگی ہو کے زاری کنان
خدا جانے کیا شہ پہ آئی بلا

برائے خدا بخش اوسکی تو جان
کہ نفرین کرے خلق تجھپر مدام
دلے بر سر رحم آیا نہ شاہ
ہوئی اوس کی شب تیرہ اور روز سفید
کہ آیا وطن چھوڑ کے تو یہان
جواب عہد و پیمان سے پھر گیا

کہ دنیا کا ہرگز نہیں اعتبار
ابھی رستم و زال بھی زندہ ہین
نہ خاطر مین لایا ذرا اوسکی بات
حضور سیاوش گئی ماہ رو
رکہا شہ نے تجھکو بسان پسر
ترے خون پر ہائے باندہی کمر

نہ دم کا بہر وسا ہے کچھ نہ نہار
سر تخت قایم ہے کاوس کے
او ٹھایا نہ جون سیاوش کے ہاتھ
کہ دیدار آخر کی تھی آرزو
اوسے تو نے سمجھا بجائے پدر
خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ خطر

مجھے باپ سے یہ نہیں تھی امید
کہ غم سے میں لرزاں ہوں مانند بید

خدا تیری مشکل کو آسان کرے
دل بزرگان ہراسان کرے

غرض دوسرے روز اک پہلوان
بحکم سپہ دار آیا دوان

سیاوش کو میدان میں وہ لیگیا
سیاوش پہ دل بیل ستم کا چلا

گیا ساتھ اُسکے وہ گریہ کنان
سیاوش ہوا پھر مناجات خوان

کہ پیدا کرے داور داد گر
مرے تخم سے ایک فرخ پسر

دلیر و جوانمرد جویائے نام
کرے دشمنوں سے مرا انتقام

پھر اک طشت قاتل نے لاکر رکھا
کیا تن سے شہزادہ کا سر جدا

کیا سر کو آویختہ پھر شتاب
بحکم سپہ دار افراسیاب

دوان خون اُسکا زمین پر کیا
ہوئی خون سے روئیدہ اک گیا

کہ بر سیاوشان اُس گیا کا ہے نام
اُٹھاتا ہی سود اُس سے عالم تمام

فرنگیس گریان و نالہ کنان
سیاوش کے مشہد پہ آئی وہان

سپہ دار توران کو وہ دردمند
لگی کرنے نفرین ببانگ بلند

وہ گرشیوز اُسوقت حاضر تھا وان
سپہ دار اُس سے یہ بولا دوان

تب ہی فرنگیس کو باندھ کر
تو کر ضرب و شلاق اب اسقدر

کہ گر جائے اُسکا حمل بیگمان
نہ تخم سیاوش کا رہوے نشان

جو حاضر تھے اُس بزم میں بیشتر
ہوئے دل میں نفرین کنان سربسر

نہ طاقت رکھے تھا کوئی ناجو
کہ مانع ہو اس امر سے شاہ کو

گیا سنکے پیران ویسہ شتاب
کہ تھا دایہ شاہ افراسیاب

یہ بولا کہ اے سرور انجمن
روا رکھ نہ ایذا یہ بیچارہ زن

کہ مردی سے یہ بات بس دور ہے
کہیں بھی نہ ہرگز یہ دستور ہے

جو کوئی کرے سخت پر یہ ستم
کرے خلق نفرین اُسے دمبدم

فرنگیس خواہان افسر نہیں
طلبگار اورنگ پر زر نہیں

شہنشہ کو ہے پاس خاطر اگر
تو بھیجے فرنگیس کو میرے گھر

کہا شاہ نے یون کہ لیجا اسے
ترے واسطے میں نے بخشا اسے

ولے اس سے پیدا ہو جسدم پسر
تو لانا مرے پاس اے نامور

جو شہ نے کہا سو پذیرا کیا
فرنگیس کو اپنے گھر لے گیا

ہوا شاہ پر ظاہر آخر یہ راز
کہ بدبخت گرشیوز کینہ ساز

ہوا فتنہ انگیز از روے کین
سیاوش کی تقصیر تھی کچھ نہیں

پشیمان ہوا خسرو نامدار
گرا شہ کی نظروں سے وہ نابکار

ولادت کیخسرو از بطن فرنگیس و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرنگیس بیچاری خستہ جگر
رہی تھی بآرام پیران کے گھر

جو نو ماہ گذرے تو پھر ایک پور
تولد ہوا حسن میں رشک حور

رکھا نام کیخسرو اُس طفل کا
پھر اندیشہ پیران نے دل میں کیا

کہ لیجاؤں گر پیش شاہ جہان
تو ضایع کرے طفل کو بیگمان

نہ لایا غرض پیش افراسیاب
بیابان میں کودک کو بھیجا شتاب

ادھر خواب میں شاہ توران کو شب
نظر آئی یہ واردات عجب

لئے اک شمع شخص آیا دوان
سیاوش جو تہ نہال اُسکے دوان

لئے ہاتھ میں تیغ الماس کار
یہ کہتا ہے وہ مرد نامدار

کہ بیدار ہو خواب سے زود تر
شقاوت پہ ایام کے کر نظر

شب جشن ہے اور روز طرب
کہ پیدا ہوا شاہ کیخسرو اب

ہوا خوف پیدا جو دیکھا یہ خواب
اوٹھا کانپتا شاہ افراسیاب

طلب شہ نے پیران کو دم میں کیا
جو حاضر ہوا وہ تو اُس سے کہا

کہ ہے آج مجھکو ہویدا ہوا
فرنگیس سے پور پیدا ہوا

کیا اُس نے اقرار تب یون کہا
کہ اُس طفل کو اب مرے پاس لا

لگا کہنے وہ اے شہ نامجو
بیابان میں پھنکوا دیا طفل کو

یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب
کہ یان کیون نہ لایا تھا یہ جواب

ہوا خوف و اندیشہ اُسدم مجھے — کہ ضایع کرے تو مبادا اُسے
اور اب دوسرے ناحق اس طفل کو — کرے قتل گر اے شہ نامجو
غرض اس نظر سے مین لایا نہین — اوسے لا کے تجکو دکھایا نہین
سیاوش کو جیسے کیا تھا ہلاک — سبب تھا دل تاجور خوفناک
سنی بات پیران ویسہ کی جب — رہا وہ سپہدار خاموش تب
وہ پروردہ ہو کر بیابان مین جب — ہوا دس برس کا با لطاف رب
کمرین تربیت تا کہ شام و سحر — سکھائے اوسے الغرض سب ہنر
ولیکن یہ پہونچی خبر اب مجھے — کہ اُس دشت سے ایکجا یان آوے
مگر لوگ کہتے ہین دیوانہ ہی — شعور و خرد سے وہ بیگانہ ہے
وہین پیش کیخسرو ذو الکرام — یہ پیران ویسہ نے بھیجا پیام
غرض لے گئے دشت سے مردمان — اوسے بالباس شہانی دہان
لگا پوچھنے اُس سے کچھ شہریار — وہ پاسخ لگا دینے دیوانہ وار
سنی گفتگو طفل کی اوسنے جب — سپہدار ہنسکر لگا کہنے تب
جو کوئی بیابان مین پروردہ ہو — نہ کو دل ہو کیون آشنا ماجرہ
نہین کچھ بد و نیک کا اس سے ڈر — نہین کینہ جو لیک کا ہر گز خطر
سیاوش کا جو ساختہ ہی مکان — عیان ہے مزار سیاوش جہان
سنی جب یہ گفتار افراسیاب — تو پیران ویسہ نے اُسکو شتاب
فرنگیش جب دم کہ پہونچی وہان — تو ویران پایا وہ شہر و مکان
فرنگیش و کیخسرو مہر جبین

ہوا ایک تو ظلم یہ تجھ سے آہ — سیاوش کو کشتہ کیا بیگناہ
تو اب یا نہو پھر کہ آوے بلا — تو ہووے گرفتار قہر خدا
تری بہتری چاہتا ہون شہ نیکنام — کہ ہون مین ترا بندہ خیر خواہ
وہ دیکھے تھا خواب پریشان مدام — پراگندہ خاطر تھا ہر صبح و شام
نہ لایا زبان پر سخن کو ذرا — تو پوچھا پھر اُس طفل کا ماجرا
تو پیران ویسہ نے بھیجے وہان — ہنرمند دانا و کار آگہان
وہ پیران تماشہ کا مختار کار — لگا ایک دن کہنے اے شہریار
خوشی سے اوٹھا لیگیا اپنے گھر — کیا اوسکو پروردہ مثل پسر
یہ پیران سے بولا افراسیاب — کہ دیکھون مین اُسکو بلا کر شتاب
کہ دیوانہ بنکر تو یان آئیو — زبان پر پریشان سخن لائیو
کیا تاجور کو سلام اوسنے جب — ہوا کچھ سپہدار شرمندہ تب
کہا شہ نے کچھ طفل سے کچھ کہا — سوال اور تھا اور جواب اور تھا
کہ یہ طفل دیوانہ ہے بیگمان — یہ بولا وہ پیران ویسہ کہ ہان
کہا شہ نے یہ طفل دیوانہ وار — نہیں ہے کسی کام کا یہ نہان
جو چاہو تو لیجائے اس طفل کو — فرنگیش کے اب حوالے کرو
یہ کہدو کہ مسکن گزین جا کے ہو — رکھے پاس اپنے وہ فرزند کو
حوالے کیا پس فرنگیش کے — کیا گھر سے پیران نے رخصت اوسے
ملکزادے مشہد پاک پر — جو دیکھا تو روئیدہ ہے اک شجر
ہوئے اسکے سایہ مین مسکن گزین

خبر یافتن شاہ عالیجناب کیکاوس

از کشتہ شدن شہزادہ والا تبار سیاوش و طلبیدن رستم پہلوان از زابلستان و عزیمت تہمتن با فوج گراں برائے انتقام سیاوش طرف توران و جنگ با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

سنی شاہ کاؤس نے یہ خبر — کہ ترکون نے کاٹا سیاوش کا سر
ہوا اسکے دلگیر و اندوہگین — کسی کو نہ دانا کیا پھر دہین

کہ رستم کو زابل سے آئے یہاں
یہ سنتے ہی وہ رستم پہلوان
روانہ ہوا زابل سے آیا شتاب
حضور جہاندار کیوان جناب

سیاوش کا اُس کو ہوا ہے الم
کہ قاصر ہے جسکے بیان سے قلم
یہ بولا کہ تہما اے شہ نامدار
ادسے خوف سودابہ نابکار

گیا اس سبب سے وہ یاں سے نکل
گیا طیش سے یعنی سوئے اجل
کہا شہ نے سودابہ کمبخت ہے
مرا دل تنگ اُس سے اب سخت ہے

وہ بولا کہ اے شاہ آفاق گیر
تو اسکا بھلا کیوں ہے فرمان پذیر
جو کوئی کہ ہو بد سر انجمن
یہ لازم نہیں ہو جو محکوم زن

یہ بدکیش ہے سخت بیداد گر
کروں تن سے اُسکے جدا جا کے سر
رہا سنکے خاموش شاہ جہان
گیا پھر شبستان میں وہ پہلوان

کیا قتل واں اُسنے سودابہ کو
نہ بولا اذراہ شہ نامجو
تہمتن لگا کہنے یہ بعد ازان
کہ اے شاہ شاہنشہان جہان

کروں قصد اب سوئے افراسیاب
قیامت کروں جا کے برپا شتاب
یہ کہکر وہیں با سپاہ گران
روان سوئے توران ہوا پہلوان

دلیران و گردان ایران دیار
گئے ہمرہ رستم نامدار
صغیر و کبیر اور پیر و جوان
سبھی تشنہ خون تورانیان

وہ پہونچے جو سرحد میں توران کی
مقابل ہوا ایک گردن کشی
کہ اُس گرد کا نام آزاد تہا
وہ یعنی کہ حاکم تہا سنجاب کا

دے وقت پیکار کے وہ جوان
ہوا قید ہستی سے آزاد وان
یہ جب شاہ توران کو پہونچی خبر
تو شہزادہ اک سرخہ نامور

عزیز دل شاہ افراسیاب
لیے جنگ و پیکار آیا شتاب
فرامرز پور تہمتن وہیں
مقابل ہوا اوسکے از روی کین

کہ رزم سرخہ کو کرکے اسیر
حضور پدر لے گیا وہ دلیر
کہا طوس سے اُسنے اے نامور
کہ قتل سیاوش اوسے قتل کر

لیا طوس نے خنجر تیز جب
یہ کہنے لگا طوس سے سرخہ تب
کہ تہا شاہزادہ کا میں دستیار
بہت اسکے غم سے ہوا اشکبار

تصدق میں شہزادے کی روح کے
مجھے بخش اور درگذر خون سے
سر رحم آیا وہ طوس دلیر
یہ بولا کہ اے رستم شیر گیر

کرے ہے یہ الحاح و زاری یہاں
کہے تو اسے جان سے دوں اماں
یہ بولا تہمتن خدا کی قسم
جہاندار کشورکشا کی قسم

نہ ہرگز کروں رحم اے پہلوان
کروں قتل ترکوں کو تا ہوں جہان
شتاب اوسکے تن سے تو کر سر جدا
یہ سنکر اُسے ذبح اوسنے کیا

وہیں پھر سر سرخہ رو سیاہ
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
شہنشہ نے دروازے پر قلعہ کے
کیا اُسکو آویختہ کینے سے

گئی جب خبر پیش افراسیاب
کیا گریہ اوسنے مثال سحاب
عزیز اس ستمگر کو تہا وہ پسر
ہوا اُسکے غم سے بہت نوحہ گر

غرض لے کے پھر لشکر بیحساب
روانہ ہوا شاہ افراسیاب
شتابی سے پہونچا پے کارزار
سوئے پہلوانان ایران دیار

دو لشکر مقابل ہوئے جب وہاں
ہوا گرد سے مہر تابان نہان
برادر جو پیران کا تہا پیلسم
وہ بولا کہ اے شاہ کیوان علم

کروں جا کے میں ساتہ رستم کے جنگ
کروں غرق خون اُسکو اب بیدرنگ
کہا شاہ نے یوں کہ گر کشتہ ہو
ترے ہاتہ سے رستم نامجو

تو میں مملکت نصف بخشوں تجھے
اور اک دختر مہ جبیں دوں تجھے
یہ پیران نے سنکر گذارش کیا
کہ رستم ہے گرد نبرد آزما

اگر ساتہ اُسکے کروں کارزار
تو جانبر نہ ہو پیلسم زینہار
کہا شاہ نے پیلسم ہے جوان
دلیر و قوی بازو و پہلوان

یقین ہے کہ یہ پہلوان دلیر
کرے وقت پیکار رستم کو زیر
براق اپنے پھر پیلسم کو تمام
دیئے اور اک توسن تیز گام

عنایت کیا اور کہا یوں کہ ہاں
تہمتن سے کر جا کے جنگ اے جوان
وہیں پیلسم سوئے میدان گیا
یہ گردان ایران سے اُس نے کہا

که وه رستم پیلتن هی کهان   جسے لوگ کہتے ہین شیر ژیان
یہ بولا کہ اک ترک سے آن کر   نہ ہرگز لڑے رستم نامور
خروشان ہوا تنے مین جو پیل مست   ہوا گرم کین ترک چالاک دست
ہوا گیو جنگی پہ جب وقت تنگ   مرد کو فرامرز تب بیدرنگ
پر اُس ترک نے کھینچکر تیغ کین   کیا کینہ جو اہول کو زخمی ہیں
یہ بولا تو کرتا ہی جسکو طلب   وہ رستم بہی آیا خبردار اب
تہمتن سے کہنے لگا پیل سم   یہ ہے شرط مردی کہ تم اور ہم
تہمتن یہ بولا کہ زیر فلک   بچا ہی کبھی مین نے ہرگز ملک
یہ کہکر ہوا ترک سے گرم کین   اور اس ترک کے تیغ ماری ہے
کہا دل مین رستم نے ایسا تو ہے   نہ ترکون سے دیکھا کبھی نہیا
کمر بند مین پیل سم کے وہین   کیا بند نیزے کو از روی کین
سر خاک بد خواہ کو ڈال کر   خروشان ہوا رستم نامور
اسے بخش اب دخت و تاج و سریر   کہ یہ مصلحت ہو بہت دلپذیر
سیاوش کی جان پر جو کی ہی جفا   اب اورون سے تو کیا کریگا وفا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا   کہ یکسر سپہ کا زبون حال ہوا
کہ اے نامداران توران دیا   کہو کون آج جنگی سوار
سپہ دار نے پھر مکرر کہا   سران سپہ نے یہ پایا سخن دیا
اوسے جبکہ رستم نے مانند کاہ   اوٹھا زین سے پھینکا تو قلب گاہ
ہمارا ہوا اب تحمل منظور گر   تو پھر نکلا کوئی نہ زنہار سر
وے ہم سے ہوگا نہ یہ پیہمار   جو اُس اژدہے سے کرین کارزار
کیا آپ ناچار پھر قصد جنگ   گیا سوئے میدان غرض بیدرنگ
تو اب مجھ سے ہو آنکے ہم نبرد   یہ سنکر ہوا خندہ زن شیر مرد
یہ کہکر گیا سوئے میدان شتاب   مقابل ہوا اُسکے افراسیاب
سپہ دار نے نیزہ اک آن کر   چہٹا دار سر رستم نامور
یہ چاہے تہا پر رستم ارجمند   کمر بند مین کر کے نیزے کو بند

یہ سنکر وہین گیو جنگی سوار   گیا سوئے میدان پے کارزار
یہ کہکر وہین گیو نے بیدریغ   یہ چاہا کہ کھینچے اوسے زیر تیغ
کمر میں کیا گیو کے نیزہ بند   کہ زین سے جدا ہو پیل ارجمند
گیا کہ کے تیغ سر افشان علم   کیا نیزے کو پیلسم کے قلم
ہوئے جبکہ زخمی فرامرز و گیو   تو پہونچا تہمتن بہی کرکے غریو
یہ سنکر وہین عطف کرکے عنان   وہ آیا سوئے رستم پہلوان
کرین جنگ میدان مین او زینہار   نہ ٹہرین یہان اب یہ دونون سوار
کہا پھر یہ دونون سے پھر جاؤ تم   توقف نہ اب میان لاؤ تم
شکستہ ہوئی لگ کے بس خود و بر   ہوا پیچھے پر در د رستم کا سر
یہ ترکی لا وہی چالاک دست   توانا و پر زور جون پیل مست
اوٹھا کر اوسی زین سے جون برگ کاہ   گیا جانب قلب توران سپاہ
کہا یون کہ اے شاہ توران پناہ   یہ ہی پہلوان با شکوہ و وقار
با امید دخت و زر و ملک و گنج   یلان کو تو کرتا ہی پامال رنج
یہ کہکر سمجھائے دشوار و سخت   پھر اوس سے وہ گرد فیروز بخت
سر چرخ روز دگر آفتاب   جو نکلا تو بولا یہ افراسیاب
مقابل تہمتن کے ہوویگا وان   رہی سنکے خاموش سب پہلوان
کہ تہا پیل سم ایک پیل نامدار   توانا و پرزور جنگی سوار
کسے تاب پھر کون ایسا ہے مرد   کرے جو تہمتن سے جاکر نبرد
یہان ہاتھ سے اُنکے ہر ایک کو   تو کر قتل اسے خسرو نامجو
کہا پہلوانون نے جب یہ سخن   تو غمگین ہوا سرور انجمن
کہا شاہ نے وان بہ بانگ بلند   کہ اے پہلوان رستم ارجمند
کہا جا کے یون شاہ توران نے اب   سیاوش کا کینہ بالطاف رب
ہوئی بارش تیر پہلے وہان   لگی چلنے باہم سنان بعد ازان
تو جا پہونچی جرم کمر تک سنان   رہا خیر سے لیک جسم جوان
زمین سے سپہ دار کو لے اٹھا   وہین ایک جانب سے ہو ہان گیا

تہمتن نے مارا جو نیزہ شتاب / لگا بر سر اسپ افراسیاب / یہ بیتابی اُس دم ہوئی اسپ کو / کہ بس گر پڑا وہ شہ نامجو
غرض ترک نے رخش کو زود تر / دلیری سے مارا جو گرز آن کمر / ہوا رخش اُس گرز سے دردمند / رہا لیک قائم یل ارجمند
لگی ہاتھ فرصت تو افراسیاب / سوار اور گھوڑے پہ ہو کر شتاب / گریزان ہوا چھوڑ میدان کو / بچا لیگیا اپنی وہ جان کو
دلیری سے پھر رستم پہلوان / ہوا سوئے ہومان جو حملہ کنان / تو ہومان نے لی انسے راہ فرار / گیا اُسکے دنبال وہ نامدار
وہیں لشکر رستم نامور / تہمتن کے شامل ہوا آن کر / نہ تورانیون میں رہی تاب جنگ / فراری ہوئے سر بسر بیدرنگ
سہ فرسنگ چون اژدہائے دمان / گئی فوج ایران تعاقب کنان / غرض اسطرح ترک کتنے ہوئے / کہ کشتوں کے تا چرخ پشتے ہوئے
ہوئی فوج رستم ظفر یاب جب / ہوا شاہ توران کو اندیشہ تب / کہ شہزادہ کیخسرو نام جو / پڑے ہاتھ رستم کے ایسا نہو
روانہ کئے بس وہیں مردمان / کہ تا شاہزادہ کو لے آوین یہان / گئے لوگ وہ اُسکو لانے شتاب / حضور سپہدار افراسیاب
وہ آیا تو پیران سے شہ نے کہا / کہان رکھیے اُسنے یہ پاسخ دیا / کہ اُسکو دریائے چین کے ادہر / کہ ہرگز نہیں ہے وہان کچھ خطر
دیا بہیج شہزادہ کو پھر وہان / کہ تا کوئی اُسکا نپاوے نشان / تہمتن ہوا ملک توران کا شاہ / سپہدار توران کو کرکے تباہ
بہت ملک تسخیر اُسنے کیا / بہت گنج اور تخت و افسر لیا / سران سپہ کے لگا ہاتھ زر / تو نگر ہوئی وہ سپہ سربسر
کیا قتل ترکون کو بس جابجا / نہ اک ترک وان جز رعیت رہا / جو لیتا کوئی نام افراسیاب / تو رستم اُسے قتل کرتا شتاب
تہمتن بصد فر و جاہ و جلال / رہا ملک توران میں تا ہفت سال / روانہ کیا لشکر بے حساب / بدنبال سلطان افراسیاب
تہمتن نے پھر قصد ایران کیا / طلب کرکے تب گیو کو یون کہا / کہ اے گیو اب لاکے کر جستجو / تو کیخسرو نام بردار کو
غرض گیو کو کرکے رخصت وہ گرد / فرامرز کو ملک کرکے سپرد / ہوا سوئے ایران وہان سے روان / شگفتہ دل و خرم و شادمان
زر و مال و اسپان با زین زر / غلامان ترک اور گنج گہر / گیا لیکے جب پیش کاؤس شاہ / بہت خوش ہوا شاہ گیتی پناہ

رفتن گیو بتلاش کیخسرو و نشان یافتن ملکزادہ و معاودت طرف ایران و جنگ با گلباد و پیران

یل نامور گیو جنگی سوار / بغیر مودہ رستم نامدار / تباہی سے شبدیز پر کرکے زین / روانہ ہوا سوے دریائے چین
کسی کو نہ ساتھ اپنے وہ لیگیا / فقط آپ تہا یا کہ شبدیز تہا / ہر اک جا سے لیتا ہوا راہبر / ہوا جا وہ پیمایل نامور
ہر اک سے تہا پرسان بہتری بیان / نشان ملکزادہ جم نشان / نشان اُسکا کوئی بتاتا نہ تہا / مکان اُسکا ہرگز وہ پاتا نہ تہا
ہر اک راہبر کو وہ جنگی جوان / کرے قتل تہا دشت کے درمیان / نہ پہونچا ہے تا کوئی اُسجا کہین / خبر پیش سالار توران زمین
روان ہوگیا گیو جب بعد ازان / یہ گودرز نے خواب دیکہا یہان / کہ مسکن کا اُسکے بتاتا ہے نام / ملکزادہ کیخسرو ذوالکرام
جو دیکہا تو پہرا وہ وقت سحر / روانہ کئے چند مردم ادہر / کہ تا گیو کے جاکے ہون رہنما / رہین ساتھ اُسکے صبح و مسا
بتا دین اوسی اُس جزیرہ کا نام / جہان ہے وہ شہزادہ ذوالکرام / نشان بان ہے زیر چرخ برین / ولیکن ملا گیو اُسکو کہین

اور سہتا تہا ہوا محنت و رنج درد — شب و روز تہا گیو صحرا نورد
خورش گور و پوشش بہی تہی چرم گور — بجائے نمک تہا وہان آب شور
نہ خواب اوسکو تہا اور نہ آرام تہا — بیابان نوردی سے یہ کام تہا
گیا گیو دریائے جیحون سے گذر — نہ مقصد کا یہ ہاتہ آیا گہر
کہین خسرو نامور کا نشان — نپایا تو عاجز ہوا پہلوان
لگا کہنے افسوس کرکے کہ سال — گئی رایگان محنت ہفت سال
خیال آگیا دل مین یہ ایکبار — کہ پہر چلئے اب سوئے ایران دیار
ولے محرومی نے اجازت ندی — حیا نے بہی زنہار رخصت ندی
کیا گیو نے رنج پہر اختیار — رکہا سر سوئے وادی کوہسار
دو چار آگے جاکر ہوئی چند کس — یکایک ہوئے آنکے ہمنفس
لگے پوچہنے گیو سے ایجوان — تو سرگشتہ کیون ہے اکیلا یہان
یہ تشنہ زبان گیو نے یون کہا — مجہے شوق ہے بیشتر صید کا
کیا راہ کو گم شکار افگنان — بیابان چین مین آگیا ناگہان
ولے یہ کہو یان تمہارا گذر — کدہر سے ہوا جاؤ گے تم کدہر
کیا گیو سے یہ انہون نے بیان — کہ توران کے ہین ہم فرستادگان
خبر لینے خسرو کی جاتے ہین ہم — فلانی جگہہ ہے وہ فرخ شیم
سنا یہ سخن جب تو وہ شیر مرد — ہوا اونکے ہمراہ جادہ نورد
نمایان ہوئی رفتہ رفتہ جو شام — تو دیکہا کیا رہروان نے مقام
کئی دن سے جو گیو بیخواب تہا — اوسے خواب وان رات کو آگیا
ہوئے گیو سے کچہہ وہ اندیشہ مند — کہ ایسا نہو اوس سے پہونچے گزند
اوسے خواب مین الغرض چہوڑکر — وہان سے وہ غایب ہوئے سر بسر
وہ جاگا تو اونکو نپایا وہان — ولے خسرو نامور کا نشان
کیا تہا جو دریافت اوس نے اودہر — روانہ ہوا گیو وقت سحر
پہر اک چشمے پر جا پہونچا وہان — یہ دیکہا کہ بیٹہا ہے اک نوجوان
گل تازہ کا طرہ سر پر ہے ایک — کف دست پر اوسکے ساغر ہے ایک
عیان ہے جبین سے شکوہ شہی — نمایان ہے یکدست فر مہی
کہا اپنے دل مین اوسے دیکہکر — کہ شاید ہے وہ خسرو نامور
وہین گیو نے اوسکو کرکے سلام — گذارش کیا یون کہ ای ذوالکرام
مگر ہے سیاوش کا فرزند تو — جہاندار کیخسرو نامجو
یہ سنکر کہا اوس جوان نے وہین — کہ ای پہلوان مجہکو ہے یہ یقین
کہ ہے گیو گودرز کا تو پسر — یہ سنکر وہین پشت زین سے اوترا
دیا گیو نے اپنے سر کو جہکا — ادب سے زمین بوس حاصل کیا
لگا کہنے پہر وہ دلیل نیک خو — کہ اے بادشہ زادۂ نامجو
مجہے تو نے پہچان کیونکر لیا — تب اوس نوجوان نے یہ پاسخ دیا
مرے باپ کا ایک ایوان ہے — کہ خوبی سے رشک گلستان ہے
کہنچی صورت پہلوانان تمام — بتایا مجہے مان نے ہر ایک کا نام
بہم رستم و طوس و گودرزیان — جو آوین تو پہچان لون بیگمان
ولے کسطرح تو نے جانا مجہے — ہوا نام معلوم کیونکر تجہے
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان — نشان کیانی ہے تجہسے عیان
تری شان سے یہ ہوا آشکار — کہ ہے تو ہی کیخسرو نامدار
پر اک اور بہی عرض ہے خسروا — کہ بازو کو اپنے ذرا کیجئے وا
نشان کیان تا پدیدار ہو — تشفی گزین خاطر زار ہو
مقرر سیہ ہوتا تہا اک نشان — سر بازوے خسروان کیان
کہ تہا یعنی ارشک و کیقباد — دلیل درستی و نسل نژاد
سخن سنکے خسرو نے یہ گیو کا — وہین اپنا بازو برہنہ کیا
برہنہ ہوا جبکہ بازوے شاہ — نمایان ہوا وہ نشان سیاہ
یہ دیکہا تو شادان ہوا پہلوان — ادب سے ہوا وہ وہین سجدہ کنان
سپہدار ایران و توران کا — بیان ماجرا اوسکے آگے کیا
کیا اوسکو گہوڑے پہ اپنے سوار — جلو مین ہوا گیو فرخ تبار
تہین جس طرف وان سے ہوکر روان — جہان تہی فرنگیس آئے وہان

فرستادہ پیران کے اوس خیمہ پاس
گئے جب تو پائی اونھون نے خبر

ہوئے جب نہ مقصد پہ وہ کامیاب
تو پس پھر گئے سوئے پیران شتاب

غرض گیو و خسرو قرین طرب
گئے جب فرنگیس کے پاس سب

مبادا کہین مردمان حسود
خبر پاکے پہونچین یہان قتل کو

وہان ہین اور اک گرد بہزاد نام
بہت دلپسند اور سے تیزگام

یہ سنکر گیا گیو جنگی جوان
بسوی چراگاہ اسپان دوان

سوار اوسپہ ہوکر وہان سے تبھی
فرنگیس و کیخسرو و گیو بھی

یہ پیران کو سنکر ہوا اضطراب
کہ ضامن تھا وہ پیش افراسیاب

سہ صد لیکے ساتھہ اپنی مردان کار
گیا کرکے بلغر شقاوت شعار

ادسے دیکھکر گیو جنگی سوار
ہوا آکے آمادۂ کارزار

سنی تھی یہ اختر شناسون سے بات
کم ہو ولگا کیخسرو خوش صفات

رہیگا یہ محفوظ آفات سے
غرض جمع خاطر تھی اسبات سے

ہر اک سمت گھوڑیکو دوڑاے تھا
نہ ترکون کو خاطر مین کچھ لائے تھا

پھرا گیو جنگی بہ فتح و ظفر
گیا پیش کیخسرو نامور

کہا گیو سے شاہزادی نے یون
کیا تو نے بیدار مجھکو نہ کیون

مدد سے شہا تیرے اقبال کی
مخالف کی سب فوج پامال کی

ہوئے راہ پیرا وہان سے روان
وہ کھایا جو کچھ ہاتھہ آیا وہان

کہا گیو کا جاکے احوال جنگ
ملامت کی اوسنے اوسے بیدرنگ

وہ گلباد کہتا تھا یہہ بار بار
نہین سام و رستم سے کچھ وہ سوا

سپہ لیکے توران سے پھر پیران
ہوا آپ پیران و لیسہ روان

سپہدار پیران کینہ پژوہ
کہ ہر روز جاتا تھا یکصد گروہ

ہراول تھا اوسکا دلاور پشن
قوی جست گردنکش و پیلتن

نمایان ہوا دور سے جب علم
تو سوچی فرنگیس فرخ شیم

جگایا وہین خسرو و گیو کو
ہوئے جبکہ بیدار وہ نامجو

ستیزندہ افواج توران سے ہون
تن خیس ترکان کرو غرق خون

وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال
کہ اس گرد اقلیم توران کا

یہان سے ملکزادہ کو لیگیا
فرستادہ گودرز کے پھر وہین

گئے پھر کہین گیو پایا نہین
وہ بولے کہ تاخیر کیجے نہ یان

ابھی ہونگے سوئے ایران روان
یہان سے ہے نزدیک اک مرغزار

کہ اسپان سلطان توران دیار
سیاوش کو گلگے کا ہے اک سمند

اوسے جاکے لاؤ یل ارجمند
وہین کرکے لایا اسیر کمند

نہ تنہا وہ اسپ اور بھی اک سمند
روانہ ہوئے سوئے ایران دیار

ہوئی ساتھہ تائید پروردگار
روانہ کیا اوسنے گلباد کو

بدنبال کیخسرو نامجو
اودھر خواب مین تھا وہ بیدار بخت

کہ پہونچا اودھر وہ نگونسار بخت
پکڑ گرز اور کھینچکر تیغ تیز

بیابان مین برپا کی اک رستخیز
جہان تاجور بادشاہ عظیم

بتائید فضل خدائے کریم
وہ گرد و لاور دل شیر زاد

کہ رکھتا تھا اس قول پر اعتقاد
جو پیدا ہمین مغلوب ترکان ہے

سراسیمہ یکسر گریزان ہوئے
کیا جنگ کا ماجرا سب بیان

ہوا سنکے خسرو تاسف کنان
وہ بولا نہ تہا یہہ گوارا مجھے

کہ بیچین کرتا جگا کر تجھے
ہوا شاد وان خسرو پاک دین

کہا مرحبا صد ہزار آفرین
گیا جبکہ گلباد پیران کے پاس

عیان اوسکے چہرہ سے تہا سوز و یاس
کہ اک پہلوان ہے یان نوجوان

گریزان ہوئے تین سو پہلوان
ولیکن نہ پیران کو تہا کچھ یقین

ہوا سنکے یہ ماجرا خشمگین
فرنگیس رشک مہ و آفتاب

نہ رکھتی تھی زنہار بلغر کی تاب
تفحص کنان جاکے پہونچا وہان

ملکزادہ منزل گزین تھا جہان
وہ کیخسرو و گیو سوتے تھے وان

کہ پہونچے وہان جاکے تورانیان
وہ پیران و لیسہ اب آیا ادھر

یہین تاکہ لیجائے پابند کر
تو کہنے لگا خسرو نامدار

کہ اے پہلوان مین بھی تو اکبار
وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال

تو ہے نوجوان بلکہ ہے خردسال

ابھی تونے پیکار دیکھی نہین
مبادا کچھ آسیب پہونچے کہین

کہا پھر یہ خسرو نے ای شیر مرد
کرونگا مدد تیری وقت نبرد

یہ سنکر دیا گیو نے یہ جواب
کہ اے تاجدار ثریا جناب

نہ رستم سے زنہار کمتر ہون مین
ہنر اور قوت مین یکسر ہون مین

اور اپنی مجھے دختر مہ جمال
تہمتن نے دی ہے تو شادان کمال

مرا خالق دہر وہ یار ہے
اور اقبال شاہی مددگار ہے

یہ کہکر وہین گیو جنگی سوار
گیا سوئے میدان پیکارزار

پشن سے لگا کہنے وہ پہلوان
کہ تو کون ہے نکتا ایجوان

تو ہی گیو آیا ہے ایران سے
پچھڑا لیچلا شبہ کو توران سے

یہ کہکر اوٹھایا جو گرز گران
تو لایا سپر سر پہ وہ پہلوان

نہ پھر گز ہلا گیو مرد دلیر
رہا پشت توسن پہ قایم وہ شیر

تو جوشن سے گر کے پشن کے گذر
ہوئی کالبد پر سنان کارگر

وہ پیران دلیر پھر آیا وہین
لگا گیو سے کہنے از روے کین

ولیکن خبردار اب ایجوان
کہ مین آن پہونچا بگرز گران

زرہ پارہ اور چاک کر پیرہن
عوض اوسکے پہنا دون تجھکو کفن

کہ مین ہر دو زن کو تری چھین کے
پکڑ لیگیا تھا رہ کین سے

جہان مین بجز رستم شیر مرد
نہین ہے کوئی بھی مرا ہم نبرد

کیا کشتہ و خستہ گر آن کے
ہزارون سوارون کو توران کے

کوئی زندہ اس فوج مین جو رہے
تو پھر کہیو صف مرد میدان مجھے

وہان سے مین پھر آؤن با کر و فر
جہاندار خسرو کو لیکر ادہر

یہ گفتار جنگی پیل نامور
ہوا اسکے پیران کے دل پر خطر

کر جاو در گذر تجھسے اب مین نے کی
رہائی تجھے ہاتھ سے اپنے دی

یہ کہکر وہین گیو جنگی جوان
ہوا اسوی بدخواہ حملہ کنان

وہین پھر دلاور نے پھینکی کمند
ہوئی جاکے گردن مین پیران کی بند

ولے اوس جوان کو ذرا بیم گر
کوئی زخم ہوتا نہ تھا کارگر

مری تن مین ہے جب تلک جان زار
یہ تنہا یان نہین تو کری کارزار

اودہر تو ہے تنہا اودہر کینہ خواہ
رکھے ہے بہت ساتھ اپنی سپاہ

تہمتن کے مانند ہین زکین
مدد وقت پیکار چاہی نہین

بہت اوسنے ہان آزمایا مجھے
برابر غرض اپنے پایا مجھے

لگا کہنے پھر گیو فرخندہ خو
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو

بلندی پر آکر تماشہ تو دیکھ
سر جنگ کرتا ہون کیا کیا تو دیکھ

اودہر سے پشن لیکے نیزہ بڑھا
ہوا گیو پیل سے وہ جنگ آزما

دیا پاسخ اوسنے کہ ہون مین پشن
سرافراز گردان پیل پیلتن

یہ وزدی تو کرکے کہان جائیگا
یہان سے تو جانے نہین پائیگا

لگی ضرب گرز گران اسقدر
روان خون ہوا برتن و سر

سپر چھوڑ کر لیکے نیزہ وہین
جو مارا دلاور نے از روی کین

ہوا غرق خون مین سراپا بدن
ہوئی بس تہ خاک جا کے پشن

کہ تو نے مری فوج کو دی شکست
کیا سر بلندونکو یکدست پست

ترے سر پہ لاتا ہون کیا کیا بلا
تہ خاک دیتا ہون تجھکو ملا

دیا اوس جوانمرد نے یہ جواب
کہی ہو نہین آ ترک خانہ خراب

تری تاب کیا ہے جو میدان مین تو
مرے ساتھ ہو آن کے جنگجو

تہمتن کو دیکھا ہے تو نے وہان
کہ تنہا گئے یازدہ پہلوان

اور اب فوج کو تیری میدان مین
تہ تیغ کھینچون مین اک آن مین

گرفتار کرکے پھر اے نابکار
تجھے لیچلون سوی ایران دیار

نہ توران رہے پھر نہ افراسیاب
کرون ملک توران کو یکسر خراب

ہوا نا امید اپنی وہ جان سے
لگا کہنے اوس مرد میدان سے

یہ بولا کہ تو نے تو چھوڑا مجھے
ولیکن کب مین چھوڑتا ہون تجھے

وہ پیران گریزان ہوا بیدرنگ
کہ دیکھی نہ زنہار یارای جنگ

ہوئے ترک اوس وقت حملہ کنان
لگے چلنے وان تیغ و تیر و سنان

یہ دیکھو دلیری گرد بلند
کہ اک ہاتھ سے کھینچتا تھا کمند

اور اک ہاتھ سے اوسکی پر روم وہان ۔ پیپے راست تھی ضرب گرز گران
کمند اوسکے دی ہاتھ مین وہ جوان ۔ گیا پھر پے جنگ تورانیان
ظفر یاب ہو زیر چرخ بلند ۔ گیا پیش خسرو لیے اوسکو بند
بصد عجز پیران زاری کنان ۔ وہ لایا تہا عذر خطا بر زبان
کہ اے گیو یہ ترک ہے وہ سپہدار ۔ مخالف ہمارا نہین زینہار
رکہا اوسنے خسرو کو جو پال کر گہر ۔ بد اندیش سے تا نہ پہونچے ضرر
شب و روز حاضر تہے خدمتگذار ۔ رہے خدمت خسرو نامدار
وگرنہ ہمین شاہ توران زمین ۔ کیا چاہے تہا قتل اندر کمین
اگر بعد نیکی کے اے پہلوان ۔ ہوئی اک خطا اس سے سرزد یہان
غرض اسکی جان بخشی اب ہے ضرور ۔ نکیجے تو لطف و کرم سے یہ دور
کہ گلگون کرون اوسکے خون سے زمین ۔ لگا کہنے پھر خسرو پاک دین
جو ٹپکے ذرا تیرے خنجر سے خون ۔ تو پھر بیگمان ہو زمین لالہ گون
غرض گیو نے اسطرح سے کیا ۔ کہ جسطرح خسرو نے فرمان دیا
حقیقت جو کچھ تہی سو یکسر کہی ۔ ہوئی شاہ توران کو جب آگہی
گئے مرزبان سوے جیحون روان ۔ کیا حکم یون پھر گذربان کو ہان
سپہدار توران بھی پھر بعد ازان ۔ ہوا آپ پھر فوج لیکر روان
وہ چلتا تہا ہر روز سہ صد گروہ ۔ لیے ساتھ تورانیو کا گروہ
گئے رفتہ رفتہ وہ جب گہاٹ پر ۔ تو جیحون بطغیانی آیا نظر
کہا یون سند ہے تری پاس گر ۔ تو کشتی مین جا شوق سے بیٹھکر
گذربان نے پاسخ دیا یہ کہ خیر ۔ ملیگی نہ کشتی سند کے بغیر
کہا گیو نے تب کہ اے نوجوان ۔ ہمارا خداوند زادہ ہے یان
گذربان نے پھر یون کہا اے عزیز ۔ حوالے مرے کیجیے یہ کنیز
کہا یہ گذربان نے پھر گیو سے ۔ کہ دو تاج زر اس سے لیکر مجھے
سوا اسکے یہ ہے نشانی جدا ۔ نہ اسکے لئے کیجیے زینہار کد
ولے اور چندین زرہ یہ لیجیے ۔ نہ ہٹ اس زرہ کیلئے کیجیے

وہ پیران کو لایا وہان کھینچکر ۔ یہان تہا ملکزادہ نامور
مقابل نہ آیا کوئی زینہار ۔ ہوئے جا وہ پیاسے دشت فرار
کیا عرض اے خسرو نامجو ۔ کرون قتل پیران بیکیش کو
زروی عنایات و شفقت و دین ۔ لگا کہنے یون خسرو پاک دین
فرنگیش نے بہی کہا یون کہ ہان ۔ یہ اپنا نکوخواہ ہے بیگمان
نجہولی وہان بہیجکر دایہ کو ۔ کیا پرورش اس گرانمایہ کو
رہا مجھکو پیران نے خون سے کیا ۔ شرائط نکوئی کی لایا بجا
تو ہرگز نہ رکھ خون اوسکا روا ۔ کہ یہ ہے سزاوار لطف و عطا
تو ہرگز شمار اس خطا کا نہین ۔ کچھ اسکی طرف سے نرکھ دل مین کین
گذارش پہر اوس پہلوان نے کیا ۔ یہ کہائی ہے مینے قسم خسروا
کہ اک ہاتھ خنجر پہ گستاخ کر ۔ تو اب کان مین اوسکے سوراخ کر
رہا کر اوسے بند سے بعد ازان ۔ کہ تا ہووے یہ سوے توران روان
روان ہوکے پیران وہی با شتاب ۔ وہان سے گیا پیش افراسیاب
تو غم سے ہوئین اوسکی آنکھین پر آب ۔ لگا کرنے افسوس افراسیاب
کہ اس شکل کے ایک تن مرد وہ ۔ جنہین پہر جاوین تم قتل اونکو کرو
ہوا گرم ملغز پہ کینہ جو ۔ کہ جانے نہ دے خسرو و گیو کو
ولے پہر زمان فضل لطف خدا ۔ مددگار تہا خسرو و گیو کا
گیا گیو وہین گذربان کے پاس ۔ گذربان لگا کرنے گفتار پاس
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان ۔ سند گم ہوئی راہ مین ناگہان
مگر تم یہ اسپ سیہ مجھکو دو ۔ گذر پہر یہان سے بخوبی کرو
نہ دیگا یہ گہوڑا تجھے زینہار ۔ ہمارا نہین اسپہ کچھ اختیار
یہ سنکر کیا گیو نے یہ بیان ۔ کہ اوسکی ہے یہ مادر مہربان
پہر اوس سے یہ اوس پہلوان نے کہا ۔ نہ دیگا یہ افسر کہ ہے بے بہا
وہ بولا کہ اپنی زرہ دے مجھے ۔ یہ بولا کہ یہ تو نہ دونگا تجھے
گذربان یہ کہنے لگا اے عزیز ۔ طلب کی ہین ہیچ جو یہ چار چیز

گران مین سے دوگے نہ تم ایک بہی
تو یان سے نہو گی گذر ایکبہی

ولیکن گذربان رہا تند سخت
لگا کہنے تب گیو فیروز بخت

وہ سمجہا کہ بیہودہ گفتار ہے
کسیکی نہین تاب زنہار ہے

پہر آہستہ خسرو سے وہ پہلوان
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان

سپاہ آ کہین شاہ افراسیاب
یہان کہکے ملتجا پہونچے شتاب

پہر آخر ہوا بادشاہ عظیم
فریدون بفضل خدای کریم

سنی گیو سے جب یہ خسرو نے بات
تو حیرت مین آیا وہ فرخ صفات

گذر کر گئے وانسے پایاب بس
کہ اقبال تہا ہمدم و ہمنفس

پہر اتنے مین پہونچا وہان شہ شتاب
کنارے پہ جیحون کے افراسیاب

تو وہ بہی گذربان سے کشتی منگا
اوترنے کا شہ نے ارادہ کیا

تو ہرگز نہ جا یان سے دریا کے پار
کہ ہے فوج ایرانیان بیشمار

غرض پہر گیا شاہ توران وہین
بصد رنج و غم سوے توران زمین

بجا لائے وہ شکر یزدان بہان
ہوئے پیشتر پہر وہان سے روان

روانہ کیا پیش کاوس شاہ
ہوا شاد پہر کردہ کیوان کلاہ

گئے پیشوا سر سے نامآوران
گئے اور بہی ساتہہ والا سران

جب آیا وہ کیخسرو تاجدار
ہوا دیکہکر چشم تر شہریار

وہ لایا بجا رسم عجز و نیاز
ادب سے حضور شہ سرفراز

کہ اس تخت پر بیٹہ ای کامگار
وہ بیٹہا تو شادان ہوا تاجدار

لگا گیو پہر کہنے خسرو سے وہان
کہ لازم تہی ہرگز نہ گیری وہان

کہ ناچار دریا مین آتے ہین ہم
گذر یانسے پایاب جاتے ہین ہم

جو اس رنگ دریا کے جاوے گذر
کہ ہے جسمین مرغابیون کا خطر

توقف نہین یان مناسب جناب
گذر کو نکالیگا لشکر بڑا ہے غضب

فریدون کو لایا تہا یان کا ذہب
وہ جیحون سے گذرا تہا پایاب تب

لگا دوگے اب تو دریا مین ڈال
کہ فضل خدا سے مبارک ہے فال

گیا اور سنکے جیحون مین گہوڑا روان
فرنگیس اور گیو بہی بعد ازان

گذربان تعجب مین تہے سربسر
ہوئے لوگ حیرت زدہ دیکہکر

فرنگیس کیخسرو و گیو کو
جو دیکہا شتابان ہوا کینہ جو

لگا کہنے ہومان کہ ای بادشاہ
ترے ساتہہ آئی بہت کم سپاہ

نگہبان تہی ملک توران کا
مگر قصد اقلیم ایران کا

فرنگیس و کیخسرو و گیو جب
قلمرو مین ایران کے آئے تب

کسان و زمیندار کرکے طلب
رقم کرکے اک نامہ با صد طرب

وہین طوس و گرگین و گودرز کو
کہا جا کے تم پیشوائی کرو

جہاندار نے با نشاط و خوشی
شتابی سے آرایش شہر کی

اوتر تخت سے پہر بغل مین لیا
سر و چشم پر اوسکے بوسہ دیا

طلب کرکے پہر ایک اورنگ زر
لگا کہنے خسرو سے یہ تاجور

نہ بیٹہا ہوا خوش شہ بے نظیر
ہوئے شاد و خرم امیر و وزیر

کمر بستن ایرانیان باطاعت کیخسرو عالی تبار بموجب حکم شاہ بلند وقار و انحراف طوس از کیخسرو و اغوا نمودن فریبرز پسر شاہ کاوس را و مہیا شدن سامان جنگ فیمابین طوس و گودرز و لشکر کشیدن ہر دو و منع فرمودن کاوس و طلبیدن ہر دو را پیش خود و فرستادن فریبرز و کیخسرو را برای جنگ قلعہ دز بہمن و

تباہ شدن لشکر فریبرز و فتحیاب شدن شاہ کیخسرو

دلیران و گردان والا مہان
وہ جتنے تھے گردن فرازان وہان
یہ اوسنے لگا کہنے وہ شہریار
کہ اے نامداران ایران دیار
یہ خسرو کہ پور پسر ہے مرا
جگر گوشہ تور بھی ہے مرا
تم اسکی اطاعت کرو اختیار
خوشی سے بحکم شہ نامدار
ہوے وہین خسرو کے فرمان پذیر
سوا طوس کے سب صغیر و کبیر
تہی مغز و بیعقل جو طوس تھا
فریبرز سے جا کے کہنے لگا
کہ تو شاہ کاؤس کا ہے پسر
سزاوار دیہیم و اورنگ و زر
اطاعت جو خسرو کی ہے کیا ضرور
کرو نہین تو ہے عقل و دانش سے دور
بہت اوسنے اعزاز و اکرام کر
خوشی سے دیا طوس کو گنج و زر
سر چرخ خورشید رخشندہ جب
ہوا جلوہ گر دوسری روز تب
کیا جشن گودرز نے اپنے گھر
رکھا اک مرصع وہان تخت زر
سر تخت کیخسرو نامدار
ہوا رونق افزا بجاہ و وقار
بزرگان ایران گئے سب وہان
بفرمان کاؤس شاہ جہان
دلے طوس بیعقل بیدین و داد
نہ آیا تو گودرز فرخ نہاد
یہ کہنے لگا گیو سے ای جوان
تو اس طوس کو جا کے لا آ یہان
گیا گیو جب طوس بولا یہ تب
کرے ہے تمسخر ترا باپ اب
نہ خسرو کے آگے مین سر جھکون
نہ اوس جنگلی کی اطاعت کرون
وہ ہے عقل و ہوش و خرد سے تہی
نہین ہے سزاوار تاج شہی
تو اے گیو یان اوسکو لایا عبث
یہ رنج اوسکی خاطر اوٹھایا عبث
فریبرز فرزند کاؤس کا
رکھے ہے دلیری و فہم و ذکا
دلاور جوان و قوی جنگ ہے
سزاوار دیہیم و اورنگ ہے
کرون اب مین اوسکی پرستندگی
بجا لاؤن رسم و رہ بندگی
یہ گفتار سن گیو فرخندہ خو
یہ بولا کہ کیخسرو نامجو
بتدبیر و فرزانگی فرد ہے
دلیر و شجاع و قوی مرد ہے
ثناخوان تھا ہر چند وہ پہلوان
دلے طوس ہر دم تھا نفرین کنان
غرض ہوکے آشفتہ و خشمگین
حضور پدر گیو آیا وہین
کیا طوس کا ماجرا سب بیان
غضبناک سنکر ہوا پہلوان
بزرگون سے گودرز کہنے لگا
مٹاؤن جہان سے نشان طوس کا
یہ کہکر گیا اسپ پر ہو سوار
سوے طوس جنگی پے کارزار
دلیران جو با شوکت و جاہ تھے
وہ سب دو ہزار اوسکے ہمراہ تھے
پسر اور نبیرہ تھے ہشتاد و ہشت
غرض طوس حشم سے گیا سوی دشت
گیا طوس بھی سامنے بیدرنگ
سواران جنگی لیے بیدرنگ
رکھے ساتھ تھا کاویانی درفش
کہ تھا فتح کی وہ نشانی درفش
مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ
لگا کہنے تب طوس زرین کلاہ
جو ہو گرم بازار پیکاریان
تو بس کشتہ ہو فوج ایرانیان
نہین کچھ بھی ہرگز نہو فایدا
مگر شاہ توران کا ہو مدعا
سہم دیکھکر جنگجوئی شتاب
کرے قصد ایران کا افراسیاب
پیام اوسنے بھیجا یہ گودرز کو
کہ پیکار موقوف یکدم رکھو
خبر شاہ کاؤس کو کیجیے
کہے شاہ جو کچھ وہ سن لیجیے
جو پہونچی شہ نامور کو خبر
کہ گودرز اب چڑھ گیا طوس پر
جو پہونچا یہ فرمان جہاندار کا
کہ اے گرد گودرز جنگ آزما
سپہ کھینچی اب کسلیے طوس پر
خرابی پہ کیون تونے باندھی کمر
سنا سب نے اب اور یون ہے صلاح
کہ تو اور طوس آوے یا بے سلاح
گئے طوس گودرز یان سے بہم
حضور جہاندار کیوان علم
کیا طوس نے عرض یون پیش شاہ
کہ ہون جاکے در بندۂ بارگاہ
جو شہ سیر شاہی سے آیا توہان
فریبرز ہو بادشاہ جہان

کہ ہے پور شاہ خلائق پناہ
وہ ہے وارث تخت و تاج و کلاہ

یہ سنکر وہ گودرز کہنے لگا
سیاوش مین پور تھا شاہ کا

کرے روح کو اب سیاوش کی شاد
ندی ہاتھ سے رسم و آئین و داد

بسان فریدون فرخ خصال
تنگاور کو دریاے جیحون مین ڈال

فریبرز کو ہے یہ طاقت کہان
کہان یہ دلیری یہ جرأت کہان

تو کیون جہل کا کار فرما ہوا
مگر تجھکو اے طوس سودا ہوا

کہا طوس نے یون کہ اے شوربخت
تو کہتا ہے کیا اب سخنہاے سخت

ترا باپ تھا مفلس و ناتوان
غریب ایک آہنگر اصفہان

ہماری جو کی بندگی اختیار
ہوا تب وہ سردار عالی تبار

تو سن گوش جان سے کہ کچھہ زینہار
نہین مجھکو آہنگری سے ہے عار

مرا باپ تھا کاوۂ نیک مرد
ستورہ مین یکتا دلیری مین فرد

فروزندۂ کاویانی درفش
وہ کاوہ ہے اے طوس زرین کفش

یہ طاقت کہان اور تری تاب کیا
جو ہو ساتھہ میرے تو جنگ آزما

اگر تو ہے مرد شجاع و دلیر
تو مین ہون شجاعت کے بیشہ کا شیر

کرے تیر جوشن سے تیرا گذر
سنان میری توڑے جبل کا جگر

کہ ناحق سہم کینہ آور نہ ہو
نہ بولو زیادہ بس اب چپ رہو

جسے دیکھیے لایق سروری
سزاوار شایستہ برتری

لگا کہنے شاہنشہ نامجو
کہ دونون ہین یکسان میرے روبرو

مین اب اور کرتا ہون تدبیر نیک
کہ خوشنود و راضی رہو جس سے ہر ایک

بلند ایک دژ بہمن مین بیعدیل
سر کوہ نزدیک دریاے نیل

کرے فتح جو ہو مبارک وہین
اوسے بادشاہی ایران زمین

کہ اور اس سے تدبیر بہتر نہین
یہ سنکر فریبرز بولا وہین

فریبرز کو شہ نے رخصت کیا
سپہ لیکے طوس اوسکے ہمراہ گیا

ہوا ہر قدم جہلتی تھی آتش فشان
ہوئے سوختہ وان بہت پہلوان

و لیکن در دژ نہ آیا نظر
ہوئی فوج جنگی تبہ سر بسر

نبیرے کو شاہی حضور پدر
نہین پہونچے زنہار ای نامور

ہوا کشتہ ناحق وہ بیچارہ آہ
مناسب یہی ہے کہ کاوس شاہ

کرے یعنی خسرو کو اب بادشاہ
کہ ہے وہ سزاوار تاج و کلاہ

دلیرانہ آیا وہ عالی تبار
کیا کچھہ نہ خوف و خطر زینہار

دلیران بحکم شہ دادگر
ہوئے تابع خسرو نامور

یہ سچ ہے کہ نوذر کا ہے پور تو
تو دیوانہ ہے اور وہ تھا تند خو

ہوا مجھسے گستاخ یون ہے غضب
مگر آپ کو یون گیا بھول اب

نہ سردار زادہ نہ فرزند شاہ
نہ زنہار تھا صاحب عز و جاہ

دیا وہین گودرز نے یہ جواب
کہ خاموش اے طوس خانہ خراب

کہ خوبی بشر کی ہے مردانگی
ہنرمندی و خلق و فرزانگی

کیا عہد ضحاک کا اوسنے چاک
نہ لایا ذرا دل مین کچھہ خوف و باک

کہ جبکا نبیرہ مین ہون جنگی سوار
مرا تیر و نیزہ ہے جوشن گذار

کہا طوس نے ای سرافراز پیر
یہ گفتار تیری نہین دلپذیر

گران کوہ سا گر ترا گرز ہے
مری تیغ بھی آب البرز ہے

ہوئی جبکہ باہم یہ گفتار سخت
لگا کہنے تب شاہ فیروز بخت

یہ گودرز بولا کہ کیجے طلب
فریبرز و خسرو کو پاس اپنے اب

ولیعہد شاہا اوسے کیجیے
بلندی و جاہ و حشم دیجیے

کرو نہین جو رتبہ بلند ایک کا
تو پھر دوسرا مجھسے ہووے خفا

یہ کہکر کیا شہ نے اونکو طلب
وہ جب آگئے وان یہ کہا اونسے تب

نکلتی ہے آتش وہان سے مدام
اور اوس قلعہ مین دیو کا ہے مقام

یہی جبکہ گفتار کاوس نے
کہا تب یہ گودرز او طوس نے

مجھے بھیجے ای بادشاہ حکم ہو
کہ جا کر کرون فتح اوس قلعہ کو

وہ پہونچے جو نزدیک حصن متین
تو دیکھی زمین سر بسر آتشین

کیا بستہ یک ہفتہ گرد حصار
تردد کیا خوب لیل و نہار

فریبرز اور طوس ہو تفتہ جان
پھر آئے حضور شہ شیروان

شہنشہ نے بعد اسکے باکر و فر
کیا وہین خسرو کو رخصت ادہر

سپاہ گران لیکے پہونچے جب
کہی نے ملکزادہ کو وقت شب

بتا خواب مین اسم اعظم دیا
خدا نے غرض رحم اوسپر کیا

ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو
رقم کرکے کاغذ پہ اوس اسم کو

لگا کہنے یون پہلوان سے کہ ہان
سر نیزہ اب باندہکر اے جوان

تو رکہہ اوسکو دیوار پر قلعہ کی
کہ تا کار مشکل ہو آسان ابہی

جو کچھ اوسکو خسرو نے فرمان دیا
وہی گیو جنگی نے اوسدم کیا

وہ کاغذ رکہا جبکہ دیوار پر
ہوا ظاہر اک ابر تاریک تر

بلند اک ہوئی بانگ و سلام وہان
کہ جسطرح سے رعد کا ہو فغان

شکستہ ہوا جب وہ جادوے سخت
لگا کہنے تب خسرو نیک بخت

کہ یکبارگی تیر باران کرو
توقف کو اب راہ ہرگز نہ دو

لگی ہونے پہر بارش تیر وان
ہزارون ہوے دیو تسخیر وان

نمایان ہوئی روشنی یکبدم
ہوئی دفع وان تیرگی یکقلم

وہ در پہر نمایان ہوا تب وہین
گیا قلعے مین خسرو پاک دین

ہوا قلعہ تسخیر باگنج و زر
ہوئی ہمسفرین آکے فتح و ظفر

بنا ایک خسرو نے گنبد کیا
کہ رفعت سے وہ ہمسر چرخ تہا

پہر اک سال کے بعد خسرو گیا
حضور شہنشاہ کشور کشا

وہان سے سپہدار عالیجناب
گیا جانب ملک افراسیاب

کیا فتح اوس قلعہ کو بہی وہین
بفضل خدائے جہان آفرین

ہوا شاہ کاؤس بس دیکہکر
لگا کہنے اے خسرو نامور

سپہر خلافت کا نیر ہے تو
سزاوار اورنگ و افسر ہے تو

جہاندار کاؤس فیروز بخت
جو سمجہا کہ زیبا ہے خسرو کو تخت

بر تخت نشاندن کاؤس خسرو را و ممتاز ساختن و کمر بستن او بر توران

بٹہایا جہاندار نے تخت پر
رکہا سر پہ خسرو کے دیہیم زر

کیا حکم پہر یہ کہ سب نامدار
اطاعت کرین اسکی لیل و نہار

یہ فرما دیا جبکہ کاؤس نے
تو وہین فریبرز اور طوس نے

اطاعت سے خسرو کی پہیرا نہ منہ
لگے چاکری کرنے شام و سحر

سپہدار کیخسرو خوش نہاد
ہمیشہ تہا مصروف انصاف و داد

بہت اوس سے راضی تہا لشکر تمام
رعیت تہی آسودہ و شادکام

یل نامور رستم و زال زر
ہوئے شاد و خرم یہ سنکر خبر

وہین بادل خرم و شادمان
ہوئے سیستان سے ادہر کو روان

جو نزدیک پہونچے تو باصد طرب
گئے پیشوائی کو سردار سب

جب آیا قرین رستم نامدار
اوٹہا تخت سے خسرو نامدار

کہا یون سیاوش کا تو دایہ ہے
ہمارا بزرگ اور گرانمایہ ہے

مددگار میرا ہو شام و سحر
کہ لون جاکے ترکون سے خون پدر

بہم ملکے دونون ہوئے اشکبار
یہ کہنے لگا رستم نامدار

کہ ہون مین ترا بندہ کمترین
تو ہے شاہ شاہان روئے زمین

ہوا زال سے پہر بغلگیر شاہ
لگا کرنے شفقت جہانگیر شاہ

تہمتن نے خسرو کو تحفے دئے
بہت پیشکش لعل و گوہر کئے

گئے بیٹھ کاؤس روز دگر
بہم خسرو و رستم و زال زر

کیا شاہ نے جشن وان اور ایک
بآئین فرخندہ و طور نیک

وزیر و امیران و شہزادگان
گئے سب بزرگان ایران وہان

ملک سے یہ کیخسرو تاجور
کہ تہا جسکو مطلوب کین پدر

یہ بولا کہ کین پدر جب تلک
نہ لون شاہ توران سے مین جب تلک

سنین مجہکو زنہار آرام و خواب
نہ ہرگز شکیب و قرار و نہ تاب

نہ مسرور مین تخت و افسر سے ہون
نہ شادان زر و گنج و گوہر سے ہون

یہ پہر زال و رستم سے شہ نے کہا
کہ اے پہلوانان کشور کشا

کروگے مدد اوسکی تم وقت جنگ یہ رستم نے پاسخ دیا بیدرنگ
شہا بیشتر ملک افراسیاب کیا مین نے جاکر تباہ و خراب
اور اب یہ سپہدار عالی گہر خدیو جہان خسرو نامور
کرے قصد تسخیر توران کا جب کرون کو تہی جانفشانی مین کب
فریبرز و گودرز اور طوس و گیو یہ چلنے تے گردان گیہان خدیو
شہنشہ نے ہر ایک سے یون کہا کہو تم تمہارا ارادہ ہے کیا
یہ سنکر لگا کہنے ہر پہلوان کہ حاضر ہین ہم جانفشانی کو آن
دیا الغرض اوسکو لشکر تمام بتایا دلیرون کو خسرو کا نام

رفتن کیخسرو عالی تبار با فوج بیشمار و یلان نامدار بعزم جنگ افراسیاب والی توران

جو سالار ایران نے از روے کین کیا قصد تسخیر توران زمین
کیا وہ وہین ترتیب سب فوج کو باٸین دلچسپ و طرز نکو
فریبرز کو با صد و دہ جوان کہ تہے اقربا اوسکے پہلوان
کیا شہ نے سرکردہ فوج پیش گیا ساتھ وہ طوس فرخندہ کیش
جوانمرد گودرز عالی وقار یل نامور گیو جنگی سوار
نبیرہ پسر لیکے ہفتاد و ہشت جو رنگین کرین خون سے دشمن کے دشت
مقرر ہوے بجانب دست راست بحکم شہنشاہ جوہر شناس
وہ گستہم بہائی جو تہا طوس کا اوسے دست چپ کو مقرر کیا
جو میلاد کے تہے نبیرہ پسر ہوے ساتھ گستہم کے سر بسر
نژاد پشنگ و لاور سے ان نبرد آزما سی و سہ پہلوان
نژاد نوابہ و لاور سے بہی پچاسی جوان با نشاط و خوشی
صد و ہفت تن تخم گولاد کی کہ یکدست با قوت و زور تہی
گندارہ کے تہے یکصد و پنج تن نہایت قوی زور اور صف شکن
مقرر ہوے قلب مین یکقلم بفرمان کاوس انجم حشم
وہ بیژن کہ فرزند تہا گیو کا اوسے شاہ کاوس نے یون کہا
کہ اے پہلوان بیژن جنگجو نہونا جدا لحظہ خسرو سے تو
یہ تہے جسقدر نامور پہلوان ہر اک ساتھ رکہتا تہا فوج گران
غرض ہوکے رخصت شہنشاہ سے وہ کیخسرو اس حشمت و جاہ سے
سوی ملک توران روانہ ہوا معین و مساعی زمانہ ہوا
تہمتن بہی لیکر سپاہ گران گیا ہمرہ خسرو کامران

روانہ شدن فریبرز از راہ دیگر طرف توران شاہ گیتی ستان و رفتن طوس براہ کلات و خرم و کشتہ شدن فرود پسر سیاوش کہ از بطن گلشہر متولد شدہ بود و شبخون زدن پیران ویسہ بر لشکر ظفر پیکر طوس و معاتب شدن طوس باعث کشتہ شدن فرود

سپہدار کیخسرو پاک دین گیا جبکہ نزدیک توران زمین
فریبرز سے تب یہ کہنے لگا سو دست چپ لیکے گرز دغا
رفاقت مین اب تیری آتا ہے جو مقرر کیا گیو گودرز کو
تو کرتا ہے سر اک ملک یکسر خراب پہونچ تا سر تخت افراسیا
ولیکن سیاوش کا ہے اک پسر فرود جوانمرد فرخ سیر
کلات و خرم مین ہے مسکن گزین بتایا ہے اک اور حصن حصی

وہان وخل ست کیجیو زینہار
یہ سمجھا کے طوس و فریبرز کو
فریبرز مرد شجاع و دلیر
گیا متصل لشکر طوس جب
نکل قلعہ سے وہ وہین نامور
یہ کہہ جا کے اوس سے کہ پرخاش کین
یہ گفتار سن ریو ووہین ہی گیا
ہوا ریو کے ساتھ سرگرم جنگ
پسر کو وہین اوسنے بہیجا ادہر
گیا طوس پہر آپ ہوکر سوار
شتابی سے بس چڑہ گیا کوہ پر
فرود دلاور کا خالو وہ تہا
گریزان ہوا وانسے وہ پہلوان
جو شبدیز پر طوس کے وقت جنگ
لگا اسپ پر گیو کے ایک تیر
کہا گیو نے یہ کہ آگے نہ جا
یہ کہکر شتابان ہوا وہ دلیر
ولیکن نہ بیدل ہوا زینہار
فرود دلاور نے از روی کین
جہان تہا سوار دلاور فرود
گیا قلعہ مین ہوکے زخمی جوان
نہ آئی تجہے شرم کچہہ زینہار
ہوا اسکے پہینکے بہت خارہ سنگ
لگا کہنے یون طوس کہا کر قسم
پسر پہیرو گلچہرہ کو وقت شب

کہ میرا بہادر ہے وہ نامدار
یہی بات کہہ گیو گودرز کو
روان سوے صحرا ہوا تشنہ خون
یہ سمجہا فرود جوانمرد تب
ہوا سد رہ طوس کا آن کر
ترے ساتہہ زینہار جنگ و ستیز
جو پیغام تہا سو مفصل کہا
کیا ریو کو کشتہ وان بیدرنگ
کہ لاے فرود دلاور کا سر
سپہ لیکے یکسر پے کارزار
گیا وان سے پہر قلعہ مین دوڑ کر
سوار دلیر و نبرد آزما
گیا بہاگ کر قلعہ کے درمیان
فرود دلاور نے مارا خدنگ
پیادہ ہوا پہلوان دلیر
یہ بیژن نے اوسوقت پایا نشان
پہراتے مین آیا اودہر جو تیر
پکارا یہ اوسدم کہ ای نامدار
خدنگ ایک پہر اور مارا وہین
یہ بیژن بہی پہونچا وہان مثل دود
لگا کہنے تب بیژن پہلوان
دریغ اے جوانمرد جنگی سوار
ہوا خستہ بیژن بمیدان جنگ
کہ حملہ کنان ہوکے تا صبحدم
یہ آیا نظر خواب لیعنی کہ اب

تجہہ وار کوئی نہ جاوے ادہر
روانہ ہوا خسرو کا ملک
ولے طوس سوی کلات دژم
کہ وہان پہر پرخاش آیا ہی طوس
یہ سنکر کہا طوس نے زریو کو
تو ہٹ سر راہ سے ای جوان
نہ ہرگز گیا اوسنے کچہہ اعتبار
غرض ریو و اماد تہا طوس کا
پسر طوس کا بہی ہوا کشتہ وان
ولیکن مقابل نہ آیا فرود
لیا طوس نے گہیر اوس قلعہ کو
کیا طوس نے آخر اوسکو زبون
نکل قلعہ سے پہر فرود دلیر
جو کشتہ ہوا بادپا طوس کا
پسر گیو کا بیژن پہلوان
کہ جبتک نہ اوسکو کرون غرق خون
کیا کشتہ اوس تیر نے اسپ کو
تو یک لحظہ تاخیر کر اور درنگ
گیا پہلوان کی سپر سے گذر
دلیری سے نیزیکو جولان دیا
کہ اک تن پیادہ سے بہاگا شتاب
مقابل پہر آیا نہ کوئی جوان
پس کوہ جب مہر روشن گیا
کرون فتح اس قلعہ کو بیگمان
لگی آگ اس قلعہ مین ناگہان

کرے اور ہرجانب سے لشکر گذر
سوراست بار ستم نامدار
شتابان ہوا با فراوان خشم
بعزم وغا فوج لایا ہی طوس
کہ پیش فرود اب شتابان تو جا
کہ ہو پیشتر یان سی لشکر روان
نہ آیا سر آشتی زینہار
کیا طوس نے اوسکے غم سے بکا
یہ سنکر ہوا طوس گریہ کنان
نہ پیکار کی تاب لایا فرود
ہوا آکے تنخواہ تب رزم جو
ہوئی فوج تنخواہ کی غرق خون
مقابل ہوا طوس کی مثل شیر
گیا پہر وہین گیو بہر وغا
گیا سامنے کر کے گہوڑا دوان
قسم ہے کہ ہرگز نہ یان سے پہرون
پیادہ ہوا بیژن جنگ جو
کرے ساتہہ تیرے تمنای جنگ
ہوا بند جوشن مین تیر آن کر
فرود دلاور کو زخمی کیا
اقامت کی لایا تو ہرگز نہ تاب
گیا قلعہ سے تیرباران وہان
سو خیمہ تب وان سے بیژن گیا
نہ چہوڑون کسی کو بہی زندہ وہان
ہوئی سربسر سوختہ مردمان

ہوئی خواب سے جبکہ بیدار تب ۔ پسر سے کہا قصہ خواب شب
لگا کہنے گلشہر سے یون فرود ۔ کہ ہرگز مجھے زیر چرخ کبود

نہیں غم کچھ اے مادر مہربان ۔ کرے آخر اسکو فنا بیگمان
اگر مین بھی کشتہ ہوں مثل پدر ۔ تو کیا چارہ پیش قضا و قدر

ہوا جلوہ گر مہر تابان جب ۔ سپہ لیکے طوس جوانمرد تب
ہوا حفظ آمادہ سوے حصار ۔ دلیری لگے کرنے مردان کار

دو شیر شکستہ ہوا پھر زمین ۔ گئے دوڑ مین سب کھینچ کر تیغ تیز
پکڑ نیزہ اوسدم فرود دلیر ۔ ہوا رزم جو آکے مانند شیر

دلیرانہ پھر بیژن جنگجو ۔ ہوا اوس سے جوانمرد کے دو بدو
فرود دلاور نے از روے کین ۔ رہام کیا زخم اوس پر وہین

اثر کچھ نہ جوشن مین ہرگز کیا ۔ گیا ٹوٹ نیزہ بحکم خدا
دگر بار یہ چاہے تھا وہ جوان ۔ کہ بیژن کو لے زیر گرز گران

ولیکن کہین گاہ سے بید تیغ ۔ رہام دلاور نے ماری جو تیغ
تو کشتہ ہوا مرد جنگی فرود ۔ فغان اک اوٹھا زیر چرخ کبود

کہ اے واے افسوس شیر یلان ۔ جوانی مین کشتہ ہوا یہ پسر
غرض اوسکی ماں دوڑی آئی ادہر ۔ ہوئی اوسکے ماتم مین نالہ کنان

پھر اپنا شکم کر کے خنجر سے چاک ۔ کیا آپ کو اوسنے وہین ہلاک
وہان آکے بہرام نے طوس کو ۔ کہا کرکے نفرین کہ اے تندخو

یہ پہونچی خبر جاکے خسرو کو جب ۔ خدا جانے کیا تجھپہ آوے غضب
ہوا طوس کو زیر چرخ کبود ۔ فراوان غم پور در دی فرود

وہان سے بصد شوکت و کر و فر ۔ کیا طوس نے کوچ پھر پیشتر
پھر اک راہ مین در آیا حصار ۔ جوان ایک پلاسان تہان نامدار

فلک بر پلاسان ہوا گرم کین ۔ کیا کشتہ بیژن نے اوسکو وہین
روان وانسے لشکر ہوا پیشتر ۔ یہ سالار توران نے سنکر خبر

نژادہ کو بھیجا براے نبرد ۔ پکارا وہ آوے جو ہو کوئی مرد
گیا سامنے بیژن پہلوان ۔ ہوا کار منجر بہ تیغ و سنان

پھر اک گرز بیژن نے مارا کہ بس ۔ رہی جنگ کی پھر نہ اوسکو ہوس
نژادہ گرا اسپ سے ہو جدا ۔ پریشان ہوا مغز بدخواہ کا

یہ چاہے تھا بیژن کہ پھینکے کمند ۔ کرے تا کہ بدخواہ کو اوس سے بند
کرا تھے مین گھوڑونکو کرکے دوان ۔ سواران تورانی آئے وہان

نژادہ کو وانسے اوٹھا لے گئے ۔ لگا دو ریہ اوسکو بٹھا لے گئے
ولیکن نہ پھر جنگ کی لائے تاب ۔ گئے بھاگ کر پیش افراسیاب

ہوا وان سے پیران ویسہ روان ۔ پے جنگ پرخاش ایرانیان
سواران و ترکان لیے چل ہزار ۔ ہنر و آزمایان و مردان کار

سوے کاسہ رود آے تورانیان ۔ کہ لشکر تھا ایرانیان کا وہان
خطر گیو سے بسکہ پیران کو تھا ۔ تو ناچار بس قصد شبخون کیا

غرض مست و مدہوش غافل تھے سب ۔ دلیران ایران زمین وقت شب
کہ پیران سپہ لیکے آیا وہان ۔ ہزارون کے قتل ایرانیان

خطرناک بیدل ہوا سپاہ ۔ روانہ ہوا طوس پھر صبحگاہ
فریبرز کے آگے شامل ہوا ۔ فریبرز کا پر الم دل ہوا

گیا نامہ خسرو نامور ۔ بنام فریبرز عالی گہر
لکھا تھا کہ بھیجو طوس تقصیروار ۔ نہ لایا بجا حکم وہ نابکار

بسوے کلات و خرم یہ گیا ۔ مرے بھائی کو قتل ناحق کیا
غرض طوس کو قید کر بھیجیو ۔ خطا کی سزا اوسکو اب دیجیو

بفرمان کیخسرو نامور ۔ فریبرز نے طوس کو باندھکر
کہا سخت و دشنام دے بیشمار ۔ کیا انجمن مین ذلیل و خوار

رکھا اوسکو زندان مین شام و پگاہ ۔ ہوا آپ سالار یکسر سپاہ
لکھا پھر یہ پیران کو نامہ کہ ہان ۔ کہ شبخون نہین کار جنگ آوران

اگر ہے جوانمرد تو بیدرنگ ۔ دلیرون کے آ سامنے پھر بجنگ
فریبرز کا جب کہ نامہ پڑھا ۔ تو پیران نے اوسکو یہ پاسخ دیا

کرینگے بہم بعد یک ماہ جنگ   مہیا ہریان گرز تیر و خدنگ
غرض جب گیا اک مہینہ گذر   دو لشکر مقابل ہوے آنکر

جنگ کردن فریبرز با لشکر پیران و شکست خوردہ آمدن نزد کیخسرو در توران

غرض جب گیا ایک مہینہ گذر   دو لشکر مقابل ہوے آنکر
ادہر نامداران ایران زمین   ادہر لشکر ترک جویاے کین

صف آرا ہوے آنکر ہر دو سو   دلیران جنگ آور و کینہ جو
ہوئی آتش جنگ افروختہ   ہوا خانۂ آشتی سوختہ

مبارز لگے چاہنے کینہ خواہ   ہوئی گرم پیکار یکسر سپاہ
گرے گیو بیژن جو میدان مین   تو برپا ہوا حشر اک آن مین

ہوا جسطرف گیو ناوک فگن   ہزارون ہی کشتہ ہوے پیلتن
تبر زن آیا بیژن پہلوان   جدہر کو گیا لیکے تیغ و سنان

ہوے قتل ترکان اودہر بیشمار   بیابان ہوا خون سے لالہ زار
وے اور جانب سے تورانیان   جہان تھا فریبرز آئے وہان

ہوے حملہ آور سے سو قلب گاہ   کیا آکے ایرانیون کو تباہ
دلیران ہوے کشتہ ہنگام جنگ   فریبرز پیدان ہوا وقت جنگ

ہوا جب فریبرز جنگی ستوہ   گیا وہ نہی میدان سے بالاے کوہ
ہٹا جاے تھا وان سے گودرز بہی   کہ گودرز کی فوج مغلوب تہی

ولیکن وہین گیو مرد دلیر   لگا کہنے یون آ سرافراز پیر
تو ہے صاحب گرز تیر و خدنگ   جہانمین بہت تو نے دیکھی ہے جنگ

نہ ٹھیریگا پیران کے گر روبرو   رہیگی بہلا خاک پہر آبرو
تماشا مرا دیکھ وقت وغا   یہ پیران دیسہ تو ہی چپ کیا

اگر کوہ ہووے تو کندہ کرون   سر سربلندان فگندہ کرون
کرون قتل لشکر کو اک آن مین   نہ چہوڑون مین اک ترک میدان مین

پہر اتنے مین گستہم آیا وہان   ہوے متفق آکے جنگی جوان
یہ گودرز و گستہم جنگی بہم   لگے کہنے میدان مین کہ ہم

کہ مر جاینگے کرکے اب کارزار   نہ منہ موڑے جنگ سے زینہار
قدم الغرض کرکے محکم وہان   ہوے گرم پیکار جنگ آوران

یہ بیژن سے گودرز کہنے لگا   کہ تو اب فریبرز کے پاس جا
یہ کہہ اوس سے پہونچا یہان آپ کر   درفش اپنا یان بہیج آتا کہ جو

یہ بیژن نے جب جا کے اوس سے کہا   فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا
بہلا کس طرح سے مین آؤن وہان   کہ غالب ہین اسوقت تورانیان

مناسب نہین ہے یہ اے نامور   کہ بہجواؤن اپنا درفش اب اودہر
فریبرز نے یہ کہا اوس سے جب   ہوا جنگجو بیژن پر غضب

علمدار کو قتل کرکے وہان   علم لیکے آیا وہ جنگی جوان
کرون کیا بیان ماجراے ستیز   کہ برپا تہا اک وقت مین رستخیز

سر و حلق گردان جنگ آزما   نشان دم خنجر و تیغ تہا
روان خون تہا مانند دریاے آب   سر پہلوانان تہے مثل حباب

جوان نسل کاؤس و گستہم کے   بہت وقت پیکار مارے گئے
رہا زندہ گودرز با بیست تن   ہوے کشتہ ہفتاد شمشیر زن

وہ خویشان نبیران افراسیاب   ہزار و دو صد مرد والا صفات
ہوے کشتہ میدان مین وقت جنگ   زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ

سوا اوسکے ترکان ایرانیان   ہوے کشتہ جتنے کرون کیا بیان
رہی لیک توران کی غالب سپاہ   ہوئی فوج ایران سراسر تباہ

ہوے خیمہ ترکان گئے شاد دل   ہوے بند سو غم کے آزاد دل
ہوا سنکے خوش شاہ افراسیاب   زر و گوہر عنایات شاہی شتاب

لیے سروران خلعت پر گہر   برائے سپہ شاہ نے گنج و زر
روانہ کیا اور یہ نامہ لکہا   کہ پیرانام تجہے کیا مرحبا

پر اس فتح پر صرف قانع نہو
ذرا دل مین اپنے یہ تم سوچ لو

کہ کیخسرو و رستم پہلوان
ادہر لیکے آوینگے فوج گران

شب و روز تم کامرانی کرو
بعیش و طرب زندگانی کرو

خوشی سے یہ پیران نے پاسخ دیا
کہ خسرو کا اور رستم گرد کا

جہان مین نرکہون نشان زینہار
باقبال شاہنشہ نامدار

ادہر ترک خونخوار تہو شادکام
ادہر اہل ایران تہے غمگین تمام

غرض جبکہ لشکر ہوا پائمال
فریبرز تب بادل پر ملال

شتابی روان ہوکے پہونچا دلان
کہ کیخسرو نامور تہا جہان

ہوا شہ کو تہا نہ لشکر کا غم
ہوا اور اوسکو برادر کا غم

کہا یون کہ مثل پدر بیگناہ
فرود دلاور ہوا کشتہ آہ

کئی دن تلک اوسنے ماتم رکہا
شب و روز آنکہون کو پرنم رکہا

بزرگان ایران رستم بہم
گئے اور کہا اے ثریا علم

شکیب و صبوری تو کر اختیار
کہ چارہ قضا سے نہین زینہار

یہ کہہ سوگ سے پہر اوٹہایا اوسے
یہ بزم مسرت بٹہایا اوسے

چہڑایا وہین قید سے طوس کو
لگا کہنے پہر خسرو نامجو

کہ اے رستم پہلوان جہانستان
پئے جنگ پیران خانہ خراب

تہمتن نے وہین بند پیرا کیا
وے طوس خسرو سے کہنے لگا

کہ مجہکو اجازت ہو پہر اگلی بار
کرون جاکے پیران سے تا کارزار

طاؤن مین اوسکو تہ خاک تن
تلافی تقصیر ثابت کرون

یہ سنکر سوئے رستم پیلتن
لگا دیکہنے سرور انجمن

توکی عرض رستم نے ای بادشاہ
سزاوار چتر و سریر و کلاہ

اجازت ہو کافی ہے طوس دلیر
کریگا یہ پیران و لشکر کو زیر

بجو آوینگے فوج افراسیاب
تو مین ہونگا ہمرزم اوسکا شتاب

یہ سن طوس کو اوسنے رخصت کیا
دیا حکم گودرز کو تو بہی جا

بار دگر رفتن طوس بجنگ پیران و بارش برف بہ سحر سازی ساحر و زبون شدن ایرانیان و قید شدن در قلعہ

سپہ لیکے پہر طوس جنگی جوان
ہوا سوی پیران دلیر روان

گیا کرکے یلغار نزدیک جب
مقابل ہوا آکے پیران بہی تب

بہم ہر دو لشکر ہوئے گرم جنگ
رہی سات دن جنگ گرز و تفنگ

ہوا آٹہوان روز جب آشکار
تو میدان مین ہومان دلاور سوار

جدا ہوکے لشکر سے اپنے گیا
کیا ہم نبرد ان کے سر کو جدا

بہت گرد ایران ہوئے کشتہ جب
کیا طوس نے قصد پیکار تب

کہا وہین گودرز نے طوس کو
توقف ذرا کر تو اے نامجو

کہا گیو سے پہر کہ اے شیر مرد
تو ہومان سے اب جاکے ہو ہم نبرد

گیا گیو دوڑا کے شبدیز کو
ہوا ساتہ ہومان کے پیکار جو

گئے گرز ٹہا گاہ تیغ و سنان
لڑے خوب باہم وہ دونون جوان

نہ کوئی ہوا کامران زینہار
گئے پہر سو لشکر انجام کار

دلیرون نے پہر تیر باران کئے
بہت پہلوان اونکی بیجان کئے

وہان ساحر اک شخص پرزور تہا
کہ بازور تہا نام اوس شخص کا

لگا کہنے پیران کہ اے بازور
یہان سے تو جا قلعہ کوہ پر

وہان جادو ایسا تو کر اے جوان
کہ ہو بارش برف و باران یہان

وے کچہ نہ ترکون کو پہنچے ضرر
تبہ ہوئین ایرانیان سر بسر

یہ سنکر سر قلعہ کوہسار
وہ ساحر ہوا جاکے مشغول کار

ہوا ابر تیرہ نمایان وہین
ہوئی بارش برف و باران وہین

نہ گرتا تھا اک قطرہ بھی اوس طرف — برستی تھی لشکر مین بارانِ برف
ہر اک جوش سردی سے تھا کانپتا — ہوئے سب کے بیکار وان دست و پا
پھر اتنے مین پیران ہومان عنان — ہوئے حملہ آور بہ فوج گران
بہت قتل ایرانیون کو کیا — ضرر برف سے کچھ نہ پہونچا ذرا
ہر اک جا تھی برف اور جا بجا تھا خون — سواران ایران پڑے تھے نگون
بصد زاری و عجز پیر و جوان — لگے مانگنے یہ دعا ہر زبان
الٰہی تو کر فضل و احسان شتاب — کہ تا دور ہون برف و باران شتاب
قرین اجابت ہوئی یہ دعا — کرم حق نے بیچارگان پر کیا
کوئی غیب سے مرد فرخ سیر — رہام دلاور کو آیا نظر
کہ انگشت سے وہ خجستہ شعار — کرے سحر اشارہ سے جو کوہسار
یہ دیکھا تو گھوڑے سے وہین اوترا — پیادہ گیا قلعۂ کوہ پر
وہ ساحر تھا از بسکہ مشغول کار — نتھی کچھ خبر اوسکو وان زینہار
جوانمرد نے جا کے اندر وہین — پس پشت ہاتھ اوسکے باندھے وہین
کہا پھر یہ اوس سے کہ ہان زود تر — تو اس برف و باران کو اب دور کر
ہوا قید جسدم وہ خانہ خراب — ہوئی دور وہ برف باری شتاب
اوتر کوہ سے پھر گیا پیش طوس — اوسے قتل لا کر کیا پیش طوس
ہوا دن تمام اور دونون سپاہ — گئے رزمگہ سے سوی خیمہ گاہ
پھر آیا سحر ہو گئے پیران سوار — ہوا آکے آمادہ کارزار
و لے تھی نہ تاب اقامت یہان — کہ کم تھی بہت فوج ایرانیان
زبون ہو کے ناچار سے سو عقب — وہ لڑتے ہوئے ہٹتے آتے تھے سب
غرض با دل پر غم و اضطراب — گئے سوی کوہ ہمایون شتاب
حصار ایک تھا کوہ پر استوار — کیا زخمی و خستہ نے وان قرار
سر دامن کوہ طوس دلیر — ہوا لیکے لشکر کو آرام گیر
وہان آئے ترکان پیکار جو — کیا آکے محصور وان طوس کو
یہ پیران سے ہومان نے اوسدم کہا — کہ محصور کرنے سے کیا فایدا
سر راہ مسدود مت کیجیے — جدھر جاوین جانے او دو سر کیجیے
پسند آئی اوسکو نہ یہ گفتگو — کہ تھا بر سر کینہ وہ کینہ جو
بہت قلعہ مین غلہ و آب تھا — مہیا تھا سامان ہر اک قسم کا
خوشی سے دلیران ایران او یار — اوسے صرف کرتی تھی لیل و نہار
بد اندیش سے با سنان و خدنگ — دلیرانہ کرتے تھے ہر روز جنگ

رسیدن رستم پہلوان در قلعہ ہمایون باستمداد و استعانت طوس و آمدن کاموس و شنگل دو پہلوان و خاقان چین با لشکر بیکران باعانت پیران و جنگ با رستم و کشتہ شدن اشکبوس و کاموس از دست رستم و ہراسان شدن افراسیاب

سنی خسرو نامور نے خبر — کہ محصور ہے طوس والا گہر
تہمتن کو کر کے طلب یون کہا — کہ یار ہو تو جا کے اب طوس کا
یہ سنکر وہین رستم پہلوان — ہوا سوی کوہ ہمایون روان
گیا کر کے یلغار نزدیک جب — ہوا خرم و شادمان طوس تب
یہ گودرز سے طوس کہنے لگا — کہ آیا تہمتن تو جا پیشوا
شتابی سے اوسنے بفرط خوشی — تہمتن سے جا کر ملاقات کی
جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان — کہا پھر کہ اے پہلوان جہان
تو ایرانیون کا ہے پشت پناہ — یہان تو نہایت ہوئے ہم تباہ
وہ بولا کہ خاطر کو اب شاد رکھ — غم و فکر سے دل کو آزاد رکھ
پھر آئے بہم سوی دژ پہلوان — در دژ تلک طوس جنگی جوان

تہمتن کے لینے کو آیا حبیب
بہت اوسکی رستم نے دلجوئی کی
یلان سرافراز ایران دیار
ہر اک کی تسلی تہمتن نے کی
لکھا اوسنے تہا شاہ توران کو
کہ کوہ ہمایون یہ ہے وہ حصار
سپہدار توران نے دو پہلوان
سرافراز گردان چین و ختن
روانہ تو کرا اور بھی کچھ سپاہ
نہ تنہا گئی فوج ترکان چین
شتابی سے پیران کے شامل ہوے
وہان پیش کاوس پیران گیا
یہ کہنے لگا ہوکے وہ گرم و تند
تو بس لاؤن رستم کا دم نا کمین
یہ گفتار سنکر ہوا شاد دل
تو ہر یان نگہدار تورانیان
تو ہو قلب مین با سپاہ گران
یہ سنکر ہوا وہ قرین طرب
اودہر آئے پیران اخاقان بہم
خروشان ہوئی نائی ترکی وہان
ولے یاد دونون ہی خدا کو کیا
کہ تہا اشکبوس اور لاور کا نام
لگے کرنے وہ نیزہ بازی وہان
ہوئی کارگر گرز کی بہی نہ ضرب
ولے اسقدر گرز کاری لگا

طلا حبیب تو یہ عذر لایا وہین
گئے قلعہ مین پہر بصد خوشی
یہ بولے کہ اے رستم نامدار
ہوئی اوسکے آنیسے سبکو خوشی
کہ کرکے زبون فوج ایران کو
نہین تاب جنگ اونمین تھی زینہار
گئے ہوتے کوہ ہمایون روان
توانا و پیل افگن و پیلتن
کرے تاکہ ایرانیون کو تباہ
روانہ ہوا آپ خاقان چین
پے جنگ و پرخاش مائل ہوے
ثنا خوان ہوا رستم گرد کا
کہ آگے مری تیغ اوسکی ہو کند
ملاؤن مین سب رستمی خاک مین
ہوا بند سے غم کی آزاد دل
تو ہے اب مددگار یاری رسان
رہے تا قوی پشت جنگ آوران
گیا اپنے ڈیرے مین ہنگام شب
ادہر رستم و طوس انجم حشم
ہوے گرم پیکار جنگ آوران
ذرا دی نہ اندیشہ کو دل مین جا
دلیر و جوانمرد مشہور عام
نہ لیکن ہوئی کارگر کچھ سنان
پہر اوس مرد جنگی نے ہنگام حرب
کہ توڑی سپر سر کو زخمی کیا

رہا مین حفاظت کو ڈر کی یہان
تہمتن سر تخت بیٹھا وہان
ہوئی زندگی تیری آنیسے یان
خبر لاؤن پیران کے لشکر کی سب
گیا مین نے محصور آے بادشاہ
جو فوج اور بہیجو تو اونکو شتاب
جوانمرد کاموس شمشیر کش دلیر
سوا اسکے خاقان چین کو لکھا
بہم بسکہ دونون مین اخلاص تہا
تہمتن سے پہلے یہ پہونچی وہان
غرض آکے جب رستم پہلوان
کہ رستم سے ایسا سوار دلیر
تو کرتا ہے تعریف کیون اسقدر
جو میدان مین جاؤن نہین دوڑ اوسے ہون
گیا پہر وہین پیش خاقان چین
سحر کرکے مین گرم بازار جنگ
لگا کہنے پیران سے خاقان چین
ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
ہوئے لشکر آرا بقصد وغا
وہ انبوہ لشکر جب آیا نظر
نکل خیل ترکان سے اک کینہ خواہ
گیا یان سے رہام جنگی سوار
جوانمرد جنگی نے از روے کین
اوٹھا گرز مارا جو بالاے سر
کیا جبکہ گرز گران نے ستوہ

نہ ٹک آسکا پیش تر ایجوان
یمین و یسار اوسکو سب پہلوان
وگرنہ نہ تہی ہمکو امید جان
کرو ہمین بیان آپکی احوال سب
ہر اک شہر مین آئے اونہون نے پناہ
کرو ہمین ہلاک و اسیر و خراب
دلیر و تجہے بہیجے کے غرندہ شیر
کہ پیران کی امداد کو خسروا
گیا پاس خاقان کے اخلاص کا
کہ تورانیان خیمہ زن تہے جہان
ہوا شامل فوج ایرانیان
مقابل نہین جسکے غرندہ شیر
مرے سامنے آوے میدان مین گر
کرون دشت کو سر بسر بحر خون
کہا اوسنے ایشاہ روے زمین
کرون قافیہ فوج ایران کا تنگ
پے رزم یکدل مین ترکان چین
دلیرون نے کینہ پہ باندہی کمر
گیا تا فلک پر فغان بوق کا
گیا سوچ مین رستم نامور
شتابان ہوا اسوی ناوردگاہ
ہوا جاکے آمادہ کارزار
سر ترک پر گرز مارا وہین
تو اوسوقت رہام نے لی سپر
گیا وہان سے رہام پہر سوے کوہ

جو زخمی ہو روہام یل پھر گیا ۔ تو اوس ترک نے یہ ارادہ کیا
طرف اپنے لشکر کی موڑے عنان ۔ کہ اتنے مین وان رستم پہلوان
ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر ۔ لگا کہنے اوس ترک سے یون دلیر
کٹہرا رہ کہ پہونچا ترا ہم نبرد ۔ مقابل ہو پھر کر اگر تو ہے مرد
پھر اشکبوس نبرد آزما ۔ سو پیلتن تیر باران کیا
و لے اتنی تھی دہشت پیلتن ۔ کہ لرزندہ تھا دست ناوک فگن
نہ اک تیر بر سر ہوا کارگر ۔ کمان لیکے رستم نے پھر زود تر
رہا پھر جب سوی دشمن کیا ۔ سو مہر نے تب کہا مرحبا
ہوا اوسکے سینے پہ گیا کارگر ۔ کیا تیر نے پشت سے بہی گذر
ہوا اشکبوس الغرض ان ہلاک ۔ ملا جسم اوسکا تہ خون و خاک
جو دیکھا کہ ہے برق خونبار یہ ۔ ہوا اشنا حیرت زدہ دیکھکر
یہ بولا کہ جون رستم پیلتن ۔ نہ دیکھا کوئی ہمنے ناوک فگن
تو اے گرد پیران کے تہا درشت ۔ کہ رستم سے سر ہو توانا و چشت
نہین انجمن لشکر مین کوئی بہی تن ۔ کہ رستم سے سیدا نہین ہو ہم تن
خطر سے نہ آیا کوئی نامور ۔ مقابل تہمتن کے باکر و فر
نہ باہم ہوا پھر کوئی کینہ خواہ ۔ گئے پھر دو لشکر سو خیمہ گاہ
کیا راتکو سب نے آرام خواب ۔ سحر گاہ نکلا جو پھر آفتاب
تو میدان مین گردان پیکار جو ۔ صف آرا ہوئے آنکر ہر دو سو
لگا کہنے لشکر سے خاقان چین ۔ کہ اے نامداران ترکان چین
کہو کونسا آج جنگ آزما ۔ عوض اشکبوس جوانمرد کا
تہمتن سے لیتا ہے از رہ کین ۔ کہا سنکے کاموس نے پھر وہین
کہ رستم سے کرتا ہو یہین جاکے جنگ ۔ یہ کہکر شتابان ہوا بہر جنگ
کیا اسپ کو سو میدان روان ۔ دلیرانہ جا کر پکارا کہ ہان
شتابان ہوا اے رستم نامدار ۔ مرے ساتھ کر آنکے کارزار
تہمتن کا شاگرد الوائی یل ۔ کہ ہے جنگ اوسکو ٹرے ہی کل
دلیرانہ آیا سوی رزمگاہ ۔ ہوا آ کے کاموس سے کینہ خواہ
کیا ترک نے جبکہ نیزہ روان ۔ تو الوائے جنگی نے دی اپنی جان
روان کر کے میدان مین تب رخش کو ۔ ہوا نعرہ زن رستم نامجو
لگا کہنے رستم سے وہ پہلوان ۔ مجھے مت سمجھ اشکبوس بجوان
ڈرو تم نہین ہرگز ترے شور سے ۔ کرون آج تجھکو زبون زور سے
وہ بولا کہ جب صید آوے نظر ۔ تو کیونکر نہ غرندہ ہو شیر نر
دلیری سے کاموس نے پھر کمند ۔ رہائی تھی سوئے رستم ارجمند
تہمتن شتابی چڑہا سر گیا ۔ ہوا اوس سے وابستہ سر رخش کا
پکڑ لی تہمتن نے پھر وہ کمند ۔ ہوئی رخش کے سر مین جو آ کے بند
کیا زور کاموس پر رستم نے جب ۔ شکستہ ہوئی درمیان سے وہ تب
ہوا بلکہ کاموس زین سے جدا ۔ ولے اوسنے پھر یہ ارادہ کیا
کہ شبدیز پر اپنے ہو کر سوار ۔ کرو ہین تہمتن سے پھر کارزار
تہمتن نے پھر جلد پھینکی کمند ۔ کیا مثل نخچیر اوسے پای بند
ہوا اوسکا گھوڑا وہان سے فرار ۔ لیا فوج خاقان مین اوسنے قرار
ہوا جبکہ وہ ترک جنگی اسیر ۔ کشان لیگیا رستم شیرگیر
کیا قتل کاموس کو پھر وہین ۔ سواران ایران نے از رہ کین
کوئی لشکر ترک سے اک سوار ۔ ہوا پھر نہ آمادہ کارزار
سنو آگے خاقان و رستم کی جنگ ۔ ذرا دیکھو دور زمانہ کا رنگ

جنگ رستم با خاقان چین و گرفتار آمدن خاقان و گریختہ رفتن تورانیان و فتحیاب بودن رستم پہلوان

ہوا جبکہ کاموس جنگی ہلاک ۔ تو پیران ویسہ ہوا سہمناک
لگا کہنے خاقان سے ای تاجور ۔ سپہ اپنی بیدل ہوئی سر بسر

یہ بہتر ہے عطف عنان کیجیے
کرون صید اوسکو اسیر کمند
تہمتن کے سینے کو ہنگام جنگ
تو بختون تہے سیم و زر بیشمار
پکارا کہ اے رستم سرفراز
کرون مثل کاموس تجھکو ہلاک
جو دیکہا کہ ہے تیر جوشن گذار
علم کرکے شمشیر کو بعد ازان
پہونچکر تہمتن نے یکبارگی
یہ پہرتا تہا تیغ برہنہ بکف
ولے بعد دیر آکے ہومان زبان
وہ کہتا تہا وقت دم واپسین
نہ کرتے سیاوش کو گر تم ہلاک
وہ بولا کہ اے رستم ذی شعور
یہ سنکر وہین پیش پیران گیا
وہ پہلے گیا پیش خاقان چین
اوسے منع خاقان چین نے کیا
کہا سنکے ہومان نے اے شاہ چین
جو صحرا و دریا مین ہو گرم جنگ
نہو رزم ساز اوس سے افراسیاب
دگر بار ہومان بعجز و نیاز
بہت چاپلوسی جو پیران نے کی
ہوا رستم گرد کا مدح خوان
بہت کی ہے مین نے پرستندگی
یہ سنکر لگا کہنے تب پیلتن

سو خاقان لشکر روان کیجیے
تو بیدل نہوا ای یل ارجمند
کرو مین سحر گہ نشان خدنگ
بہت دونگا تجھے گوہر شاہوار
مرے ساتھہ ہوا آنکر رزم ساز
زمین کو کرون جسم سے تیرے پاک
سپر سر پہ لایا وہین نامدار
تہمتن ہوا اوس سے جنگش روان
جو کہینچی پکڑ کر دم بارگی
بسان ہزبر ژیان ہر طرف
لگا کہنے رستم سے وہ انجوان
کہ ہوتا نہ ترکون سے اب گرم کین
تو ہوتا مرا سینہ کینہ سے پاک
کسی طرح کینہ سیاوش ہو دور
یہ ہومان نے پیران سے جاکر کہا
کہا یون کہ اے شاہ ترکان چین
خردمند ہومان سے پہر یون کہا
تہمتن سے پیکار لازم نہین
مقابل نہو اوس سے شیر و پلنگ
کہ البرز ہے نام سے جسکے آب
لگا کہنے یون اے شہ سرفراز
تو جانیکی دی شہ نے پروانگی
کہا اوس سے پیران نے یون بعد ازان
فراوان ہے میرا حق بندگی
کہ خالی نہین صدق سے یہ سخن

ہمین تاب پیکار رستم نہین
پہر آتے ہین اک گرد جنگش نام
لگا کہنے خاقان کہ ای جنگجو
غرض جنگش گرد روز دگر
گیا رستم گرد خندان کنان
جوانمرد جنگش لیکر کمان
ولیکن سپر سے گذر بید رنگ
وہ ہیبت سے اوسکی گریزان ہوا
تو جنگش ہوا پشت زین سے جدا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
نہ زنہار ترکان کو برباد کر
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
سیاوش تہا سہراب سے بہی عزیز
لگا کہنے رستم کہ پیران یہان
تہمتن نے تجھکو کیا ہے طلب
بلاتا ہے اب رستم پہلوان
تو کیون پیش رستم گیا تہا مگر
کہان تاب ہے لشکر و شاہ کو
تہمتن ہے شیر افگن و پیلتن
یہ سنکر ہوا تند خاقان چین
سخن پہلے رستم کا سن لیجیے
گیا پاس رستم کے ڈرتا ہوا
کہ کیخسرو ہے نام بردار کا
رہا تخت سے جیسے اوسکو کیا
ولیکن وہ ورویہ ہوا اے ناجو

کہا سنکے خاقان نے کچھ غم نہین
یہ کہتے لگا اے شہ ذوالکرام
کرے قتل رستم کو پیدا نہین تو
دلیرانہ پیدا نہین آن کر
کہا تجھکو لائی ہے اب موت یان
کیا تیر سوی تہمتن روان
رہا بند جوشن مین آکر خدنگ
عقب اوسکے رستم شتابان ہوا
اوسے قتل رستم نے دم مین کیا
سوی جنگ سر گرزنا مین ہوا
وصیت تو سہراب کی یاد کر
سمجھ اس سخن کو جو کچھ ہے لکہا
بجا ہے جو ہون تم سے گرم ستیز
اگر آوے تو راز دل ہو عیان
تو جا پاس اوسکے کہ بہتر ہے اب
جو ہووے اجازت تو جاؤن روان
ترے دل مین ہے اوس سے خوف و خطر
کہ ہو ساتھہ رستم کے پیکار جو
سوار جہانگیر و لشکر شکن
گیا دور ہومان کہ جوان سے وہین
جو کچھ پہر ہو گفتگو سو کیجیے
بہت دل مین اندیشہ کرتا ہوا
یہ مخلص بہی ہے بندہ باوفا
جو کچھ شرط خدمت تہی لایا بجا
اسیر بلا اس سبب سے ہے تو

تہمتن کو ہر سو کہ تہا جوش کین — ہوا حملہ آور سوے شاہ چین
جہان پہلوان رستم کینہ خواہ — گیا جبکہ نزدیک قلب سپاہ
سواران چین بسکہ کشتہ ہوئے — جو صحرا مین کشتون کے پشتے ہوئے
پیام اوسنے بہیجا کہ اے ناموَر — نہو گرم پیکار بس صلح کر
تو پیل سفید اور وہ سیم زر — مرصع وہ اورنگ گنج و گہر
غضبناک سنکر ہوا شاہ چین — سپہ سے یہ بولا کہ از روے کین
ہوئی بارش تیر ہر چند پر — تہمتن کا ہر گام تہا پیشتر
گرا خاک پر فیل سے شاہ چین — لیا باندہ ایرانیون نے وہین
غرض لشکر چین گریزان ہوا — سو کشور چین شتابان ہوا
نہین ایک تیرے پہ یہ دور چرخ — ہمیشہ سے مشہور ہے جور چرخ
نہ پیل سپید اور نہ اورنگ زرکار تہا — شہ چین پیادہ گرفتار تہا
یہ بولا کہ ترکون کو جانے نہ دو — یورش کرکے ہر چار سو گہیر لو
سواران ایران تہے ایک ہزار — کئے بہرہ رستم نامدار
ہوئی فوج خاقان حملہ کنان — قیامت ہوئی ایک برپا وہان
جو رستم کی دیکہی دلیری و شان — ز خاقان تا چین کو ہوا خوف جان
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامجو — جو خاقان کو ہی صلح کی آرزو
یہان بہیجیے تحفے یہ تمام — سزاوار کیخسرو ذو الکرام
کرو تیر باران سو پہلوان — دلیرانہ ہو گرم پیکاریان
پہنچکر جو رستم نے پہینکی کمند — تو خاقان کے سر مین ہوئی جا کے بند
زد و کوب اسدم ہوئی اسقدر — کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر
شہ چین کا اسباب و زر جو تہا — سواران ایران نے غارت کیا
زمانے کا ہر دم ہے رنگ دگر — کبہی شام ہے اور کبہی ہے سحر
اوسے طوق پہنا کے لائے نشان — دلیران سے پہر رستم پہلوان
ولیکن جو خسرو کی تہا وقت شام — ہوا جا کے آسودہ لشکر تمام
گریزان ہوئے شب کو تورانیان — نہ ہرگز رہا ان کہیں کا نشان

روانہ شدن رستم از کوہ ہمایون برائے جنگ افراسیاب و آمدن پولادوند شاہ ختن بمقابلہ رستم و ظفر یافتن رستم پہلوان و بہ فتح و فیروزی مراجعت نمودن و آمدن رستم بحضور کیخسرو

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار — تو کوئی نہ ترکون کا دیکہا سوار
سواران ترکان کو فرصت ملی — بیابان کی بے رنج و غم راہ لی
یہ کہکر کیا مال مفرور کو — روان پیش کیخسرو تاجور
گیا لیکے اوس نامور کے حضور — فرامرز رستم کا فرخندہ پور
فرامرز کو خلعت و زر دیا — اوسے سو رہ لطف و احسان کیا
پے طوس و گودرز و گیو و درم — کمانک مین لون پہلوانان جم
روانہ ہوا سوے افراسیاب — تہمتن کرے تا کہ اوسکو خراب
کہ لشکر نے یکدست کہائی شکست — کیا سربلند ونکو رستم نے پست
سپہ سے لگا کہنے رستم کہ واہ — تہمین شب ہوا میں آیا کلاہ
سلامت گئی جیت تورانیان — رہے خواب غفلت مین ایرانیان
وہ پیل سفید اور وہ تخت و تاج — فہراوان زر و گوہر و گنج و تاج
ہوا شاد کیخسرو نامدار — شگفتہ ہوا دل برنگ بہار
تہمتن کو بہی خلعت پر گہر — زرومی عنایات با گنج و زر
دو بخشے گئے گردان جنگ آزما — ہر اک کے لئے خلعت و زر دیا
حضور سپہدار توران دیار — گیا جا کے پیران نے یون التماس
شہ چین کو میدان رزم نبرد — پکڑ لیگیا رستم شیر مرد

ہوا پر الم سنکے افراسیاب
لگے کہنے مردان جنگ آزما
کرین رستم گرد سے جا کے جنگ
بہت جنگ مین آزمایا ہوا
غرض تھش بدخواہ و شہوار سے
ختن کا سپہدار پولادوند
سہم شاہ توران و پولادوند
تہمتن بہی پہر روز تہا وہ لوٹہ
وہ رستم سے آکر ہوا کینہ خواہ
سپہدار توران کے جب متصل
ہوئے غضب گذرے اور سحر اشتکا
صبا تر طلب آن کر جب کیا
یہ چاہا کہ لیجائے کہینچکر
ہوا شاہ کا بند بازو و سر
ہوا سوے گردان جنگی دوان
جو ملیہ ہمین زخمی ہوئے ہر یہ تن
ہوئے ہاتھ سے زخمی [illegible]
کمند آکے رستم نے کی جب با
گیا اور مارا جو اوس گرز کو
وہ درد سے تھی نہ تاب اسقدر
وہ طاقت ہے بخت [illegible]
نہ جو تن پہ لیکن اثر کچہ ہوا
ولے کہا کے یہ ضرب گرز گران
برا لیوائے اس گرز کے جسم پر
تہمتن نے سنکر بلند برا کیا

بہت دلکو اوسکے ہوا اضطراب
کمک چین سے ناحق طلب کی شتاب
ملا دین اوسے خاک مین بہر جنگ
کسی نے تو دراہی نپایا اوسے
نہین سہل یہ کام زنہار ہی
دلیر و نبرد آزما زورمند
سو لشکر رستم ارجمند
توقف نکرتا تہا وہ شیر مرد
عدم کی وسے آو نے ہی وہ بین راہ
ہوا خیمہ زن رستم شیر دل
کرون جاکے رستم سے مین کارزار
پے جنگ تب گیو جنگی گیا
کہ اتنے مین یہ حال کی نظر
ولیکن کیا شہ نے زور اسقدر
کیا اوسنے زخمی و بہین خصم از آن
کو گودرز با خاطر پر محن
شتابی سے تو جا کے امداد کر
تو شاہ ختن نے بچا سر لیا
تو دو بچہ ہوا رستم نامجو
رہا ہو کرے زخم بدخواہ پر
کرون تاکہ بدخواہ کو پست و زبون
یہ شاہ ختن دل مین کہنے لگا
نہ ہر گز ملا زین سے پہلوان
تو را ہی نہ ہر گز ہوئی کارگر
ولیکن یہ اوسوقت اوس نے کہا

کیا نامدار و نکو اوسنے طلب
نہ سمجہا کہ ہین مرد میدان اگر
وہ بولا کہ رستم ہے لشکر شکن
خدنگ و سنان گرز و تیغ و تبر
پہر اک نامہ شاہ ختن کو لکہا
ختن سے روان ہوکے پہونچا شتاب
شتابان ہوئے با سپاہ گران
کہین راہ مین ایک آیا حصار
وہ حصن متین فتح جسدم ہوا
تو سالار توران کے پولادوند
غرض دو ہی سحر روز وقت نگاہ
رہا کرکے شاہ ختن نے کمند
رہام اور بیژن نے جاکر کمند
کہ دو مین گئین ٹوٹ دونون کمند
سو پہنچکر بیک ضرب شمشیر کین
گیا پیش رستم وہ نالان تن
یہ سنکر گیا رخش پہ چڑھ سوار
جو خالی گئی پہلوان کی کمند
ہوا خون رودان سر ہوا دو
خدا سے تہمتن نے کی التجا
پہر اتنے مین بدخواہ نے آن کر
کہ افسوس اے بیدل بیہودہ گر ہے
مری تیغ بران تہی خالی اف
پہر اوسنے کیا قصد کشتی وان
کہ افراسیاب دلاور کہان

کہا یون کہ ہان مصلحت کیا ہے اب
ذرا حکم ہووے تو اب زود تر
توانا و زور آور و پیلتن
بدن پر نہ اوسکے ہو کچہ کارگر
طلب بہر امداد اوسکو کیا
ہوا شامل شاہ افراسیاب
دلیران و گردان و جنگی جوان
کہ وان گرد کا تو تہا اقتدار
روان پیشتر وان سے رستم ہوا
لگا کہنے پیران اے شاہ ارجمند
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
کیا پہلوان گیو کے سر کو بند
رہا کی سوے شاہ پولادوند
علم کرکے پہر تیغ پولادوند
کیا زخمی پس گیو کو بہی وہین
کہا یون کہ اے پہلوان جہان
سو رزمگہ رستم نامدار
تو گرز گران لیکے پولادوند
رہا زین پہ قایم ہلا بہی نہ جب
کہ عاجز ہے اب رحم کر یا خدا
روان تیغ کی گرد سے کف بلب
کہ لرزان ہوا جس سے البرز ہے
دوپارہ کرے سنگ آہن اگر
تہمتن ہے کی خواہش
طلب کچہ تاکہ اے [illegible]

کرے آکے پیمان و عہد استوار
کہ بھیجے مدد کو نہ کوئی سوار

سپہدار توران گیا پھر وہان
تہمتن نے اوس سے کیا یون بیان

رہے فاصلہ نیم فرسنگ کا
مدد کو نہ پہونچے کوئی دوسرا

لگا کہنے شاہ ختن سے کہ ہان
زمین پر گرے جبکہ یہ پہلوان

رہا ہاتھہ سے تیرے گر ہوئیگا
تو پھر کام دشوار تر ہوویگا

ہوئے دونون مصروف کشتی بہم
لگے کرنے ہر دم درشتی بہم

اوٹھا کر جو ٹپکا اوسے خاک پر
تو بیدم ہوا وہ شہ کینہ ور

یہ سمجھا وہین رستم ارجمند
کہ بس مر گیا شاہ پولادوند

کہا جاکے ایشاہ افراسیاب
نہین زینہار آدمی کی یہ تاب

رہائی مجھے اوس سے سوجھی تھی خواب
ہوا مکر و حیلہ سے جانبر مین اب

تہمتن کی بھی فوج پہونچی یہین
ہوا گرم بازار پرخاش و کین

یہان سے ہمین کچھ بھی حاصل نہین
بھلا کسلئے ہو جئے گرم کین

لگا کہنے پیران سے شاہنشہا
سپہ لیکے شاہ ختن اوٹھ گیا

مناسب نہین ہے توقف یہان
سوے خانہ بس ہو گئے اب روان

لگا ہاتھہ رستم کے پھر مال و گنج
مبدل ہوا ساتھہ راحت کے رنج

بفتح و ظفر لیکے پھر مال و زر
گیا پیش کیخسرو نامور

سوا اسکے سب مال سغد و تبھی
تہمتن کو بخشا بغرض خوشی

غرض بس سخن سے یہ تھا مدعا
کہ رستم نے دم راست اپنا کیا

شہا عہد و پیمان یہ باہم تو کر
کہ ہٹ جائے لشکر عقب سربسر

پذیرا کیا شاہ نے یہ سخن
پھر آہستہ آکر شہ پیلتن

نگہ کر چالاک اوسکا وہین بھیجیو
توقف کو تم راہ مت دیجیو

گیا کہکے افراسیاب دلیر
فرو آئے گھوڑے سے دونون وہ شیر

کیا زور رستم نے انجام کار
کہ دشمن نہ قایم رہا زینہار

ولے دم چرایا بد اندیش نے
کیا مکر بدخواہ بدکیش نے

گیا یہ سوے رخش تا ہو سوار
گریزان ہوا اوٹھکے وہ شہریار

کہ پھر رستم گرد سے ہم نبرد
حضور اوسکے ہی کوہ البرز گرد

عقب اوسکے پہونچا جو گرد دلیر
تو گردان تو ہان تیغ برسائے تیر

لگا کہنے لشکر سے پولادوند
کہ تخت زر و گنج و نام بلند

چلو پھر سوے دیار ختن
یہ کہکر گیا شہریار ختن

ہوئی اس سبب سے یہ بیدل سپاہ
نہین سوے پیکار مایل سپاہ

غرض شب کو وان سے بصد اضطراب
گریزان ہوا شاہ افراسیاب

تہمتن نے ہر اک کو باصد طرب
کیا ملک توران کو تقسیم سب

ہوا شاد کیخسرو نامجو
دیا گنج و زر رستم گرد کو

گیا بیژن و گیو کو پھر طلب
رہ توران سے آئی سپہ لیکے سب

جنگ رستم با دیو اکوان و کشته شدن اکوان از دست رستم

کہون قصہ اب اور باب و رنگ
سناؤن مین اکوان و رستم کی جنگ

ہوا جشن آراستہ ایک روز
سر تخت خسرو تھا جلوہ فروز

امیران و گردان ایران دیار
حضور اوسکے حاضر تھے سب نامدار

کہا ایک چوپان نے ہان آن کر
کہ گلے مین اسپان کے اک گورخر

کہین دامن دشت سے آگیا
کئی اسپ کو اوسنے ضائع کیا

یہ کہنے لگا خسرو پیل زور
نہین زور مین ہمسر اسپ گور

تعجب ہے حیرت کا ہے یہ مقام
کہ آکر کیا گورخر نے یہ کام

یہ سنکر وہین موبدان کہن
لگے کہنے یون پیش شاہ زمن

کہ ہے ایک اکوان دیو لعین
سر چشمہ صحرا مین مسکن گزین

ہوا دشت مین آشکارا آن کر
وہی دیو ہے صورت گورخر

سنا جبکہ یہ دیو کا ماجرا
تہمتن سے خسرو نے تب یون کہا

کہ اے پہلوان رستم پیلتن
ترا کام ہے کشتن اہرمن

نہین اور کو تاب یہ زینہار
یہ تکلیف بھی تو ہی کر اختیار

وہین لیکے گرز و کمند و کمان
تہمتن ہوا سوی صحرا روان

سو گورخر جا کے پھینکی کمند
کیا چاہے تھا زخم او سپر بند
غرض اسطرح سے وہ دیو پلید
بروز چہارم سوار دلیر
زمین کو شتابی بریدہ کیا
کہ دریا مین پھینکو نہیں یا کہو
کہا دیو سے پھینکدے کو ہ پر
گرا جبکہ دریا مین تب بیدرنگ
زرو سے دلیری علم کر کے تیغ
شناور تھا یکدست سے پہلوان
سلاح و لباس اپنا کر خشک وان
جوانمرد کا رخش چرتا تھا وان
سپہدار توران کا گلہ بان
خبر پا کے چوپان افراسیاب
یہ بولا کہ رستم مرا نام ہے
بھلا کسلیئے تم مقابل ہوئے
یہ مردانگی دیکھہ حیران ہوئے
ولے تھا وہ منزل بمنزل روان
گیا کر کے یلغار پھر سبز رو
کئے کشتہ پھر گرز سے بیدرنگ
وہ سرکردہ فوج توران دیار
طرف سے تھا خسرو کے اک نامدار
روانہ لیسوئے بیابان ہوا
کہا دیکے سوگند گر تو ہے ہو
دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو

وہ غائب ہوا کچھہ نہ پہونچا گزند
نظر سے وہ پوشیدہ پھر ہو گیا
کہ تھا نمایان سے گے ناپدید
ہوا اور صحرا مین آرام گیر
اُٹھا کر تہمتن کو بس لیگیا
جو ہو خواہش دل بیان نے مجھے
کہ تا استخوان ریزہ ہو سر لیے
سو رستم گرز و ورخے نہنگ
لگا قتل کرنے اوسین بیدریغ
بدست دگر تھا ستیزہ کنان
ہوا پھر سو دیوا کو ان روان
ہوا پھر سوار اوسپہ وہ پہلوان
کہین اپنے گلہ کو لایا وہان
سو رستم گرد آیا شتاب
نبرد آزمائی مرا کام ہے
عبث سوی پیکار مایل ہوئے
وہ ناچار یکسر گریزان ہوئے
کہ تہ کون کی پہونچی سینہ لگا کے
مقابل ہوا او سکے وہ شیر مرد
جیسی نامداران ہنگام جنگ
ہوا جادہ فرمائے دشت خزار
گیا پیش اوسکے وہ جنگی سوار
پے جنگ اکوان شتابان ہوا
تو اسے دیو آ سامنے کر نبرد
لگا کہنے رستم سے کر کے غرور

پھر اکدم مین پیدا ہوا وہ لعین
یہ سمجھا تہمتن یل پیل زور
رہا تین دن تک تہمتن خراب
گیا خواب مین جبکہ وہ پہلوان
ہوا جبکہ بیدار وہ پیلتن
سمجھتا تھا یہ رستم شیر گیر
اوسے دیو نا پاک نے پھر وہین
جوانمرد او سوقت لایا پناہ
یل پیلتن خوب تیراک تھا
بعون و عنایات لطف خدا
یہ اوس چشمہ پر رفتہ رفتہ گیا
جو چوپان تھا خسرو کی سرکار کا
روان لیکے گلہ ہوا پیلتن
اوسے دیکھکر رستم نامور
تمہارا جو ہے شاہ افراسیاب
یہ کہکر وہین کھینچکر تیغ تیز
تہمتن ہوا پھر روان پیشتر
خبر پا کے رستم کی اک نامدار
کئے کشتہ گردان بہت تیر سے
سوارون کو یکدست کر کے تباہ
بفتح و ظفر رستم پہلوان
وہ گلہ بھی اور چار پیل بلند
پہونچکر سر چشمہ وہ پہلوان
شنین کار مردان پیکار جو
کہ جنگ نہنگان سے ہو کر رہا

یہ دوڑا وہین کھینچکر تیغ کین
کہ ہر چند گمان دیو اکوان یہ گور
نہ آرام تھا ونکو نے شب کو خواب
تو پھر آ کے دیو اکوان نے وان
لگا کہنے تب اوس سے یون اہرمن
کہ برعکس ہے کار دیو شریر
دیا پھینک دریا مین اژدر کین
سو آفرینندہ مہر و ماہ
دلیر و جوانمرد و بیباک تھا
کنارے پہ پہونچا وہ جنگ آزما
کہ گھوڑون کا یعنی چراگاہ تھا
وہان اوسنے گلے کو رکھا نہ تھا
سو خسرو خسروان زمن
خردمند شنیدہ وان ہو جو کہ شیر نر
کیا مین نے اوسکو تباہ و خراب
کیا قتل کتنون کو وقت ستیز
نگہبان تھا گلے کا شام و سحر
سپہ لیکے اور پیل جنگی ہزار
کیا قتل کتنون کو شمشیر سے
لئے گھوڑے چار پیل سیاہ
ہوا پیشتر پھر وہان سے روان
سپرد او سکے کر کے یل ارجمند
خروشان ہوا مثل شیر ژیان
کہ آزاردہ تین خواب مین مرد کو
پھر آیا یہان تو برائے وغا

یہ سنکر تہمتن نے ڈالی کمند
جبا دیو کے جسم سے کرکے سر
جو دیکھا سرو یو حیران ہوا
پھر اک جشن ترتیب شہ نے کیا
رہی بزم عشرت وہان چند روز
مرے دلمین ہوئی آرزوئے وطن
دو منزل گیا اوسکے ہمراہ شاہ
کہون کیا کہ ہے یہ عجب داستان

سر کو کیا دیو آگے ان کے بند
شتابی سے فتراک سے باندھ کر
تہمتن کا خسرو ثناخوان ہوا
مہیا تہا اسباب عیش و طرب
رہا دور جام مے و نغمہ و رود
مجھے کیجے رخصت سوے وطن
تہمتن کا افزون کیا عز و جاہ

بیک ضرب گرز گران پھوڑ کر
روان ہوگئے پیش خسرو لیا
طلب کرکے پھر سیم و زر بیشمار
ہوئے مائل عیش شام و سحر
کیا عرض رستم نے یون التجا
تہمتن کو خسرو نے رخصت کیا
اب آگے بیان رزم بیژن کرون

پریشان کیا صفر دیو لعین
شہنشہ نے اعزاز اوسکا کیا
کہ رستم پہلوان پر نثار
بہم خسرو و رستم نامور
کہ اے خسرو خسروان جہان
بہت مال و گنج اوسکو دیا
کہون قصہ کوتاہ کی سی لکھون
کہ سننے سے ہو شک جسکے روان

رفتن بیژن پسر گیو طرف ارمان

برائے جنگ گرازان و فتحیاب شدن و رسیدن در مرغزاری و فریفتہ شدن منیژہ دخت افراسیاب بر جمال بیژن پہلوان و ہمراہ بردن شبستان خود و خبر یافتن افراسیاب ازین ماجرا و قید کردن در چاہ تاریک و آوردن رستم از بند و رفتن سوئے ایران

کہین آکے ارمانیان ایک دن
کہ ارمان مین خسرو سرفراز
ستم سے گرازون کے ہم آگئے یان
اوٹھا بیژن پور گیو دلیر
ولے گیو بولا کہ اے شہریار
یہ کمسن ہے رستم پہلوان
گرازون کو بیشے مین پہنچے جب
نہ زنہار گرگین مددگار تہا
وہین کھینچکر خنجر آبگون
گرازان خونخوار کو قتل کر
بفتح و ظفر خرم و شادمان

حضور جہاندار گیتی فروز
تعدی کنان ہین ہزارون گراز
نظر کر بحال ستمدیدگان
شہ شیر صولت سے بولا وہ شیر
یہ کار آزمودہ نہین زینہار
ہوا شاہ سے ہوکے رخصت روان
گرازان مقابل ہوئے آکے سب
فقط وہ جوان گرم پیکار تہا
دلاور نے اوسکو کیا غرق خون
کیا دشت کو بحر خون سربسر
رہا جا کے پھر دشت مین پہلوان

لبان غریبان و بیچارگان
نہ چھوڑین زراعت نہ برگ و شجر
یہ خسرو نے سنکر نظر کی ہین
مجھے حکم ہووے شہ نامجو
یہ سنکر لگا کہنے گرد دلیر
ولے اوسکے ہمراہ گرگین گیا
گرازون سے بیژن ہوا ہم نبرد
گراز ایک آیا سوی پہلوان
غرض اسطرح سے بگرز و خدنگ
لگا دی وہان آگ بہی جا بجا
کئی روز مشغول عشرت رہا

لگے کرنے فریاد و شور و فغان
ستاتے ہین مردم کو شام و سحر
سوی پہلوانان ایران زمین
کرون قتل خوکان خونخوار کو
جوان ہون و لیکن بتدبیر پیر
بحکم جہاندار کشور کشا
لگا کرنے شیری یل شیر مرد
کہ پارہ کیا جوشن و برنیان
ہزارون گرازے کیے کشتہ ہنگام جنگ
چلے سب گرازان بیکار جو
پھر اک روز گرگین نے اوس سے کہا

کہ یاں دشت ہے اک رشک جنان
ہر اک رنگ کے گل شگفتہ ہیں وان

وہ ہر سال آتی ہے واں سیر کو
لیے ساتھ اپنے کئی شعلہ خو

کہ صحرا میں ہے اندنوں نازنین
ہے سیر او سجا اقامت گزین

سنا وصف جب ماہ رخسار کا
ہوا دل سے مشتاق دیدار کا

کہ بیٹھی ہوئی ہے یہ ناز و ادا
لیے ساتھ اپنے کئی دلربا

مہیا ہے واں بادہ و چنگ و رود
گل و سرو و مینا و جام و سرود

ہوا پہلوان عاشق دلستان
ہوئی دلستان عاشق پہلوان

کہ کوئی نہیں آسکے ہے یہاں
عجب ہے کہ یہ شخص اور یہ جوان

منیژہ نے دایہ سے پھر یہ کہا
کہ تو اس جوان کے ذرا پاس جا

شتابان ہوئی دایہ خوشخصال
ہوئی جاکے بیژن پہ پرسان حال

ہے جنگ خوکان میں آیا ادہر
کیا فتح میں نے اونہیں سربسر

مجھے شوق دیدار لایا یہاں
بتقریب و تمنا میں آیا یہاں

کیا اور بھی اوسکو امیدوار
کہا پھر یہ تدبیر کر ایک بار

یہ سنکر گئی دایہ با صد طرب
کہی دلستان سے حقیقت یہ سب

گئی دایہ پھر پیش بیژن دوان
لگی کہنے اوس سے کہ ای پہلوان

لگا کہنے گرگین میں ٹھیروں یہان
تری پاسبانی کو آ نوجوان

یہ جانا کہ وان بیژن پہلوان
اسیر بلا ہوویگا بے گمان

دہن میں لیے بیژن کے شبدیز کو
روان سوے ایران ہوا کینہ جو

کیا پھر محبت سے وان ہمکنار
منیژہ نے بیژن کو بے اختیار

ہوئی بادہ پیما بفرط طرب
رہی عیش ہی وان روز و شب

ہوا مستی بادہ کا جبکہ جوش
رہا کچھ نہ زنہار بیژن کو ہوش

نہفتہ گیا قصر میں رات کو
رکھا سب سے پوشیدہ اس بات کو

بہت دل میں اپنے پشیمان ہوا
نہایت دل اسکا پریشان ہوا

مرتب جو گرگین نے صد ہا فسون
سوی راہ بدرہ ہوا رہنمون

منیژہ نے کی جمع خاطر کمال
کہا یوں کہ دلکو نہ کر پر ملال

منیژہ ہے اک دخت افراسیاب
نہیں روکش اوسکے رخ آفتاب

یہ گرگین نے قصہ کیا جب بیان
لگے کہنے تب وان کی باشندگان

ہر اک نے منیژہ کی تعریف کی
بیان حسن کی اوسکی توصیف کی

جو پہونچا وہان بیژن نامجو
تو یہ دور سے اوسکو آیا نظر

کنیزان ہیں پیراہن نازنین
ستارے ہوں جوں گرد ماہ مبین

گیا بیژن گرد جب متصل
ہوا شیفتہ تب منیژہ کا دل

لگی کہنے وہ غیرت ماہتاب
کہ ہے اسقدر خوف افراسیاب

چلا آیا اسطرح سے بے خطر
نہ ہرگز کیا اسنے کچھ بھی حذر

شتاب اس سے احوال دریافت کر
کہ یہ آن پہونچا ہے کیونکر ادہر

یہ کہنے لگا دایہ سے وہ جوان
مرا نام ہے بیژن پہلوان

سنا میں نے یہ دخت ہے خوبرو
ہوئی دیکھنے کی مجھے آرزو

یہ کہکر اوسے دی وہ انگشتری
جسے دیکھ حیرت میں ہو جوہری

کہ دیکھوں منیژہ کو پاس آنکر
تماشا ہی رخسار رشک قمر

منیژہ یہ بولی کہ لاؤ اوسے
مرے پاس لاکر بٹھاؤ اوسے

منیژہ سے تجھکو کیا ہی طلب
گیا ساتھ اوسکے وہ با صد طرب

ہر اک طرح تھا گرچہ گرگین سترگ
ولے کینہ آور تھا مانند گرگ

گیا جب ادہر بیژن نامدار
نہ بد کیش ٹھیرا وہاں زینہار

گیا جبکہ بیژن تو وہ نازنین
گئی سوی خرگاہ او شکر زمین

ہوا جب آغوش آرام دل
میسر ہوا سر بسر کام دل

بروز چہارم ہوا بیخبر
گیا خواب میں بیژن نامور

عماری زرین میں پھر ڈالکر
منیژہ اوسے لیگئی اپنے گھر

ہوا جبکہ بیدار اور ہوشیار
گرفتار حیرت ہوا نامدار

لگا کہنے اے کردگار جہان
تو ہے عالم آشکار و نہان

اسیر بلا اوسنے مجھکو کیا
عوض اوس سے لے یارب اسکا

جوانوں کو در پیش ہو رزمگاہ
کبھی شادی و عشرت بزمگاہ

فدا ہو نمین اور تجھپہ قربان ہون
اگر شاہ توران سے پہونچے ضرر
یہ کہکر لگے پینے باہم شراب
نہ تہا دخل نامحرون کو وہان
پہری گردش چرخ انجام کار
گیا وون ہی وہان خانہ خراب
ہوا شاہ سنکر بہت خشمگین
شنیدہ کا ہرگز نہیں اعتبار
وہ ہے لایق قید بند گران
کہ بہیجا سواران بیکار جو
یہ سنکر جو گرشیوز کینہ خواہ
در کاخ مسدود آیا نظر
جو دیکہا ہو بچکر در خانہ پر
نہ جنگ آشنا ف وہ تنہا ہین وہان
شہنشاہ توران کا یہ کاخ ہے
کہ یہان ہو نہ تو سن نہ گرز و خدنگ
نہیں کوئی اسدم مددگار ہے
دلیرانہ آیا در خیمہ پر
مقابل ہو میرے جو کوئی جوان
تو یکی کرے مجھسے گر ایکبار
جو دیکہا کہ بیژن دلیر و جوان
کیا ساتھ بیژن کے عہد استوار
اوسے لیگیا سوئے افراسیاب
گیا وہ گرفتار جب پیش تخت
لگا کہنے بیژن کہ اے تاجور

رضا جو تری با دل و جان ہون
تو جان ہو مری تیرے آگے سپر
ہوئے دولت وصل سے کامیاب
کسی پر نہ یہ راز تہا کچھہ عیان
کہ یکسان نہیں دور لیل و نہار
کیا عرض یون پیش افراسیاب
قراخان سالار کو بس رہین
کوئی جا کے دیکہلے ایکبار
عقوبت ہی اوسپر روا بیگمان
تو محصور کر جا کے اب کاخ کو
گیا تا در کاخ لیکر سپاہ
شکستہ کیا در کو پہر زود تر
تو ایک مرد بیگانہ آیا نظر
سہ صد حور چہرہ پرستندگان
یہان اسطرح سے تو گستاخ ہے
کرون کسطرح ساتھہ دشمن کے جنگ
جہان آفرین بس مددگار ہے
خروشان ہوا آکے جون شیر نر
تو کہووے سر اپنا وہین رائیگان
چلون ساتھہ تیرے سوئے شہریار
کرے کشتہ لشکر کو اب بیگمان
لیا اوسسے وہ خنجر آبدار
کشان سر برہنہ بحال خراب
کہا شاہ توران نے ای نیکبخت
بجنگ گرازان مین آیا ادہر

مرے گہر کو اپنا ہی تو خانہ جان
تو اب شوق سے نوش کر جام مے
شب و روز رہنے لگے ہمکنار
کئی سال گذرے بعیش و سرور
خبردار دربان ہوا ناگہان
کہ شاہا گیا ننگ و ناموس مفت
بلاکر کہا مصلحت اب ہے کیا
اگر کاخ مین غیر کو بار ہے
سخن شاہ نے سن کے سالار کا
شبستان مین کیکو اگر
سنی بانگ تا نوش چنگ و رباب
گیا اندرون محل کینہ خواہ
منیژہ ہی اور وہ جوان ہمکنار
یہ دیکہا تو گرشیوز کینہ خو
ہوا سنکے بیژن کو تب اضطراب
ہو ابخت برگشتہ انجام کار
یہ کہکر وہین لے کے نام خدا
کہ بیژن ہون مین پور گیو دلیر
مین اس خنجر تیز سے اب کردن
روا شاہ رکھے نہ مجھہ پر ستم
گرفتار کرنا ہے دشوار تر
نہ ہوا تہہ سے جبکہ خنجر جدا
نہو طالع نیک یاور اگر
ترا کیونکہ توران مین آنا ہوا
لگا کرنے صید افگنی بعد جنگ

مرے جان مجھکو نہ بیگانہ جان
کہ ہرگز نہیں جائے اندیشہ ہے
تمہارا کار جز عیش وان زینہار
قرین عیش و عشرت غم و رنج دور
ہوا او سکو اندیشہ خوف جان
منیژہ کا اک گہہ وابن ہی جفت
قراخان نے یہ عرض شہ سے کیا
تو پہر اس مین کیا جائے تکرار ہے
یہ گرشیوز کینہ جو سے کہا
تو لے آ کشان یان اوسی باندہکر
لیا گہیر اک طرف سے شتاب
گیا پہر ادہر تہی جدہر رشک ماہ
بہم بیچا بانہیں با وہ خوار
ہوا نعرہ زن یون کہ ہر کون تو
لگا کہنے کہا کر وہین پیچ و تاب
نہ ہرگز موافق رہا نہ بہار
لیا کہینچ خنجر جو موزے مین تہا
شجاعت کی پیٹے کا اک نرہ شیر
بہت نامدار و نکو بس غرق خون
شفاعت کرے تو مری کہا قسم
کہ مرنے پہ اپنے باندہی کمر
گرفتار بیژن کو اوسدم کیا
تو ہرگز نہ کچھہ کام آوے نظر
سیستان کسطرح جانا ہوا
جو تہی سے نہ چرخ فیروزہ رنگ

مرا یار گم ہو گیا ناگہان — ہو شست آیا تفحص کنان
یکایک ہوا اک پری کا گذر — اوڑا لے گئی مجھکو وان آنکر
پری نے پہونچکر غضب سے کیا — کہ مجھکو عماری مین ٹہلا دیا
اثر سے فسونکے وہین بے خطر — پہر بیہوش مجھے لے گئی اپنے گہر
نہین تھی پری بخت برگشتہ تھا — کہ جیسے کیا یون اسیر بلا
تو وہ ہے کہ با گرز و تیغ و خدنگ — گلا اسپ کے تا تہا میدان جنگ
نہین راست تیر اسکا نہ ہتہیار — تو جانبر نہوویگا انجام کار
مرا بستہ کرنا کچھ آسان نہ تھا — وے تیرے داناؤنکی دغا
دلیران و ترکان و جنگی سوار — مقابل مرے گرچہ تھا اک ہزار
رہے زندہ ترکو نسے گراک سوار — تو مت کہہ مجھے بیژن نامدار
لگا کہنے کہینچ اسکو اب دار پر — نگون بخت کو تو نگونسار کر
برادر نہ تہا سے کوئی یار تھا — خدا لیکن اسکا مددگار تھا
یہ انبوہ دیکھا تو حیران ہوا — یہ پیران ویسہ نے سنکر کہا
یہ کہکر وہ سردار والا خطاب — شتابی گیا پیش افراسیاب
نہ بیٹھا تو شہ نے یہ ہنسکر کہا — گزارش تو کر اب ہے کیا مدعا
جو پیران نے دیکھا یہ لطف و کرم — تو بولا کہ اے شاہ عالی ہمم
کئی بار دی بیشتر مین نے پند — نہ شنوا ہوا جب شہ ارجمند
کہ کین سیاوش کو تازہ نہ کر — درخت بلا کو نہ کر بار ور
کہا شہ نے زندہ اگر چھوڑ دون — تو دنیا مین رسوا و بدنام ہون
یہ سن کر وہ جور و بیداد سے — کہا شاہ نے اپنے داماد سے
اور اک دیو کو اسنے سنگ گران — بیابان مین پہینکا جو تہا بیکران
منیژہ کو بہی یہان سے لیجائیے — نگونسار خیمے مین لیجائیے
کیا قید بیژن کو لیجا کے وان — کوئین کے رکہا منہ پہ سنگ گران
کہ دختر یہ اندر کہیے روا — گزند اسکو پہونچائیے مت ذرا
سبب سے محبت کے اور چاہ کے — رہی جا کے نزدیک دس چاہ کے

ہو خفتہ پہر مین بزیر درخت — ہوا خفتہ گویا مرا ہائی بخت
نمودار پہر فوج توران ہوئی — عماری اک وسمین نمایان ہوئی
عماری مین بیٹھی جو تہی نازنین — پڑہا اوسنے افسون پری نے وہین
نہین اسمین زنہار میرا گناہ — نہ آلودہ عصیان سے ہے بیگناہ
لگا کہنے پہر شاہ توران دیار — کہ اے بخت برگشتہ روزگار
او بادست بستہ مثال زنان — یہ گفتار مستانہ کرتا ہے یان
سنی جب یہ گفتار افراسیاب — دیا بیژن پہلوان نے جواب
تو اک توسن و گرز دے مجھے — کہ دکھلاؤن اپنی دلیری تجھے
تماشا تو پہر دیکھ میدان مین — کرون قتل سب کو مین اک آن مین
ہوا ابر غضب سے افراسیاب — یہ کر شیوۂ کینہ جو بے تاب
اوسے لیگیا وہ سو دار جب — کیا خلق نے آکے انبوہ تب
ستمگار سازی کا حق کے بیان — کہ پیران ادہر آ گیا ناگہان
کہ یارو نہ جلدی کرو یان راہ دو — ہلاک اس جوان کو ابہی مت کرو
ہوا ایستادہ ادب سے وہان — کہا شہ نے آ بیٹھ اے پہلوان
اگر گنج مطلوب ہو دون تجھے — اگر تاج چاہے تو بخشون تجھے
نہ کر بیژن نامور کو ہلاک — ذرا دل مین کر غور نیک و پاک
ہوا کام سے دست بردار جب — دل پہر مین کہتا ہون اے شاہ اب
سیاوش کو جو قتل تو نے کیا — تو پہر کیا اوسکا بہلا فایدہ
کیا سنکے پیران کے پہر یون بیان — کہ رکہیے گرفتار بند گران
کہ گر چاہ تاریک مین اسکو ڈال — پہر اک طرح سے اسکو پہونچا گزند
وہین پہ تو رکہہ چاہ کے اوپر سنگ — نہ زنہار اس بات مین کر درنگ
بفرمودہ شاہ افراسیاب — سنا جب تو اس کینہ جو نے شتاب
منیژہ کی مان دوڑی آئی شتاب — کیا عرض یون پیش افراسیاب
شفاعت ہوئی گو عقوبت سے یہ — کیا شہ نے دختر کو گہر سے بدر
گدائی وہ کرتی تھی ہر صبح و شام — جو کچہ ہاتھ آتا تہا اسکو طعام

وہ روزن سی بیژن کو پہونچاتی تھی
کچھہ اک وہ میں سے آپ ہی کھاتی تھی
جہان آفرین اور وہ دادرس
ہوا آخر کار فریادرس

سنو کارسازی جہان آفرین
کہ گرگین گیا سوی ایران زمین
کہا گیو و گودرز سے جا کے سب
لگا پوچھنے گیو گرگین سے تب

کہاں ہے بتا بیژن پہلوان
یہ راز نہان سربسر کر عیان
یہ گرگین نے پاسخ دیا گیو کو
کہ نزدیک ارمان ہی آئنا جو

جو پہونچے تو اک بیشہ آیا نظر
پٹے جا بجا تھے بریدہ شجر
گرازان خونخوار آئے تہیں
ہوئے اون سے ہم گرم پیکار و کین

ملائے گرازان تہ خون و خاک
کیا دشت کو ہمنے خونکا سر پاک
ہوئے دونسے پھر سوی ایران روان
طرب ساز و شادان و صید افگنان

بیابان میں اک گور آیا نظر
پسندیدہ و خرم و خوب تر
طرف اوسکے دوڑا کہ شبدیز کو
شتابان ہوا بیژن نامجو

سوی بیژن آیا وہ مانند پیل
خروشان و جوشندہ چون تند پیل
شتابی سے بیژن نے ڈالی کمند
کرے گور کے سر کو تا وہین بند

ولیکن ہوا گور وانسے روان
عقب اوسکے تھا بیژن پہلوان
نظر سے ہوا گور و بیژن نہان
شتابان ہوا مین تفحص کنان

نہ زنہار بیژن کا پایا نشان
نہ دیکھی کہیں صورت پہلوان
وے توسن بیژن نامدار
جو دیکھوں تو صحرا میں ہے بے سوار

ہوا تن مرا سخت اندوہگین
کئی دن ہوا وان اقامت گزین
غرض باغم و درد آیا یہان
یہ توسن جو پایا سو لایا یہان

یہ سن کر سخن ہائے بے اعتبار
ہوا گیو بے اختیار اشکبار
یہ سمجھا کہ بیشک ہوا وہ جوان
گرفتار رنج و بلا ناگہان

یہ چاہا کہ گرگین بدکیش کا
کرے خنجر تیز سے سر جدا
کہا لیک گودرز نے پھر یہیں
کہ مت کھینچ اسے تو اب تیغ کین

اسے پیش کیخسرو نامدار
تو جا لیکے اے پور فرخ شعار
وہیں گیو پر باد دل دردمند
یہ گرگین سے بولا بہ بانگ بلند

کہ تو لیگیا تھا مرے پور کو
کہاں گم کیا تو نے ای کینہ جو
کیا تو نے مجھکو تباہ و خراب
کیا جسم و دل سے مرے صبر و خواب

کرے ہے تو اب مکر کی گفتگو
ملاؤں تری خاک میں آبرو
تجھے لیچلوں پیش خسرو ابھی
اوسے اس حقیقت سے دون آگہی

شتابی سے پھر تیغ کین کھینچکر
کروں میں جدا جسم سے تیرے سر
پکڑ بال گرگین کے پھر بعد ازان
اوسے لیچلے وانسے گردنکشان

دو صد تازیانے لگائے ہین
کیا خستہ گرگین کو از روی کین
ہوا نیلگون سر بسر جسم زار
ہوا بس وہ بیہوش انجام کار

کیا گیو لیکر اوسے پیش شاہ
بچشم پر آب و دل کینہ خواہ
کیا عرض اے شاہ گیتی پناہ
مرے سر پہ آئی ایکایک بلا

مرا ہائے تھا ایک نور نظر
کہ وہ شاد تھا جس سے شام و سحر
اوسے کرکے گم آپ آیا یہان
یہ گرگین بدکیش نکبت نشان

کرے ہے یہ گفتار مکر و فریب
کہ سنکر اوڑا اس قرار و شکیب
بجز توسن بیژن پہلوان
نہیں اور بیژن کا ہر گز نشان

پہونچ داد کو میری اے شہریار
کہ گرگین نے مجھکو کیا سوگوار
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
لگا گیو سے کہنے خسرو وہین

کہ گرگین نے تجھسے بیان کیا کیا
سنا تھا جو اوسنے وہ شہ سے کہا
پھر احوال گرگین سے پوچھا تمام
وہ بیہودہ کرنے لگا وان کلام

شہنشہ نے گرگین کو دین گالیان
کیا پھر گرفتار بند گران
کیا شہ نے پھر موبدانکو طلب
کہا دیکھو احوال بیژن کا اب

نظر کرکے وہ طالع وقت پر
لگے کہنے پیش شہ نامور
کہ توران میں ہے زندہ وہ پہلوان
ولے ہے گرفتار بند گران

یہ سنکر کہا شہ نے پھر گیو کو
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو
سو ملک توران میں کھینچوں سپاہ
وہاں جا کے ترکوں سے ہوں کینہ جو

چھڑا لاؤں بیژن کو اب بدمے
کہ آخر تشناسو نکی گفتار کا
نشان پاوین اُسکا تو فہو المراد
تو نوروز کا کیجیو انتظار
ہوا گیو شادان یہ سن کر سخن
یہ کہکر گیا پہلوان اپنے گھر
ہوئے ہر طرف وہ تفحص کنان
گیا گیو با خاطر پر الم
طلب کرکے پہر جام گیتی نما
بہت غور سے تہا نظارہ کنان
سو کشور پہ گھر گہا ران نگاہ
اور اک دخت اُسکی ہی حد ستگذار
مگر چاہ میں قید اور خستہ ہے
وہ بولا کہ اے خسرو نامجو
تہمتن ہے جو پیل افگن و شیر جنگ
ہوا گیو سے نامۂ شہریار
زرہ با بیژن سخن اور آنکھوں میں نم
کہ آرام سے اب وطن میں ہوں
و لے بیژن نامور کا یہ حال
مرا بیژن پہلوان پور ہے
یہ کہکر پھنگ وہ مے دلفروز
جو نزدیک پہونچا یل نامدار
وہ رخت و جواہر مہیا کیا
ہوا رستم گرد کا مدح خوان
پیے بیژن پور گیو دلیر

ملاؤں تجھے تیرے فرزند سے
او سے کچھ بھی زنہار باور نہ تہا
خبر دین ہمیں آنکہ شاد و شاد
کہ جب آوے نوروز و فصل بہار
دعا دی کہ اے سرور انجمن
وہیں پہر سواران پرخاش جو
ولیکن کہیں کچھ نپایا نشان
دل زار بیتاب اور چشم نم
لگا دیکھنے شاہ کشور کشا
سو ہفت کشور شہ خسروان
پڑی جب تو کیا دیکھتا ہی وہ شاہ
کہ نسل کیان سے ہی وہ گلعذار
سلاسل سے بس دست و پا بستہ ہے
شتابی سے پروانگی مجھکو ہو
بنیگا نہ کام اُس سے بس بیدرنگ
شتابان سوے رستم نامدار
فغان کھینچتا تہا بصد درد و غم
یہاں سے نہ زنہار جنبش کروں
ہوا سنکے اے گیو غمگین کمال
مرا دیدۂ زار کا نور ہے
رہے محفل آرا بہم تا سہ روز
تو دو وہیں حکم شہ کا مدار
وہاں تخت زر ایک برپا کیا
کہا تو ہے پشت و پناہ کیان
گوارا تو کر رنج اے نرہ شیر

یہ کہتا تو تہا خسرو پاک دین
کہا شاہ نے پہر کہ اے نامدار
مبادا تو ہووے اگر آگہی
نظارہ کروں جام گیتی نما
جہا نمیں تو رہ جب تلک ہی جہان
روانہ کئے گیو نے چار سو
جو نوروز فرخ ہوا جلوہ گر
جو خسرو نے دیکھا وہ بیقرار
ستارے جو ہیں سات افلاک پر
نشان بیژن نامور کا کہیں
کہ بیژن کو ئیں میں نگونسار ہے
کیا شہ نے پہر گیو سے یہ بیان
نہ اندیشہ کر کہ خدا پر نظر
کہ جاکر چھوڑا لاؤں بیژن کو یان
مرا نامہ لے جا سوے سیستان
اوسے جاکے نامہ دیا شاہ کا
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
بہت میں نے کھینچے ہیں رنج و محن
ترے ورد سے میں جگر خستہ ہوں
تو رکھہ جمع خاطر نکر اضطراب
بروز چہارم بسامان و ساز
گئے اُسکے لانیکو سب پہلوان
بٹہایا تہمتن کو اُس تخت پر
مددگار گردان ایران و بار
کہ تیرے سوا اے یل نامدار

و لے گیو کو تہا نہ ہرگز یقین
پے جستجو بہیج ہر سو سوار
تو مت کیجیو صبر سے دل تہی
کہ دریافت احوال ہو گرد کا
بصد حشمت و دولت و فرو شان
کہ میں جاکے بیژن کی ڈہ جستجو
تو پہر پیش کیخسرو نامور
پریشان دل مضطر و اشکبار
لگے تہے وہ اُس جام میں سربسر
پدیدار ہوتا تہا ہر گز نہیں
بصد رنج و خواری گرفتار ہے
ترا پور زندہ ہے اے پہلوان
کہ آوے رہا ہوکے تیرا پسر
لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
کہ تا آوے یان رستم پہلوان
سب احوال بیژن مفصل کہا
کہ اے گیو میرا ارادہ یہ تہا
نہیں چاہتا دل کہ چھوڑوں وطن
پے کار بیژن کمربستہ ہوں
کہ لاؤں رہا کرکے اسکو شتاب
روانہ ہوا رستم سرفرانہ
وہ آیا تو خسرو ہوا شادمان
وہ بیٹہا تو کیخسرو نامور
بخصم افگنی تو ہے پیل و نہار
نہیں چارہ گر یان کوئی زینہار

زمین بوس ہو کر وہ جنگ آزما — دعا و ثنا کر کے کہنے لگا

اگر سامنے آوے تیر و سنان — ترے حکم سے میں نہ موڑوں عنان

لگا کہنے خسرو کہ ای پہلوان — یلان قوی جنگ جستی ہیں یان

تہمتن یہ بولا کہ اے تاجور — سپاہ گران لیکے جاؤں اگر

نشاباں ہیں اب مثل بازرگان — کروں جا کے تدبیر ایسی وہاں

یہ سنکر ہوا شاد شاہ جہان — مہیا کیا رخت سوداگران

گرانمایہ ہشت او ہم باد پا — وہ اشتر سر اونکے ہر یک بہا

شترہا پر از پرنیان و حریر — تحائف ہر اقلیم کے بینظیر

یلان ہمرہ آنہا ایک ہزار — گئے ہمرہ رستم نامدار

تہمتن نے جب قصد توران کیا — یہ گرگین ز دو سوت اوس سے کہا

تو گرگین کو رستم نے پاسخ دیا — کہ صادر ہوئی تجھ سے ایسی خطا

کیا یہ سخن گرد نے جب بیان — ہوئے پہر گرگین کے زاری کنان

کہ گرگین کو اب شد رہا کیجئے — مرے ساتھ رخصت اسے دیجئے

کہ بیژن رہا ہو کے آوے ادہر — تو جانبخشی اسکی ہی ہو زود تر

ہوا خوش سن اس بات کا پہلوان — ہوا ساتھ رستم کے گرگین روان

تہمتن غرض مثل بازرگان — جہانکا ارادہ تہا ہونچا وہاں

ولیکن ہوا رستم شاد بہر — اقامت گزیں جا کے بیرون شہر

جو رستم نے دیکھا تو آیا شتاب — حضور اسکے کچھ تحفہ لایا شتاب

کئے پیشکش اور کیا عجز وان — نہایت ہی پیران ہوا شادمان

لگا پوچھنے اے خجستہ جوان — تو ہے کون آیا کہاں سے یہاں

رکھوں ہوں میں اے سرور انجمن — متاع گرانمایہ و دلپسند

وہ بولا کہ تو شہر میں جا کے رہ — مرے پاس اب شوق سوداگرہ

ہوئی جبکہ آگاہ پیر و جوان — کہ ایران سے آیا ہی اک کاروان

ہوا گرم بازار سوداگری — ہر اک جنس کے تھے وہاں مشتری

سو رستم گرد آئی دوان — دو دیدہ گہربار نالہ کنان

کہ اے شاہ شاہان روی زمین — ترا ہوں میں ہمسایہ جا کر کمترین

میں اسکام پر چست چالاک ہوں — چہڑا لاؤں بیژن کو اب زود تر

اور تمیں ساتھ لیجا جنہیں چاہے تو — روان لیکے ہو لشکر جنگجو

تو ایسا نہو کہ گماں وہ پیچ و تاب — کرے قتل بیژن کو افراسیاب

کہ آسان ہو یہ کار مشکل شتاب — ملے دست افسوس افراسیاب

جو تیار رخت سامان ہوا — تو رستم روان سوی توران ہوا

پر از جامہاے سہ صد شتر — متاع گرانمایہ پاکیزہ تر

ہمہ دار اشتر القصہ ہمراہ تھے — پر از تحفہ خوب و دلخواہ تھے

وہ پہنے ہوے جامہ کاروان — بنے سر بسر جو بدست ساربان

رہا کرکے ای گرد فرخندہ خو — مجہے لے چل اب اپنے ہمراہ تو

کہ لینا خطا ہی اب اے شوربخت — ترا نام بیشک خداوند تخت

کیا عرض رستم نے پہر لاجرم — حضور شہنشاہ کیوان حشم

یہ رستم کو خسرو نے پاسخ دیا — کہ یہ عہد تونے ہی دل میں کیا

کروں ورنہ گرگین کو بیشک ہلاک — ملاؤں تن اسکا تہ خون و خاک

ولیکن ہوئے قید اوس کے پسر — بحکم شہنشہ بجاے پدر

کوئی شہر پیران ویسہ کا تہا — مقام اونجگہ پیلتن نے کیا

ہوا دل کو جب میل نخچیر کا — سوے دشت اک وزیر آگیا

وہ اسپ گرانمایہ اک جام زر — کہ اس جام میں بیبہا تہے گہر

ولیکن نہ جانا یہ کچھ زینہار — کہ یہ شخص ہی رستم نامدار

یہ پیران کو رستم نے پاسخ دیا — کہ بازارگان ہوں میں ایران کا

ہوا آکے وارد ترے شہر میں — کہ تو صاحب داد ہے دہر میں

نہیں مال کا تجھ سے تیمار کچھ — کسیکو نہیں تجھ سے بیکار کچھ

تب آئے حضور شہ نامور — خریدار و بیاد اسپ و گہر

منیژہ نے یہ جبکہ پائی خبر — ہوئی تب شتابان وہ زینک گہر

کہا یوں کہ اے مرد عالی گہر — تجھے کچھ ہی گودرزیان کی خبر

خبر بیژن نامور کی کہیں — نہ پہونچی مگر سوئے ایران زمین
وہی نوجوان گیو کا پور ہے — پڑا قید مین سخت مجبور ہے
نہیں مجھکو دربار مین شہ کے بار — کسی سے بہی واقف نہین زینہار
نہین گیو گودرز سے آگہی — نہ کر مغز میرا تو ناحق تہی
لگی کہنے یون کھینچ کر ایک آہ — کہ بیچارگی پر مری کر نگاہ
کہ بیچارہ ہون اور ستم دیدہ ہون — پریشان و دلریش و رنجیدہ ہون
سحر دم سے پھر تہمتن دہین — یہ بولا کہ زیر سپہر برین
بیان کر کہ تو کون ہی کیا ہی نام — ہوا زرد کیون عارض لالہ فام
منیژہ ہون ہون دخت افراسیاب — گیا گردش آسمان نے خراب
پھرون ہون مین دربدر بیجا تباہ — لکہا تہا قضا نے یہی سر پہ آہ
وہ اک چاہ تاریک مین قید ہے — ستمدیدۂ چرخ پرکید ہے
کنوئین کے دہن پہ ہے سنگ گران — کیا سنگ کا ماجرا سب بیان
تو پہونچا سکیگی اوسی کچھ طعام — وہ پہونچاتی تہی جس طرحسے مدام
کہ لیجا تو یہ مرغ بریان و نان — رکہی اوسمین اپنی انگوٹھی نشان
وہ خاتم جو رستم کے تہی نام کی — یکایک جو ہاتھ اُس جوان کے لگی
کہ پہرہ وہ زور شب کھینچتا تہا آہ — سبب کیا جو اس دم کیا قاہ قاہ
منیژہ یہ بولی کہ مین نے کیا — ترے عشق مین مال و جان کو فدا
وہ بولی کہ اے گل رخ لالہ فام — کہان سی تو یہ آج لائی طعام
طعام اُس نے تیرے لئے یہ دیا — سنا جبکہ بیژن نے تب یون کہا
یہ پوچھ اُس سے اے مرد زور آزما — تو بیژن کو کیونکر کرے گا رہا
شتابان ہوئی دلسے وہ دلربا — تہمتن سے پیغام بیژن کہا
گئی نصف شب الغرض جب گذر — تہمتن نے اوسوقت باندہی کمر
وہین پر کنوئین کے وہ تہا جو سنگ — دیا پہینک اُسکو اُٹھا بیدرنگ
کنوئین مین جو تہا وہ گرفتار بند — نکالا اُسے ڈالکر پھر کمند
وہ زنجیر توڑی وہین سر بسر — لگا کہنے بیژن سے پھر نامور

کہ ابتک کوئی ہوا چارہ گر — کسی نے نہ بیچارہ کی لی خبر
ہوا پُر غضب رستم نامجو — کہا روبرو سے مرے دور ہو
کہ ہو تم نہین تو اک مرد بازرگان — نہ سردار ہو تم نہ کچھ پہلوان
منیژہ لگی رونے پھر زار زار — ہوئی دیدۂ زار سے اشکبار
نہیں چاہیئے سرد مہری تجھے — نہ کر دور تنگ ار روبرو سے مجھے
یہ آئین ایران سے ہے دور تر — کہ بیچارگان کی نہ پوچھین خبر
پڑا تجھپہ یکبارگی کیا غضب — ہوئی جو گرفتار رنج و تعب
منیژہ لگی کہنے کر کے فغان — کہ کردون حال تباہ مین کیا بیان
محبت سی بیژن کی ہی نامور — پڑی افسر و تخت سے دور تر
کہون کیا مین جوان بیژن کا اب — پڑا ناگمان اُسکے سر پر غضب
بندہے اُسکے زنجیر مین دست و پا — فغان دل سے کھینچے ہی صبح و مسا
دلاسا بہت دیکے وہ پیلتن — لگا کہنے اوس سے کہ اے گلبدن
وہ طور اوسنے رستم سے ظاہر کیا — یہ سنکر تہمتن نے اُس سے کہا
منیژہ نے جا کر دیا جب طعام — ہوا بیژن پہلوان شادکام
کیا قہقہہ دیکھ انگشتری — لگی کہنے وہ وہین وہ رشک پری
وہ بولا رکہے راز کو گر نہان — تو آگے تہے کہین کہون مرجان
دے اب تلک بہی تو ہی بدگمان — بڑا حیف ہی تجھ سا پہلوان
کیا منیژہ نے اُس سے بیان — کہ آیا ہی ایران سی اک کاروان
یقین ہی کہ رستم ہی وہ کاروان — رہائی کو میری اب آیا یہان
کہے تجھ سے جو کچھ تو وہ کیجیو — تغافل کو تو زنہار مت کیجیو
یہ کہکر بفرمان رستم وہان — رہی وہ پری پیکر دلستان
لیے ہفت گردان جنگ آزما — سر چاہ پر وہ دلاور گیا
پڑا سنگ جا کر پس دشت چین — ہلی اُسکے صدمہ سے توران زمین
گرفتار زنجیر پایا اوسے — گلے سے شتابی لگایا اوسے
کہ کھینچے بہت تو نے رنج و تعب — منیژہ کو تو لیکے جا یان سے اب

کرون ایک شبخون مین لیس دم نشاب
اسیری سے بیژن کو کر کے رہا
جو مانند زندان یہان آنکر
چلون ساتھ تیرے میں اے شیر مرد
غرض رستم و بیژن پہلوان
کیا پاسبانکو یکسر ہلاک
ہوا پھر روان رستم نامدار
کنوئین مین جو بیژن گرفتار تھا
تلافی کو بیژن کی آیا مین یہان
پھر اکبار تہمتن نے از روئے کین
ہر اک گرد اک ان مہ جمال
یلان نے کیا جا کے آرام خواب
ہزار اوسکے ہمراہ تھے پہلوان
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
ولے ساتھ میرے نہیں تاب جنگ
دلیری و مردی و جرات مری
ہوا اسکے شرمندہ افراسیاب
دلیرانہ تم گرم پیکار ہو
سنی جب یہ اودل نے گفتار شاہ
تہمتن نے لیکر وہین گرز و تیغ
ہوا جب میدان مین کچھ کامیاب
کئے کشتہ و خستہ صد ہا ہزار
سنا جبکہ یہ مژدہ دل نواز
گیا جب کہ نزدیک درگاہ شاہ
دعا و ثنا کی تہمتن نے بھی

بسوئے شبستان افراسیاب
دلیرانہ ساتھ اپنے اب لیگیا
شبا شب ہوا جو کہ رہ سپر
کرون جلکے تورانیا نسے نبرد
سوئے قلعہ با ہفت جنگ آوران
گئے قلعہ مین پھر وہ بیخوف و باک
سو خانہ شاہ توران دیار
ہوا بند سے آج یارے رہا
مرا نام ہے رستم پہلوان
سر تخت اک گرز مارا وہین
شبستان سے لیکر گیا خوشحال
ولیکن دم صبح افراسیاب
نبرد آزمایان جنگ آوران
تہمتن نے کھینچا بہت انتظار
مگر کچھ نہیں ہو تجھے عار جنگ
بہت آزمائی سپہ نے تری
سوار ہو کے بولا یہ کر کے عتاب
کہ یہ بیژن و رستم جنگ جو
ہوئے حملہ آور سوئے رزمگاہ
کئے قتل ترکان بہت بیدریغ
گیا سوئے چین وانسے افراسیاب
پھر آیا بفتح و ظفر نامدار
ہوا شاد کیخسرو سرفراز
تو آکر جہاندار گیتی پناہ
شہنشہ کی لایا بجا بندگی

کہ تا اسکو معلوم ہووے یہ سخن
وگرنہ کہین گے یہ تورانیان
لگا کہنے یون بیژن نامدار
کیا منع ہرچند رستم نے پر
زروئے دلیری نہ تابان ہوئے
سپہ ساتھ اونکے ہوا گرم کین
یہ آواز دی جا کے دہلیز پر
ذرا سوچ دل مین کہ جو اسقدر
یہ آواز سن کر بصد اضطراب
پھر اک تازہ زین پر بکھرہ کو
سوا اسکے کشتی پہ پھر گان
سپہ لیکے آیا پے کارزار
مبارز لگا کرنے رستم طلب
کہا پھر کہ اے شاہ افراسیاب
کئی بار دیکھا ہے تونے مجھے
زبون سخت ہین مجھ سے تیرے گروہ
کہ اے نامداران توران زمین
نہ جانبر ہوون میدان سے اب زینہار
سواران توران ایرانیان
ہوئے کشتہ تورانیان بیشتر
گیا اسکے دنبال رستم دوان
زر و مال و اسباب افراسیاب
گئے پیشوا نامداران تمام
تہمتن کو با صد خوشی لیگیا
منیژہ بھی اور بیژن پہلوان

کہ آکر یہان رستم پیلتن
کہ نامرد تھا رستم پہلوان
نجاؤن تجھے چھوڑ کر زینہار
گیا ساتھ رستم کے وہ نامور
مقابل وہان پاسبانان ہوئے
ولیکن ہوئی کشتہ یکسر وہین
کہ سن لے تو اے شاہ بیہودہ گو
روا کون رکھتا ہے داماد سے
گریزان ہوا شاہ افراسیاب
پھر اوان سے لیکر وہ ناجو
گئین آپ ہمراہ ایرانیان
ہوا اسکے رستم بھی دونون ہی سوار
کہ ہو ہمنبرد اسکے کوئی اب
اگرچہ تری فوج ہے بیحساب
کروں مین نے تنہا ہزیمت تجھے
تو آیا عبث یان پے کارزار
یہ ہے رزمگہ جائے عشرت نہیں
نہ ایران کا زندہ رہے اک سوار
ہوئے گرم پیکار آکر وہان
رہے غالب ایرانیان سربسر
دو فرسنگ مانند شیر ژیان
گیا لیکے پھر سوئے ایران شتاب
ہوئے دیکھکر اسکو شاد کام
ثنا خوان ہوا رستم کردگار
گئے جب حضور شہ خسروان

ہوا شاد کیخسرو پاک دین | ہوئے گیو و گودرز بھی خوش وہین | ہوا دور خاطر سے اندوہ و غم | لگے رہنے مسرور و خرم بہم
ہوئی ختم بیژن کی اب داستان | سنو قصۂ برزوِ پہلوان

جنگ کردن برزو با رستم و رسیدن افراسیاب در ایران و رفتن کیخسرو بمقابلہ او با فوج گران و شکست خوردن افراسیاب و باز رفتن بہ طرف توران

جو ناکام ہو کر بصد اضطراب | سوئے چین گیا شاہ افراسیاب | تو آیا نظر راہ میں اک جوان | تنومند مانند پیل دمان
کہ اے بادشہ ہوں میں وہ پسر | نہیں جانتا لیک نام پدر | سنا ہے یہ ماں سے کہ اک روز یاں | کہیں اک سوار آگیا ناگہاں
ہوا آن کے وہ طلبگار آب | پلایا اُسے پانی اُسنے شتاب | ہوئی اُسکے دل میں غالب ہوس | جوان نے کیا اُسکو ہمخواب بس
روانہ ہوا یاں سے برزہ سوار | بحکم خدا یہ ہوئی باردار | خدا جانے تھا کون وہ پہلوان | نہیں اُسکا معلوم نام و نشان
جو پیدا ہوا میں تو شاہنشہا | مرا نام مادر نے برزو رکھا | جو دیکھا اوسے شاہ نے بیلتن | رواں ساتھ اُسکے کیا یہ سخن
مرا ایک دشمن ہے رستم بنام | دلیری و مردی میں مشہور عام | مجھے تخت اب اُسنے عاجز کیا | پراگندہ خاطر ہوں صبح و مسا
اگر یہ نہ ہووے تو جرأت نہیں | کہ ہو گرم کین فتح ایران میں | گماں ہے یہی مجھکو ہنگام جنگ | تہمتن کے ہاتھوں سے ہوں تنگ
سنا جب یہ برزو نے تب یوں کہا | کہ افسوس صد حیف شاہنشہا | تو اک گرد سے ہے زبون سقدہ | ترا ہائے دل میں ہے خوف و خطر
نگا کہنے سالار عالی وقار | وہ یکتن ہے مانند یکصد ہزار | توانائی اُسکی بیاں کیا کروں | بجا ہے اگر کوہ آہن کہوں
نہ اُس پر ہو گرز دستاں کارگر | نہ ہرگز کرے تیغ و ناوک اثر | یہ سنکر ہوا خندہ زن وہ جوان | کیا شاہ سے اُسنے پھر یوں بیاں
کہ میداں میں جب دم ستیزہ کروں | تو صد کوہ آہن کو ریزہ کروں | سپر تیری اور تو بھی نامرد ہے | کہ دل میں تہمتن سے پُر درد ہے
نہیں ہے اگر رزم کی تجھکو تاب | رکھا نام کیوں شاہ افراسیاب | نہیں تجھکو شایاں ہے تاج شہی | نہیں تجھکو زیبا کلاہ مہی
یہ سنکر ہوا منفعل بادشاہ | ہوا اُس سے خواہانِ امدادِ شاہ | کہا یوں کہ گر کشتہ ہوا نوجوان | ترے ہاتھ سے رستم پہلوان
تو دوں تجھکو میں دخترِ مہ جبین | کروں تجھکو سالار اقلیم چین | قسم کھا کے برزو نے پیشِ شاہ | کہا یوں کہ اے شاہ خورشید جاہ
شہ چین کو اور شاہ ایران کو | کروں بند میں تجھکے یکبار جو | لگا کہنے اب آگ ایران میں | کروں خوں رواں زابلستان نیز
ہوا شاد یہ سن کے افراسیاب | سو خانہ برزو کو لایا شتاب | سپہ دہ زخیل و اسپان زین | دو صد نازنینان با چین جبین
زر و افسر و گنج و لشکر دیا | سرافراز برزو کو اُسنے کیا | ہوا شاد برزو بھی گردن فراز | جہاں میں ہوا الغرض بے نیاز
وے اُسکی ماں دوڑی آئی وہاں | کیا آکے برزو سے اوسنے بیاں | کہ یہ دولت و جاہ ہے کا وبال | اور تھا جاہ و دولت کا جی سے خیال
تہمتن سے عہدہ برائی نہیں | تجھے تاب جنگ آزمائی نہیں | وہ قاتل ہے دیوان خونخوار کا | نہ کر قصد تو اُس سے پیکار کا

کئی بار دی شہ کو اُسنے شکست
کیا نامداران توران کو پست

وہ بولا کہ رستم سے ہون زور مند
مرے آگے ہے پست پیل بلند

تو ہے کودن محض اور بے ہنر
نہ کھو مفت جان عزیز اے پسر

نہ لیکن ذرا لایق کار تھے
موافق نہ برزو کے زنہار تھے

طلب کر کے مردان صاحب ہنر
یہ بولا کہ برزو کو اب زود تر

اٹھارہ جوانان زور آزما
لگے کرنے تعلیم صبح و مسا

بہ نبرد سر پنجۂ نامجو
زبون روز کرتا تھا استاد کو

جو اُستاد ہین میرے ہنر دہ پہلوان
کہ تو انہین ماندہ لاؤن یہان

کہ ہے راستی کا کچھ اس مین فروغ
یہ گفتار ہے یا سراپا دروغ

درشت و تنومند چست و دلیر
حضور اُسکے اک پشہ ہے پیل و شیر

ہوا شاد یہ سن کے افراسیاب
دیا گنج برزو کو پھر بیحساب

کہ ہون مین شتابی یہان سے روان
سوی خسرو و رستم پہلوان

ہوا شادمان شاہ توران دیار
طلب کر کے پھر تخت گوہر نگار

کہا نامدارون سے پھر یونکہ اب
کرو اسکی فرمانبری روز و شب

ہوا شہ سے رخصت یل شیر مرد
بہت لیکے سامان جنگ و نبرد

عقب تیرے مین بھی بصد فر و شان
پہونچتا ہون لیکر سپاہ گران

گئے پھر یہ برزوے نامدار
سواران جنگی لیے دہ ہزار

گئی سوے ایران یہ جب دم خبر
تو بولا یہ کیخسرو نامور

تعجب کہ اب وہ بھی ایرانیان
برائے وغا سوے ایران روان

کیا شہ نے رخصت بصد فر و شان
روانہ سوئے ہیر و نام آوران

عقب اُنکے شہ بھی بصد کر و فر
جہاندار کیخسرو نامور

ہوئی اک شب و روز جنگ کلان
کہ جسکا نہین ہو سکے کچھ بیان

فریبرز اور طوس میدان مین
جو آئے مقابل تو اک آن مین

ہوا شادمان شاہ توران دیار
ہوا غمزدہ خسرو نامدار

ہوا پر غضب رستم پہلوان
لگا کہنے اے خسرو خسروان

تو ان نامدارون کے حصے نہین
دلیری مین ان کے قرو فر نہین

دیا پاسخ اُس نے کہ وہ شیرزاد
ہنر پہلوانی کے رکھتا ہے یاد

یہ سنکر گیا پیش افراسیاب
سلاح و سلب کے لایا شتاب

نئے اور تیار انجام کار
مہیا کیے بعد ازان شہریار

ہنر پہلوانی سکھلاؤ سب
کرو کوشش و جہد ہر روز و شب

بعلم و ہنر وہ یگانہ ہوا
سر سروران زمانہ ہوا

غرض یہ برزوی پہلوان ایک روز
لگا کہنے اے شاہ گیتی فروز

سنی شاہ توران نے یہ بات جب
لگا پوچھنے پہلوانون سے تب

وہ بولے شہا برزوے پیلتن
نہین آدمی ایکسے اہرمن

شب و روز برزو کو ہے میل رزم
غرض رزم کو وہ سمجھتا ہے بزم

لگا کہنے برزو کو اے بادشاہ
مرے ساتھ کیجیے تعین سپاہ

یہ خسرو ہے اور نہ رستم بجا
کرون تجھکو ایران کا فرمانروا

یہ بولا کہ اے برزوے نیکبخت
تو با صد طرب بیٹھ بالائے تخت

وہ بیٹھا جو بالائے زرین سریر
تو یکسر ہوئے گرد فرمان پذیر

یہ بولا سپہدار توران دیار
کہ رہنا شب و روز تو ہوشیار

وہ سردار جنگ آور و ذو الکرام
کہ ہومان تھا اور بارمان جسکا نام

شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان
سپہدار با لشکر بیکران

کہ گردان ایران جو کرتی تھی عزم
نہوتی تھی ترکونکو پھر تاب رزم

فریبرز اور طوس کو پھر شتاب
پے جنگ گردان افراسیاب

سواران جنگی و مردان کار
گئے ساتھ اُنکے وہ دہ دہ ہزار

فریبرز اور طوس کی فوج جب
گئی سامنے فوج برزو کے تب

ہوئی فوج ایران کو آخر شکست
سواران ایران ہوئے چیرہ دست

اور اُٹھا زین سے برزو نے لیگیا
یہ بند گران اونکو بستہ کیا

طلب رستم نامور کو کیا
یہ احوال خسرو نے اُس سے کہا

تو رکھ جمع خاطر کہ جاؤن شتاب
سوے پہلوانان افراسیاب

فریبرز اور طوس کو کر رہا
ترے پاس لاؤن بفضل خدا

گئی نصف شب تھی کہ پہنچا وہان
اسیران بند بلا تھے جہان

سر تخت زرین ہی افراسیاب
خوشی سے پیے ہی پیالی شراب

فریبرز اور طوس بھی پیش تخت
کھڑے ہین بندھی دست بازو بہ تخت

ہمہ تن کو پہرے گئے مردمان
کہ منظور تھا جنکا رکھنا جہان

اٹھا ایک کو اپنی پھر پشت پر
شتابان ہوا رستم نامور

یہ کہکر گیا رستم جنگجو
دے لیگیا ساتھ گستہم کو

یہ سمجھا کہ برزو کی خرگاہ ہے
جو دیکھا تو بیٹھا وہان شاہ ہے

چپ و راست با خاطر شادمان
نشستہ ہین پیران و برزو وہان

یہ کہتا ہی انکو وہ کمبخت شاہ
کہ کردن قتل مثل سیاوش بگاہ

نگہبان جو غافل ہوا تے وہین
تہمتن نے کھینچا نہ تیغ کین

اوٹھا دوسرے کو وہ گستہم یل
سراپردہ سے وہین آیا نکل

وہ بندِ گران زور سے سر بسر
شکستہ کیے یکطرف بیٹھ کر
غرض با دلِ خرم و شادمان
گئے پیش خسرو وہ نام آوران

سراپردہ مین شاہ توران کے
یہ جو چاہوا کوئی گرد آن کے
وہ بن بھی جو تھے یان اونہین لگ گیا
سپہ دار سن کر یہ کہنے لگا

کہ وہ گرگ ہوگا تہمتن مگر
اسیرون کو جو لے گیا آن کر
دمِ صبح کہا کر بہت پیچ و تاب
لگا کہنے برزو سے افراسیاب

کہ لیکر سپہ جا سوے رزمگاہ
نہیں آن کر برزو کینہ خواہ
[illegible]
[illegible]

سنا جبکہ خسرو نے شور و فغان
کہا تب کہ اے رستم پہلوان
تو برزو سے اب جا کے ہو گرم جنگ
یہ سنکر گیا پیلتن بے درنگ

نظر کرکے برزو کی ترکیب کے
قرین تجربہ ہوا جنگ جو
نعرہ زن جا کے مانندِ شیر
کہ جائے تہمتن مین آیا دلیر

ترے سر کو توڑون ابھی گرز سے
سمجھو نہ کم مجھکو البرز سے
لگا کہنے برزو کہ اے پہلوان
تو ہے پیر دیرینہ مین ہون جوان

بجا ہے کہ سیکھو نہیں تجھ سے ہنر
مرے ساتھ مت تند ہو اسقدر
اگر تو ہے آتش تو مین بھی ہون آب
نہین آب کے آگے آتش کو تاب

یہ کہکر وہین ہاتھ میں لی کمان
خدنگ ایک ڈالا سوئے پہلوان
تہمتن نے ایک تیر مارا وہین
ہوئے اسطرح دیر تک گرم کین

بپا ہے ہوئی بارش تیر پر
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر
بہم پھر ہوئے لیکے گرز گران
نبرد آزما ہر دو جنگ آوران

بہت دیر تک ضرب پر ضرب تھی
آئی قیامت تھی یا حرب تھی
ہوئے گرز پر خم مثال کمان
ہوا مین کشتی و نہین جدا از ان

کیا زور اتنا پکڑ کر کمر
کہ ٹوٹا دوال کمر سر بسر
طرح شیر غرندہ کے کرکے شور
پھر اک گرز برزو نے مارا بزور

تہمتن نے جانا بڑا ایک کوہ
ہوا ضرب سے گرز کی بس ستوہ
ہوا دست بے کار ٹوٹی سپر
ہوا پر الم رستم نامور

ولے از رہ عقل و فہم و ذکا
تہمتن نے کچھ طرح ایسا کیا
نہ برزو پہ ہرگز ہوا آشکار
کہ خستہ ہوا دستِ جنگی سوار

تہمتن سے برزو یہ کہنے لگا
تعجب ہے اے گرد جنگ آزما
کہ لگتا مرا گرز کا کوہ پر
تو بس ریزہ کرتا اُسے سر بسر

ترے دست و سر کو نہ زخمی کیا
یہ سنکر تہمتن نے اُس سے کہا
مجھے رنج کیا ہو ترے گرز سے
کہ ہون سخت تر کوہ البرز سے

یہ برزو نے اندیشہ دل مین کیا
سبادا کہ یہ گرد و زور آزما
رہا اب کرے زخم گرز گران
خطا ہے اگر اب ہو غافل یہان

پر اتنے مین آخر ہوا روز تب
لگا کہنے برزو سے رستم کو اب
ہوئے اسپ عاجز ہوا وقت تنگ
رکھو روز فردا پہ موقوف جنگ

بہم جب پذیرا ہوا یہ سخن
تو پھر برزو و رستم پیلتن
گئے رزمگہ سے سو خیمہ گاہ
ہوئی جا کے آسودہ یکسر سپاہ

جو برزو گیا پیش افراسیاب
تو بولا کہ اے شاہ عالیجناب
تکبر مجھے زور پر اپنے تھا
و لیکن نہ اک گرز زور آزما

مقابل ہوا مجھسے آج آن کر
کہ تھا سنگ فولاد سے سخت تر
تن سخت پر اُسکے ہنگام جنگ
ہوا کارگر کچھ نہ زور خدنگ

نہین دسکو بیکار سے خوف و بیم
مرا دل ہے اس پہلوان سے دو نیم
نہیں مجھکو معلوم یہ زینہار
ملے خاک مین کون انجام کار

یہ گفتار کرتا تھا برزو ادھر
کہ جسکا بیان اب ہوا سر بسر
ادھر پیش خسرو جو رستم گیا
تو باچشم تر خسرو سے کہنے لگا

مرے ہاتھ کو آج پہنچی شکست
نہ ہرگز رہا زور بازو و دست
مجھے سخت برزو نے عاجز کیا
نہیں مجھکو مقدور پیکار کا

نہیں اور آتا نظر کوئی مرد
کہ ہو برزو گرد کا ہم نبرد
فرامرز میرا دلاور پسر
یہان اے جہاندار ہوتا اگر

تو برزو سے لڑتا بہ تیغ و سنان
روانہ کرون تجکو ہندوستان
یہ سنکر نہ کچھ شہ نے پاسخ دیا
جو تابان ہو خورشید وقت پگاہ
نہیں مجھکو زنہار کچھ خوف جان
ہمارے ہی قالب مین جبتک ہے جان
مقابل ہی ہوون با تیغ و گرز و خدنگ
سوا اسکے جتنے ہین گردن فراز
دگرگون ہو ننگ زمانہ اگر
ملے رستم گرد جنگ آزما
تمھاری تو اسوقت تیار کر
بلاؤن میدان جاکے سیمرغ کو
دلیران ایران یہ سن کر خبر
نہ ٹھہرے یہان گر تو ای پہلوان
تہمتن نے پھر با دل دردمند
مجھے صبح میدان مین آن کر
ہوا زخم کاری سے بیکار مین
پھر اسکے مین پہونچی خبر یہ وہان
بغل مین لیا پیلتن نے وہین
تو پہونچی مجھے راہ مین یہ خبر
فرامرز سے جب سنا یہ سخن
دم صبح پھر برزوے کینہ ور
فرامرز سے رستم پیلتن
پھر برزو سے کہا کہ ہو نیک مرد
جو دیکھا تو گرگین ہے ان گرم جنگ

ولیکن وہ ہی سوی ہندوستان
بلاؤن فرامرز کو اب یہان
تہمتن کو بس وہین رخصت کیا
تو برزو سی مین جا کے ہون رزمخواہ
نہ میدان سی موڑو نہین ہرگز عنان
سو ہی جنگ کیون شاہ لاوے عنان
کرون غرق خون مین اسے بیدرنگ
دلیرانہ ساتھ اُسکے ہون رزمساز
تو جو دل مین آوے کرے نامور
سراپردہ مین جبکہ اپنے گیا
کہ ہون صبحدم مین شتابان اُدہر
شتابی ہون سیمرغ سی چارہ جو
دوان پیش رستم گئے سربسر
تو قایم رہے پھر نہ کوئی جوان
کہا یون کہ زیر سپہر بلند
کرے جب طلب برزوے کینہ ور
سو خانہ جاتا ہون ناچار مین
کہ آیا فرامرز جنگی جوان
دیے بوسے بالائے چشم و جبین
کہ برزو پہ لیکے آیا ادہر
لگا کہنے تب رستم پیلتن
پکارا سوے رزمگہ آن کر
یہ بولا کہ اے مرد لشکر شکن
ہوا تہا جو کل تجہ سے گرم نبرد
ولے دور سے ڈالتا ہے خدنگ

وہ چیپال ہندی سے ہو گرم جنگ
نہ پہونچے فرامرز یان جبتلک
گیا جبکہ رستم تو آشفتہ ہو
سنان سے کرون سفتہ اُسکا جگر
کہا سنکے گودرز نے یہ سخن
مبارک ہے گشتہ شب و روز بزم
کرے جنگ برزو سے گیو دلیر
یقین ہے کہ گردان خواہان کین
کہا شہ نے گودرز سے اسطرح
زوارہ سے بولا کہ اے بھائی جان
پہونچکر وہان زال زر سے ملون
زوارہ نے سب سے کیا یون بیان
لگا کہنے ہر اک اے پیلتن
ذرا یان سے جنبش نہ کر زنہار
بسر ہو گیا بس مرا وقت جنگ
کرون جنگ کیا دست بشکستہ سے
یہ سنکر لگے رونے سب نامدار
ہوا درد دل سے الم سربسر
فرامرز بولا کہ اے پہلوان
یہ سنکر وہان سے ہوا مین دوان
تو آرام کر جا سوئے خیمہ گاہ
کہ آئے مرے سامنے کوئی مرد
فرا سربسر لیکے ساز و یراق
دیا سب نشان جنگ برزو کا
فرامرز پھر پیش خسرو گیا

یہ دل مین ہی اک گرد کو بیدرنگ
بہم جنگ موقوف ہو تب تلک
لگا کہنے یون خسرو نامجو
ملاؤن تہ خاک خون سربسر
کہ اے خسرو خسروان زمن
کہ حاضر مین بندہ ہے جنگ و رزم
ستیزندہ بیژن ہو مانند شیر
کرین جاکے برزو بزیر زمین
کہ مین نے کیا اب بیان جسطرح
ارادہ ہے میرا سوے سیستان
سر دوست کا اپنی درمان کرون
کہ ہے عزم رستم سوی سیستان
ترے ہی سبب سے ہے یہ انجمن
یہان رکھہ تو پائے ثبات استوار
فلک نے کیا مجھکو اب جان سے تنگ
بنے کام کیا زخمی و خستہ سے
تہمتن بھی اُسدم ہوا اشکبار
ہوا شاد رستم اوسے دیکھہ کر
ہوا اپنی جو ہندوستان سے روان
غرض کر کے یلغار پہونچا وہان
کہ تا دور ہو سربسر رنج راہ
گیا سن کے گرگین برائے نبرد
تو جا سوئے میدان بر امساق
سوار الغرض رخش پر ہو گیا
خوشی سے زمین بوس حاصل کیا

کہا شاہ نے یون فرامرز کو
شتابی تو برزو سے ہو جنگ جو

روان کرکے توسن یل زورمند
یہ برزو سے بولا بہ آہنگ بلند

فرامرز تہا بسکہ چون فیل و شیر
درشت و تنومند چست و دلیر

سو جنگ آیا تو با صد طرب
مگر سیر ہے جان سے اپنی تو اب

ترے ساتہہ مین کرکے کل کارزار
کیا جب ہوا راز بادہ خوار

سنی اُسکی برزو نے آواز جب
لگا کہنے جی مین کہ ہے یہ غضب

ولیکن جو دیکہون ہون کرکے غور
تو پاتا ہون آواز و ترکیب اور

ہوا کشتہ یا خستہ شاید وہ مرد
کہ دیروز تہا جو مرا ہم نبرد

فرامرز بولا کہ دیوانہ ہے
تمیز و خرد سے تو بیگانہ ہے

یہ کہکر دیے سب نشان نبرد
یہ سنکر ہوا غرق حیرت وہ مرد

وہ بولا کہ ہون رستم پہلوان
مقابل نہیں میرے شیر ژیان

سنا جبکہ نام یل ارجمند
تو برزو ہوا سخت اندیشہ مند

بیاپے جو کی ضرب بالائے سر
تو ہرگز نہ فرصت ملی اسقدر

ہوئی ریزہ ریزہ جو اُسکی سپر
پریشان ہوا زخم سے مغز سر

اُسے کشتہ کرنا نہ دشوار تہا
ولے یہ نہ منظور زنہار تہا

ہوا گرچہ برزو وہا سیر کمند
وے شاہ توران ہوا دردمند

ہوئے حملہ آور جو تورانیان
تو پہونچے اُدہر سے بہی ایرانیان

بدست دگر گرز کوبان تہا وان
چپ و راست چون تیغ آہن گران

تہمتن نے اندیشہ دل مین کیا
کہ برزو مبادا کہیں ہو رہا

سوارون نے جب فراوان کیا
بہت زور برزو نے بہی دان کیا

کر نجے مین دو شیر کے تہا اسیر
کہ دونون تہے یل نگون و شیر گیر

کمند اب بھی دیکے ہو گرم جنگ
تو کر قافیہ جاکے ترکون پہ تنگ

ہوا دشت مین اسقدر کشت و خون
کہ دامان صحرا ہوا لالہ گون

ہنگام شب نزد افراسیاب
کہا جاکے پیران نے شاہ با شتاب

ہوا شاد کیخسرو نامور
لگی تہنیت دینے فتح و ظفر

اب دا لگہ گرگین ہو کشتہ وہان
یہ سنکر شتابان ہوا پہلوان

نہیں ہم نبرد اپنا جوان یہ سوار
تو اب آنکر مجہہ سے کر کارزار

ہوا شست برزو سے دیکہکر
ولیکن یہ بولا کہ اے کینہ ور

فرامرز بولا کہ اے کینہ خواہ
دیروزہ کو ہے رزمگہ بزم گاہ

کیا تجکو باعیش و عشرت سحر
مجہے اُس خوشی کا ہی ابتک اثر

کہ اسپ براق و لباس جوان
وہی ہے جو دیروزہ تہا بیگمان

نہیں گر دو دیروزہ ہے یہ مگر
تو بولا وہین برزو کینہ ور

وہ ہرگز نہیں تو ولے تیرے پاس
مقرر اُسیکا ہی یہ سب لباس

وہی ہون کہ تجکو کیا تہا زبون
کرونگا غرض آج مین غرق خون

لگا کہنے پہر یون فرامرز کو
ترا نام کیا ہے یل نامجو

مرا کام فیل افگنی ہے مدام
بجز جنگ شیران نہیں اور کام

فرامرز نے لیکے گرز گران
کیا سخت برزو کو تا جنبد وہان

کہ برزو کو دے زخم او سپر رہا
حفاظت مین اپنی وہ مصروف تہا

زمین پر گرا برزوے زورمند
فرامرز نے پہر رہا کی کمند

یہ چاہا کہ لیجائے کرکے اسیر
حضور خداوند تاج و سریر

سوارون سے بولا یہ افراسیاب
دلیرانہ ہو حملہ آور شتاب

سنو زور دست یل ارجمند
کہ اک دست سے کہینچتا تہا کمند

ہرانے مین پہونچے بجانب باد
سو رزمگہ رستم شیرزاد

رہا کر دہین دست چپ سے کمند
کیا اوس نے برزو کی گردن کو بند

بہت سخت زور آزمائی ہوئی
نہ برزو کو لیکن رہائی ہوئی

تردا رہ نے دو مین فرامرز کو
کہا یون کہ اے گرد پیکار جو

کمند اُسکو دیکر وہ مرد دلیر
ہوا گرم پیکار مانند شیر

غرض ٹہر تا بان ہوا جب نہان
گئے تب سوئے خیمۂ جنگ وران

تو اب با سپہ ملک توران کی راہ
یہ سنکر روانہ ہوئی سب سپاہ

لے قتل برزو ہوا حکم شاہ
ہوئے پہلوان رستم نیک خواہ

ہوا پیش خسرو شفاعت کنان
سرخون سی گذرا وہ شاہ جہان
لگا کہنے رستم سے پھر شہریار
کہ برزو کو لیجا تو اے نامدار
سو خانہ رستم اُسے لیگیا
فرامرز سے پھر یہ کہنے لگا
کہ لیجا اسے سوی زابلستان
وہ برزو کو لیکر ہوا پس روان
رہا بند سے پھر نہ اکرم کیا
گرفتار زنجیر اُس کو رکھا

خبر یافتن شہرو مادر برزو از گرفتاری برزو و آمدن در ایران برائے رہائی برزو و اظہار کردنش از رستم کہ برزو نبیرہ تست

جو برزو کی ماں نے سنی یہ خبر
تو ایران مین آئی وہ خستہ جگر
اُس آشفتہ خاطر کا شہرو تھا نام
پسر کی جدائی سے غمگین مدام
نہ برزو کو پایا جو ایران مین
تو وان سے گئی زابلستان مین
زن مضطرب خانہ پیل تن
رہی تھی وہان اُس سے با مکر و فن
ملی مادر برزو سے نامور
کیا اُسکو راضی بہت دیکے زر
ہوئی نسبت خواہری پھر بہم
دونو راس محبت کا تھا دمبدم
یہ شہرو نے اُس سے کہا ایکروز
کہ ای مہربان خواہر دلفروز
تو پہونچا سکے پیش برزو اگر
تو بھیجوں طعام آج تیار کر
وہ بولی کہ لا خواہر نیکنام
دیا اُسنے دو مین کا کر طعام
رکھی اوس نے انگشتری تھی نہان
کہ معلوم برزو کو ہووے نشان
وہ جب لیگئی پیش برزو طعام
ہوا دیکھ انگشتری شادکام
لگا کہنے بھیجی ہے کسنے یہ چیز
وہ بولی کہ ای مرد صاحب تمیز
زن نیکبخت آئی اک مین سے
یہ سنکر لگا کہنے برزو اوسے
یہ ہی میری ماں ہو نہیں سکا پسر
تجھے دوست اپنا یقین جان کر
کیا مینے یہ راز پنہان عیان
ولیکن تو سینے مین رکھیو نہان
درون طعام ایک سوہان تو لا
بریدہ کرون تاکہ زنجیر پا
تو پھر لا سہ رہوار تازی سمند
بہنگام شب زیر کاخ بلند
مرا کھینچا آن کر انتظار
کہ ہونگا روانہ مین ہوکر سوار
پھر آئی وہ زن وانسے با صد طرب
کہا آکے شہرو سے احوال سب
بہت مال شہرو نے لا کر دیا
بہت اُسکو ممنون احسان کیا
گئی لیکے سوہن وہ برزو کے پاس
نہ لائی ذرا دل مین بیم و ہراس
سہ شبدیز بہی سکو لائی وہان
کہ برزو نے اُسکو کہا تھا جہان
جب آیا وہان برزوی نامدار
تو اسپان رہوار پر ہو سوار
وہ شہرو وہ زن اور برزو وہین
شتابان ہوئے سوی توران زمین
سوی راہ بیرہ ہوئے رہ سپر
کہ کم تھا اُدہر مردمان کا گذر
ملا راہ مین رستم نامور
پڑی جبکہ برزو پہ اُس کی نظر
لگے کرنے اُس دشت مین کارزار
تہم برزو و رستم نامدار
کئے زخم باہم رہا بیشتر
نہ لیکن ہوا ایک بہی کارگر
رکہی جنگ موقوف انجام کار
لگا کہنے برزو سے وہ نامدار
کہ کیونکر ہوا بند سے تو رہا
سب احوال برزو نے اُس سے کہا
زن مطرب خانہ پہلوان
وہ بولی گنہگار ہون بیگمان
جو کچھ جی مین آوے سو دیجے سزا
کہ مجہہ پہ ہے ہرگز نہ ایذا روا
پھر اُسوقت آ رستم نیکنام
اگر سنہ ہون کچھ مجکو دیجے طعام
پذیرا کیا گرد نے یہ سخن
گیا ایک گوشہ مین پھر پیل تن
کیا طلب اوسنے دستارخوان
یہ بولے تہمتن سے شہرو یہان
مبادا جو برزو روان ہو شتاب
تو خسرو کو کیا دیجیگا جواب
تہمتن یہ بولا کہ مین کیا کرون
نہین مجہہ سے ہوتا ہے برزو زبون
ملا کر وہ مین زہر بھیجا طعام
وہ لے پیش برزو جو پہونچا طعام
تو شہرو نے اُسکو نہ کہانے دیا
نہ نزد نہاد اپنی زبان پہ رکھا
زن مطرب خوبرو بد سیر
ہوئی کہانے کی خود عازم رہ سپر

ہوا خشمگین برزوے نامدار — لگا کہنے اے رستم باوقار
ہوا تجھ سے جو کام بسر زنان — نہین یہ سزاوار نام آوران

سفید اب محاسن ہوئی تیرہ سب — نہین شرم لیکن تجھے ہی غضب
ہوا شرمگین رستم نامور — خجالت سے ہرگز اوٹھایا نہ سر

نہ ہرگز دیا کچھ جواب سخن — لگا کہنے برزو کہ اے پیلتن
اگر مرد تو ہے تو اوٹھ کر نبرد — یہ سنکر اوٹھا رستم شیر مرد

دلیرانہ وہ دونون یل سرفراز — ہوئے لیکے گرز گران رزمساز
بپایے ہوئی گرز باہم روان — ہوئے سست بازوے جنگ آوران

بہت جہد گرچہ کیا وقت کار — نہ لیکن گرا زین سے کوئی سوار
ہوا میل کشتی او نہین پہلوان — خرود آئے گھوڑے سے وہ پہلوان

دوال لجام سمند ان ہین — کرے کیا بستہ اژدرے کین
لگے زور کرنے بجوش و خروش — بہنگام کشتی ہوئے سخت کوش

ہوئے پھر وہ اسپان ہم رزمساز — مثال دلیران گردن فراز
تہمتن کے تونے وقت ستیز — روان جب کیا زخم دندان تیز

تو برزو کا بھاگا وہین بادپا — وہ برزو کو بھی کھینچکر لے چلا
یہ تھی خواہش برزوے رزمساز — کہ چھوڑے ذرا رستم سرفراز

کرون تاکہ پامال اسپ کو زودتر — ولیکن نہ رستم نے چھوڑی کمر
زمین پر گرا برزو انجام کار — شتابی سے پھر رستم نامدار

چڑھا اُسکے سینے پہ تا بیدریغ — کرے اُسکے سر کو جدا کھینچ تیغ
وہین مادر برزوی پہلوان — لگی کہنے رستم سے کرکے فغان

کہ سہراب کا یہ جوان ہے پسر — نبیرہ یہ تیرا ہے اے نامور
تو برزو کو مت قتل کر زینہار — ذرا دل مین کر خوف پروردگار

وہ بولا کہ باطل ہے تیرا سخن — یہ بولی کہ اے رستم پیلتن
گرانمایہ خاتم زرناب کی — نشانی مین رکھتی ہون سہراب کی

یہ کہہ کر نکالی وہ انگشتری — نگین فروزندہ چون مشتری
ہوا دیکھکر شاد وہ نامجو — بغل مین لیا برزو گرد کو

گرا پاؤن پر از سر انکسار — بفرط خوشی برزوی نامدار
پھر آئے بہم با دل شادمان — روان ہو کے وانسے سوے سیستان

کیا ایک بسر پا تہمتن نے تخت — کہ بیٹھا وہان برزوے نیکبخت
ملایا اوسے زال سے بعد ازان — ہوا دیکھکر زال زر شادمان

بصد شادمانی ہوا ہمکنار — کیا سر پر اُسکے بہت زر نثار
مہیا کیا جشن عیش و طرب — نشاط و خوشی تھی وہان روز و شب

رسیدن سوسن خنیاگر در ایران کہ بجادوگری طاق بود و بہر کمک آمدن افراسیاب و شکست یافتن

گیا شاہ ایران جو کھا کر شکست — دلیران ایران ہوئے چیرہ دست
ہوا تھا جو میدان مین برزو اسیر — تو اس غم سے افراسیاب دلیر

شب و روز چون غنچہ دلگیر تھا — تحیر مین تمثال تصویر تھا
زن گلبدن ایک سوسن بنام — کہ رامشگری مین تھی مشہور عام

یہ بولی کہ مین اے شہ نامجو — نہیں صرف رامشگر و نغمہ گو
مجھے علم جادوگری بھی ہے یاد — زمانے مین اس فن کی ہون اوستاد

تہمتن کے آگے کہو شیر مست — نہین پیش جاتا اگر زور دست
تو دیکھ اب تماشا مرے سحر کا — کرون تن سے رستم کے اب سر جدا

ملاؤن فرامرز کو خاک مین — دلیرونکا لاؤن نہین دم ناک مین
پذیرا نہ کرتا تھا افراسیاب — ولیکن زن ساحرہ نے شتاب

فسونسازی اپنی دکھائی اُسے — طرف اس ارادے کے لائی اُسے
زر و مال و اسباب جو کچھ کہا — سپہبد توران نے اُس کو دیا

وہ ہو شہ سے رخصت شتابان چلی — روانہ سوے ملک ایران بھلی
یل جنگی اک اوسکے ہمراہ گیا — کہ تھا پیلسم نام اُس گرد کا

وہ جب ملک مین پہونچے ایران کے
مسافر جو آتا تہا ہر صبح و شام
مہیا می و میوہ و چنگ و رود
ذرا ماجرا سنئے اک روز کا
دلیران ایران وان تہے تمام
بہم طوس و گودرز مین تہا عناد
لیا طوس نے خنجر از روے کین
رہام دلاور پہ غصہ ہوا
کہا پہر یہ رستم نے گودرز کو
لگا کہنے گیو یل نام جو
مناسب ہے یہ مین ہی جاؤن وہان
تہمتن سے پہر گستہم نام جو
خطر پہر ہوا رستم گرد کو
تو ہوتے نہ دیکہو بہم کارزار
پسندیدہ ہے یہ کہ اب جاؤ تمہین
پہر آتا ہون اب سوے آغاز کار
یہ دیکہا کہ خیمہ ہے افراختہ
کہ خیمہ یہ کس کا ہو تب مردمان
گذرتا ہی جو کوئی اس راہ سے
ادتراپ سے با دل شادمان
لگا کہنے اس سے کہ ای ذیشان
کہ تہا مرد سوداگر خوش سیر
جہان سے جوان لیگیا بخت جب
خطرے مین اسکے گریزان ہوا
جوان دلاور نے دل مین کہا

تورستی مین سر زابلستان کے
سوسن کہلاتی تہی اسکو طعام
شراب و کباب و رباب و سرود
کہ رستم نے سر جشن شاہانہ تہا
مہیا سرود و می و دور جام
لگے کرنے وان گفتگو ہی فساد
رہام دلاور نے اٹہکر وہین
یہ پہر برزوے پہلوان سے کہا
کہ طوس دلاور کو لے نامجو
کہ گودرز اور طوس ہین تند خو
کہ دونون کو سمجہا کے لاؤن یہان
برادر تہا طوس دلاور کا جو
مبادا کہ ہون پہلوان کینہ جو
یہ سن کر گیا وہ یل نامدار
ملک زادہ کو ساتہہ لے اوس مین
لکہون حال طوس یل نامدار
اور اک قلعہ محکم ہے تو خاستہ
لگے کہنے اوس سے کہ اے مردمان
تو یہ اسکو آئین دلخواہ ہے
گیا وہ مین خرگاہ مین پہلوان
حقیقت تو اپنی ذرا کہہ بیان
رہون تہی مین آرام سے اوس کے گہر
یہ چاہا سپہدار توران نے تب
سوے ملک ایران شتابان ہوئی
کہ خسرو کے لایق ہے یہ دلربا

بنائی سرا ایک اور قلعہ ایک
مراتب مسافر نوازی کے جب
مسافر نوازی نہ ہر گز تہی وان
دہان گرد گیو ذرہ جنگی سوار
تہی آراستہ محفل دلستان
زبان پر جو اس وقت گفتار تہی
کف طوس سے کہینچ خنجر لیا
نہیں جانتا کیا تو رستم یلان
تو اب جا کے لے آ شتابی یہان
مبادا کہ وان کہینچکر تیغ تیز
یہ لیکر گیا گیو زود آمدہ ما
روانہ ہوا لے اجازت ادہر
فرامرز سے رستم پہلوان
لگا کہنے یون زال زر بعد ازان
سوار اسپ پر ہو کے مانند باد
روان ہوئے پہر طوس و گیو جا وہان
پکاتے ہین باورچیان دم طعام
زن با حیا آئی ہے توران سے ایک
کہلاتی ہے نقل و شراب و طعام
جو دیکہی تو بیٹہی ہے اک نازنین
وہ بولی کہ ہو نہین زن نغمہ گو
بہت مال و زر اس جوان نے دیا
کہ اپنی پرستار مجہکو کرے
پے خسرو نام جو آئی یہان
اسے پہچلون پیش شاہ جہان

پسندیدہ و خوب و دلچسپ و نیک
ادا کرتی تہی وہ ز راہ طرب
کہ نیرنگ سازی تہی وہ بیگمان
یل بیژن و طوس عالی تبار
قرین مسرت تہی پیر و جوان
سو نالایق و سخت و دشوار تہی
دہان سے خفا ہو کے طوس اوٹہ گیا
کہ لازم ہے دلجوئی مہمان
ہوا اس کے گودرز فوراً روان
بہم ہو دین کینہ سے گرم ستیز
دلے پہر وہ گیو بیژن گیا
کہ وان طوس تنہا ہی آئے نامور
یہ بولا کہ اب تو ہی جا ای جوان
کہ شہزادہ اپنا ہے طوس گران
روانہ ہوا زال فرخ نہاد
سرا تہی زن ساحرہ کی جہان
لگا پوچہنے وہ یل نیک نام
کہ رکہے ہے وہ خصلت خوب و نیک
مہیا ہے یان بادہ و دور جام
صنوبر قد و گل رخ و مہ جبین
مرا ایک عاشق تہا مرد نکو
بہت مجہکو مسرور و شادان کیا
مرا مال تہے خوار مجہکو کرے
رہون اسکی خادم تہی تا جاودان
کہ حسن مجہرا ہو میرا وہان

غرض بیٹھکر طوس عالیجناب
پکڑ طوس کو قلعہ مین لے گیا
جو آیا وہان بعد ازان گستہم
جو پہونچا وہان دوسرے روز زال
نواب چل زرکے نشاط و سرور
پذیرانہ اوسنے کیا یہ سخن
پھر اتنے مین پیش یل نامور
مرکے قلعہ مین اونکے پانچون سمند
لگا کہنے اس قلعہ مین جلد جا
یہ پھر زال زر نے امداد کیا
گیا گرز لیکر یل کینہ جو
بوقت وغا سوئے زابلستان
یہ بولے فرمرز سے بعد ازان
کہا زال سے تو کنارے تو ہو
سر شام تک وان رہی کارزار
تہمتن نے بھیجا فرامرز کو
در قلعہ پر آن کر بعد ازان
ہوئی بارش تیر وان ہمگر
ہوئے کھینچکر تیغ پھر رزم ساز
گیا جب سوی کوہ مہر منیر
ہوئی دور سے ایک گرد آشکار
کہ مین پیلسم سے کرون کارزار
ہوئے گرم کین رستم و پیلسم
ہوئی رستم و زال پھر بعد ازان
چلے برزو و رستم و زال و زر

لگا ہاتھ سے پینے اوسکے شراب
پھر اتنے مین گودرز جنگ آزما
رکھا اوسنے پھر قید گہ مین قدم
ہوا مردمان سے وہ پرسان حال
خداوند مہمانسرا کے حضور
نہ ساتھ اوسکے ہرگز گیا پیلتن
کسی نے کہا کان مین آن کر
یہ سنکر وہین وہ یل ارجمند
خبر وان کی دریافت کرکے تولا
کہ دیجئے زن ساحرہ کو سزا
وہان جاکے توڑا در قلعہ کو
کسی کو کیا زال زر نے روان
کہ دروازے پر قلعہ کے ایجوان
تو مین پیلسم سے ہون پرخاش جو
ہوئی جنگ موقوف انجام کار
شتابی سوئے خسرو نامجو
ہوا نعرہ زن رستم پہلوان
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر
غرض شام تک ہر دو گردنفراز
ہوئے تب یلان جاکے آرام گر
ہوا یہ پدیدار انجام کار
تو جا سوی سالار توران دیار
بسان ہزبران جنگی بہم
سوی لشکر شاہ توران روان
بہم حملہ کرتے تھے جیسے ہژبر نیو

ہوا بیخود و مست و بیہوش جب
گیا پیش سوسن تو وہ بھی وہان
ہوا جاکے پھر گیو و بیژن بھی قید
کئی لوگ سوسن کے پھر پیش زال
می و میوہ و نغمہ چنگ و نے
یہ سمجھا کہ نیرنگ سازی ہے یان
کہ یہ زن ہے مکار اے پہلوان
ہوا پر غضب اور اک شخص کو
گیا اور گھوڑون کو پہچان کر
گریزان ہوئی وانسے وہ حیلہ گر
مقابل ہوا زال کے پیلسم
کہ پہونچا دی رستم کو جلدی خبر
دلیرانہ وہ گرد مین ہم نبرد
لگے کرنے پھر دو وہین باہم نبرد
سحر برزو و رستم پہلوان
شتابان ہوا وہ یل نامور
کہ اے پیلسم آکے ہو گرم جنگ
ہوئی نیزہ بازی بہم بعد ازان
رہے گرم پیکار مانند شیر
سحر پیلسم سے ہوا ہم نبرد
کہ آیا سپہ لے کے افراسیاب
پے جنگ برزو گیا پھر شتاب
تہمتن کے بس ہاتھ سے [illegible]
تو آگرد اسکے سواران ترک
تو ملتے تھے صد ہا تہ خون و خاک

کہ ہنگام سے پیلسم آکے شب
ہوا قید مانند طوس جوان
نہ مہمانسرا تھا وہ تھا دام کید
یہ بولے کہ اے مرد فرخ خصال
جو کچھ ہووے مطلوب موجود ہے
کہا افسوس ہے خالی نہین یہ مکان
کئی چار گرد اسنے غائب یہان
کہ تہا چاکر زال فرخندہ خو
حقیقت کہی اوسنے سب آنکر
گئی قلعہ مین بادل پر خطر
لگے چلنے گرز گران دمبدم
وہین پھر فرامرز پہونچا ادھر
یہ سنکر گیا وہین وہ شیر مرد
فرامرز اور پیلسم ہر دو مرد
شتابان ہو زابلی سے پہونچے وہان
کہ پہونچا دے جاکر یہ سبکو خبر
وہ پہونچا وہین لیکے گرز و خدنگ
لگی چلنے پھر ضرب گرز گران
نہ آیا ولے اسپ سے کوئی زیر
دلیر و جوان برزوی شیر مرد
تہمتن یہ برزو سے بولا شتاب
سوے لشکر شاہ افراسیاب
ہوا پیلسم گرم ہنگام جنگ
لگے ڈالنے تیر گردان ترک
بہت ترک [illegible]

یہ ہنگام فرصت جو پایا نظر
بھڑا تنے میں کیخسروی نامور
سواران ایران ژوان آنگر
ہوا بیدل اوس وقت افراسیاب
کئی بار کھائی ہے تونے شکست
سراسیمہ زن نے تجھے جو کہا
سپہدار نے سنکے پاسخ دیا
لگا کہنے پیران سے یل شہریار
یہ کہکر دوان کرکے گھوڑا شتاب
مناسب ہے میدان مین آوی اگر
یہ سنکر وہ شاہنشہ نامدار
پکڑ کر عنان یون گذارش کیا
بھڑا تنے میں پہونچا تہمتن یلان
کہ ہے وہ تو مشہور چالاک و چست
بہت جہد و کوشش سے روز وغا
بعیاری آخر وہ زور آزما
سوا اسکے موجود ہین شہ زینہار
کہ باندھی کمر سوی پیکار و کین
نہ جا سر بسر جون ترکان جنگ آزما
یہ کہکر کیا شاہ نے دو مین عزم
کہ پہلے مجھے قتل یان کیجیے
سر اپنا رکھا شاہ کے پاؤن پر
دلیران جنگی ہین یان جسقدر
سر تن مین ہے جبتلک جان ور
کیا عجز برزو نے جب اسقدر

تو پھر داد مین وہ زن حیلہ گر
سپہ لیکے پہونچا بصد کر و فر
لئے گھیر ترکان وہان سر بسر
کہ ترکون کو پیکار کی تھی نہ تاب
نہین پیش جاتا ہے کچھ زور دست
وہ افسوس تونے پذیرا کیا
کہ ہونا تھا جو کچھ ہوا چارہ کیا
کہ اے مرد دانشور ہوشیار
ہوا نعرہ زن شاہ افراسیاب
سپہدار کیخسرو نامور
اوتر فیل سے اسپ پر ہو سوار
کہ اے شاہ شاہان کشور کشا
تہمتن سے شہ نے کیا یون بیان
فنون و ہنر مین نہایت درست
رہا غالب اوس پر بہ فضل خدا
رہا میرے پنجے سے ہو کر گیا
فرامرز برزو سے جنگی سوار
ہو سنکے خسرو بہت خشمگین
سنو شیر پنجے سے میرے رہا
کہ توسن کو کھیچے کردان سوے رزم
روان اسپ کو اعدا ان کیجیے
لگا کہنے خنجر وہین کھینچکر
دکھاتا ہے ہر ایک اپنا ہنر
نہ کر عزم پیکار تو زینہار
ہوا آزرم تب خسرو نامور

گریزان ہو لشکر مین داخل ہوئی
جب آیا جہاندار فرخ نہاد
برسنے لگے ہر طرف سے خدنگ
درشتی سے پیران ویسہ نہین
ترا ملک برباد یکسر ہوا
کیا جان کو اپنی برباد ہائے
وہ بولا نہین ہمکو تاب ستیز
کہانتک مین جنگ گریزان کرون
کہ ضایع ہو کسواسطے اب سپاہ
مرے ساتھ ہو آنکر رزمخواہ
شتابان ہوا اسکے افراسیاب
نہین مصلحت یہ جو میدان مین تو
کہ لیتا ہون اب جاکے خون پدر
کئی بار کی مین نے ساتھ اوسکے جنگ
وے کر سکا مین نہ اے بادشاہ
اگر اب وہ رکھتا ہے پھر عزم جنگ
یہ جنگی سواران ہین یا جبتلک
یہ بولا سیاوش کا ہو نہین پسر
اگر کوہ آہن ہو افراسیاب
تہمتن نے مضبوط پکڑی عنان
ہوا تند رستم پہ شاہ جہان
کہ سر کو کرون اپنے تن سے جدا
ذرا اب تماشا مرا دیکھ تو
جو میدان مین ہو کار میرا تمام
لگا کہنے تب خسرو پاکدین

رہائی اوسے غم سے حاصل ہوئی
ہوئی برزو رستم و زال شاد
سواران ترکان ہوئے سخت تنگ
یہ بولا کہ ای شاہ توران زمین
نہ میرا سخن کچھ موثر ہوا
ہوئی عقل برگشتہ یکدست وائے
مگر کیجیے ان سے جنگ گریز
یہ بہتر ہے میدان مین جان اپنی دون
کرین خلق کو کس لیے ہم تباہ
خدا فتح دی جسکو ہو بادشاہ
وسلے نامداران آکر شتاب
سپہدار توران سے ہو جنگجو
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامور
مقابل ہوا لیکے گرز و خدنگ
اوسے واسے پابند میدان مین گاہ
تو میدان مین جاتا ہو نہین بیدرنگ
مناسب نہین شاہ کو تب تلک
دلیر و جوانمرد صاحب ہنر
کرون تیغ بران سے دریای آب
کیا عرض پھر ہو کے گریہ کنان
پر اسنے مین برزو بھی آیا وہان
مرا خون گردن پہ تیرے شہا
کہ ہون شاہ توران سے مین جنگجو
تو مختار ہے اے شہ ذو الکرام
کہ اے نامداران ایران زمین

نہایت ہی شیرین زبان یہ جوان سخنگوئی خوش سیر و خوش بیان

سری آتش خشم کی اوسنے سرد نبیرہ ہے رستم کا بیشک یہ مرد

لگا کہنے برزو سے یہ بادشاہ کہ سالار توران سے ہو کینہ خواہ

بفرمان شاہنشہ نامدار وہین ہوگئے توسن پہ برزو سوار

شتابان ہوا سوئے افراسیاب خروشندہ مانند دریائے آب

جو برزو کو دیکھا کہ ہے کینہ خواہ تو سالار توران نے کھینچی اک آہ

لگا کہنے برزو سے اے بدنہاد نہین ہے مگر تجھکو یہ بات یاد

کیا پرورش بیٹے کیونکر تجھے کیا نامدارون سے برتر تجھے

سکھائے ہنر پہلوانی کے سب نہین شرم آتی تجھکو ہے غضب

کہ اب یون دلیرانہ میدان میں تو ہوا آنکہ تجھسے پیکار جو

کہان اب گیا خسرو نامدار آیا نہ اس دم پے کارزار

مگر شیر مردون سے وہ ڈر گیا ہوا غالب اوسکو خطر جان کا

مجھے ہی تری جنگ سے عار و ننگ تو پھر جا یہان سے بمکر عزم جنگ

کہ تا خسرو اب آکے ہو گرم رزم نہون خسروان یعنی جویائے رزم

یہ برزو نے اوسوقت پاسخ دیا کہ ہون گرچہ پروردہ تیرا شہا

ولیکن تو ہے شاہ بیدادگر ستمگار پیمان شکن ہے سپہر

سیاوش وہان لیگیا تھا پناہ اوسے قتل تو نے کیا بیگناہ

روا قتل ہے تجھ سے بد عہد کا کہ پیمان شکن ہے عدو خدا

نمکخوار تیرا رہا جب تلک ادا حق نمک کا کیا تب تلک

اور اب ہون نمکخوار اوس شاہ کا کہ ہے ہفت کشور کا فرمانروا

ترے ساتھ کیونکر نہون رزم خواہ تو ہے دشمن خسرو دین پناہ

یہ کہکر ہوا وہ دلاور دوان اٹھا گرز مانند پیل دمان

سپہدار افراسیاب دلیر خروشندہ ہو مثل غرندہ شیر

لگا کہنے چون پیل مستی نکر مرے آگے تو پیشدستی نہ کر

کہ اک زخم سے تیر اب زینہار رہیگا نہ میدان میں تو پایدار

ہزار آفرین تجھسے اے پہلوان کرون قتل اکرم مین جسکو یہان

کمان لیکے پھر شاہ نے بیدرنگ روان سوئے برزو کیا اک خدنگ

گذر کر گیا اوسکے جوشن سے تیر ہوا خستہ پہلو سے مرد دلیر

ولے وو وہین پہونچا وہ جنگی جوان کرے تار ہا زخم گرز گران

سپہدار توران ہنرمند تھا ہنر سے وہ ضربین بچانے لگا

پڑی بیکار ہر ضرب گرز تو برزو نے موقوف کی جنگ گرز

ہوئی رزمجو لیکے تیر و کمان وہ شاہ دلاور وہ جنگی جوان

وے شست سے جو نکلتا تھا تیر سپر پر وہ لیتے تھے دونون دلیر

ہوا جبکہ ترکش تہی تب وہین دلیرانہ سالار توران وہین

مقابل ہوا لیکے گرز گران یہ دیکھا تو ہومان نے آکر وہان

کہا شاہ سے یون کہ اے زینہار نہ یہ قصد کر اے شہ نامدار

نہوگا تو عہدہ برا گرز سے کہ برزو نہین کم ہے البرز سے

وہ بولا کہ اب ولیکن آئے گر فزونتر ہے خسرو سے برزو کا زور

کہ ہے دشمن تازہ یہ پہلوان کیا سنکے ہومان نے پھر بیان

کہ میدان میں گر گشتہ ہو یہ سوار تو نام آوری کچھ نہین زینہار

مبادا اگر تجھکو پہونچے گزند خرابی ہے پھر اے شہ ارجمند

جو کچھ گرد ہومان نے ظاہر کیا وہی حرف پیران نے شہ سے کہا

یہ لشکر کو شہ نے کہا پھر کہ اب دلیرانہ حملہ کنان ہوگئے سب

کہ وہ قتل بدخواہ کو یا اسیر رہائی نہ پاوے یہ گرد دلیر

ہوے حملہ آور ہزارون سوار لیا گھیر برزو کو انجام کار

پیاپے کئے زخم اوسپر رہا ولے زین پہ قایم دلاور رہا

یہ احوال دیکھا تو آئے دوان فرامرز و رستم بفوج گران

ہم گرم کین ہر دو لشکر ہوئے روان نیزہ و تیر و خنجر ہوئے

یہ آواز شمشیر و گرز گران ہوا دشت بازار آہنگران

روان ہر طرف اسقدر تھی ہوا کہ دریائے خون جلبہا ہون بپا

پھر اتنے مین کیخسرو شیرگیر
شہ نامور شہسوار دلیر

نکل قلب سے مثل شیر ژیان
گیا پھر امداد برزو وہان

جہاندار پہونچا جو برزو کے پاس
تو یکدست ترکان ہوے بدحواس

گریزان ہوا وہین افراسیاب
ہوا خسرو نامور فتحیاب

یہ چاہے تہا کیخسرو نامدار
کرو نہال سالار توران دیار

شتابان ہوے پہر رستم پہلوان
لگا کہنے اے بادشاہ جہان

یہ ہے آرزو و تمنائے دل
کرو زابلستان یانسے ہی متصل

وہان آپ تشریف اب لیچلین
سرافراز بندون کو اپنے کرین

ہوا پہر روان سوے زابلستان
جہاندار خسرو بصد فر و شان

رہا جاکے یکہفتہ رستم کے گہر
ہوا شادمان رستم نامور

کیا پیشکش مال و اسباب گنج
تہمتن نے خسرو کو بیدرد و رنج

گذارش کیا پہر کہ اے بادشاہ
ہوا چار صد سالہ یہ نیک خواہ

زروی عنایت ہو فرمان اگر
تو مین چند مدت رہون اپنے گہر

فرامرز و برزو رہین ہمرکاب
یہ سنکر جہاندار گردون جناب

یہ بولا کہ اب شوق سے رہ یہان
ولیکن تو بروقت آنا وہان

بلطف و کرم برزو گرد کو
دیا شہ نے غور رہبری شاد ہو

کہا یون کہ ہان رکہیو ازرو داد
تو ملک رعیت کو آباد شاد

فرامرز کو دیکے ہندوستان
گیا خرم و خوشدل و شادمان

بجاہ و حشم پہر سوے تختگاہ
روانہ ہوا زابلستان سے شاہ

بصد خوبی و خرمی دیہی
ہوا رونق افزائے کاخ شہی

فرستادن کیخسرو گودرز را جانب توران بجنگ افراسیاب و آمدن پیران و ہومان بافوج گران مقابل پہلوانان و کشتہ شدن پیران و ہومان شکست یافتن فوج توران و فتحیاب شدن گودرز

طلب کرکے گودرز کو ایک روز
لگا کہنے کیخسرو نیک روز

کہ لیکر سپہ رستم نامدار
سو ملک توران گیا چند بار

کیا نامداران توران کو پست
سپہراشاہ توران کو دیکر شکست

اور اب ہے تری نوبت اے پہلوان
سپاہ گران لیکے تو جا وہان

بداندیش نے کی ہے پہر جمع فوج
پہونچکر شتابی سے مانند موج

پراگندہ کر یکسر انبوہ کو
کہ تا فتنہ کشور مین برپا نہو

فرامرز سے یون کہا تہا زبان
کہ تو جاکے اب سوے ہندوستان

تصرف مین لاتا ہوا ملک کو
رہ ہند سے سوے چین آئیو

کہ توران مین گودرز جب پہونچے یان
بہم ہوکے ملحق دو فوج گران

بتدبیر شایستہ و دلپذیر
سپہدار توران کو کیجو اسیر

سپہ لیکے گودرز جنگی سوار
روانہ ہوا سوی توران دیار

یل بیژن و طوس و گیو جوان
گئے اوسکے ہمراہ با فر و شان

سنی شاہ توران نے جب یہ خبر
سپہ دیکے ہومان کو تب زودتر

روان سوے گودرز جنگی گیا
عقب اوسکے پیران ویسہ گیا

دو لشکر مقابل ہوے آکے جب
ہوا گرم بازار پیکار تب

گیا آپ ہومان سوے رزمگاہ
کہ گردان ایران سے ہو کینہ خواہ

مقابل ہوا بیژن نامدار
ہوے گرم پیکار دونون سوار

ہوا آخرکار ہومان ہلاک
ملا ترک جنگی تہ خون و خاک

سواران ترکان پریشان ہوے
سو فوج پیران گریزان ہوے

ہوا شاد گودرز جنگ آزما
شہ نامور کو یہ اوسنے لکہا

کہ ہومان ژی آخر جوکی ہے جنگ / تو میدان مین کشتہ ہوا بیدرنگ
ہوئی فوج اوسکی تباہ و خراب / دلیران غازی ہوئے فتحیاب
اب آتا ہے پیران بعید فروشان / لیے ساتھ جنگی سپاہ گران
تہمتن اگر پہونچے امداد کو / تو بہتر ہے اے خسرو نامجو
جہاندار خسرو نے پہر اور فوج / روان پہر امداد کی مثل موج
کہا یہ تہمتن نے اے نامجو / مددگار گودرز کا جاکے ہو
اودہر گرد گودرز پیران اودہر / مقابل دو لشکر ہوئے آن کر
ہوئے گرم پرخاش از روئے کین / دلیران ایران و توران زمین
بہت جنگ واقع ہوئی مین تا دو سال / ہوا سخت باہم جدال و قتال
بہت قتل ہوتے تھے پر ہر دو سو / نہوتا تھا کم لشکر جنگ جو
کہ ایران و توران سے بہر مدد / پہونچتا تھا وان لشکر بیعدد
ہوا کشتہ پیران پہر انجام کار / ہوئے قتل وان اور بہی نامدار
گئی فوج توران بحال خراب / حضور سپہدار افراسیاب
میسر ہوئی فتح گودرز کو / ہوا شاد و خرم یل نامجو

باز لشکر کشیدن افراسیاب و رسیدن کیخسرو در توران و آمدن شیدہ پسر افراسیاب برسم رسالت و با خسرو تنہا درخواست جنگ کردن و کشتہ شدن از دست خسرو و بعد ازان با ہر دو لشکر محاربۂ عظیم بمیان آمدن و تباہ شدن و کشتہ شدن افراسیاب

سنی شاہ توران نے جب یہ خبر / کہ پیران دلیسہ یل نامور
ہوا کشتہ میدان مین روز نبرد / ہوا شاہ کے دل کو تب سخت درد
یہ سمجھا سپہدار شوریدہ حال / کہ دولت کا میری اب آیا زوال
غمین دل ہوا چشم گریان ہوئی / بہت غم سے خاطر پریشان ہوئی
دل زار سے کھینچکر آہ سرد / لگا کہنے یون شاہ با رنج و درد
کہ پیران ہمارا تھا پشت پناہ / شہدار سالار توران سپاہ
ہوا غم سے پیران کے مین سوگوار / خوشی آتی نہین زندگی زینہار
نہین خواہش تاج و اورنگ ہے / کلہ خود اور تخت بیرنگ ہے
مجہی کام دیبای چین سے ہے کیا / زرہ اور جوشن ہے جائے قبا
نہ لون جبتلک شاہ ایران سے کین / مجہے خواب و آرام ہرگز نہین
غرض اپنی مجلس مین اس کام پر / قسم کہائی اور چست باندہی کمر
مگر فوج کے جمع کرنے مین شاہ / ہوا دل سے مصروف شام و پگاہ
سنا مژدۂ نصرت فتح جب / ہوا خسرو نامور شاد تب
گذر آپ جیحون سے شاہ جہان / خوشی سے ہوا سوے توران روان
سمرقند اور بخارا مین بہی / تصرف کیا جاکے با صد خوشی
گئی اور بہی شہر توران کے / ہوئے قبضے مین شاہ ایران کے
بٹھائے شہنشہ نے حاکم وہان / ہوا ملک مین حکم شہ کا روان
بجاہ و حشم خسرو کامیاب / ہوا فوج پیشی سے ملحق شتاب
کیا شاہ توران نے پہر عزم جزم / کہ خسرو سے کیجے دلیرانہ رزم
بہت گنج رکہتا تہا افراسیاب / فراہم کیا لشکر بیحساب
جوانمرد شیدا کہ تہا پور شاہ / اوسے شاہ توران نے دیکر سپاہ
روانہ کیا سوی خسرو شتاب / عقب اوسکے پہر آپ افراسیاب
شتابان ہوا لیکے یکصد ہزار / سواران شایستہ کارزار
شہنشاہ نے جب سنی یہ خبر / سپاہ گران تب روان کی ادہر
خردمند شہزادہ لہراسپ تہا / اوسے شہ نے سالار لشکر کیا
شتابان ہوا آپ بہی بعد ازان / پے جنگ سالار تورانیان

تہمتن بھی زابل سے پہونچا وہین
اتالیق ہو جاکے اوسکا تو اب
اگر تھی تو میری طرف سے خطا
کیا پرورش اوسنے تجھکو تباہ
دلیران مرے شیر غرندہ ہین
یہ بہتر ہے اب آشتی ہو بہم
تو اقلیم توران سے جو سرزمین
دلیران و گردان توران ہو یا
رہی میری تا قالب مین جان جبتلک
کرے کشتہ شیدا نہین تو مجھے
جو روز وغا مین نے مارا تجھے
مری جنگ سے گر تجھے ہو خطر
اگر شیدا کشتہ ہو ہنگام جنگ
یہ ہے جسقدر تجھکو یکدست دون
کہ لیجا تو اب پیش خسرو شتاب
جو قابو ملا کچھ یہ نیرو سے بخت
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
ہوا خندہ زن خسرو نامدار
ہوا صلح جو ہو کے عاجز کمال
کرون جبتلک مین انکو ہلاک
تو لایا بجا داب رسم و نیاز
سنی جبکہ گفتار شیدا تمام
مکان اک بتایا برائے فرود
ہوا مہربان مجھپہ دشمن مرا
وہ بیرحم مطلق ستمگار ہے

ہوا شاد وہان خسرو پاکدین
خبردار رہ اوس سے ہر روز و شب
وے لے قتل پیران کو ناحق کیا
نہ آیا تجھے رحم زنہار رو اے
پلنگان و شیران کے درندہ ہین
کہ تا خلق آسودہ ہو یک قلم
جو چاہے تجھے دو نہین پیرنج و کین
کرین چاکری تیری لیل و نہار
نہین عہد سے مین پھرونگا تبتلک
تو اقلیم توران مبارک تجھے
تو جان آفرین کی قسم ہے تجھے
کہ رکھتا ہون مین سخت زور و ہنر
تو گوشہ نشین ہون مین پھر بیدرنگ
نہ پھر مین سرو کار ہرگز رکھون
دلیرانہ کیجو سوال و جواب
تو خسرو کو محفل مین بالائے تخت
دیا نامہ شیدا کو اوسنے شتاب
بجا لاکے پھر شکر پروردگار
ولیکن ہے مکار وہ بدخصال
نہ کین سیاوش سے سینہ ہو پاک
بٹھایا اوسے شہ نے با امتیاز
لگا کہنے تب خسرو ذوالکرام
گیا شیدا پھر سوئے جائے فرود
زر و ملک و گوہر کرے ہے عطا
ستمگار ہے مردم آزار ہے

لگا کہنے اے گرد فرخ خصال
دو لشکر مین جب فاصلہ کم رہا
نہ یہ جور تھا اوس سے ہرگز روا
خبردار مجھکو نہین کچھ ہراس
ولیکن نہین چاہتا مین یہان
جو باہم ہو قول و قسم استوار
دُر و گنج و درہم دہا در رنگ زر
سوا اسکے دایم مرا ایک پور
اگر صلح تجھکو نہ منظور ہو
مرے پور ہون تیرے محکوم سب
کہ لہراسپ کو شاہ ایران کرون
تو میرے پسر سے کہ شیدا ہی نام
در و گوہر و تخت و تاج و کلاہ
ہوا نامۂ شاہ تیار جب
یہ کی عرض شیدا نے ای نامدار
کرون قتل مین کھینچکر تیغ کین
وہ لیکر روانہ ہوا بس ادہر
یہ بولا سپہدار افراسیاب
دغا اوسکے سینے مین لب پر سخن
غرض پور سالار توران دیار
دلیرانہ شیدا نے کھولی زبان
کہ مین آخر روز دونگا جواب
گیا نامدار و نکو شہ نے طلب
ولے اوسکی اس مہربانی کے تب
اوسے خواہش صلح تہا نہین

سپہدار لہراسپ ہے خرد سال
تو یہ شاہ توران نے نامہ لکھا
کہ پیران تھا وا یہ ترا خسروا
کہ ہے لشکر بیکران تیرے پاس
کہ ناحق ہو خونریزی مردمان
کہ پیمان شکستہ نہو زینہار
تری واسطے بھیجون اے نامور
رہے تیری خدمت مین با صد سرور
تو ہو مجھسے تنہا مین پیکار جو
غلامی کرین تیری سر روز و شب
نہ زنہار وان دخل مین کچھ کرون
ستیزندہ ہوای شہ ذوالکرام
زر و نعمت و گنج و ملک و سپاہ
کہا شاہ توران نے شیدا سے تب
دل و جان سے ہون مین تجھپر نثار
کرین کشتہ گو مجھکو مردم وہین
شہ نامور کو یہ پہونچی خبر
نہ لایا ستیزی کی زنہار تاب
مرے دل مین ہے درد ہائے کہن
جب آیا حضور شہ نامدار
پیام پدر وان کیا سب بیان
یہ کہکر کیا اوسکو رخصت شتاب
لگا کہنے اون سے یہ خسرو کہ اب
کہ ہرگز نہین سینہ کینے سے پاک
یہ بھیجا پیام اوسے از رہ کین

کہ مجھسے کرو یا کہ شیدا سے رزم
دگر نہ مدد کا کرے کوئی عزم
غرض صبح شیدا کی تھین بند چشم
نمایان تھا چہرے سے آثار خشم

جو مین اوسکو رخصت نکرتا وہین
تو کرتا روان مجھپہ شمشیر کین
یہ خسرو نے لکھکر ارادہ کیا
کہ ہو ساتھہ شیدا کے جنگ آزما

دلیران یہ بولے کہ افراسیاب
ضرور ہے ایشاہ گردون جناب
نہین مکر سے خالی اوسکا سخن
جفا پیشہ ہے مثل چرخ کہن

لکھا نامہ مکر تا بے درنگ
تو تغیر ہے شیدا سے ہو گرم جنگ
اگر ہووے میدان مین شیدا ہلاک
تو اوسکی بلا سے نہین اوسکو باک

کہ اک نامور نامدارون سے گر
ہوا کم تو ہرگز نہین کچھہ خطر
مبادا جو خسرو کو پہونچے گزند
خرابی ہو پھر زیر چرخ بلند

تبہ ہووین یکدست ایرانیان
قیامت ہو پھر ایک برپا یہان
نہ زنہار تو مثل آتش ہو تیز
نہ کر ساتھہ شیدا کے ہرگز ستیز

کہا پھر یہ رستم نے اے تاجور
سحرگاہ شیدا کو رخصت تو کر
عقب ہو سکی نامہ کا لکھکر جواب
روان کیجیو سوے افراسیاب

کہا شہ نے شیدا کو روز دگر
کہ رخصت کیا تجھکو اے نامور
کہا تو نے جو کچھہ سو اوسکا جواب
عقب تیرے لاتا ہے قارن شتاب

وہ بولا کہ ہے ولیکن یہ آرزو
کہ ایشاہ تو مجھسے ہو رزم جو
کہا شہ نے اچھا تو رہ آج یان
کرون تجھسے پیکار کل بیجوان

یہ گفتار سنکر ہوا شاد کام
گیا شیدا پھر وان جہان تھا مقام
سپہدار توران کے پیغام کا
شہنشہ نے پاسخ مہیا کیا

لکھا یون کہ اب آشتہ کینہ جو
رہا کچھہ نہین درجہ گفتگو
تو دیتا ہے جو گنج توران دیار
نہین چاہیے کچھہ مجھے زینہار

جہان آفرین گر مرا یار ہے
اور اقبال ہو دولت مددگار ہے
تو اورنگ و دیہیم و اقلیم و زر
جو تو کہتا ہے تو میرا ہے سربسر

تو ہے مثل شیر ژیان گرد لیر
تو مین ہون ہزبر افگن و شیر گیر
خدا کی قسم مین تجھے بیدرنگ
کرون کشتہ میدان مین ہنگام جنگ

ترے شیدا نے مجھسے چاہی نبرد
نہین مین ہون نامرد گر وہ ہے مرد
سحر وہ ہے اور مین ہون اور تیغ تیز
کرون ساتھہ اوسکے مین تنہا ستیز

ہوا پاسخ نامہ تیار جب
کہا شاہ نے گرد قارن سے تب
کہ شیدا سے لیکر کسی شخص کو
سو شاہ توران شتابان تو ہو

ولیکن یہ شیدا سے کہنا ضرور
کہ اب باپ نے تیرا کھویا شعور
نہ بھیجا تجھے یان یہ اوسکا پیام
یہ چاہا کہ ہو کام تیرا تمام

وہین قارن گرد آیا وہان
کہا تھا جو شہ نے کیا وہ بیان
سحر دیکھنا تو تماشہ ذرا
کہ تن ہو کہین اور کہین سر ترا

کہا سنکے شیدا نے اے ہوشیار
تو کل جائیو دیکھکر کارزار
یہ پہونچا تو خسرو کو میرا پیام
کہ وقت سحر اے شہ ذوالکرام

مرے ساتھہ آکر تو کیجو نبرد
مدد کو نہ پہونچے کوئی اور مرد
لگا کہنے قارن کہ ہنگام جنگ
کمک سے شہنشہ کو ہے عار و ننگ

سحرگاہ شیدا اولا ور سوار
جو میدان مین آیا پے کارزار
تو کیخسرو نامور بھی وہین
گیا سامنے مثل شیر عرین

لگا کہنے یون شیدا نامدار
مجھے میل کشتی ہے اے نامدار
اوتر اسپ سے پھر وہ دونون دلیر
ہم گرم کشتی ہوے مثل شیر

کیا زور ہر چند شیدا نے پر
نہ ہرگز ہلا خسرو نامور
جہاندار نے اوسکو از روے کین
پکڑ گردن و پشت پٹکا زمین

کیا چاک خنجر سے اوسکا جگر
ہوا غرق خون شیدۂ نامور
کیا حکم خسرو نے یہ بعد ازان
کہ شیدا کے اب تن کو [illegible]

کرو پاک تن اسکے مشک و گلاب
ہو مرقد کرو مقبرہ بھی شتاب
روان ہوکے پھر قارن نامدار
گیا پیش سالار توران دیار

جہاندار کا نامہ اوسکو دیا
زبانی یہ احوال ظاہر کیا
لگے وہین شیدا کی پھر [illegible]
کیا ماجرا جنگ کا سب بیان

سپہدار نے جب سنی یہ خبر
کہ کشتہ ہوا شیدۂ نامور

جہان سے ہوا یکقلم ناامید
سعادت نظر سے ہوئی ناپدید

نہ ہرگز لکھا نامہ کا کچھ جواب
کیا گرد قارن کو رخصت شتاب

کیا دل مین ہرگز نہ صبر و قرار
کمر چست باندھی پے کارزار

سوی شاہ ایران پھر افراسیاب
روانہ ہوا لیکے لشکر شتاب

ستیزندہ لشکر سے لشکر ہوا
نمایان وہان روز محشر ہوا

بہت جہد تورانیان نے کیا
کہ دل مین بھرا کینہ شیدا کا تھا

لڑے ترک خونخوار دل کھولکر
نہ ہرگز کیا جان کا کچھ خطر

ہوا بحر خون عرصۂ رزمگاہ
ہوا لشکر ترک آخر تباہ

نہ میدان مین اگرچہ توران بچا
جریدہ سپہدار توران رہا

یہ چاہا کہ دیجئے دلیران جان
بزور اوسکی مردم نے موڑی عنان

گیا آخر کار افراسیاب
سو ریگ آمو بحال خراب

مظفر ہوا خسرو نامجو
لکھا مژدۂ فتح کاؤس کو

گرفتار آوردن شہزادۂ ہوم افراسیاب را بپیش کیخسرو و کشتہ شدن افراسیاب و مراجعت کیخسرو از توران بایران

گیا ریگ آمو سے افراسیاب
گریزان سوے لشکر چین شتاب

وہان پر بھی خسرو تعاقب کنان
شتابی سے پہونچا بفوج گران

بصد عجز خاقان نے بھیجا وہین
زر و گوہر و گنج و تاج و نگین

فرستادہ یہ پیشکش لیکے جب
گیا پیش خسرو بفرط طرب

کہا تب یہ خسرو نے خاقان اگر
کرے شاہ توران کو چین سے بدر

تو بہتر ہے ورنہ وہ ہوگا تباہ
رہیگا نہ ملک و سریر و کلاہ

فرستادہ پھر پیش خاقان گیا
پیام شہنشہ مفصل کہا

یہ گفتار سنکر ہوا پر خطر
کیا شاہ توران کو وہین بدر

گیا چین سے پھر سوے مکران زمین
عقب اوسکے پہونچا شہ پاکدین

وہان سے بھی لی راہ دشت فرار
کہ تاب اقامت نہ تھی زینہار

جہان جاکے تھا شاہ افراسیاب
پہونچتا تھا وان خسرو کامیاب

نپائی کہین اوسنے جاے قرار
کہ تھا سب کو خوف شہ نامدار

تلف فوج ترکان ہوئی سربسر
گرفتار آئے بہت نامور

نہ مسکن رہا شاہ توران کے پاس
نہ ہمدم تھا کوئی بجز بیم و یاس

لگا پھرنے تنہا بصد اضطراب
پریشان تنہا و بےخور و خواب

سو شہر بروع کوئی غار تھا
کہ تاریک مثل شب تار تھا

رہا جاکے وان شاہ برگشتہ بخت
نہ لشکر نہ کشور نہ افسر نہ تخت

ستم سے زمانہ کے ناشاد تھا
شب و روز سرگرم فریاد تھا

فریدون کی تھا نسل سے اک عزیز
ملکزادہ ہوم صاحب تمیز

سر دامن کوہ نزدیک غار
اقامت گزین تھا وہ لیل و نہار

سنی شب کو آواز افراسیاب
اوتر کوہ سے ہوم آیا شتاب

جدہر سے کہ آتی تھی ہر دم صدا
اودہر کو دئے کان اوسنے لگا

سنا یہ کہ کوئی بہ ترکی زبان
یہ کہتا ہے با چشم تر ہر زمان

کہ اے شاہ توران و ماچین و چین
کہان ہے ترا تخت و تاج و نگین

کہان وہ دلیری و جاہ و حشم
فلک نے کیا تجھپہ جور و ستم

کہ تنہا بیابان مین آیا تو آہ
سو غار تاریک لایا پناہ

یقین اوسنے جانا کہ افراسیاب
کرے ہے فغان با دو چشم پر آب

یہ تھا اوسکی بیداد سے دردمند
کہ پہونچا تھا کچھ اوسکو اوس سے گزند

پئے انتقام اوسنے باندھی کمر
کیا صبر تا صبح ہو جلوہ گر

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
تو آیا وہین ہوم نزدیک غار

پکارا کہ اے شاہ افراسیاب
دعا تیری یکسر ہوئی مستجاب

خدا نے ترے پاس بھیجا مجھے
کہ بر لاؤن مقصد کرون خوش تجھے

تو آنکار تاریک سے باہر اب
یہ سنکر وہ نکلا بفرط طرب
اُسے ہوم نے خوب بہی انکر
لگایا بزور ایک مشت آہن کمر

ہوا وہ سراسیمہ پر الم
لگی ہونے کشتی وہان پہ بہم
کیا شاہ توران نے گوز و بخت
دے تہا گرفتار نیروی بخت

نہ ہرگز گیا پیش کچہ زور دست
کیا چرخ پر زور نے پائے پست
اٹھا ہوم نے اسکو پٹکا وہین
کیا پہر گرفتار از روئے کین

زمانے کا ہرگز نہیں اعتبار
کیسکا نہیں چرخ گردندہ یار
کرے نامدار ونکو دم مین تباہ
کرے سربلند ونکو یون پست وہ

تضرع کنان ہوکے بولا وہ یون
مرے دست پا کو کیا بستہ کیون
بہلا مجہ سے کیا تجکو پہونچا ضرر
کہا ہوم نے تو ہے بیدادگر

جہاندار نوذر شہ نامدار
سیاوش سے دار عالی تبار
جوانمرد اغریرث پہلوان
سوا انکے تہے اور شہزادگان

مرے سب بزرگان فرخ نہاد
کہ تہے نامدار و فریدون نژاد
او نہیں قتل تو نے کیا بیگناہ
نہ آیا تجہے رحم زینہار آہ

ترے جور سے مین گریزان ہوا
سوئے کوہ صحرا شتابان ہوا
دگر نہ مجہے بہی تو کرتا ہلاک
کہ ہرگز خدا کا نہتا تجکو باک

رہا آکے بالائے کوہ بلند
کہ تا مجکو پہونچے نہ تجہہ سے گزند
دعائین یہ کرتا تہا مین صبحدم
کہ برباد ہو تیرا جاہ و حشم

رہے کچہ نہ تیرا نشان دہر مین
کہ تا جاکے آباد ہون شہر مین
جو چاہون تہا مجکو خدا نے دیا
تجہے اب گرفتار میرا کیا

ذرا کر حقیقت تو اپنی عیان
کہ کیونکر تبہ ہوکے آیا یہان
بیان ماجرا او نے یکسر کیا
نشان خسرو نامور کا دیا

شتابان ہوا ہوم فرخندہ خو
سوئے تاجور لیکے بدخواہ کو
وہ بولا کہ تو مجکو یان قتل کر
نہ لیجا حضور شہ نامور

پذیرا نہ اوسنے کیا یہ سخن
کشان لیگیا پیش شاہ زمن
ہوا شاد کیخسرو دارجمند
کیا لطف سے ہوم کو سربلند

سر افراسیاب جفا پیشہ کار
کیا تیغ بران سے شہ نے جدا
ستمگار کرسیوز کینہ ور
کہ تہا قید مین اسکو بہی زود تر

کیا کشتہ خنجر آبدار
ادا پہر کیا شکر پروردگار
کہ تیری عنایت سے اے ذوالکرام
لیا بدسگالون سے اب انتقام

جو تسخیر سب ملک توران کیا
تو خسرو نے پہر قصد ایران کیا
ہوا حکم یون رستم گرد کو
کہ توران مین تو اے یل نامجو

عمل اپنا کر شوکت و شان سے
بداندیش ہون دور توران سے
بفتح و ظفر پہر شہ پاک دین
ہوا رونق افزائے ایران زمین

جہاندار کاوس کشور کشا
زروئے مسرت گیا پیشوا
خوشی سے بغلگیر باہم ہوئے
برنگ گل تازہ خرم ہوئے

کہا یون بامداد لطف کریم
میسر ہوئی ہم کو فتح عظیم
مخالف سے خون سیاوش لیا
ہوئی جمع خاطر بفضل خدا

رحلت نمودن کیکاوس از جہان فانی بملک جاودانی و بر تخت نشستن کیخسرو

جہان مین بجز ذات پروردگار
نہین ہے کیسکو بقا زینہار
گدا ہووے یا بادشاہ و وزیر
نہین ہے کیسکو قضا سے گزیر

جہاندار کاوس انجم حشم
شتابان ہوا سوئے ملک عدم
چہل روز کیخسرو نامدار
رہا غم سے کاوس کے سوگوار

سر تخت شاہنشہی بعد ازان
ہوا مثل خورشید جلوہ کنان
کیا تازہ اورنگ پر جب جلوس
تو حاصل ملک نے کیا پایہ بوس

ہوا ہفت اقلیم پر حکمران
ہوا اسکی بخشش سے خرم جہان
رعیت نوازی جہان پروری
حقائق شناسی کرم گستری

نہ دی ہاتھ سے شاہ نے زینہار ‎ ‎رکھا عدل سے کام لیل و نہار
پس از مرگ کاؤس تا ہفت سال ‎ ‎رہا حکمران شاہ فرخ خصال
امور خلافت سے رکھا نہ کام ‎ ‎کیا ہلکاروں کو مالک تمام
بزرگان ایران گئے پیش شاہ ‎ ‎یہ بولے کہ اے خسرو دین پناہ
کرو حق پرستی ہمیشہ تم بسر ‎ ‎کہ وہ کار دنیا ہے وقت سحر
یہ ہے آرزو میری شام و سحر ‎ ‎کہ دار الفنا سے کروں میں سفر
دلیران و گردان ایران میں ‎ ‎ہوئے سنکے دلگیر و اندوہگین
یہ سنکر وہ ایران میں آئے دوان ‎ ‎گئے پیشوا جملہ نام آوران
خدا جانے خسرو کو اب کیا ہوا ‎ ‎کہ اورنگ شاہی سے تنہا ہوا
ہمیں اُس مکان میں نہیں بار ہے ‎ ‎نہیں اسکو ہم سے سروکار ہے
شتابان ہوئے سوے شاہ جہان ‎ ‎کیا آکے بیرون پردہ فغان
یہ پوچھا کہ کس طرح آئے یہان ‎ ‎وہ بولے کہ اے بادشاہ جہان
کہا شہ نے یون کاے یلان دلیر ‎ ‎ہوا میں تو دنیا و دولت سے سیر
غرض جہد و کوشش ہے دین میں مدام ‎ ‎کہ تا جمع ہو زاد راہ عدم
تو خیرات ہر روز و شب کیجیے ‎ ‎فقیران مسکین کو زر دیجیے
وہ بولا کہ ہر دم سے نفرت ہے اب ‎ ‎سنی غیب سے یہ صدا میں نے جب
نصیحت ہوئی جب نہ کچھ کارگر ‎ ‎تو خاموش ہوئے رستم و زال زر
یہ ہے آرزو جی ہے یہ چاہتا ‎ ‎کہ زندہ رہوں میں نہ تجھ سے جدا
شہنشہ نے سنکر یہ پاسخ دیا ‎ ‎کہ جاؤ گریبان سے میں جاؤنگا
یہ سنکر وہ دونوں یل نامور ‎ ‎برآمد ہوئے وان سے با چشم تر
یہ زاری و فریاد سنکر وہین ‎ ‎برآمد ہوا خسرو پاک دین
نہیں چاہیے ہی اسقدر درد و رنج ‎ ‎کہ ہے قیمتی یہ سرائے سپنج

میسر ہوئی خلق کو ایمنی ‎ ‎ہوئے شہ کی دولت سے مردم غنی
عبادت پہ مصروف پہر دن ہمہ ‎ ‎ہوئے حق پرستی وہ مایل ہوا
ہوا جبکہ تنہا شہ نامدار ‎ ‎عبادت میں مشغول لیل و نہار
نہ یکبار ہو تخت شاہی سے دور ‎ ‎کیا چاہیے سلطنت کے امور
لگا کہنے خسرو ہوا اب میں سیر ‎ ‎نہیں کچھ تمنائے تاج و سریر
کروں سلطنت کا میں کیا کاروبار ‎ ‎کہ بالکل نہیں دل اوسپر زینہار
طلب رستم و زال زر کو کیا ‎ ‎مفصل یہ احوال انکو لکھا
بیان ماجرا دونوں سے پھر یوں کیا ‎ ‎کہ اے پہلوانان کشور کشا
مقرر کیا ہی جو اک مکان ‎ ‎شب و روز رہتا ہی خسرو وہان
ہوئے جو اس حقیقت سے آگاہ جب ‎ ‎ہوا رستم و زال کو رنج تب
شہنشہ نے آواز سنکر شتاب ‎ ‎کیا اُس مکان میں او نہیں بار یاب
تری سنکے غفلت ہوا ہمکو غم ‎ ‎دوان آئی ہم با دل پر الم
مجھے قصد یزدان پرستی ہے اب ‎ ‎عبادت میں مشغول ہوں روز و شب
یہ پاسخ دیا پھر کہ اے بادشاہ ‎ ‎جو ہی خواہش تو شہ زاد راہ
عبادت سے بہتر ہی شاہ جہان ‎ ‎تجھے بہی لازم سوئے مرد مان
کہ نزدیک تیرا آئے ایام مرگ ‎ ‎مہیا تو کر ساز ہنگام مرگ
ولیکن یہ کہنے لگا زال گرد ‎ ‎کہ میں بہی ہوں شاہا بہت سالخورد
ترے ساتھ میں بہی ہوں گوشہ نشین ‎ ‎کروں یاد ذکر جہان آفرین
کروں حق کو تفویض جان سطرح ‎ ‎ہوئی غیب سے شب ندا جسطرح
اونہیں دیکھکر جملہ ایرانیان ‎ ‎لگے کرنے فریاد و شور و فغان
ہر اک کی شہنشہ نے کی دلدہی ‎ ‎کہا یون نہ غم سے کرو دل تہی
بہلا اب کہاں ہیں شاہان پیشین کہان ‎ ‎جہان وہ گئے ہم بہی جاوین وہان
یہ کہکر وہیں خیمہ کے باہر گیا ‎ ‎شبستان سے سوئے بیابان گیا

ترک کردن کیخسرو دولت دنیا را و تاج و تخت شاہی بلہراسپ سپردن و خود در یک چشمہ رفتن و از آنجا غائب شدن

جہاندار خسرو نے روز دگر | کئے جمع ایران کے سب نامور
فقیران مسکین جو تھے شہر مین | کیا انکو شہ نے غنی دہر مین
کیا شہ نے پھر ترک جاہ و حشم | دیا گنج و دنیا و دولت بہم
ہوا گرد گودرز اس کا وزیر | کہ تھا دانش آگاہ وہ مرد پیر
کیا ملک تقسیم پھر سر بسر | ہوا صاحب ملک پھر نامور
تمہارا ہی لہراسپ اب بادشاہ | اطاعت کرو اسکی شام و پگاہ
ہوئے یکسر آشفتہ ایرانیان | یہ گفتار لائے زبان پر کہ ہان
جو موجود ہی پور فرخندہ بخت | تو پہونچے نہ داماد کو تاج و تخت
کہ خسرو نے جسکو کیا بادشاہ | یہ لازم ہی ہمکو کہ شام و پگاہ
کہ گر خاک کو بھی تو کرے سرفراز | تو ہم سر جھکا دین زروئے نیاز
شجاع و کریم و خلایق نواز | سزاوار شاہی ہے وہ سرفراز
کیا ہے سمجھکر اوسے سرفراز | کہ ہے باذل و عادل و ہوشیار
پرستاری شاہ عالی تبار | دلیران و گردان کی ہے اختیار
مجھے خواب مین چشمہ آیا نظر | شتابندہ ہوتا ہون یان سے اودہر
جب آگے گیا خسرو نامجو | تو رخصت کیا رستم و زال کو
گئے بیژن و گیو گودرز بھی | وہ گستہم و طوس و فریبرز بھی
سر چشمہ جبدم کہ خسرو گیا | تو وان غسل شاہ جہان نے کیا
سو خانہ یانسے روان ہو شتاب | کہ ہوگی یہان بارش برف و آب
یہ کہکر گیا چشمہ آب مین | نشان پھر نہ شہ کا ملا خواب مین
پھرے وانسے ناچار گریہ کنان | فریبرز نے پھر کہا یون کہ ہان
مگر گرد گودرز فرخ سیر | روان اُس مکان سے ہوا پیشتر
نمایان ہوا ابر تاریک تر | ہوئی بارش ابر پھر اس قدر
فریبرز و گستہم و طوس جوان | ول گیو اور بیژن پہلوان
تہ برف یکبارگی دب گئے | بسوئے جہان عدم سب گئے
تو پھر اوس نے بھیجا کسی کو اودہر | کہ لیجائے ماتم آورونکی خبر

عطا کی نہیں نعمت بیکران | بہر اک کو جہان مین کیا کامران
ہوا دو و مش شاہ گیتی فروز | رہا دل سے مصروف تا ہفت روز
ہوا اسسے فارغ شہ نامجو | دیا تاج و اورنگ لہراسپ کو
کیا گیو کو شہ نے سالار فوج | کہ دیکھا اوسے لایق کار فوج
لگا کہنے پھر خسرو پاک دین | کہ اے سرفرازان ایران زمین
فریبرز سے بھی یہ شہ نے کہا | کہ فرمانبری تم بھی کیجو سدا
فریبرز ہے پور کاؤس کے | سپہ دار لہراسپ داماد ہے
سنی جب یہ گفتار ایرانیان | کیا یہ سخن زال نے تب بیان
کہ کرین بندگی اسکی جو ہین کیان | یہ کہکر کیا پیش خسرو بیان
سما شہ نے جو کوئی ہو دادگر | خردمند و دانا و صاحب ہنر
یہ لہراسپ اولاد ہوشنگ ہے | جوانمرد با داد فرہنگ ہے
یہ تعریف لہراسپ فرخ نہاد | بزرگان ایران ہوئے سن کے شاد
لگا کہنے خسرو یہ لہراسپ کو | کہ جا اب ہوئے شہر اے نامجو
وہان جا کے تو زنگانین جا گزین | یہ کہکر روانہ ہوا بس وہین
ہوئے وقت رخصت وہ گریہ کنان | ہوا پیشتر وان سے خسرو روان
نہ رخصت ہوئے شاہ سے زینہار | گئے ہمرہ خسرو نامدار
کہا سب سے وقت جدائی ہے اب | خدا سے مجھے آشنائی ہے اب
چلی باد صرصر بہت تند و سخت | ہوئے بیخ سے کندہ یکسر درخت
ہوا جبکہ خسرو وہان ناپدید | تو سب نامداران ہوئے ناامید
توقف ذرا کرکہ کہا دین طعام | فرود آئے پھر نامداران تمام
طعام الغرض سب نے کہایا وہان | گئے خواب مین پھر وہ گردنکشان
کہ یکسر ہوا کوہ صحرا سفید | ہوا بلکہ روئے زمین ناپدید
سوا انکے بھی اور وان نامور | گئے ہمرہ شاہ تھے جس قدر
یہین منتظر گرد گودرز تھا | نہ زنہار کوئی وہان جب گیا
وہ آیا تو کیا دیکھتا ہے وہان | کہ مردہ ہین سب پہلوان گران

یہ ہے رسم و آئین چرخ بلند
کہ گاہے رکھے شاد گہ دردمند

کسیکو نہیں ہے جہانمین قرار
پھری ہی سدا گردش روزگار

جلوس لہراسپ شاہ بر تخت شاہی

اب آتا ہوں میں سوئے لہراسپ شاہ
کہ زیبندہ ہی جس کو تاج کلاہ

رکہا سر پہ لہراسپ نے تاج زر
سریر شہی پہ ہوا جلوہ گر

ندی ہاتھہ سے رسم کیخسروی
رکہا خلق کو خوش بصد نیکوئی

کیا بسکہ لطف و کرم عدل و داد
بزرگان ایران ہوئے شاد شاد

جہاندار کے چار فرزند تھے
دلیر و شجاع و خردمند تھے

ملکزادہ بیداسپ اور اردشیر
ہنرمند و دانا شجاع و دلیر

یہ دونوں تھے دختر کیکاؤس کی
کہ لہراسپ کے ساتھہ منسوب تھی

دو فرزند تھے اور خاتون سے
خبردار آداب و قانون سے

ملکزادہ گشتاسپ مرد دلیر
دلاور جوان شاہزادہ وزیر

ولیکن تہا ہشیار ہر کار مین
جوانمرد گشتاسپ ہر جا مین

وہ تہا لایق تاج و فرماندہی
نمایاں تہی جس پہ فر شہی

دلیر و زبردست مغرور تہا
دل شاہ سے اسلئے دور تہا

موافق نہ تہا شاہ سے زینہار
رکہے تہا اُسے شاہ ناچار خوار

خفا ہو کے ایک روز مرد جوان
گریزان ہوا سوئے ہندوستان

زریر دلاور کو شہ نے کہا
کہ لیجا سواران جنگ آزما

تو گشتاسپ کو لا شتابی یہاں
شتابان ہوا پھر زریر جوان

جدہر کو شتابندہ گشتاسپ تہا
اُدہر کو تفحص کنان یہ گیا

ملا اُسکو گشتاسپ انجام کار
زریر اُس سے بولا کہ اے نامدار

سمند عزیمت کی پھیر عنان
یہان سے ہو اب سوئے ایوان روان

لگا کہنے گشتاسپ اے نامجو
نہیں میری پیش پدر آبرو

کرے ہے وہ توقیر کاؤسیان
نہیں مجہہ پہ اور کچہہ مہربان

ولیعہد اپنا کرے مجہہ کو گر
تو حاضر ہوں میں چلکے پیش پدر

دگرنہ کہین میں نکل جاؤنگا
نہ زنہار پیش پدر آؤنگا

زریر دلاور نے پاسخ دیا
کہ ہوں میں کفیل آپکے کام کا

پھرے پھر وہاں سے وہ دونوں جوان
خوشی سے سوئے خانہ آئے دوان

سنی شہ نے گشتاسپ کی جب بات
نہ ہرگز کیا اُس سے کچہہ التفات

جو آیا نظر شاہ نامہربان
تو ناچار گشتاسپ جنگی جوان

سوئے روم تہا گریزان ہوا
شتابندہ طرف بیابان ہوا

زریر دلاور بفرمان شاہ
گیا اسکے دنبال لیکر سپاہ

گیا دیر تک وہ تفحص کنان
ولیکن نپایا کہیں کچہہ نشان

سوئے خانہ ناکام آیا زریر
سوئے روم پہنچا وہ مرد دلیر

غریبانہ گوشہ مین کرکے قیام
لگا صرف اوقات کرنے مدام

متاع و زر و مال جب ہو چکا
تو پہر سوئے دیوان قیصر گیا

کہامین دبیر و نویسندہ ہوں
یہان چاکری کا مین جوئندہ ہوں

کہا اہل دفتر نے یوں اے جوان
نہیں ہے نویسندہ درکار یان

کرے گر توقف تو پھر تیرے نام
مقرر کرینگے رفتہ رفتہ یہ کام

وہ رکہتا نہ تہا قوت ایک روز کا
سوئے خانہ ساربانان گیا

بسان غریبان و بیچارگان
ارادہ کیا چاکری کا وہان

وہین مہتر ساربان نے طعام
کہلا کر کیا خرم و شاد کام

کہا پھر یہ گشتاسپ نے اے جوان
ہمین ہے نہیں خواہش ساربان

ہوا جب گشتاسپ اُن کا ستاب
گیا سوئے آہنگران پھر شتاب

کہا جا کے اون سے مزدور ہوں
ہر اک کام میں خوب محنت کرون

کسی نے اوسے وہین مبتلا کو نہ
حوالے کیا تبک آہنگران

بزور اوسنے مارا وہ سطور تبک
کہ سندان شکستہ ہوئی اور تبک

غضبناک آہنگر اوس پر ہوا
کہ نقصان اوسکا سراسر ہوا

بہت دیکے دشنام اندوہگین
کیا دور دوکان سے اپنی لعین

غرض واں سے گشتاسپ کو لے گیا
کھلایا طعام اوسنے یجا کو سیر
کہ نسل فریدوں سے ہی یہ جوان
لگا کہنے یہ سرور ارجمند
یہ کہکر لگا رہنے دہقان کے گھر
یہی رسم تھی قیصر روم کی
فراہم وہاں ہوتے تھے شادمان
کتابوں تھی ایک دختر شہریار
جلاۓ جوانان عالی گہر
اوسے خواب آیا تھا شبکو نظر
نصیبوں نہیں ہیں اُس کے ایدا کا تخت
ندیکھا جوان کوئی اُس شکل کا
اوسے دخت نے دستۂ گل دیا
وہ دہقان گشتاسپ فرخ جوان
کہ مجلس میں قیصر کی آؤ چلو
گئے الغرض وہ دو نو جوان
لگی کہنے دایہ سے وہ ماہرو
اوسے دستۂ گل حوالے کیا
خدا جانے کیا اس جوان کی ہے ذات
کہا یوں کہ رکھیے خدا پر نظر
لگا کہنے پھر قیصر نامجو
گۓ پیش گشتاسپ فرخ خصال
یہ احوال سنکر گۓ مردمان
کہا عرض پھر مردمان نے بہی
نہ ہرگز دیا شہ نے کچھ بھی تقدیر

سوئے دشت با چشم گریاں گیا
لگا کہنے دہقان مرد دلیر
اقامت گزیں ہو یہیں ہے تو واں
تو اب یہیں ہوں تجھے ہی اے ہوشمند
وہاں اوسنے کی ایک مدت بسر
کہ دختر شہ کشور روم کی
جوانان خوش روۓ فرخ نہاد
ہوئی جبکہ بالغ بت گلعذار
ملکزادگان خجستہ سیر
کہ کر و خوشروۓ با کر و فر
ترا جفت ہو گا وہ فرخندہ بخت
کہ جسکا تصور کتابوں کو تھا
سحرگاہ پھر یہ منادی کیا
کہ وہ بزم آراستہ تھی جہاں
کہ شاید نصیب اوسنے دخت ہے
کہ وہ بزم آراستہ تھی جہاں
کہ تھی اُس جوان کی مجھے جستجو
گئی پھر شبستان میں وہ دلربا
نہیں ہمکو معلوم ذات و صفات
جو چاہے کرے داور دادگر
کرو خوب تحقیق اسبات کو
ہوۓ جاکے اُس سے وہ پرساں حال
کیا پیش قیصر مفصل بیان
عیاں اوسکے رخ سے ہی ہے فر شہی
کیا ملکہ دونوں کو گھر سے بدر

کیا رحم دہقان نے یہ دیکھکر
کہ تو کون ہے کیا ہے تیری نژاد
کیا کار دہقانیاں اختیار
کہ ہوشنگ کی نسل سے میں بھی ہوں
پھری آخرش گردش روزگار
جو ہوتی تھی بالغ بصد لطف شب
جسے چاہتی دختر نازنین
شہ روم نے تب بصد انبساط
جو دیکھے کتابوں نے سب ایکبار
غریبانہ آیا ترے شہر میں
شہ روم نے پھر بھی روز دگر
دگر بار پھر رات کو وقت خواب
کہ ہاں جشن میں آج آویں سبھی
منادی کی دہقان نے سنکر صدا
رخ شاہد دولت آوے نظر
سو شاہ گشتاسپ فرخ سیر
یہ کہکر وہیں دختر دلستان
غضبناک سنکر ہوا بادشاہ
یہ چاہا کہ دختر کو کیجے ہلاک
مناسب نہیں عہد کا توڑنا
کہ یہ کون ہے ذات ہے اسکی کیا
وہ بولا کہ امراسپ کا ہوں پسر
نہ زنہار قیصر نے باور کیا
نہ کچھہ غدر یاں پیش پھر کر گیا
کتابوں و گشتاسپ فرخ بہم

وہ گشتاسپ کو لیگیا اپنے گھر
یہ بولا وہ دہقان فرخ نہاد
نہیں کچھہ غم گردش روزگار
دلے ہوں ستمدیدۂ چرخ دوں
ہوا یاور اقبال انجام کار
مہیا وہ کرتا تھا جشن طرب
اوسے شوہر اپنا وہ کرتی تھی یہیں
مہیا کیا ایک جشن نشاط
نہ آیا پسند اُسکو ایک نامدار
نہیں اوسکے رو کش کوئی دہر میں
دکہاۓ کتابونکو سب نامور
نظر اسکو آیا وہ عالی جناب
مسافر بھی اور مردم شہر بھی
جوانمرد گشتاسپ سے یوں کہا
میسر ہو پھر جمعیت کر و فر
پڑی جبکہ اُس نازنیں کی نظر
ہوئی پیش گشتاسپ سے وہ دواں
لگا کہنے یوں کھینچ کر غم سے آہ
ولیکن امیروں نے بیخوف و باک
نہیں خوب آئین سے منہ موڑنا
تفحص وہیں مردماں نے کیا
خفا باپ سے ہو کے آیا ادھر
کہا قصہ دختر نے پھر خواب کا
بندھا عقد گشتاسپ سے دخت کا
لگے رہنے ویرانے میں باہم

گذر کر کے دریا سے گشتاسپ شاہ
غرض تھی یہ ہر روز نخچیر تھا
ہوئے وہ جوان اُنکے بھی جو آشنا
کہ بیشے میں اک گرگ خونخوار ہے
ہوا اُس سے ہرگز نہ عہدہ برا
گیا سنکے حیرت میں وہ ماجرا
کہ تنہا دلیرانہ ہر صبحدم
گر اُس سے تو خواہان امداد ہو
گذربان بھی ہمراہ اُسکے گیا
پذیرا کیا مرد نے یہ سخن
گذربان و مرین بھی ہمرہ گئے
طرح شیر کی گرگ نے دوڑ کر
گذربان و مرین ثناخوان ہوئے
وہ کہنے لگا کسقدر تھا یہ کام
ادا میں نے کی شرط اے بادشاہ
وہاں گرگ کشتہ جو آیا نظر
کہا شہ نے اہرن سے یوں بعد ازان
ہوا دل میں اب ہے وہ اندیشہ ناک
کہ تنہا دلیرانہ ہو جنگ جو
یہ سنکر حضور اُسکے اہرن گیا
تو لاکر کے تیار اب یہ جوان
ہوا نعرہ زن مرد کشور کشا
کئے جب چہل تیر اس نے رہا
دہن میں کیا اژدہے کے روان
وہ دندان تیز اسکے کند ہو گئے

شکار ایک تھا گور خر کو یگاہ
پراگندہ خاطر تھا دل گیر تھا
کہ تھے اقربائے شہ نامدار
رسانندۂ رنج و آزار ہے
تلافی نہ کچھ کر سکا میں ذرا
کہ کیونکر کرون قتل اُس گرگ کو
سو دشت جاتا ہے بے رنج و غم
ملا دے تہ خاک خون گرگ کو
یہ گشتاسپ سے جا کے اونسے کہا
دلیرانہ وہ گرد پیل تن
وے راہ میں خوف سے رہ گئے
وہیں پنجہ مارا جوان مرد نے
بہت دل میں مسرور و شاد ہو گئے
کہ اپنا کرون آشکارا میں نام
مجھے دیجئے اب دختر نیک نام
تو حیران رہا قیصر نامور
کہ ہے کوہ میں اژدہائے دمان
کہ کیونکر کرون اژدہے کو ہلاک
کیا کشتہ گشتاسپ نے گرگ کو
بیان اُس سے اپنا کیا مدعا
کہ تا قتل ہو اژدہائے دمان
مقابل ہوا آن کر اژدہا
ہوا اژدہا خستہ سر تا بہ پا
وہیں لیکے پھر ایک سنگ گران
خوشی سے وہ اہرن کو لا کر دیئے

گذربان کو اک حصہ دیکر مدام
وہ دختر شہ روم کی اور تھین
جوانون کا مرین و اہرن تھا نام
کیا ملک کو اونے یکسر تباہ
کرے تو اُسے قتل گر اے جوان
گذربان نے اک روز اُس سے کہا
گرے ہی شکار اک گور کلان
ہوا شاد مرین یہ سن کر سخن
کہ اے نامور گر مرا ہو تو یار
بہ گرگ جنگی شتابان ہوا
گیا سامنے گرگ کے وہ جوان
دلاور جوان نے بیک ضرب تیغ
کہا پھر یہ مرین نے اے نامدار
حضور شہ روم مرین گیا
نہ باور کیا شاہ نے زینہار
پھر ایفائے وعدہ کیا با خوشی
اگر کشتہ ہو تجھ سے وہ اژدہا
گذربان نے احوال گشتاسپ کا
یقین ہے کہ گشتاسپ بے خوف و باک
لگا کہنے گشتاسپ عالی تبار
کیا اور لایا وہ خنجر وہین
دہن سے وہ ہر دم تھا آتش فشان
وہیں خنجر تیز پھر زد و تر
کیا خستہ مغز سر اژدہا
وہ پیش شہ روم آیا دوان

سوے خانہ لاتا تھا وہ ذوالکرام
پری چہرہ خورشید رو مہ جبین
یہ مرین سے بولا شہ ذوالکرام
گیا میں کئی بار لیکر سپاہ
تو دون تجھے دختر دلستان
کہ گشتاسپ دانا و سلطان کا
دلیر و تنومند ہے وہ جوان
گیا پیش نام آور ان پیل تن
تو ہو شاد ہو مدعا ہم کنار
نہ زنہار دل میں ہراسان ہو
تو دیکھا کہ ہے شیر سے بھی کلان
دو پارا کیا گرگ کو بے دریغ
تو نام اپنا مت کیجیو آشکار
کہا گرگ کو قتل میں نے کیا
گیا سوئے صحرا شہ نامدار
وہ دخت پری چہرہ مرین کو بھی
تو حاصل ہو دل کا ترے مدعا
بیان پیش اہرن مفصل کیا
کرے اژدہے کو بھی دم میں ہلاک
کہ اک خنجر تیز دندانہ دار
یہ لیکر گیا سوئے کوہ بدین
خدنگ افگنان تھا یہ مرد جوان
سر نیزہ گشتاسپ نے باندھ کر
نشان اژدہے کا نہ ہرگز رہا
کیا ماجرا اژدہے کا بیان

وہ دندان دے قیصر روم کو — تعجب مین آیا شہنشاہ جو
جو وہ اژدہا کشتہ آیا نظر — تو اہرن سے کہنے لگا تاجور
کہ جسنے یہ کارنمایاں کیا — تو ہرگز نہیں قاتل اژدہا

نہ باور کیا پھر سخن زینہار — گیا جانب کوہ ہوکر سوار
کہ جو کام ہے دیو کا بیگمان — شہزادگیان دیو یا کوئی بیان
وہ بولا کہ اے سرور انجمن — نہ زنہار تو اب ہو پیمان شکن

کہ تھی شرط جو کچھ ہوئی وہ ادا — شتابی سے کر تو بھی وعدہ وفا
غرض ہمرہ اہرن نام جو — کیا کتخدا دختر خرد کو
کہ ہے قاتل گرگ و مار سیاہ — ملکزادہ گشتاسپ با عز و جاہ
کہ گشتاسپ داماد تیرا کلان — شجاع و دلاور بہادر جوان

بیان کی یہ گفتار اہرن نے جب — ہوا قیصر روم ناچار تب
کتابون کی استاد تھی ایک زن — یہ اس سے لگی کہنے وہ سیمتن
گئی وہ کتابون کی ان کے حضور — لگی کہنے یوں با فراوان سرور
جو میرین وہ اہرن کا یاور ہوا — تو پھر عہد اس کا یکسر ہوا

غرض اُس دلاور نے بےخوف و باک | کیا گرگ نر اژدہے کو ہلاک
کتابوں کی مان نے یہ قصہ تمام | کیا غرض پیش شہ ذوالکرام

یہ سنکر شہ روم کہنے لگا | مجھے روز اول یہ معلوم تھا
کہ زیر سپہر برین جز کیان | نہین کوئی ہرگز دلاور جوان

نہوں جس کے جنگل سے گاہی رہا | پلنگان و شیران و گرگ اژدہا
کیا شہ نے گشتاسپ کو پھر طلب | بصد جاہ و شوکت زمہر و طرب

سپہ دار سالار لشکر کیا | فزون مرتبہ پایا برتر کیا

جنگ کردن گشتاسپ با الیاس والی خرزو گرفتار کردہ آوردن الیاس را از میدان پیش قیصر روم

ہوا جبکہ گشتاسپ سالار فوج | ہوئے تابع حکم سردار فوج
نہ محکوم تھا تھی اُس کی سپاہ | شہ روم کچھے تھا پشت و پناہ

لکھا پھر یہ نامہ شہ خرز کو | کہ اب خرز سے دست بردار ہو
مہیا تو کر ورنہ سامان جنگ | جو منظور خاطر ہو کر بیدرنگ

شہ کشور خرز الیاس شاہ | وہ رکھتا تھا ساتھ اپنے جنگی سپاہ
حقیقت یہ سنکر ہوا خشمگین | کیا قصد پیکار از روی کین

سپہ لیکے آیا سوئے ملک روم | سپہ وہ کہ فولاد ہو جس سے موم
اُدھر سے بھی گشتاسپ لے کر سپاہ | بفرمان قیصر ہوا کینہ خواہ

سو لشکر خرز آیا وہان | ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
سر و پہلو و سینہ تھا وقت جنگ | نشانہ عمود و سنان و خدنگ

ہوا کشت و خون دشت مین اسقدر | کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر
سپہ دار گشتاسپ مرد دلیر | دوان کرکے گھوڑا کو مانند شیر

پکارا یہ میدان مین آن کر | کہ الیاس یہ کہتا ہی ہمت اگر
تو ہو ساتھ میرے یہان گرم جنگ | نہ ہرگز کرے جنگ مین کچھ درنگ

دلیرانہ الیاس آیا وہین | ہوا ساتھ گشتاسپ کے گرم کین
جو گشتاسپ نے نیزہ کو زور سے | کمر مین کیا بند الیاس کے

تو الیاس ہرگز نہ قایم رہا | زمین پر گرا زین سے ہوکر جدا
گرفتار کرکے وہ جنگی جوان | اوسے لیگیا پیش قیصر کشان

ہوا قید میدان مین الیاس جب | گریزان ہوا لشکر خرز تب
گیا خرز تک پھر تعاقب کنان | شہ روم با شوکت و عز و شان

غرض ملک تسخیر یکسر کیا | بہت گنج قیصر نے وان لے لیا
پھر آخر زسے پھر بفتح و ظفر | سوے روم آیا بصد کر و فر

وہان آکے از روی لطف و عطا | زیادہ کیا رتبہ گشتاسپ کا
کیا بلکہ مختار یکسر امور | جوانمرد کو با نشاط و سرور

سپہ دار گشتاسپ نے ایک روز | کہا شاہ سے اے شہ نیک روز
تگ و ساز اب سوئے ایران کرو | بہر داد زان شاہ ایران سے ہو

یہ سنکر وہین پیش سلطان روم | لگے کہنے یون نامداران روم
کہ لہراسپ ہے بادشاہ عظیم | وہ رکھتا ہے گنج و سپاہ عظیم

نہین خوب لہراسپ سے ساتھ رزم | مناسب نہین ملک پر اُنکا عزم
جوان دلاور ہوا خشمگین | شہ روم سے پھر یہ بولا وہین

کہ ہے شاہ لہراسپ پیر علیر | عیان اُسکا احوال ہے سربسر
مری جنگ کی تاب اُسکو نہیں | کہان ہے یہ طاقت جو ہو گرم کین

دلیران ایران کو یارا کہان | کہ ہون ساتھ میرے ستیزہ کنان
ہراسان ہین گردن کے نامدار | تو اب شاہ ہو مجھکو اے شہریار

کہ تسخیر ایران مین جاکر کرون | تجھے صاحب تخت و افسر کرون
کہا جبکہ گشتاسپ نے یہ سخن | تو شاہ وان ہو سرور انجمن

سو شاہ لہراسپ نامہ لکھا | یہ مضمون رقم اُسمین شہ نے کیا
کہ ہے ساتھ تیرے مجھے عزم جنگ | نہین جنگجوئی مین ہرگز درنگ

اگر نصف ایران و تاج و کلاہ ۔ مجھے دے تو ہو صلح ای بادشاہ
کرون ورنہ ایران کو یکسر خراب ۔ تو ہووے گرفتار رنج و غضب
ہوا لیکے قابوس نامہ روان ۔ گیا جبکہ وہ پیش شاہ جہان
بجا لاکے آداب نامہ دیا ۔ ہنسا پڑھ کے لہراسپ کشور کشا
یہ کہنے لگا پھر شہ نامجو ۔ کہ تسخیر کرکے فقط خزر کو
ہوا قیصر روم مست و غرور ۔ ہوا فہم و دانش سے یکبار دور
کہا یون فرستادہ سے بعد ازان ۔ حقیقت ذرا جنگ کی کر بیان
کہ الیاس کا ملک کیونکر لیا ۔ اوسے قید قیصر نے کیونکر کیا
یہ سنکر کیا نامہ بر نے بیان ۔ کہ قیصر کا داماد ہے ایک جوان
دلیر و تنومند گشتاسپ نام ۔ بنا ہاتھ سے اوسکے پہلے یہ کام
کہ بیشے مین اک گرگ خونخوار تھا ۔ اور اک کوہ پر تھا وہان اژدہا
دلیرانہ دونون کو بے خوف و باک ۔ کیا اوس دلاور نے جا کر ہلاک
پھر الیاس سے زیکو ہنگام جنگ ۔ اوٹھا زین سے لایا جوان بیدرنگ
یہ پوچھا جہاندار نے پھر کہ ہان ۔ یہ بیٹھے ہیں جتنے یلان و جوان
مشابہ ہے کسکے وہ جنگ آزما ۔ کہ جسنے یہ کار نمایان کیا
نظر کرکے اوسنے سوی زریر ۔ کہا اسکے ہمشکل ہے وہ دلیر
یہ جانا جہاندار لہراسپ نے ۔ کہ برپا کیا فتنہ گشتاسپ نے
شہ روم کو نامہ کا پھر جواب ۔ لکھا یون کہ ای شاہ والاخطاب
مگر اتنا اک پہلوان پر غرور ۔ کہ یہ بات ہے عقل و دانش سے دور
ہنراوران ہین این گرد شمشیرزن ۔ نبرد آزمایان لشکر شکن
نہیں جز ایران نہ الیاس ہم ۔ تو اندازہ سے رکھ نہ باہر قدم
بدستور پہونچا شتابی مزاج ۔ رہی ورنہ تیرا یہ اورنگ و تاج
یہ نامہ نویسندہ جب لکھ چکا ۔ تو قابوس کو شہ نے رخصت کیا

طلبیدن لہراسپ گشتاسپ را از روم و تفویض نمودن تخت و تاج بہ گشتاسپ و خود بیاد خدا مصروف بودن

برادر جو گشتاسپ کا تھا زریر ۔ کہا اوس سے لہراسپ نے اے دلیر
تو جا پیش قیصر فرستادہ وار ۔ یہ کہہ جا کے اوس سے کہ ای شہریار
تو کر صلح ہم سے نہو کینہ خواہ ۔ کہ بیٹھینگے نہ ہم خواہش تاجگاہ
تو پھر پاس گشتاسپ کے جائیو ۔ مجھے بھی یہ پیغام پہونچائیو
کہ مین نے تری قدر جانی نہ آہ ۔ ولے ہو نہیں اب جانمن عذرخواہ
تری یاد مین ہین پریشان ہمین ۔ بہت اپنے دل مین پشیمان ہمین
خطا میری اب سربسر کر معاف ۔ کدورت سے کر آئینہ دل کا صاف
روانہ ہوا اب سوئے ایران دیار ۔ کہ ہے شوق دیدار لیل و نہار
ہوا سیر مین افسر و تخت سے ۔ تو فیروز ہو یاوری بخت سے
ارادہ یہ ہے معتکف ہوکے اب ۔ کرون یاد یزدان مین ہر روز و شب
رکھون سر پہ تیرے کلاہ مہی ۔ مبارک تجھے تخت و تاج شہی
بحکم شہنشاہ آفاق گیر ۔ سوے روم ایران سے آیا زریر
کہا جبکہ قیصر سے پیغام شاہ ۔ لگا کہنے تب قیصر کینہ خواہ
مجھے شاہ دے نصف ایران اگر ۔ تو پھر صلح البتہ ہو ہمدگر
دگرنہ مصمم ہے پرخاش جنگ ۔ مہیا ہے تیغ و سنان و خدنگ
شہ روم نے جب یہ پاسخ دیا ۔ وہ رخصت ہوا نے ملکا مین گیا
گیا پیش گشتاسپ کے وقت شب ۔ کہا اوس سے پیغام لہراسپ
پیام پدر سن کے ہو شاد شاد ۔ ملکزادہ گشتاسپ فرخ نہاد
کتابون کو لیکر شتابان ہوا ۔ روان سوئے اقلیم ایران ہوا
جو نزدیک پہونچا وہ سالار دہر ۔ گئے پیشوا نامداران شہر
گیا جبکہ لہراسپ کے روبرو ۔ اوٹھا تخت سے وہ شہ نامجو
پسر اور پدر ہوگئے پھر ہمکنار ۔ ہوئے مثل ابر بہار اشکبار

وہیں پھر جہاندار فیروز بخت / بچھا ایک تخت ایسے بہائے تخت
لگا کہنے گشتاسپ سے اے پسر / تو اس تخت زرین پہ ہو جلوہ گر

وہ بیٹھا وہاں جب تو سب نامدار / بحکم شہنشاہ عالی تبار
ہوئی اُسکے محکوم و فرمان پذیر / دلیران گردان امیر و وزیر

جہاندار لہراسپ فرخ خصال / جہان مین رہا ایکصد و بست سال
کہا شہ نے گشتاسپ سے بعد ازان / کیا مینے اب ترک کار جہان

مجھے کام کچھ سلطنت سے نہیں / تو ہے مالک تخت و تاج و نگین
یہ کہہ کر قبای شہی دور کر / لباس فقیری کیا زیب بر

نہ نہار دل مین رہی جب جاہ / گیا پھر سوئے بلخ لہراسپ شاہ
کہیں اندنون بلخ مین اک مکان / پرستشگہ خلق تھا کعبہ سان

کسی حجرہ مین وان شہ صاف دل / یہ یزدان پرستی ہوا مشتغل
ہوا معتکف جبکہ لہراسپ شاہ / تو بیٹھا سر تخت گشتاسپ شاہ

نشستن گشتاسپ بہ تخت و پیدا شدن اسفندیار

شہنشہ بفضل خدای کریم / جہانمین ہوا بادشاہ عظیم
شہان جہان بھیجتے تھے خراج / حضور خداوند اورنگ و تاج

ولے چین ماچین کا فرمانروا / کہ ارجاسپ تھا نام اُس شاہ کا
نکرتا تھا زنہار فرمان بری / کہ محکوم تھے اُسکے دیو و پری

غرض فوج پر اپنی مغرور تھا / بہت اپنے نزدیک مقدور تھا
سوا اُسکے سب تابع جہان / ہمیشہ تھے محکوم شاہ جہان

جہاندار گشتاسپ تھا دادگر / نہ تھا کام جز داد شام و سحر
یگانہ بعدل و کرم گستری / شب و روز مصروف دین پروری

کتایون سے پیدا ہوئے دو پسر / تنومند پر زور رشک قمر
رکھا نام اسفندیار ایک کا / دگر طفل کا نام پشوتن رکھا

ہوئے دونوں شہزادے پر زور جب / سکھائے ہنر شاہ نے انکو سب
جو جاماسپ اُس شہ کا دستور تھا / وہ علم سماوی مین مشہور تھا

منگا کر گیاہ بیابان زہوش / اوسی دیگ مین ڈال اور کر کے جوش
بٹھایا پھر اسفندیار اُسمین لا / کہ جس سے وہ رویین بدن ہو گیا

لے گر و رویین تن اسفندیار / نہین پور شاہنشہ نامدار
بہت زور مند و جوانمرد تھا / جہان مین بمردانگی فرد تھا

یہ کہتا ہے فردوسی نامدار / کہ مین نے اشعار اسی ہزار
ہوا ختم رستم کا احوال رزم / بس اب دلکو ہے رزم دیگر کا عزم

لکھون جنگ اسفندیار جوان / کرون کارنامہ جوان کا بیان
کوئی اگر دیتا ایک زربفت نام / خبردار علم فلک سے تمام

رسیدن زردشت آتش پرست در حضور گشتاسپ شاہ و خود را بہ پیغمبری آشکار کردن و آمدن گشتاسپ شاہ در دین او و لشکر کشیدن ارجاسپ شاہ ماچین و چین بر ایران و محاربہ عظیم رو دادن و از دست اسفندیار کارنمایان بظہور رسیدن و فتح یافتن گشتاسپ و رواج دادن اسفندیار

دین زردشت را درعالم

وہ آیا حضور شہ دین پناہ
کیا ایکدن یہ عمل آن کے
خواص اُس ثمر کا بیان کیجے کیا
ہوا شاہ گشتاسپ فرخ نہاد
یہ زردشت بولا کہ اندیشہ کیا
ہوا خواہش دل سے اُس کا مرید
دکھاؤں تجھے معجزے اب پدید

بیان شہ سے کی اپنی آئین کہ
کہ گشتاسپ آگے ایوان کے
کہ برگ و ثمر اُسکا جو کہا تھا
زیادہ ہوا اور بھی اعتقاد
کرو جاکے دین چارہ اسکا
عقیدت سے بہر زردشت تھا مرید
عیان مجھ پہ ہے راز ہفت آسمان

کیا راز آتش پرستی عیان
ہوا ایک پیدا درخت بلند
نصیب اوسکے ہوئے تھا علم فلک
پھر آئی خبر پیش گشتاسپ شاہ
غرض بلخ سے آیا جب پیش شاہ
کہا شہ سے زردشت نے ایکروز
جسے چاہو میں اوسکو بھیجوں ابھی

ہوا معتقد اوسکا شاہ جہان
ثمر دار مطبوع خاطر پسند
فزون عقل ہوتی تھی بے شبہ و شک
کہ ہے تخت جبار لہراسپ شاہ
تو ہے دو شہنشاہ کیوان کلاہ
رسول خدا ہوں میں اے نیک ذات
سو گلستان بہشت برین

اگر مین کسی پر ہون نامہربان — تو وہ دوزخ نصیب اُس کے ہو بیگمان
مری پاس آتے ہیں اکثر ملک — عیان مجہہ کہتے ہیں راز فلک
تو گر اوسکے آئیں کرے اختیار — تو مقبول ہو بہشت پروردگار
کیا تہا جو زردشت نے آشکار — وہی اوسکا مذہب کیا اختیار
گیا یان سے بالائے پر آسمان — خدا کو بہی مین دیکہہ آیا وہان
کہا ایک روز اوسنے ای تاجدار — ترا ہے مددگار پروردگار
لکہا شاہ نے نامہ ارجاسپ کو — کہ چین سے تو اب دست بردار ہو
پڑہا شاہ گشتاسپ کا نامہ جب — سپہدار ارجاسپ سمجہا یہ تب
سنا ہے یہ شاہا تو بیدین ہوا — پذیرندہ تازہ آئین ہوا
تجہے اوسنے گمراہ آکر کیا — بنہ کار تیرا سراسر کیا
ترا باپ دیندار و یزدان پرست — او رافسوس تو ہووے شیطان پرست
کہ بیدینی اب تو نے کی اختیار — نہ گمراہ ہو پہر خدا زینہار
سپہ ورنہ کہینچون پس یکدو ماہ — کرون ملک ایران کو یکسر تباہ
ذرا پند نامہ کو پڑہ غور سے — تو آیا بد رسم و بدطور سے
پڑہا جبکہ مضمون نامہ تمام — تو دستور گشتاسپ جاماسپ نام
سمجہا کہ کیا تجہے عزم جنگ — نہیں چاہیے اس مین ہرگز درنگ
زریر دلاور نے تب یون کہا — کہ جنگ آزمودہ ہین یہ شہا
ہوا شادمان شاہ کشور کشا — لکہا پاسخ ارجاسپ کے نامہ کا
کرونین تجہے کشتہ تیغ کین — نہ تو ہو نہ لشکر نہ ماچین و چین
یہ نامہ جو پہونچا تو سالار چین — ہوا پڑہ کے مضمون بہت خشمگین
جہان لشکر چین پہونچا تہا وان — نہ رہتا تہا برگ شجر کا نشان
سنی جب خبر شاہ گشتاسپ نے — کہ کہینچی اُدہر فوج ارجاسپ نے
سواران جنگی تہے شش صد ہزار — ہنر آزمایان خنجر گذار
خرد مند جاماسپ شہ کا وزیر — صطرلابی اس مین تہا بے نظیر
کہ بے صلح کس کی بروز وغا — وہین دیکہکر دوستی ظاہر کیا

جہان بادشاہا بالطاف رب — نظر مین مری عرش و کرسی ہے سب
مری واسطے زند و استا کتاب — ہوئی نازل ایسا گردون جناب
غرض شہ نے سن قول زردشت کا — تو بس تہہ کے دین اپنا یکسر کیا
کئی دن کے بعد اوس نے پہر یہ کہا — ہوئی اوسکو معراج حاصل شہا
کبہی شاہ گشتاسپ حالی گہر — نہ پہیرے تہا فرمان سے اوسکے سر
گر اب شوق سی عزم تسخیر چین — تو ہو ساتہہ ارجاسپ کے گرم کین
وگرنہ ملاؤن تہ خون و خاک — کرون تیغ کین سے تجہے مین ہلاک
کہ زردشت نے شہ کو گمرہ کیا — وہین پاسخ نامہ پہر یہ لکہا
تری پاس پہونچا ہی وہ شور بخت — کہ ہی سخت بدکیش و برگشتہ بخت
کیا کیش و دین تو نے اپنا تباہ — پس و پیش نہ تہا رہ دیکہا نہ آہ
بے پاس دین تجہہ سے ہون کینہ خواہ — مناسب ہے تجہکو کہ ای بادشاہ
ترا ہے جو پیغمبر بد سیر — اوسے اپنی اقلیم سے کر بدر
لکہا دوستانہ یہ نامہ تجہے — کہ حاصل ہو تا دین و دنیا تجہے
روانہ ہوئے لیکے وہ نامہ دیو — شتابی گئے پیش گیہان خدیو
یہ بولا کہ لکہیے سمجہکر جواب — کہا سن کے زردشت نے یون شتاب
لگا شاہ سے کہنے اسفندیار — تجہے تب کہیے رخصت سوئے کارزار
تعینات ہو ساتہہ میرے سپاہ — کہ ہون ساتہہ ارجاسپ کے کینہ خواہ
او تہا وہی تو کہ واسطے رنج راہ — شتابی سے پہونچو نہیں لیکر سپاہ
غرض نامہ طیار جب ہو چکا — تو پہر شہ نے دیوؤن کو رخصت کیا
سپہ لیکے دو ہین بے کارزار — روانہ ہوا سوئے ایران دیار
لگاتا تہا غارت فقط کینہ جو — جلاتا تہا ہر کاخ و ہر قصر کو
تب آیا سپاہ گران لیکے شاہ — دلیران جنگ آور و کینہ خواہ
پے لشکر چین بہ تیغ و تبر — سواران ایران سی تہا بیشتر
لگا اُس سے کہنے شہ نامدار — صطرلاب مین دیکہے ہوشیار
کہ خویش و برادر تیرے روز جنگ — بہت کشتہ ہون زیر تیغ و خدنگ

دلیران ایران بہت ہوئے ہلاک
پھر آخر بالطاف یزدان پاک
پسر تجھے ہووے فتح و ظفر
گریزندہ ہو فوج چین سربسر

صف آراستہ بعد ازاں شاں ہوئی
بہم رزم جنگی نمایاں ہوئی
دلیران ایران و گردان چین
ہوئے گرم پیکار از روئے کین

پسر شاہ لہراسپ کا اردشیر
کہ تھا دخت کاؤس سے وہ دلیر
دلیرانہ آیا سوئے رزمگاہ
سواران چین سے ہوا رزمخواہ

کئے قتل اُسنے کئی نامدار
ہوا کشتہ پھر آپ انجام کار
برادر جو اُسکا وہ شیداسپ کا
سوئے رزمگہ بعد اُس کے گیا

ہوا جبکہ وہ کشتہ تیغ دو تیز
گیا پور جاماسپ بہر ستیز
کئے اُس نے ترکان خونخوار قتل
ہوا آپ بھی آخر کار قتل

گیا پھر وہیں جنگجوئے دلیر
جوانمرد نستوہ پور زریر
کئے غرق خون مرد خنجر گذار
نہ جانبر ہوا آپ بھی زینہار

ہوا جب کہ نستوہ جنگی ہلاک
زریر دلاور ہوا خشمناک
رواں کرکے گھوڑا سوئے رزمگاہ
ہوا گرم کین مثل مار سیاہ

کئی پہلوان اور کئی دیو نژاد
مقابل ہوئے آکے مانند باد
جوانمرد نے کھینچکر تیغ کین
کئے قتل دیوان و ترکان چین

شتابان ہوا پھر سوار دلیر
پئے شاہ ارجاسپ مانند شیر
صف فوج کو چیر کر سربسر
گیا جبکہ نزدیک وہ نامور

ہوا تب خروشندہ سلطان چین
کہ اے نامداران ترکان چین
دلیرانہ اب گرم پیکار ہو
کرے جو کوئی قتل اُس گُرد کو

اُسے صاحب شوکت و شان کروں
بہت گنج و زر دے کے شاداں کروں
وہیں بیدرنگ ایک مرد دلیر
ہوا آن کر ہم نبرد زریر

کیا دیو نے زخم دوں ہی رہا
ہوا قتل وہ مرد جنگ آزما
زریر دلاور ہوا کشتہ جب
ہوا پُرالم شاہ گشتاسپ تب

دلیران ایران سے کہنے لگا
کہ ہے کوئی مرد نبرد آزما
جو اس دیو سے آکے ہو جنگجو
ملاوے تہ خاک خون دیو کو

وہیں سنکے بولا یہ اسفندیار
کروں جا کے میں دیو سے کارزار
جہانگیر گشتاسپ ہو کے شاد
کہا یوں کہ اے پور فرخ نہاد

اگر دیو خونخوار کو کرکے پست
تو دے لشکر چین کو تو شکست
تو سر پر ترے افسر زر رکھوں
تجھے تخت شاہی حوالے کروں

پھر اتنے میں لشکر میں غوغا اُٹھا
کہ اس دیو نے حشر برپا کیا
ہزاروں ہوئے کشتہ ایرانیان
نہیں ہائے تاب اقامت جہان

یہ سنکر ملک زادہ اسفندیار
وہیں اسپ پر اپنے ہو کر سوار
دلیرانہ آیا وہاں سوئے دیو
بسانِ ہزبر ژیاں کرکے غریو

کہا یوں ہی روئین تن اسفندیار
نہیں تاب دیوونکو یہ زینہار
جو ہوں ساتھ میرے نبرد آزما
کشندہ ہوں ان دیو خونخوار کا

رواں کی وہیں اُس سرکش نے تیغ
سوئے نامدار جہاں بیدریغ
دلیران سے وہ تیغ ہنگام جنگ
پکڑ لی دلاور نے اور بیدرنگ

کیا زخم نیزہ رہا دیو پر
سناں نے کیا بس جگر سے گذر
ہوا کارگر نیزہ آبگون
گرا خاک پر دیو سرکش نگون

جدا کرکے سر جسم ناپاک سے
جوان نے کیا بستہ فتراک سے
شتابان ہوا اتنے میں پور زریر
اور اک گرد فرشید ورد دلیر

مدد کو گئے سوئے اسفندیار
یہ کہنے لگا یوں کہ اے نامدار
کہ آؤ چلو سوئے ارجاسپ شاہ
کریں اُسکے لشکر کو یکسر تباہ

یہ کہکر سپہدار اسفندیار
عقب اُسکے دونوں جنگی سوار
شتابان ہوئے سمت سالار چین
جہاندار گشتاسپ بھی پھر وہیں

ہوا حملہ آور یہ فوج گران
زد و کشت باہم ہوئی خوب وان
کیا قافیہ لشکر چین کا تنگ
رہی پھر نہ ارجاسپ کو تاب جنگ

گریزان ہوا وانسے سلطان چین
ہوئے سب پراگندہ ترکان چین
گرفتار آئے بہت سرکشان
یہ کہنے لگے ہو کے شادی کنان

که جان بخشی اے شہ کرے تو اگر
تو آتش پرستی کریں سر بسر

پڑا تھا جہاں کشتہ جنگی زریر
لدو ترا سے شاہ آفاق گیر

ہوئی تلخ اب زندگانی مجھے
دریغا کہ یوں دیکھوں کشتہ تجھے

لگا کہنے دستور سے شہریار
کہ میدان میں کر کشتگان کا شمار

ہوئے کشتہ ایرانیاں سی ہزار
ازان حملہ تھے ہشت صد نامدار

ہوئے قتل میدان میں یکصد ہزار
ہزار و صد و شصت سہ نامدار

دیا دین زردشت کو پھر رواج
جہاندار نے از سرا بتہاج

اوسے شاہ نے تخت و افسر دیا
خوشی سے ولیعہد اپنا کیا

جہان میں آئین طرز نکو
مروج تو کر دین زردشت کو

شہ روم محکوم وہیں کیا
پذیرندۂ دین و آئین ہوا

گیا پھر سوئے ہند اسفندیار
وہان بھی آئین ہوا آشکار

گیا جس ولایت میں اسفندیار
گیا جسطرف نامہ نامدار

گئے ہر طرف ژند داستاں کتاب
نہ آئی کسیکو بہ زنہار تاب

سپہدار نے پھر یہ نامہ لکھا
سو شاہ گشتاسپ کشور کشا

ہر اک ملک میں مردم خاص و عام
ہوئے گرم آتش پرستی تمام

کیا رحم گشتاسپ شہ نے وہیں
پھر آیا وہیں شاہ روی زمین

ہوا نعش اُس کی نوحہ کنان
کہا یوں کہ ای سرفراز کیان

اوسے رکھ کے تابوت میں بعد ازان
شہنشہ ہوا سوئے خیمہ روان

شمار اُس نے جب کشتگان کا کیا
ہوا آشکارا کہ وقت وغا

جب آیا سو نعش ترکان چین
تو ظاہر ہوا یہ کہ گردان چین

یسر ہوئی جبکہ فتح و ظفر
ہوا شاد شاہنشہ نامور

دلیری و مردی اسفندیار
ہوا دیکھکر شادمان شہریار

کہا پھر کہ اے پور عالی گہر
لے ملک گیری تو باندہ اب کمر

ہوا شاہ سے رخصت اسفندیار
سوئے روم پہلے گیا نامدار

رکھا ژند و استا کو بالائے سر
اطاعت میں بہبود آئی نظر

پھر آیا سوئے ہند پہلوان
ہوئے لوگ وان کے پرستش کنان

ہوئے سب دل و جان سے فرمانپذیر
رعایا بادشاہ و امیر و وزیر

کرے حکم سے اُسکے جو انحراف
کسی نے نہ ہرگز کیا یہ خلاف

کہ خرد و کلان نے ز روی طرب
پذیرا کیا دین زردشت سب

یہ سنکر ہوا شاہ گشتاسپ شاد
کہ حاصل ہوئی جان و دل کی مراد

قید کردن گشتاسپ اسفندیار را باغوای گرزم پہلوان و تشریف آوردن در سیستان

جہاندار نے ایک کی انجمن
ہوئے آ کے حاضر سران زمن

ولے تھا وہ بدخواہ اسفندیار
لگا کہنے شہ سے کہ ای شہریار

غرور اُسکو ہے زور سر پنجہ پر
کہ ہم پنجہ اوسکا نہیں شیر نر

کہ تجھکو کرے آن کر یان اسیر
ترا چھین لے ملک و تاج و سریر

ہوا سنکے آزردہ گشتاسپ شاہ
نہ پایا چین ہوا پھر سوے بزم گاہ

طلب کر کے پھر اپنے دستور کو
لگا کہنے شاہنشہ نامجو

وہ جاماسپ دستور شاہ جہان
گیا پیش اسفندیار جوان

مجھے کل کی شب خواب آیا نظر
کہ دشمن تیرا ہے مجھے میرا پدر

کوئی ایک تھا گرزم پہلوان
ندیم شہنشاہ گیتی ستان

سنا ہے کہ اسفندیار جوان
رکھے ساتھ اپنے ہے فوج گران

رکھے ہے وہ دل میں خیال تباہ
ارادہ یہ ہے اُسکا شام و پگاہ

سنا تھا جو میں نے وہ ظاہر کیا
جو بہتر سمجھتے وہ کیجے شہا

کیا یکقلم صبر و آرام و خواب
رہا تا سہ روز و سہ شب اضطراب

کہ جلدی تو جا پیش اسفندیار
بیان لا شتاب اُسکو آ نامدار

دیا پھر پیام شہ نامدار
لگا کہنے پھر وہ وہیں اسفندیار

وہ بولا کہ ہے راست تیرا یہ خواب
جوانمرد نے تب کہا یوں شتاب

کہ گیا واسطہ میری تقصیر کیا
ہوئے میری شمشیر سے سرکشان
سمجھتا ہون اپنا تجھے دوستدار
لگا کہنے یہ سن کے اسفندیار
ملکزادہ رکھتا تھا فرزند چار
چہارم تھا نوش آذر نامجو
روانہ ہوا سوئے گشتاسپ شاہ
اوسے قید کر کے کیا پھر روان
سنا جبکہ بہمن نے یہ ماجرا
گیا الغرض پیش اسفندیار
ہوا بلخ مین عازم سیستان
کیا اختیار اوسنے آئین شاہ
کیا بعد ازان شاہ کو میہمان

ہوا پر غضب شاہ کشور کش
پرستندۂ بادشاہ جہان
جو کچھ مصلحت ہو سو کر آشکار
کہ آزار دیگا مجھے شہریار
بزرگ اونمین تھا بہمن نامدار
ہنرمند و دانا و فرخندہ خو
سہ فرزند کو ساتھ لے اور سپاہ
شہنشہ نے سوئے دژ گنبدان
بصد رنج و غم بلخ مین تب گیا
ہوا باپ کا مونس و غمگسار
کہ آئین تازہ کرے وان روان
مروج کیا ملک مین دین شاہ
رہا شاہ گشتاسپ دو سال وان

کیا مین نے ہر اک کو آتش پرست
نہ کی میری خدمت پہ ہرگز نظر
وہ بولا کہ بہتر ہے اے نامور
وہ بولا کہ بہتر ہے جور پدر
دوم پور مہر نوش نام ور
غرض گرد بہمن کو اسفندیار
گیا جب حضور شہ نامدار
ستونہائے سخت آہنی لا کے چار
وہان سے بسوئے دژ گنبدان
گذر جب گیا روزگار دراز
جو نزدیک پہونچا وہ فرزند وا
رکھا ژند واستا کو بالائے سر
سنی شاہ ارجاسپ نے یہ خبر

کیا سربلندان عالم کو پست
ہوا خشمگین آدیون تاجور
کہ حاضر ہو چلکر حضور پدر
نہ پہیر اوس کے فرمان سے زنہار سر
سوم آذرگرد و فرخ سیر
بجاہ و حشم کر کے مختار کار
ہوا تب گرفتار اسفندیار
ستونون سے باندہا اوسے استوار
ہوا بہائیون کو وہ لیکر روان
تو گشتاسپ شاہنشہ سرفراز
تو آیا تہمتن وہان بیٹھوا
کیا اوسکو رایج وہان زود تر
کہ اسفندیار یل نامور

رسیدن کہرم پسر ارجاسپ با فوج سنگین در بلخ و لہراسپ را کشتن و بلخ را فتح کردن و آمدن گشتاسپ از سیستان و آمدن ارجاسپ برائے امداد پسر و شکست خوردن گشتاسپ

بفرمان گشتاسپ آفاق گیر
یہ سنکر ہوا شادمان شاہ چین
سوئے بلخ اوس نے روانہ کیا
کہا یون کہ اے بادشاہ جہان
یہ کہنے لگا وہ شہ نیکنام
بہت عذر لایا وہ فرخندہ کیش
سپہ شاہ کے ساتھ تہی بیس ہزار
جو لہراسپ آیا سوئے کارزار

میان دژ گنبدان ہے اسیر
کیا پھر وہین عزم پرخاش و کین
وہان اسقدر کوئی ہرگز نہ تھا
نہیں کوئی سردار لشکر یہان
کہ مجھکو ہے یزدان پرستی سے کام
ولے عذر ہرگز گیا کچھ نہ پیش
فزون اس سے ہرگز نہ تھا اک سوار
کیے کشتہ ترکان چین بیشمار

گیا ہے سو سیستان بادشاہ
سپہ دار کہرم تھا اوسکا پسر
کہ کہرم ہوا آن کر کینہ خواہ
مناسب ہے اب تجھے سروری
سروکار کچھ سروری سے نہیں
مکان عبادت سے لہراسپ شاہ
مقابل وہین فوج کہرم ہوئی
سواران بلخی نے وقت وغا

نہین بلخ کے شہر مین کچھ سپاہ
اوسے باسپاہ گران زود تر
گئے مرزبان پیش لہراسپ شاہ
کہ زیبندہ ہے تمکو سرلشکری
مجھے کام سرلشکری سے نہیں
گیا لاجرم جانب رزمگاہ
دلیرانہ پھر جنگ باہم ہوئی
کیا قافیہ تنگ بدخواہ کا

سپہ دار کہرم ہوا خشمگین — لگا کہنے اے نامداران چین
بہم کینہ آور ہین جنگی سوار — اُدہر یک ہزار اور ادہر صد ہزار

ولیکن نہایت تعجب ہے یان — کہ پڑتے ہین غالب نظر بلخیان
یہ سنکر ہوئی حملہ آور سپاہ — بسوئے سواران لہراسپ شاہ

لیا گھیر لہراسپ کو بس وہین — ہوا گرم بازار پرخاش وکین
ہوا زخمی وخستہ لہراسپ شاہ — زمین پر گرا خسرو دین پناہ

ہوا جبکہ لہراسپ زین سے جدا — تو پھر چینیون نے دوبارا کیا
ہوا بلخ مین چینیون کا جو دخل — کیا بلخیون کو اسیر اور قتل

شکستہ کئے یکسر آتش کدہ — کیا ژند واستا کو آتش زدہ
زنان شبستان گشتاسپ شاہ — ہوئی قید یکسر بحال تباہ

وے بہاگ کر اک زن نیستان — شتابان ہوئی بجانب سیستان
گئی پیش گشتاسپ با چشم تر — کہا ماجرا بلخ کا سربسر

ہوا سنکے غمناک شاہ جہان — یہ رستم سے بولا کہ اے پہلوان
یہ ہے وقت یاری وامداد کا — شہنشہ کو رستم نے پاسخ دیا

کہ بالفعل شاہا تو کر عزم جنگ — عقب تیرے پہونچے گا مین بیدرنگ
ہوا شاہ گشتاسپ بھی وہین روان — سو بلخ پہونچا وہان سو دوان

سپہ دار ارجاسپ بھی لیکے فوج — روانہ ہوا چین سے مانند موج
ہوا ملحق کہرم نامور — ہوا یعنی آکر معین پسر

جو ارجاسپ آیا بفوج گران — ہراسان ہوئی فوج ایرانیان
سوا اسکے رستم نے نامہ لکھا — کہ کچھ کام درپیش ہے یان شہا

مقصر ہون خدمت سے مین لاجرم — مجھے سمجھئے معذور باصد کرم
ہوا خشمگین خسرو ارجمند — نہ آیا اوسے عذر بیجا پسند

سپہ سے لگا کہنے پھر تاجور — بلا سے نہ آیا تہمتن اگر
جہان آفرین اب ہمارا ہے یار — یہ کہکے ہوا شاہ ایران سوار

سپہ لے کے آیا سوے رزمگاہ — کہ تا لشکر چین سے ہو کینہ خواہ
شہ چین بھی لیکر سواران چین — مقابل ہوا آن کر بس وہین

ہوئی پھر صف آراستہ ہر دو سو — دلیران جنگی ہوئے ہر دو سو
خروشان ہوا کوس گردون شگاف — کہ لرزندہ جس سے ہوا کوہ قاف

ہوا گرم صحرا مین بازار جنگ — ہزارون کے سر ہو گئے جدا بیدرنگ
ہوا دامن دشت دریائے خون — درفش سواران ایران نگون

ہوا لشکر چینیان چیرہ دست — دلیران ایران کو پہونچی شکست
گریزان ہوئے جب کہ ایرانیان — تعاقب کو اونکے گئے چینیان

غرض شاہ گشتاسپ عالی تبار — ہوا جاکے قایم سر کوہسار
وہ جاماسپ تھا شاہ کا جو وزیر — لگا کہنے اوس سے شہ بے نظیر

صطرلاب مین دیکھہ اے نامور — کہ ہو کسطرح سے میسر ظفر
گذارش کیا اوس نے ای شہریار — جو ہو گرم پیکار اسفندیار

تو حاصل ہو فتح وظفر ہر وہین — تبہ ہو وہین یکدست ترکان چین
یہ ظاہر کیا جبکہ جاماسپ نے — کہا تب اوسے شاہ گشتاسپ نے

کہ اسفندیار جہان گیر کو — مرا نامہ بہی لے کے اے نامجو
دژ گنبدان سے یہان لا شتاب — توقف کو مت راہ دے جا شتاب

بحکم جہاندار و آفاق گیر — روانہ ہوا لے کے نامہ وزیر
گیا جب وزیر شہ نامدار — حضور ملکزادہ اسفندیار

رہائی یافتن اسفندیار از بند گران بحکم گشتاسپ شاہ و آمدن ہمراہ جاماسپ از دژ گنبدان بحضور پدر و بعنایات شاہی کامران بودن و فرستادن گشتاسپ اسفندیار را بجنگ ارجاسپ و فتحیاب بودن اسفندیار و گریختہ رفتن ارجاسپ

در داخل شدن گشتاسپ در بلخ

گیا جب وزیر شہ نامدار
حضور ملک زادہ اسفندیار

دیا نامہ شاہ شہزادے کو
لگا کہنے شہزادۂ جنگجو

کہ ہے گرزم پہلوان پور شاہ
کہ کہنے سے جس کے تجھے بیگناہ

کہ شاہ زنجیر کر کے گیا
رکہا مجھہ پہ بیداد ناحق روا

دیا سن کے جاماسپ نے یہ جواب
کہ اے نامدار ثریا جناب

تو اب دل سے کر دور کر بغض کین
یہ زنہار رقت شکایت نہین

غرض دیکے جاماسپ نے اسکو پند
کئے دور یکدست آہن کے بند

وہ یا تنگ گرفتار آہن مین تہا
ولی مخلصی اوسکو غش آگیا

جب آیا وہ پہر ہوش مین لشکار
اور اوسکے ہوا دل کو جسم فگار

تو جاماسپ نے اسکو با کر و فر
معہ چار فرزند والا گہر

دیا لاکے گشتاسپ سے ملا
بہت مہربان شاہ اوپر ہوا

پہر اپنے جرایم کا ہو عذر خواہ
لگا کہنے اے پور با عز و جاہ

مرے ملک سے خصم کو دور کر
الم سے چھڑا مجہکو مسرور کر

تجھے سونپ دون تخت ایران مین
کرون پہر مین طاعات جان آفرین

یہ فرما کے اور کرکے گرزم طلب
کیا قتل اسکو بچشم غضب

پہر اسفندیار جوان کو روان
کیا سوئے اعدا یہ فوج گران

تو ارجاسپ نے جب سنی یہ خبر
روانہ کیا کہرم اپنا پسر

پئے جنگ حجاہ اسفندیار
اور اک پہلوان نام تہا گرگسار

مقابل ہوئی دو صف کارزار
پئے جنگ آیا نکل گرگسار

ہوا سامنے اوسکے مرد دلیر
وہ روئین بدن مثل غرندہ شیر

کئی گرگسار دلاور کے تیر
ہوئے پار جوشن کو یکلخت چیر

ولے جسم اسکا سلامت رہا
کہ روئین بدن وہ جوانمرد تہا

شتاب اوسنے آراستہ کر کمند
کیا گردن خصم کو اسمین بند

گرا پشت سے اسپ کے گرگسار
اوسے کہینچا جلد اسفندیار

کیا اپنے لشکر مین لاکر اسیر
پہر آیا پئے جنگ با تیغ و تیر

پہر آیا یہین یکصد و بست تن
ہوئے کشتہ از بازوئے صف شکن

گیا وان سے کہرم بوقت ستیز
بنزدیک ارجاسپ کرکے گریز

پہر اوس جا سے کر عزم اسفندیار
لگا کاٹنے سر بسمت یسار

کئے تیغ سے یکصد و شصت تیغ
جدا سر دلیرون کے بیدریغ

ہوئے جنگ سے گرد ترکان نگون
کہ میدان مین یک بہ گیا بحر خون

ہوئی فوج ارجاسپ کی تباہ
گریزان ہوئی چہوڑ کر رزمگاہ

ظفریاب گردان ایران ہوئے
گریزان سواران ترکان ہوئے

گئے اپنے کشتون کو وہ چہوڑ کر
لڑائی سے یکلخت منہ موڑ کر

رہی جب نہ تاب ثبات و قرار
شہ چین ہوا رہ نورد فرار

بفرمان اسفندیار جوان
ہوئے گردلیران تعاقب کنان

بہت ترک کہینچے تہ تیغ کین
ہوئی لالہ گون خون سے وانکی زمین

لیا منہ مین ترکون نے پہر پرکاہ
حضور جوانمرد لائے پناہ

ہوا مہربان اوپہ اسفندیار
پہر آیا حضور شہ نامدار

بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ
ہوا داخل بلخ گشتاسپ شاہ

لگا کہنے پہر شاہ فرخ نہاد
کہ اے مرد روئین تن اسفندیار

تری بہنونکو لیگیا شاہ چین
تو پہر اس سے ہوجا کے اب رزم کین

چہوڑا کر اونہین قید سے لا یہان
نہ تاخیر کر ہو شتابی روان

قسم ایزد پاک کی اے پسر
کہ آوے تو جب دم بفتح و ظفر

کرون ترک دنیا و دولت یہین
عبادت کرون ہو کے گوشہ نشین

حوالے کرون تجہکو تخت شہی
زر و گنج و دیہیم و فرماندہی

یہ سنکر دلاور نے پاسخ دیا
مبارک تجھے تخت و افسر شہا

ترا ہون مین ایک بندہ جانثار
نہ خواہندہ افسر نہ زرنگار

بفرمان شاہنشہ دین پناہ
شتابی ہون ارجاسپ کینہ خواہ

نہ توران میں چھوڑوں تحصین نہاں
کروں شاہ ارجاسپ کی سخت جان
جڑا لاؤں میں خواہروں کو شتاب
باقبال شاہ شہا جناب

کہا شاہ نے آفرین مرحبا
شب و روز یاور ہو تیرا خدا
لگا کہنے شہ سے پھر اسفندیار
کہ یوں عرض کرتا ہے اب گرگسار

کہ ہو مخلصی قید سے مجھکو گر
تو خدمت کروں خوب شام و سحر
جہاں قصد تجھ میں ہوں رہنما
بجا لاؤں میں شرط خدمت سدا

جہاندار نے اسکو کر کے طلب
کہا یوں زر و تخت تاج و طرب
کیا قید سے تجھکو ہم نے رہا
ادا کیجو تو بھی رسم وفا

حضور جوانمرد اسفندیار
تو رہیو شب و روز خدمتگذار
پھرا تا ہوں اسپ قلم کی عنان
اور آتا ہوں اب بہ سر ہفتخوان

رفتن اسفندیار جانب دژ رویین براہ ہفتخوان برای رہائی ہمشیرہای خود

رہا جب ہوا قید سے گرگسار
تو پھر در رویین تن اسفندیار
اوسے لیکے اپنے مکان میں گیا
رہا اوسپہ مصروف لطف و عطا

کہا یوں کہ صدق ارادت سے گر
رہی تو مرے پاس شام و سحر
کرے راستگوئی یہاں اختیار
تو ہر دم فزون ہوئے عزت و وقار

تجھے ملک توران کا اک ملک دوں
ترے تن سے ورنہ جدا سر کروں
وہ بولا کہ خبر راستی زینہار
نہیں کچھ مجھے کام لیل و نہار

کروں صدق دل سے پرستندگی
بجا لاؤں رسم وفا بندگی
لگا کہنے اس سے یہ اسفندیار
کہ سوئے دژ رویین اے گرگسار

بتا کونسی راہ سے ہوں روان
کہ ہو مجھ نہیں آرام تو جلد وان
وہ بولا کہ اک راہ ہے خوبتر
کہ ہے یکسر آباد اے نامور

سہ ماہہ مسافت رکھے ہے وہ راہ
کہ جو بھی گذر جائے وانسے سپاہ
کم آباد ہے اس کی راہ دگر
ملے میوہ و آب جسے بیشتر

دو ماہہ مسافت ہے اے نامدار
نہیں کچھ بھی خوف خطر زینہار
سوم ہفت روزہ ہے اے ارجمن
ولے سخت وہ راہ ہے پر گزند

اور اس راہ کا نام ہے ہفتخوان
کسے ہے یہ قدرت کہ جائے وہاں
ہر اک منزل اسکی ہے پر خوف بیم
یہاں جادوان ہیں بلائے عظیم

کہیں شیر و گرگ اور کہیں اژدہا
سنو جنگ سے جس کے کوئی رہا
زن ساحرہ ہے بد و شور بخت
بیابان و سیمرغ و سرما سخت

گذر اس بیابان میں دشوار ہے
کہ ہر گام پر رنج و آزار ہے
یہ بولا جوانمرد اسفندیار
کہ مجھکو نہیں کچھ خطر زینہار

شتابندہ ہوں میں سوئے ہفتخوان
کروں دفع ہر اک بلا کو وہاں
یہ کہکر بلائی مے خوشگوار
ہوا مست و مخمور جب گرگسار

یہ کہنے لگا یوں کہ اے پہلوان
رہ ہفتخوان سے تو مت ہو روان
دلیر و قوی زور ہے گو ہزار
تو جانبر نہوگا وہ اے زینہار

یہ گفتار ہرگز حقانی نہیں
گئے بستہ پھر دست و بازو وہیں
وہ کہنے لگا ہو کے گریہ کنان
کہ میری خطا کیا ہے اے پہلوان

کہا میں نے جو کچھ وہ باطل نہیں
تجھے قید کرنے سے حاصل نہیں
وہ بولا نہیں کچھ بہ خشم و غضب
تجھے اسلیے میں نے باندھا ہے اب

گر تمارا سے تو گریزان نہو
مرے ہو دیکھ لے اک قوت و زور کو
کہ کیا تو نے دیری ہو جسکا بیان
بخوبی کروں طے رہ ہفتخوان

یہ کہکر گیا پیش شاہ زمین
ہوا شہ سے رخصت یل پیلتن
سوار ان جنگی لیے دس ہزار
خزانہ بھی شہ نے دیا بیشمار

غرض کر کے پشوتن کو تا لار جنگ
روانہ ہوا اس سو وہ بیدرنگ
الف کتف بستہ جو تھا گرگسار
رکھا ساتھ اوسکو اسپ پر کر سوار

گئے اپنی سرحد سے جب دم گذار
تو اک دشت پر ہول آیا نظر
وہ تھی اولین منزل ہفتخوان
کروں میں حقیقت اب اسکی بیان

وہ صحرا جو دیکھا تو اسفندیار
بلا آ و گئی آج در پیش کیا
وہ گرگان جنگی ستمگار ہیں
سواروں سے رو تن اسفندیار
یہ کہکر زرہ دے دلیری سے مرد
لگے اسقدر زخم پیکان تیز
دلیرانہ آ کر مقابل ہوئے
جوان مردنے پھر یہ اُس سے کہا
نہیں آج کچھ اور خوف و خطر
ہوئے بعد ازان پائین سیب
ہوا مہر خشان جو وقت سحر
دلاور نے یوں راہبر کو کہا
کہ ہیں بیل سے بھی سطبر و بلند
پشوتن لگا کہنے ہم تم بہم
دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کیں
دلے اس دلاور نے بیخوف و بیم
اقامت گزیں ہو کے با صد خوشی
وہ بولا کہ اک اژدہا ہے وہاں
ہوا سن کے یہ بات اندیشہ مند
نہ تاخیر کو دخل ہرگز دیا
ملے بستہ اسپان تازی او
دم صبح گردون پہ ہو کر نمود
کیا در کو صندوق کے وہیں شاد
وہ گردون صندوق اسپان بہم
زبون ہو کے گردن کو دکھلانے لگا

احوال منزل اول راہ ہفتخوان

تو ہی ہیکل و سخت خونخوار ہیں
کہ ہنگام پیکار بیخوف و باک
یہ بولا کہ جب گرگ میں آن نکالا
تو پھر بارش تیر تم کھینچو
ہوا دشت پر خوف میں ورد
نمایاں ہوئے گرگ خونخوار جب
کہ خستہ ہوئے گرگ وقت ستیز
وہیں کھینچکر تیغ زہر آبدار
سوئے جنگ و پیکار مائل ہوئے
کیا قتل گرگوں کو انجام کار
کہ باقی کوئی اور بھی ہے بلا
وہ بولا کہ بس تھے یہی گرگ دو
بعیش و طرب کھینچی شب بسر
غرض وان فرو د آئے ہنگام شام

احوال منزل دوم راہ ہفتخوان

کہ ہے راہ میں آج کیا کیا بلا
وہ بولا دو ہیں گرگ اے جوان
مبادا تجھے ان سے پہونچے گزند
نمایاں ہوئے جب دو شیر عرین
کریں حملہ شمشیر کر کے علم
ولیکن ہوا اُنکو مانع جوان
دوبارہ کیا شیر نر کو وہیں
ہوا کشتہ جب نر تو پھر مادہ شیر
کیا تیغ بران سے اُسکو دو نیم
مظفر ہوا جبکہ اسفندیار
مے خوشگوار اس نے دان تو شکی
طلب کر کے پھر راہبر کو کہا
مقابل ترے آئیگا اے جوان
دراز و سطبر و درشت و دژم
لگا کہنے پھر سرور ارجمند
کر و ایک طیار گردون بپا
شبا شب وہ گردون مرتب کیا
کئے تعبیہ تیر و تیغ و سنان

احوال منزل سوم از راہ ہفتخوان

روانہ ہوا گرد اسفندیار
دلے تھا وہ صندوق میں جلوہ گر
کہ تا اژدہے سے نہ پہونچے گزند
وہ آیا جو مانند ابر سیاہ
لیا کھینچ اس اژدہے نے بدم
ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
رہی پھر نہ طاقت جو ہو گرم کین
نکل دی ہیں صندق سے وہ دلیر

لگا پوچھنے یوں کہ اے گرگسار
وہ بولا کہ اے مرد زور آزما
کریں پھیکو پیل دانتوں سے چاک
نہ زنہار فرصت ذرا دیجیو
کیا تیر باران سواروں نے تب
پشوتن جوان اور اسفندیار
ہوا دیکھ حیرت زدہ گرگسار
سو تو نے کئے قتل اے جنگجو
لگے پینے صہبائے گلگون تمام
بسر کی بخوبی و آرام شب
تو وان سے روانہ ہوئے بیشتر
دو شیران خونخوار رہتے ہیں یاں
تب اسفندیار جوان سے وہیں
گیا آپ سوئے ہژبر دوان
ہوئی ہم نبرد جوان دلیر
تو لایا بجا شکر پروردگار
کہ فردا مجھے پیش آئیگا کیا
دہن سے ہوا آتش افشان مدام
کہ ہو وے ازان بعد ارابہ روان
رکھا ایک صندوق بھی بعد ازان
کہ تھے تیز زنہار مانند باد
پڑا اژدہا ئے دژم جب نظر
تو ماہی سے تیرہ ہوا تا بماہ
تو عاجز ہوا اژدہائے دمان
خروشان ہوا مثل غرندہ شیر

کیا زخم شمشیر بران رہا
دو پارہ ہوا وہ سیہ اژدہا

ہوا ایک بیہوش جنگی جوان
تو کی نعش دارو وہین نوشجان

بفضل الہی ہوا تندرست
توانا و خرم دل و چاق و چست

سپاس خداوند جہان آفرین
وہ لایا بجا خرمی سے وہین

می لعل گون نوش کی بعد ازان
لگا کہنے یون راہبر سے کہ ہان

تو کیفیت منزل چار ہین
بیان کر اوسنے کہا پھر وہین

زن کج ساز ایک رہتی ہے وان
اور اک غول ساتھ اسکے ہے نوجوان

لگا کہنے ہنسکر یہ اسفندیار
علاج اسکا آسان ہے ای دوستدار

ہوا بشتر روز چہارم روان
وہ اسفندیار جوان پہلوان

احوال منزل چہارم از راہ ہفتخوان

کہیں راہ مین ایک تھا سبزہ زار
اقامت گزین وان ہوا نامدار

غرض کرکے ترتیب بزم خوشی
خوشی سے ہوا گرم بادہ کشی

زن خوبرو ایک آئی وہان
کیا آکے یون مہ جبین نے بیان

کہ ہون دختر اک شہ کی آناگہ
بیابان مین لایا مجھے دیوسار

تو اب غول کے بند سے کر رہا
حضور اپنے رکھہ مجھکو صبح و مسا

یہ گفتار سنکر دلاور جوان
یہ بولا کہ وہ غول ہے بے گمان

وہ بولی گیا ہے برائے شکار
ولے آتا ہے جلد وہ نابکار

یہ سمجھا یقین وہ جوان پہلوان
کہ ہے ساحرہ زن نوجوان

وہیں کر کے اسکو اسیر کمند
کیا بستہ محکم بزنجیر و بند

وہ جادو سے پھر بنگئی پیر زن
ہوا پر غضب مرد شمشیر زن

کیا کھینچکر تیغ اسکو دو نیم
نمایان ہوا پھر غبار عظیم

جہان جس سے تاریک سارا ہوا
سیہ غول پھر آشکارا ہوا

سوے فوج اسفندیار جوان
دہن سے ہوا وہ وہین آتش فشان

شتابان ہوا کھینچکر وہین مرد
ہوا غول بد کیش سے ہم نبرد

کیا غول نے زور ہر چند پر
نہ غالب ہوا اس تنومند پر

وہ غول سیہ کار انجام کار
ہوا کشتہ از تیغ زہر آبدار

مظفر جوان دلاور ہوا
معین بخت اقبال یاور ہوا

دلاور نے پھر راہبر سے کہا
کہ دیکھا تماشا مری جنگ کا

کیا غول کو مین نے کیونکر ہلاک
زمین کو کیا جسم سے مین نے پاک

وہ بولا کہ اے آفرین مرحبا
ولے پیش آویگی کل وہ بلا

کہ جس سے رہائی ہے دشوار تر
نہ جانبر ہو ہرگز تو اے نامور

غرض یک سیمرغ خونخوار ہے
مکان اسکا بالای کہسار ہے

دو بچے بھی ہین اس کے بس زورمند
درشت و قوی بازو و سربلند

تجھے اور تیری ہے جتنی سپاہ
کہ لیگا وہ سیمرغ سبکو تباہ

وہ بولا بتائید یزدان پاک
کرون تیغ بران سے انکو ہلاک

احوال منزل پنجم از راہ ہفتخوان

روانہ ہوا صبح اسفندیار
دلیرانہ گردون پہ ہو کر سوار

وہان جبکہ پہنچا دلاور جوان
کہ سیمرغ مسکن گزین تھا جہان

تب آیا وہ سیمرغ گردن فراز
کیا اوسنے چنگال دو وہین دراز

کہ گردون کو کھینچا از روی کین
سر قلعۂ کوہسار برین

ولے اس مین رکھی تھی تیغ و سنان
ہوا اوسکے چنگال سے خون روان

ہوا خستہ چنگل جو رفتار سے
تو پکڑا اوسے اوسنے منقار سے

ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
ہوئی پارہ منقار و حلق و زبان

ہوا اسکے تن سے روان بحر خون
زمین پر گرا ہوکے بیحد زبون

نکل وہ وہین صندوق سے مثل شیر
ہوا نعرہ زن پہلوان دلیر

لگے زخم شمشیر یہانتک رہا
کہ سیمرغ کو بس دو پارہ کیا

جو دیکھا تو بچے ہراسان ہوئے
وہین آشیان سے گریزان ہوئے

ہوا نامور کے بازو و دست پر
ہوئی آفرین خوان یہ سر بسر

لگا کہنے یون بعد ازان گرگسار
ششم منزل ہے سرد از مدار

کہون کیا کہ یہ برف ہے اسقدر
گذرنا وہان سے ہے دشوار تر

بہت بارش برف باران ہوئی وان
چلے باد تند اور جوان پہلوان

تبہ ہو سپہ سخت پہنچے گزند
یہ سنکر ہوئی فوج اندیشہ مند

لگے کہنے مردم کہ اے نامدار
خدا سے نہیں کچھ سکے کارزار

مناسب یہی ہے کہ پس پھر چلو
تن و جان و سر یان نہ برباد ہو

وہ کہنے لگا میں نہ ہرگز پھرون
رہ ہفتخوان طے سراسر کرون

گھریان ہی پھر جاؤ تم شوق سے
شتابان سپہ خانہ ہو ذوق سے

نہیں فوج درکار کچھ زینہار
مددگار میرا ہے پروردگار

یہ سنکر سران سپاہ دلیر
لگے کہنے اے شاہ آفاق گیر

نہ ہووین جدا تجھ سے ہم زینہار
کرین جان و تن تجھ پہ یکسر نثار

وہ بولا پھرون گر بفتح و ظفر
تو بخشو نہیں تمہیں ملک گنج و گہر

احوال منزل ششم از راہ ہفتخوان

بروز ششم سرور نامور
وہان سے ہوا عازم بیشتر

ہوا روز جب رفتہ تمام
کیا متصل کوہ کے تب مقام

لگی چلنے تب تند باد اس قدر
کہ عاجز ہو لشکر ہوا سر بسر

ہوئی بارش برف بھی بعد ازان
رہی تین دن ایک آفت وہان

نہان زیر کہسار لشکر ہوا
تردد سے ناچار لشکر ہوا

سپاہ سپہ دار اسفندیار
رہ عجز سے ہو کے وان اشکبار

لگے مانگنے یہ دعا سب وہین
کہ اے خالق آسمان و زمین

شتاب آ کے بندہ پہ تو رحم کر
کہ ہو یہ بلا دفع اب سر بسر

کیا لطف سے سب کو یزدان نے شاد
ہوئی یکقلم دور وان برف و باد

بحال آکے پھر لشکر پروردگار
سپہ دار بولا کہ اے کرگسار

بفضل خدائے جہان آفرین
رہی باقی اب منزل ہفتمین

میان پیش آوے گی اب کیا بلا
وہین راہبر نے یہ پاسخ دیا

کہ ہے راہ میں ریگ تفتہ تمام
ہوا گرم چون شعلہ ہے صبح و شام

نہین گرم ہے جون تف آفتاب
نہیں ہے کہیں نام یکقطرہ آب

نہ ہرگز کرے خاک پر سبزہ جا
نہ وان پر اڑے وان پرندہ ہوا

غرض یہ خرابی ہے تا سی کروہ
سوا اسکے ایسا گردون شکوہ

وہ دز وہین اتنا ہے محکم کہ بس
کرین جلد دکہ تشنگی سے بیکس

نہ منصور و فیروز ہون زینہار
دلیران ایران و توران دیار

میسر نہو غلہ و علف و گیاہ
سپاہ گران ہووے آخر تباہ

احوال منزل ہفتم از راہ ہفتخوان

تو ہرگز نہ رکھ اب قدم بیشتر
سو تمنا عطف عنان یان سے کر

دلیر و جوانمرد اسفندیار
نظر کرکے سوے خداوندگار

ہوا عازم منزل ہفتمین
ہر اک گام پر مرد پائی زمین

وہین راہبر سے یہ بولا جوان
نہیں ریگ تفتہ کا یان کچھ نشان

سراسر تھی باطل تری گفتگو
یہ سنکر وہ بولا کہ اے نامجو

ترا بخت فرخندہ یاور ہوا
اثر برف کا اس زمین پر ہوا

وہان سے جو لشکر گیا بیشتر
تو اک بحر ذخار آیا نظر

ہوا پر غضب دیکھ کر نامدار
کہا راہبر سے کہ اے نابکار

تو کہتا تھا ہرگز نہیں قطرہ آب
ہلا دیگی سب کو تف آفتاب

عبث تو نے پہونچا کے بیم گزند
کیا فوج کو میری اندیشہ مند

خجل ہو کے کہنے لگا گرگسار
کہ ہون تجھ سے آزردہ اے نامدار

کہ با وصف پیمان زبردستی جفا
اگر قید زنجیر مجھ کو کیا

سخن آگے تیرے دروغ ایکبار
کیا میں نے اسواسطے اختیار

کرے تا کہ عطف عنان یان سے تو
برآوے مری دلکی پھر آرزو

رہائی ہو یعنی مری بند سے
غرض فضل و لطف خداوند سے

توقع تو یہ ہے کہ میری خطا
معاف اب ہو یکسر ہے تجھ سے عطا

ہنسا پھر سپہ دار عالیجناب
اسے بند سے دی رہائی شتاب

گذر بحر ذخار سے بعد ازان
کئے خیمہ باشوکت و فر نشان

وہان سے وہ دز ایک فرسنگ تھا
کہ تسخیر کا جس کے آہنگ تھا

سپہ دار جنگی یہ بولا وہیں
اگر تم دو صد سال کوشش کرو
کرون سر جدا شاہ ارجاسپ کا
یکایک ہوا تن وہ شوربخت
بیک زخم شمشیر زہر آبدار
بنایا وہ روئین دژ آہن سے تھا
کوئی چارہ دیکھا نہ تسخیر کا
اوٹھا کر بہت رنج آیا یہان
غرض ہوکے مایوس وان سے پھرا
کر کیفیت دژ ذرا کر بیان
بسید اقلعہ پیدا ہو وان بیحساب
گذر مردم غیر کا وان نہیں
یہ سنکر ہوا شاد اسفندیار
تو رہنا خبردار شام و پگاہ
تو اس وقت لیکر سپہ بیخطر

کہ تدبیر تسخیر حصن متین
نہ ہرگز وہ حصن متین فتح ہو
دلیرانہ لون کینہ لہراسپ کا
کہی اوسنے شوخی سے گفتار سخت
قلم کی وہین گردن گرگسار
نہیں نام تنا وان گل دخت کا
بنایا دہان کام تدبیر کا
و دریغا کہ محنت گئی رائیگان
غمین خاطر و دل پراگندہ تھا
وہ درویش بولا کہ اے پہلوان
روان ہین بہت چشمہ جوی آب
دے حکم یون ہی سپہ دار چین
کیا آ بلشوتن سے یون آشکار
کہ تیرے حوالے ہی یکسر سپاہ
دلیرانہ آنا در قلعہ پر

بتا زود تر مجھکو اے گرگسار
یہ بولا کرون فتح اک آن میں
زن و دختر و خواہر شاہ چین
ہوا پر غضب سنکے سالار دہر
گیا شب کو لیکر کئی پہلوان
سہ فرسنگ بالا و پہنا جبل
یہ بولا کہ کتنا تہا پیچ گرگسار
میسر ہوئی کچھ نہ راحت مجھے
ہوا ایک درویش وہین دو چار
سپاہ گران ہی درون حصار
نہیں کوئی چیز مطلوب ہے
کہ آوے کہین سے جو بازارگان
کہ جاتا ہون مین بنکے بازارگان
نہونا زنہار اندیشہ مند
زد و کشت آکر وہان کیجیو

دیا اوسنے پاسخ کہ اے نامدار
مین گھوڑیکو دوڑا کے میدان مین
کرون مین گرفتار زن و لین
ہوئی زشعلہ خیز آتش خشم و قہر
سوئے قلعہ اسفندیار جوان
ہوا دیکھ حیران جوانمرد یل
کہ یہ دژ نہ تسخیر ہو زنہار
ہوئی حاصل آخر ندامت مجھے
یہ کہنے لگا اس سے اسفندیار
ہنرور آزمایان خنجر گذار
مہیا ہی اس دژ مین ہر ایک شے
تو آنے دو اسکو یہان بیگمان
درون دژ روئین اے پہلوان
دے جبکہ ہو دژ مین آتش بلند
جدا تن سے ترکونکے سر کیجیو

رفتن اسفندیار بلباس سوداگران در دژ روئین و کشتن ارجاسپ و کہرم پسرش را و فتح یافتن

مہیا وہیں کرکے یکصد شتر
وہ ہشتاد اشتر کہ باقی رہے
ہوئے ساربان صد یل نامجو
سنا شاہ ارجاسپ نے ناگہان
جو پہونچا در قلعہ پر کاروان
یہ ارجاسپ کو جاکے بھیجا پیام
یہ ہے خواہش بندۂ خاکسار
متاع گران پیشکش کی ہین

کیا جامۂ کاروان زیب بر
سو ہر اک پہ صندوق دو دو رکھے
ہنرور آزمایان پرخاش جو
کہ آیا ہی ایران سے اک کاروان
نہ ہرگز مزاحم ہوئے مردمان
کہ اے شاہ نامآور ذوالکلام
کہ آوے حضور شہ نامدار
ہوا خرم و شاد سالار چین

وہ اشتر سے دیبائے رومی سے بر
صد و شصت گردان جنگ آزما
غرض اسطرح سے بروے حصار
کہا جا بجا ہرگذربان کو
گیا پھر وہ سوداگر ارجمند
وہ دورسے با متاع گران
دیا شاہ نے حکم آوے یہان
کہا نام کیا اسنے پاسخ دیا

وہ اشتر پر از لعل و یاقوت و زر
کئے مرد جنگی نے اونمین نہان
گیا مرد روئین تن اسفندیار
کہ زنہار اس سے مزاحم نہو
خوشی سے درون حصار بلند
مسافت کو طے کرکے آیا یہان
گیا پیش ارجاسپ بازارگان
کہ خراد ہے نام میرا اشتہا

یہ پوچھا کہ اے طرہ بازارگان
یل گرگساران خبر دو آزما
کہ ایران سے عازم ہوا ہے اودھر
کہ آوے رہ ہفتخوان سے ادھر
وہ جیا اور رخصت ہوا بعد ازاں
غرض لیکے بازار میں کی دکان
دلاور کی وہ خواہر مہروش

تو ایران کی مجھے خبر کر بیان
سلامت ہے یا قتل اُسکو کیا
نہیں ہے وہان کی مجھے کچھ خبر
شہنشاہ ترکان ہے لشکر خبر
کیا شہ نے ہنگام رخصت بیان
لگا دی دکان پر متاع گران
نہ چین کے مطبخ میں جسکا لقب

کہ کس مصلحت میں ہے تن تنہا
دیا اوسنے پاسخ کہ اے بادشاہ
ولیکن یہ تمہارا رہ میں اشتہار
گمان ہے کہ کیا اب اسفندیار
کہ یاں آئیو چاہے جو وقت تو
لگے آنے ہر جنس کے مشتری
سنی یہ خبر جبکہ دونوں نے وان

جہاندار گشتاسپ و اسفندیار
ہوئی منقضی مدت پنج ماہ
کہ یہ عزم رکھتا ہے اسفندیار
رہ ہفتخوان سے کرے جو گذار
مزاحم نہ ہوویگا دربان کبھو
ہوا گرم بازار سوداگری
کہ آیا ہے ایران سے بازارگان

سوئے کارواں وہ شتاباں ہوئیں
وہ بولا کہ ہوں مرد بازارگاں
وہ دونوں واقف ہوئیں راز سے
لگیں اُس سے کہنے کہ اے نامور
تمہاری رہائی کو ہیں آئیاں
گیا ایکدن وہ جوان پیش شاہ
کہ کشتی تباہی سے نکلے اگر
یہ جی میں ہے اب نذر تجھے اذ
کہا شہ سے جرار نے بعد ازاں
بلندی پہ ہوں قلعہ کہ خیمہ زن
تہاں پھر سراپردہ کرکے بلند
ہوا رونق افزائے بزم طرب
شہ چین دیگدست ترکا شتاب
پشوتن نے دیکھا تو لیکر سپاہ
خروشندہ پھر ہوکے مانند شیر
وہ مجلس میں تھا لیک مست شراب
کہ لیکر سواران پنجاہ ہزار
سواران چین اور پنجاہ ہزار
تو لیکر صد و شصت مرد لشکار
بہت کشتہ و خستہ ترکان ہوئے
یہ کہکر گئیں ہر دو لالہ عذار
گئے خنجر آبگوں گاہ تیغ
زن و دختر و خواہر شاہ چین
کئے قتل گردان چین بیشمار
وہ کہرم پسر شاہ ارجاسپ کا

یہ جرار سے آکے پرساں ہوئیں
نہیں واقف حال شاہ شیلاں
لیا اُسکو پہچان آواز سے
کریں کچھ عیاں راز خلوت کہو
کسی سے نہ یہ راز کیجیو عیاں
لگا کہنے اے شاہ گیتی پناہ
کروں جشن ترتیب میں زود تر
غرض شہ ہو مجلس میں رونق فزا
کہ ساکن گزیں تو ہوں شادماں
کروں ایک ترتیب اُن انجمن
خوشی سے وہ سوداگر ارجمند
گئے نامداران بھی ساتھ اُس کے سب
ہوئے مست مخمور پیکر شراب
در دژ پہ آکر ہوا کینہ خواہ
کہا میں ہوں اسفندیار دلیر
یہ سنکر گیا سوئے خانہ شتاب
کہ اب جاکے بدخواہ سے کارزار
تعین کئے پھر درون حصار
جو اندر دروئیں تن اسفندیار
جو باقی رہے سو گریزاں ہوئے
سو منزل گرد اسفندیار
ارہا زخم باہم کئے بیدریغ
گرفتار ساتھ اُسکے وہیں چین
یکایک وہاں پہ ہوا آشکار
پشوتن کے تھا ساتھ جنگ آزما

اگر احوال گشتاسپ و اسفندیار
یہ کہکر ہوا تشنہ دم منتظر گئیں
بہنگام شب پیش اسفندیار
جواں نے بھی پہچان اُسکو لیا
وہ بیچاریاں شاد و خرم وہیں
تباہی میں آیا تھا میرا جہاز
عنایت سے پھر ایزد پاک کی
یہ سنکر لگا کہنے ارجاسپ شاہ
نہایت ہے تنگ آشفتہ نامدار
شہ چین نے یہ روانگی اُسکو دی
ہوا محفل آرائے عیش و نشاط
طعام لطیف و مے دور جام
ہوئی روشن آتش وہاں بعد ازاں
وہاں جسکو پایا اُسے بیدریغ
ہوا شاہ ارجاسپ کو آشکار
سپہ دار کہرم کہ فرزند تھا
سپاہ گران لے کے کہرم گیا
سپہ پیش ارجاسپ کمتر رہی
گیا وقت شب سوئے ایوان شاہ
گئیں دونوں پیش جوان جوہران
لگے کرنے باہم وہ پس کارزار
ہوا کشتہ ارجاسپ انجام کار
بہرادران سے پھر وہ دلاور جوان
کیا کشتہ اب شاہ ارجاسپ کو
سنی جب یہ آواز حیران ہوا

لیے کر ہے معلوم کر آشکار
وہ بیچاریاں روتی پھر کر گئیں
گئیں پھر وہ سیمیں بر و گلعذار
طلب کرکے خلوت میں اُنکو کہا
گئیں پھر وہ در مطبخ شاہ چین
قبول اوس گھڑی کی تھی میں نے نیاز
کنارے پہ کشتی مقصد لگی
کہ محفل میں آئینگے ہم صبح گاہ
یہ لطف شہی سے ہوں اُمیدوار
کروں روشن آتش بفرط خوشی
دم صبح شہ از سر انبساط
مہیا تھا سامان عشرت تمام
کہ فرسنگہا جبکہ پہونچا وہاں
گیا کھینچکر زیر برندہ تیغ
کہ آیا در دژ پہ اسفندیار
اوسے شاہ ارجاسپ نے یوں کہا
ہوا جا پشوتن سے جنگ آزما
ہوئی جب دلاور کو یہ آگہی
دلیرانہ چین سے ہوا رزم خواہ
دیا اُسکو شکوہ شہ کاشان
سپہدار ارجاسپ سے اسفندیار
مظفر ہوا گرد اسفندیار
ہوئے در قلعہ آیا دواں
کہ بدخواہ نے ہوکے پنہان جو
وہیں جانب ترکستان ہوا

گیا جبکہ کہرم درون حصار — ہوا گرم جنگ اوس اسفندیار
دلیران توران دگر دون چین — ہوئے بسکہ وان کشتہ تیغ کین
زبون آخر کار ترکان ہوئے — سراسیمہ وانسے گریزان ہوئے
لگا کہنے کہرم سے اسفندیار — کھڑا کیا ہی اے کہرم نامدار
وہ مرد توانا و چست و دلیر — ہوئے گرم پیکار مانند شیر
کیا تیغ سے پھر سر اوسکا جدا — خوشی سے دہان حکم پہر یہ دیا
حضور اوسکے حاضر جو ترکان ہوئے — تو وہ مورد لطف و احسان ہوئے
سران نواحی توران دیار — ہوئے آکے محکوم اسفندیار
نہ کوئی رہا چین مین اک نامدار — نہ توران مین کوئی رہا شہریار
زنان پر پوا ارجاسپ شاہ — رکھین پیچھے مشکوئے مین باغرور جاہ
لکھا نامہ فتح گشتاسپ کو — ہوا شاد وہ شاہ فرخندہ خو
تو بالفعل وان ہوا متمکن — تصرف مین لا ملک ماچین و چین
مسخر کیا ملک توران و چین — یہان بہم و اندیشہ ہرگز نہین

پشوتن بہی دنبال کہرم گیا — ہوا گرم بازار پرخاش کا
دردژ ہوا غرق خون سربسر — پڑی نعش پر نعش ایدہر اودہر
ولیکن نہ زنہار کہرم ہٹا — دلیرانہ میدان مین قائم رہا
مری ساتھ ہو آکے گرم نبرد — یہ سنکر مقابل ہوا شیر مرد
پکڑ کر کمربند کہرم وہین — دلاور نے پٹکا بروئے زمین
کہ جو کوئی حاضر ہو یان آنکر — کرون اوسپہ لطف و کرم بیشتر
بہت دن رہا قلعہ مین نامور — مسخر ہوا ملک چین سربسر
ہوا وان جو کوئی فرمان پذیر — تو بس قتل اوسکو کیا یا اسیر
سپہ کو بصد لطف وجود و عطا — دلاور نے گنج فراوان دیا
دلے دختر و خواہر شاہ چین — ہر اک پورکے کی حوالے مین
یہ اسفندیار جوان کو لکھا — کہ اے نامدار نبرد آزما
سپہدار نے پہر لکھا یہ جواب — کہ اے تاجدار شہا با جناب
بس اب آرزو ہے قدمبوس شاہ — مجھے ہے شتاب و رود و شاہ ہم پگاہ

آمدن اسفندیار در ایران و ملازمت کردن با پدر

دگر بارہ جب نامہ پہلوان — پڑہا بادشاہ نے تب یہ کہا جہان
رہ ہفتخوان سے پہر اسفندیار — روانہ ہوا سوئے ایران دیار
تو بس وہ مین پایا تمام رکمال — تلے برف کے ڈوبگیا تھا جو مال
بزرگان ایران گئے پیشوا — وہان سے جو نزدیک ایوان گیا
کیا آفرین اور کی یہ دعا — کہ عالم ستان رہیو صبح و مسا
اوسے ہاتھ سے اپنے پہر کردیگے — کئی آپ ہی بادشہ نے پلے
کیا کشتہ جسطرح ارجاسپ کے — تو کہہ مجھ سے تا دل مرا شاد ہو
کہ گفتار ستان ہے بے اعتبار — سحر گہ مفصل کرون آشکار
برابر تھا کرسی پہ اسفندیار — جوان نے حضور شہ نامدار
بظاہر ہوا خوش شہ ارجمند — ولیکن ہوا دل مین اندیشہ مند
جو دیکھی یہ پھیری شہریار — ہوا تخت آرزو اسفندیار
کہ مین نے کیا قتل ارجاسپ کے — بفرمان شاہنشہ نامجو

وہان جبکہ پہونچا وہ فرخ نہاد — ہوئی تہی جہان بارش برف و باد
گیا جبکہ نزدیک شہر پدر — تو وہ دین بحکم شہ نامور
تو آیا جہاندار گشتاسپ ہی — بغلگیر ہو کر بصد خوشی
کیا ایک ترتیب جشن نشاط — پئے جام مے از رہ انبساط
کہا شاہ نے پہر کہ اے پہلوان — بیان کر ذرا قصہ ہفتخوان
وہ بولا کہ اسدم ہون مست شراب — کہون کیا مین اے شاہ گردون جناب
جہاندار گشتاسپ روز دگر — سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
مفصل کہا قصہ ہفتخوان — کیا ماجرا جنگ گشتاسپ بیان
نہ ہرگز دیا اوسکو دیہیم تخت — کہ تہا شاہ کو اوسکی سودائے تخت
کتایون جو تہی مادر مہربان — حضور اوسکے جاکر یہ بولا جوان
کہ گفتار تہین اوسکی وان خواہران — رہا کرکے لایا مین اونکو یہان

اٹھائی بہت محنت و رنج سخت
کہ تا شاہ بخشے مجھے تاج و تخت

کتابوں نے یہ سنگوار دی پند
کہا یوں کہ اے سرور ارجمند

مبادا کرے پھر گرفتار بند
رودار کے پھر شاہ تجھپر گزند

کہ محکوم ہے تیرے سردار فوج
تو ہے صاحب حکم و سالار فوج

کریگا تو شاہی پس گگ شاہ
کہ ہے وارث تخت و تاج و کلاہ

کہا اکدن وقت مستی مے
کہ شاہی خدائی کو معلوم ہے

جو کچھ کام اس جانفشاں نے کیا
نہ ہر گز کسی پہلوان نے کیا

بظاہر یہ دلجوئی پہلوان
ہوا دو ہیں مصر و شاہ جہان

طلب کر کے جاماسپ کو پاس
کہا یوں کہ اے مرد اختر شناس

کہ ہے کسطرح مرگ اسفندیار
یہ سنکر خردمند نے ایکبار

زبردست ہے مرد اسفندیار
کسیکو نہیں طاقت کارزار

ولے پہلوان رستم نامدار
کریگا اوسے کشتہ انجام کار

بہت کر کے تعریف اسفندیار
لگا کہنے اوس سے کہ اے نامدار

یہ کہکر ہوئے سرنگوں سیاہ
نگہ کر کے بولا شہ دین پناہ

کہا میں نے یہ رستم گرد کو
کہ اب چل کے میرا مددگار ہو

اطاعت سے پھیرا ہے اوسنے سر
یہ کہتا ہے نخوت سے آ روز و شب

تہمتن ہے القصہ لیل و نہار
ثنا گوئے کیخسرو نامدار

مرے دلمیں کینہ ہے اب اوسکا
نہایت تردد ہے صبح و مسا

جوان کہا شاہ نے بعد ازاں
کہ جا لیکے لشکر سوئے سیستان

وہ بولا کہ میں پہلے اے بادشاہ
ہوا شاہ ارجاسپ سے کینہ خواہ

عوض اوسکے کرزم کے کہنے سے آہ
کیا قید مجھکو بحال تباہ

کہوں قصہ ہفتخوان یاد کر
تو پھر راست ہوں مجھکو تو سبسر

زبان پھر چلا بزدہ قمری سیاہ
سکے کشتہ میں بتفصیل آلہ

وہ کشتی سپاہ و دہ بادبان تیر
وہ شقاوتی و دہجوش دریا تو رف

گر وہ تھا جہاں تخت میں دلتنگ گیا
شہنشاہ کا حکم لایا بجا

بر ایفائے وعدہ میں گیا ہے قصور
تو کہہ جائے انصاف سے ہے یہ دور

تو یہ بات ہر گز زبان پر نہ لا
کہ ہو بدگمان شاہ کشور کشا

پدر کے ہے تو تارک یہ تاج بھی
ولی فی الحقیقت ہے تجھکو شہی

نکر اضطراب اے دل بے نظیر
کہ آخر ہوا شاہ گشتاسپ پیر

خوش آئی یہ پند اوسے زینہار
اٹھا ہو کے دلگیر اسفندیار

کیا قتل دشمن کو اے بادشاہ
رکھا میں نے ناموس تیرا نگاہ

مگر حیف ایفائے وعدہ ہنوز
نہ تو نے کیا اے شاہ نیک روز

ولے دلمیں ناخوش ہوا شہریار
یہ گفتار آئی بہت ناگوار

ذرا دیکھ احوال اسفندیار
تو کر مجھسے راز فلک آشکار

نظر کر سوئے گردش مہر و ماہ
کہا یوں کہ اے شاہ گیتی پناہ

جہانمیں ظفرمند و فیروز ہو
مسخر کرے ہفت اقلیم کو

ہوا شاد شاہ دان یہ سنکر سخن
وہیں ایک ترتیب کی انجمن

مبارک تجھے تخت و تاج شہی
کہ زیبا ہے تجھکو کلاہ بھی

کہ کشتہ ہوا شاہ لہراسپ جب
ہوئیں دختران و زنان بند سب

نہ آیا مرے ساتھ ہرگز ادہر
نہ لی اتنی مدت میں میری خبر

کہ ہے کابل و زابل و نیمروز
عطا کردہ خسرو خصم سوز

براہ اطاعت وہ آتا نہیں
مجھے کچھ بھی خاطر میں لاتا نہیں

مناسب ہے اب یہ کہ اسفندیار
کرے رستم گرد سے کارزار

تہمتن کو یا کشتہ کر یا اسیر
تو پھر آ کے لے مجھسے تاج و سریر

شہ چین کو وقت وغا دی شکست
لیا ملک یکسر دیے کر کے پست

کیا کشتہ اب شاہ ارجاسپ کے
کہ شادان ہوں شاہنشہ نامجو

وہ گرگان جنگی و شیر ژیان
وہ کافر بلا اژدہائے دہان

وہ سیمرغ آیا جو پر بیستیز
تو کھینچا اوسے بھی تہ تیغ تیز

گرون گریبان میں تو ہو بید بنگ
روان مثل دریا دل خارہ سنگ

بہا نیکو مت کام فرماں تاب
رہ لطف سے کر مجھکو کامیاب

کہ پیمان سے پہرتے نہین زینہار
حوالے کیا پہر تجھے تخت و تاج
اگر مین کرون فخر شایستہ ہے
تہمتن نے پہر یہ پاسخ دیا
کمر بستہ حاضر تھے جو بندگان
بڑا حیف ہے تخت سے عار و ننگ
تصرف مین اب نصف ایران ہے کہین
شتابندہ ہون پہر سوے سیستان
شتابان ہو تو لیکے گنج و سپاہ
زوارا فرامرز کو بہی نہ چہوڑ
نہین جاے اندیشہ کچھ زینہار
کیا قتل ارجاسپ کو روز جنگ
کریگا تو اکدم مین اُسکو اسیر
دلاور جوان نے دیا یہ جواب
یہ ان کا ولے تربیت کردہ ہے
بہت اُس نے کار نمایان کیے
زبون تر ہے نزدیک اسکے دوان یاک
مگر مجھکو اندیشہ کچھ اور ہے
نہین خوب شاہون سے پیمان سست
بزرگون کی خدمتمین حاضر رہا
رہ سیستان لے بفوج گران
کہ عبرت ہو اور دلکو پہر زینہار
یہ مقصد ہے تیرا کہ ہو یان سے دور
یہ کہکر جوان ہوکے چین بجبین
خبر لا کہ اُسکا ارادہ ہے کیا

شہان فلک قدر عالی وقار
پدر نے ترے از سر احتیاج
بزرگی مجھے آج بایستہ ہے
کہ گفتار تیری ہے یکسر بجا
یل زال اور رستم پہلوان
کہ ہو نامور تو دلیر و زرنگ
سر پر خلافت کا دعوی کرین
کرون جنگ رستم سے مین بیگمان
تہمتن سے ہوجاے آزرمخواہ
بداندیش کے سر کو جلدی سے توڑ
کہ تو ہے جہان مین یل نامدار
دژ روئین آخر لیا بیدرنگ
تجھے پہر مین دونگا یہ تاج سریر
کہ رستم کو ہرگز نہین ہے یہ تاب
ہمارے بزرگونکا پروردہ ہے
زبون نامداران توران کیے
کہ ایسے دلاور کو کیجے ہلاک
بہلا یہ بہی شاہا کوئی طور ہے
یہ بہتر کہ شہ قول کا ہو درست
نکوئی مرے ساتھہ اوسنے کیا
گرفتار رستم کو کرجا وہان
نہ کوئی کرے سرکشی اختیار
رہو مین نہ زینہار پیش حضور
شتابان ہوا اپنے خانہ وہین
یہ سنکر وہ دستور دانا گیا

بہلا روم مین تونے شاہنشہا
کیے ہین اب کارہاے کلان
مناسب ہے یہ اور لایق تجھے
دلے تخت غم ہے کہ ہر صبح و شام
اور اب سرکشی تمنے کی اختیار
تپے آگے اسطرح شاہ دہر
لگا کہنے یون گرد آفاق گیر
وہ بولا کہ تیرا ہے دیہیم و تخت
گرفتار کر رستم و زال کو
نہ رکھہ بدسگالان کا نام و نشان
کیا ہفتخوان فتح تونے تمام
نہین تاب رستم جو ہو ہم نبرد
قسم زند و استا کی ہے پیلتن
جو مجھہ سے کرے آکے میدان مین جنگ
سنا ہے کہ ہر رستم یل نامدار
نہ ایرانیان دیکہتے روے تخت
مخالف ترا تہا اگرچہ ہو زال
مجھے بھیجتا ہے سوے سیستان
یہ گشتاسپ بولا کہ اے نوجوان
نہ لا درمیان عذر اے نامور
پیادہ اوسے لا یہان کرکے بند
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
مبارک تجھے اورنگ و افسر تجھے
لگا کہنے جاتا ہے شہریار
ہوا جاکے جب اپنے ایوان مین

کیا کشتہ اک گرگ اک اژدہا
ملائے تہ خاک و خون دشمنان
کہ اورنگ و دیہیم اب دے مجھے
کہ کاوس خسرو کے آگے مدام
نہین حکم لائے بجا زینہار
کرین سرکشی رستم زال زر
کہ دیجے مجھے آپ تاج و سریر
نہ بددل ہوئے ہو اے سرور نیک بخت
تصرف مین لا ملک و مال کو
کہ ہو پہر کوئی کینہ آور وہان
بلند اس جہانمین ہو تیرا نام
تجھے ہے سرکش گروہی شیرمرد
کہ ہو تم نہ زینہار پیمان شکن
کرو تم زبون اُسکو تم بیدرنگ
رہا یان شب و روز خدمتگذار
تہمتن نہ کرتا اگر کار سخت
تو مہمان ہوا تو کیجو اوسکا دو سال
مری حق مین ہے بدسگالی یہان
بلا سے اگر رستم پہلوان
تمناے اورنگ و افسر ہے گر
پڑی ہے جو گردن اوسکی کمند
بہانہ تو کرتا ہے بس بیگمان
جہان ہے یہی بس ایک گوشہ مجھے
کہ جا زود تر بیٹے اسفندیار
وہ بولا کہ اے شہ فرخ خصال

جو کچھ مصلحت ہو وہ مجھسے بتا
خردمند نے تب یہ پاسخ دیا

بجا لا شتابی سے حکم پدر
نہ سر پھیر زنہار اے نامور

وہ بولا کہ بہتر بفرمان شاہ
بسوئے سیستان ہو روانہ پگاہ

حضور شہنشاہ کشورستان
کیا جا کے جاماسپ نے یہ بیان

کہ راضی ہے یہ روئیں تن اسفندیار
بجنگ یل رستم نامدار

ہوا شادمان شاہ گردون جناب
گیا پھر وہ پیش کتایون شتاب

کتایون سے بولا شہ نامجو
کہ اسفندیار جہانگرد کو

کروں ہوں میں رخصت سوئے سیستان
پے جنگ رستم بفوج گران

رضامند ہے گرچہ وہ نامور
ولیکن تسلی ذرا تو بھی کر

کہ رستم کو جب لاوے کرکے اسیر
تو بخشوں میں پھر دونوں تاج و سریر

کتایون ہوئی سنکے اندوہگین
جوان سے کہا جا کے اوسنے وہیں

زبردست ہے رستم نامدار
مگر قصد رزم اوس سے تو زنہار

نہ جا اوس طرف ہرگز اے ہوشمند
ذرا گوش جان سے تو سن میری پند

کتایون سے بولا یہ اسفندیار
کہ رستم سے ڈرتا نہیں زینہار

دلے قصد پیکار اوس سے نہ تھا
کہ ہے وہ نکوخواہ سرکار کا

کروں کیا کہ اب یوں ہے فرمان شاہ
کہ ہوں رستم گرد سے کینہ خواہ

پذیرا کیا میں نے اس بات کو
اگر بعد اقرار انکار ہو

تو پھر مردمی سے نہایت ہو دور
بجا لاؤں ناچار حکم حضور

رفتن اسفندیار طرف سیستان بعزم قید کردن رستم و بیان سوال و جواب

سحرگاہ اسفندیار جوان
ہوا شہ سے رخصت سوئے سیستان

دیا شاہ نے لشکر و گنج و زر
ہوا وہ شتابان بصد کر و فر

وہ اشتر روان تھا جو پیش قطار
گیا بیٹھ واں اور پھر زینہار

نہ واں سے اوٹھا اوس دلاور نے تب
کیا قتل اوسکو ز ردی غضب

لگے کہنے مردم ہوئی فال بد
مبادا کہ پیش آ دے کچھ حال بد

مناسب یہی ہے کہ اب یکبار
سو خانہ پھر چلئے اے نامدار

وہ بولا یہ موقع ہے اوسکے بجا
ولیکن جہاندار کشورکشا

کہیگا کہ لایا بہانہ جوان
یہ کہکر روانہ ہوا پہلوان

گیا متصل سیستان کے وہ جب
روانہ کیا اوسنے بہمن کو تب

کہ لے آوے یاں رستم گرد کو
گیا جب کہ واں بہمن نامجو

تو پھر زال نے با فراوان سرور
ادب سے جھکایا سر اوسکے حضور

لگا کہنے یوں بہمن نامدار
کہ آیا ہے روئیں تن اسفندیار

کہا ہے طلب رستم گرد کو
یہ بہمن سے سنکر یل نامجو

گیا پیش رستم کہا ماجرا
لگا کہنے وہ مصلحت اب ہے کیا

وہ بولا کہ پیوستہ ہے پہلوان
رہے ہم کمربستہ پیش کیان

تو جا شوق سے پیش اسفندیار
بجا لا کے رسم رہ انکسار

اوسے مثل گشتاسپ لائیے گھر
تکلف سے مہمانی اوسکی تو کر

گیا جبکہ یہ زال زر نے بیان
گیا ساتھ بہمن کے وہ پہلوان

وہ پہونچے کنارے پہ دریا کے جب
لگا کہنے بہمن تعجب سے تب

توقف کناں ہو تو اے نامور
کروں باپ سے اپنے جا کر خبر

یہ کہکر گیا بہمن نامدار
کہا جا کے یوں پیش اسفندیار

کہ رستم دلیر و جوانمرد ہے
مروت میں اور خلق میں فرد ہے

خبر سنکے آنے کی تیری یہاں
مرے ساتھ آیا ہے وہ پہلوان

گیا پھر سپہدار اسفندیار
جریدہ سوئے رستم نامدار

اوتر رخش سے رستم پہلوان
جھکا کر سر عجز چون بندگان

جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا
پھر آغاز کی یہ دعا و ثنا

کہا اے وارث تخت و تاج کیان
سرفرازان گیتی ستان

ترے قد پہ زیبا قبائے شہی
ترے سر پہ شایان کلاہ مہی

وہ ہے نیک طالع جو ہے تیرے حضور
پرستش کنان ہو بفرط سرور

کرے سرکشی تجھسی جو شوربخت
شتابی گرفتار خواری ہو سخت

ہمیشہ جہان مین تو فیروز ہو
طرح مہر کے عالم افروز ہو

یہ آئین و رسم ادب دیکھکر
ہوا شاد وہان سرور نامور

فرود آکے گھوڑے سے اسفندیار
ہوا رستم گرد سے ہمکنار

لگا کہنے رستم کی پھر یون ثنا
کہ اے نامور گرد زور آزما

سزاوار تحسین و صد آفرین
جہان مین تو اُسکا ہو یار و معین

تو ہی اوسکی ہو پشت لیل و نہار
نہووے اوسے کچھ غم روزگار

وہ بولا کہ مجھکو سرافراز کر
تو رونق فزا چلکے ہو میرے گھر

پذیرا نہ اوسنے کیا زینہار
وے اپنے لشکر مین اسفندیار

وہین رستم گرد کو لے گیا
وہان جاکے رستم سی کہنے لگا

یہ ہو حکم گشتاسپ شاہ دلیر
کہ رستم کو لے آؤ کرکے اسیر

بس اب تو بہی راضی ہو اسپر
کہ دان لیجلون تجھکو پابند کر

پہونچکر حضور شہ کامگار
کرون مین رہا تجھکو اے نامدار

نہ اکدم رکے شہ گرفتار بند
نہ پہونچاوے ہرگز تجھے کچھ گزند

رہا سنکے خاموش وہ پہلوان
کیا پھر سپہدار نے یون بیان

کہ راضی نہین ہے اگر بند پر
تو بس ہوکے رخصت تو جا اپنے گھر

یہ لایا زبان پر پیل تن
کہ یکبار اے سرور انجمن

بسان شہنشاہ فرخندہ خو
مرے گھر تو مہمان ذرا چلکے ہو

جو کچھ مجھسے فرمادے تو بعد ازان
بجا لاؤن فرمان ترا اے جوان

وہ بولا کہ آیا تہا یان شہریار
بطور دگر اے ستودہ شعار

ولیکن مین آیا بعزم دگر
بہلا کیونکہ مہمان ہون اب تیرے گھر

اگر میرے فرمان سے پھر جاے تو
سر جنگ زور تجہین آئے تو

تو مین کسطرح کہاتے نان و نمک
کرون تجھسے پیکار زیر فلک

تجھے بند کرکے نہ لیجاؤن گر
تو کیا قدر پاؤن حضور پدر

وہ بولا کہ زنہار مین بھی یہان
نہ کہاونگا اب سے سپہدار نان

سپہدار نے پھر دیا یہ جواب
کہ پی اور دے مجھکو صہبا ناب

طلب کرکے پھر جام مینا وہین
کئے نوش باہم کئی ساتگین

تہمتن یہ بولا کہ رخصت ہو اب
کہون زال سے جاکے احوال سب

جو کچھ مصلحت ہوے کہے زال زر
گزارش کرون مین یہان آکر

جوان نے کہا یون کہ آنا شتاب
یہان بھیجنا صاف ورنہ جواب

سوی خانہ رستم جو رخصت ہوا
تو پشوتن نے اندیشہ اُسدم کیا

کہا اے سپہدار آفاق گیر
کیا کیون نہ رستم کو تو نے اسیر

نہایت زبون سخت بیجا کیا
کہ دشمن کو یون ہاتھ سے جانے دیا

لگا کہنے اُس سے یہ اسفندیار
کہ پھر آویگا رستم نامدار

لگا کہنے پشوتن کہ اے شیرگیر
زبردست ہے وہ سوار دلیر

کہ اب مصلحت ہے کہ لے نامدار
ندا تھا اوسکے ہو زیر زنہار

مبادا کہ پھر کار دشوار ہو
نہووے دگر دور دوار ہو

ہوا اس سخن سے وہ اندیشہ مند
گیا سوچ مین سرور ارجمند

گیا رستم گرد جب اپنے گھر
یہ قصہ کہا زال سے سر بسر

کہا زال نے یون کہ ای نامدار
ملکزادہ اپنا ہے اسفندیار

سحر اوسکی خدمت مین پھر جائیو
نہ وسواس دل مین ذرا لائیو

بہوئے سپہدار عالی گہر
شتابان ہوا گرد روز دگر

اوسے لیگیا آکے اسفندیار
کیا خوب رستم کا عز و وقار

وہ بولا کہ ہے منتظر زال زر
قدم رنجہ فرما تو اے نامور

کیا اُسنے انکار اور یون کہا
کہ اے پہلوان تو بہی یان نہ جا

مرے ساتھ چل شہزادہ ارجمند
روان ہو تو ہو کر اسیر کمند

کہا اوسنے اے فرخ نیک شیم
تو رکہہ مجھہ مصروف لطف و کرم

کہ مین کام تیرے بہت آونگا
سدا تیری خدمت بجا لاؤنگا

کئے مین نے کار نمایان مدام
کیئے پست گردان توران تمام

جہان مین سرفراز گردن ہو مین — نگہدار شاہان ایران ہو مین
مروت سے کرتا ہون اب انکسار — نہین ورنہ تجہہ سے خطر زینہار
یہ چاہا زروئے غضب بیدریغ — تہمتن پہ کہینچے رہا زخم تیغ
شفقت بہت تو نے کی بیشتر — بس آرام سے بیٹہہ تو نے شکر
ہو راست بیٹھے ہین پیوستہ ہم — یہ کہکر گیا بیٹھ بے رنج و غم
شاہین نے اے رستم نامور — کہ ہے نسل سے دیو کے زال زر
رکہا زال کو بہر ایوان مین — وہین چہوڑ آیا بیابان مین
جو ناپاک بدشکل دیکہا اوسے — تو سیمرغ نے ہی نہ کہایا اوسے
وہ مردار کہاکو عجائب کلان — تب آیا وہ پہر جانب سیستان
بزرگو نکی پیر جو کی چاکری — تو حاصل ہوا رتبہ سروری
یہ سنکر ہوا تند وہ پیلتن — زبان پر یہ تندی سے لایا سخن
نہین ہے یہ گفتار اے نامور — سزاوار شاہان عالی گہر
بزرگان تھے واقف پیر سے پسر — اور آگاہ ہے خوب تیرا پدر
نریمان جنگی تہا ہو ننگ سے — زبون شیر نر جسکی تہا جنگ سے
مری مان بہی تہی دختر مہراب شاہ — خداوند تمکین و اعزاز و جاہ
دلیران ایران زمین چندبار — کیا چاہتے تہے مجہے شہریار
پذیرا نہ زنہار مین نے کیا — نہ خواں ہوا افسر و تخت کا
دلیری یہ اپنی نہ مغرور ہو — کیا تو نے بس کشتہ ارجاسپ کے
کئی شاہ کہینچے نہ تیغ تیز — کیا قتل دیو نکو وقت ستیز
وہ دیو سفید اور اکوان دیو — کہ تہا گرد عالم مین جنکا غریو
چہوڑا یا شہنشاہ کاؤس کو — پل گیو گستہم اور طوس کو
کئی بار دی مین نے اسکو شکست — گیا بیش اوسکا نہ کچہہ زور دست
نہ کر جنگجوئی جو کچھ ہے تمیز — نہ کہو رائیگان اپنی جان عزیز
یہ چاہا تہا وسدم کہ دن بیدریغ — تہمتن کو اب کہینچے زیر تیغ
ستم گر روا رکھے مہمان پر — تو لطف و مروت سے ہی دور تر

کیا دشمنو نسے جہان مینے پاک — کیا سرکشان جہان کو ہلاک
اب پیلتن سے یہ سنکر سخن — ہوا خشمگین سرور انجمن
ولیکن تحمل کیا رہنما — یہ ہنسکر تہمتن سے کہنے لگا
کہا پہر سوئے دست چپ بیٹھ تو — یہ ہنسکر لگا کہنے اے نامجو
ہوا پہر سپہدار چین برجبین — خفا ہو کے رستم سے بولا یہین
یہ حیرت سے چہرہ ہوا تہا سفید — ہوا دیکہکر سام اوس سے نا امید
کہ کہا جائین اوسکو کہین جانور — ہوا ایک سیمرغ کا وان گذر
وہین پاس بچو نکے وہ لیگیا — کہلاتا تہا مردار صبح و مسا
پسر اک ہی سام رکہتا نہتا — دو سے لاجرم پہر پذیرا کیا
تو پیدا ہوا زال یہ بعد ازان — کہ اب فخر کرتا ہے اتنا یہان
کہ حرف پراگندہ و ناسزا — تو زنہار اپنی زبان پر نہ لا
تو ہے طفل بیعقل نادان ابہی — نہین تجکو زنہار کچہہ آگہی
کہ ہے پشت سے سام کی گرزدان — نریمان سے تہا سام فرخ خصال
سمجہہ اے سپہدار انجم حشم — کہ ہین یعنی یک جلسی تم اور ہم
کہ ضحاک تہا اوسکا ہیجم اسیر — جہانگیر شاہنشہ نامور
یہ کہتے تہے رکہہ سر پہ تاج کئی — تو کر ملک ایران مین شاہنشہی
دگرنہ یہ ہوتی تہمین کب نیتی — میسر نہ آتی یہ فرمان دہی
تو مانند میرے دلاور نہین — دلیری دگر دے مین ہمسر نہین
شکستہ کیا مینے وہ ہفتخوان — گذارے جہان فیل و شیر ژیان
ملائے وہ دم مین تہ خود و خاک — کیا شاہ مازندران کو ہلاک
سپہدار توران تہا افراسیاب — کسیکو نہ تہی جنگ کی جسکی تاب
کیا مین نے خاقان چین کو اسیر — مری تیغ بران ہے آفاق گیر
سپہدار جنگ آور و کینہ جو — ہوا پر غضب سنکے ابیات کو
ولیکن یہ سوچا کہ ہے مہمان — یہ گر آپ سے یعنی آیا یہان
یہ بولا کہ میٹہے کے حرف نرم — تو کیون مثل آتش کے ہوتے ہے گرم

فلک رتبہ ہے گرچہ تو لیک اب
پرستندہ باد شاہان کے ہے

تو کرتا رہا روز و شب چاکری
شہی مین نے کی بلکہ پیغمبری

کیا ایک عالم کو آتش پرست
کیا مین نے گردن فرازونکو پست

غضب پر بلا تھا مرا ہفتخوان
کہان اسقدر تھا ترا ہفتخوان

مددگار نہ کوئی مددگار تھا
فقط رخش دگر نیز گرانبار تھا

ترے ساتھ ہوتے اگرچہ ہزار
دلیران جنگی و مردان کار

کرون کیا مین اپنی زبان سے بیان
کہ ہے اس حقیقت سے واقف جہان

دلیران نہ ہرگز رضامند تھے
بزرگان ایران نہ خرسند تھے

وہین مین نے معقول سبکو کیا
نہ زنہار پرخاش ہونے دیا

تو مت ناز کر تاج لہراسپ پر
نکر فخر آئین گشتاسپ پر

یہ مقدور ہرگز کسی کا نہین
کہ میری طرف دیکھے اور دیکھین

کسی سے نے بیٹھے ہرگز نہین
قیامت ہو گر ہو نہین چین بر جبین

سنبھالے دشوار لشکر او تھا
ہوا یہ نہ مقدور اک گرد کا

مری کرکے دلجوئی انجام کار
فزون تر کیا میر شہ نے وقار

سپہدار نے سن دیا یہ جواب
کہ اے رستم اتنا نہ کہہ پیچ و تاب

مجھے جبقدر قوت و زور ہے
رہے تھا کہان شاہ کاؤس کے

جو دیکھا یہ تیور نے اسفندیار
تو حیران ہوا رستم نامدار

سپہدار نے یہ کہا بعد ازان
کہ اے گرد تو آج مہمان ہے یہان

ہوا زور معلوم تیرا مجھے
پکڑ لاؤن کل ایکدم مین تجھے

کہون جاکے شہ سے یہ ہے بچھلا
کرون نہین تجھے بند سے پھر رہا

تو ہے گرچہ زور آور و شیر مرد
دے مجھسے ہرگز نہو ہم نبرد

تو کل دیکھنا کوشش کارزار
کہ آؤن جو میدان مین ہو کر سوار

کہون تخت زرکار پر جلوہ گر
رکھون مین ترے سر پہ بھی تاج زر

چلون پھر ترے ساتھ نزدیک شاہ
دلاؤن تجھے تخت تاج و کلاہ

سخن پھر زبان پر یہ لایا جوان
کہا تک یہ گفتار ای پہلوان

جو کی بندگی تونے شام و پگاہ
تو حاصل ہو مجھکو یہ عز و جاہ

کہ ایران سے تا روم و توران و چین
مروج کیا تازہ آئین دین

بسان زر زرد و دین آ کے نامدار
نتھا جس با تندوان استوار

وہ بولا سو ہے ہفتخوان وہ ہزار
گئے تھے ترے ساتھ جنگی سوار

وہ دیوان خونخوار و جنگ آزما
کہ مین نے کئے کشتہ تنہا دہان

نہ ساتھ اونکے ہوتی تجھے تاب جنگ
اگر زندہ ہوتا تو بن بید رنگ

کہ کیخسرو عدل گستر نے جب
رکھا سر پہ لہراسپ کے تاج سب

یہی تھی تمنائے خرد و کلان
کہ پھر زندہ ہو بادشاہ جہان

ہوئے جبکہ ہم یاور اے نامدار
ہوا شاہ لہراسپ تب شہریار

کرے بند مجھکو یہ چاہے ہے تو
یہی ہے ترے باپ کی آرزو

ہوا کودکی سے مین دنیا مین سیر
ولیکن سمجھنا ئے ناد لپذیر

ہوا تند مین پیش کاؤس شاہ
کلہ گوشہ تھا جسکا تا اوج ماہ

کہ مجلس مین کوئی کرے مجھکو بند
اگرچہ وہان تھے بہت زورمند

غرض ساتھ مرے کہو کینہ جو
یہ تندی و تیزی نکر مجھسے تو

نہو اب ثنا خوان کاؤس شاہ
مرے زور و سرپنجہ پر کر نگاہ

یہ کہکر وہین ہو کے خندہ کنان
فشردہ کیا پنجہ پہلوان

یہ ہنسکر کہا ہے یہ ترک ادب
کہ زور آزمائی کرون مین عجب

خوشی سے مری لا کے گرون تو شکر
شتابان ہو پھر شوق سے آ کے گھر

سو شاہ لیجاؤن مین کرکے بند
نہ پہونچاؤن جا نیز تری کچھ گزند

مری مردمی تجھ کو معلوم ہو
وہ بولا کہ اے مرد بیکار جو

کہان تونے دیکھی دلیرونکی جنگ
نہ پہونچے تجھے باد گرد و خدنگ

تو بن پشت زین سے اٹھاؤن تجھے
سوئے زال زر وہین لاؤن تجھے

رکھون پیشکش گنج تیرے حضور
بجا لاؤن خدمت بفر و سرور

جو مین گرد ہون اور تو شہریار
نہ دنیا مین کوئی رہے تاجدار

کچھ اب کہا ئے تا کہ آوین حواس
کہ اب روز سے یعنی گذری ہو پاس

طلب کر کے خوان جبکہ آگے رکھا — تو رستم نے اکدم مین خالی کیا
کہ اس جام سے سیر ہوتا نہین — رکھا لا کے تاس کلان پھر نہین
ہوئے دام حیرت مین مرد دلیر — مرخص ہوا پھر وہ گرد دلیر
جو ہو بند پر راضی اے ہوشمند — تو جا پھر تری کچھہ نہ آوے گزند
مصاحب جو تیرے ہین اون سے ذرا — بہم مل کے اب تو بہی کر مشورا
چلون مین ترے ساتھہ بے بند پا — حضور جہاندار کیوان لوا
وہ بولا کہ جسطرح کہتا ہے تو — پذیرا مین کرتا پر اے نامجو
بہلا کس لئے کام ایسا کرون — کہ اس دہر مین جس سے بدنام ہون
یہ سن کر لگا کہنے جنگی سوار — کہ دیوان خونخوار و مردان کار
تری رزم سے کچھہ نہین جو فغان — ولیکن یہ اندیشہ ہے ہر زمان
سمجھہ دل مین ای فرخ اسفندیار — کہ اب صلح بہتر ہے یا کارزار
ترا دشمن جان ہے تاجور — تجھے کسلئے اس نے بہیجا ادہر
نہو کارفرما جوانی کو تو — نہ کر پہلوانی مرے روبرو
وہ بولا کہ دیتا ہے تو کیا فریب — نظر مین ہے میری فراز و نشیب
پسر کو برادر کو اور باپ کو — تو آئے لئے میان مین آئینہ جو
لگا کہنے رستم کہ اب کیجے کیا — نہین چارہ گر آئی ہے تیری قضا
یہ کہکر ہوئے خانہ رستم گیا — حضور پدر یون گذارش کیا
کہے زال سے پہر سخنہاے پند — لگا کہنے تب رستم ارجمند
نہین صبر کی تاب اب زینہار — کرون جنگ ساتھہ اوسکے تا اقتدار
کئے کس لئے تو نے دیدے پرآب — دیا زال نے تب وسے یہ جواب
جو کشتہ ہوا اسفندیار جوان — تو ہو نام بد بیش اہل جہان
تو کر اپنی خاطر سے اندیشہ دور — کہ جیتا پکڑ لاؤن تیرے حضور
لگا کہنے ہنسکر وہ مرد کہن — کہ ہرگز زبان پر نہ لا یہ سخن
نہ بون جسکا آگے ہو فغفور چین — جہان مین کوئی اوسکا ہمسر نہین

پلاتے تھے جبدم کہ جام شراب — تو دیتا تہا رستم یہ اسدم جواب
کہ آتی تہی جسمین شراب ایکمن — پیالے لگا پینے وہ پیل تن
لگا کہنے یہ سرور نامجو — کہ کر مصلحت زال سے جا کے تو
دگر نہ ہو آمادہ کارزار تو — دیا اوسنے پاسخ کہ ای نامدار
پذیرا کرے مہمانی اگر — قدم رنجہ فرماوے تو میرے گہر
دگر نہ کرون صبحدم آکے جنگ — نہ لاؤن تری جنگ مین کچھہ درنگ
یہ فرمایگا شہ کہ بس ڈر گیا — نہ پابند رستم کو یہ کر سکا
نہین جنگ سے تیری مجھکو خطر — کہ ہے باندہ لینا ترا سہل تر
جو مین نے کئے کشتہ ہنگام کین — تو زنہار اونکے برابر نہین
کہ ہو کشتہ گر وقت پیکار تو — تو ہو جیش شاہی مراز ور رو
ہوا اسلئے اب تو گشتاسب شاہ — تو ہے وارث تخت تاج و کلاہ
کہ تو کشتہ ہو وے مرے ہاتھہ سے — نہین آگہی تجھکو اس بات سے
گزند اپنی جان پر تو مت رکھہ روا — نہ بدنام کر مجھکو بہر خدا
حضور پدر لے چلون باندہ کر — کرون یا تجھے قتل وقت سحر
کہ آنکہون نے دیکھین ترا حال زار — کرین غم سے ماتم وہ لیل و نہار
بوقت وغا آئے گا یہ نظر — کہ ہون نوحہ گر کسلئے پور و پدر
کہ ہے بر سر کینہ اسفندیار — نہین اور چارہ بجز کارزار
کہ نالایق و سخت کہکر مجھے — کہا بچہ دیو اوس نے تجھے
یہ سنکر کیا چشم کو اوس نے تر — لگا پوچھنے تب بلی نامور
کہ گر کشتہ ہو تو بہنگام جنگ — تو خانہ خرابی ہو پھر بیدرنگ
رکھین پھر کیان ہمسے کینہ سدا — تہمتن نے سنکر یہ پاسخ دیا
کرون پیشکش اوسکو پھر گنج و زر — اطاعت سے پھیرون نہ زنہار سر
وہ اسفندیار جہان پہلوان — دلیر و جہانگیر و گیتی ستان
تو کہتا ہے میدان سے جاؤنگا مین — اوسے پشت زین سے اٹہا لاؤن مین

یہی عقل سے دور ہے مرد گرد — سمجھہ دل مین تجھے تو آسان جو کرد

جنگ رستم و اسفندیار و کشتہ شدن اسفندیار

گیا صبحدم رستم پہلوان
پئے جنگ اسفندیار جوان

زوارہ کو سالار لشکر کیا
زوارہ سے یون زال نے نے کہا

شتابان ہوا جب کہ وہ پیلتن
لگا تب دعا کرنے مرد کہن

زوارہ سے بولا یل نامور
کہ تو ساتھ لشکر کے رہ زود تر

پشوتن نے جانا اوسے دیکھکر
کہ آتا ہے بہر صلح نامور

سو شہ بصد گونہ لطف و عطا
تو لیگا تہمتن کو بے بند پا

کہا اوسنے مجھکو ہے عزم ستیز
مرا دل ستیزہ سے ہے ریز ریز

ہوا اس کے پر درد دل مرد کا
ولے کچھ نہ زنہار پاسخ دیا

مرے ساتھ گر تجھکو ہے عزم جنگ
تو ہو کر سوار اب تو آ بیدرنگ

مجھے بھی ہے لازم اب اے شیرمرد
کہ جاؤن میں تنہا برائے نبرد

ولے دیکھنا جبکہ ہو وقت تنگ
کرو تم اشارہ تو پھر بیدرنگ

دلیرانہ شبرنگ پہ ہو سوار
گیا جانب رستم اسفندیار

بہت ہیں سواران ایران دیار
ولے چاہتا ہون نہیں یون کیا

کہ جوہر ہو ہر ایک کا آشکار
یہ رستم سے بولا پھر اسفندیار

مدد کو نہ آوے کوئی زینہار
ہوا عہد و پیمان بہم استوار

شکستہ ہوئے نیزے پھر بیدریغ
لگے کرنے باہم وہ زخم تیغ

لیا پھر دلیرون نے گرز گران
ہوئے رزمجو مثل پیل دمان

پکڑ گرز ڈال کمر بعد ازان
لگے زور کرنے وہ جنگ آوران

پراگندہ دل شیر مردان ہوئے
زبون سخت اسپ و گردان ہوئے

جدا ہوکے دونون نے پھر دم لیا
نہ کچھ بہرہ وان پیش ہرگز گیا

بسوئے دلیران ایران گیا
وہان جاکے کہنے لگا ناسزا

یہ سنکر وہیں پور اسفندیار
جوانمرد نوش آذر نامدار

کہ ہو جو کوئی مرد جنگی سوار
وہ مجھ سے کرے آنکر کارزار

دلیرانہ اُس سے ہوا گرم جنگ
ولے خاک و خون مین ملا بیدرنگ

شہ الوا ہرگز سمجھنا مجھے
کرون غرق خون ایکدم میں تجھے

تہمتن نے جسدم کہ پہنی زرہ
تو پھر زال نے اُس کی باندہی گرہ

کہ بروقت تو یاوری کیجیو
تغافل کو وان راہ مت دیجیو

کہ یارب تو اس کا مددگار ہے
سوا تیرے کون اسکا اب یار ہے

یہ کہکر اکیلا وہ جنگی سوار
روانہ ہو سوئے اسفندیار

لگا کہنے یون پیش اسفندیار
کہ رستم سے کر صلح اے نامدار

وہ بولا کہ لا جوشن ای نیکمرد
کہ ہے ساتھ رستم کے عزم نبرد

وہ مرد دلاور جو ہے رزمجو
خدا جانے پھر غرق خون کون ہو

تہمتن نے پھر اُس جوانمرد کو
یہ بھیجا پیام اے یل نامجو

پشوتن سے بولا وہ اسفندیار
کہ تنہا ہے اب رستم نامدار

تو اب تا وہ ہو دور لیکر سپاہ
کہ رستم سے مین جاکے ہون رزمخواہ

مدد میری تم کیجیو آن کر
یہ کہہ کر زرہ کر کے پھر زیب بر

تہمتن نے اُس سے کیا یہ بیان
کہ کمتر ہے میری سپہ اے جوان

کہ ایرانی اور سیستانی بہم
کرین جنگ گردانہ بیرنج و غم

کہ ہون کشتہ کیون لشکر ہر دو سو
فقط ہو دین ہم تم بہم رزمجو

ہوئے گرم کین ہر دو شیر ژیان
ہوا کارزار بہ تیغ و سنان

شکستہ ہوئیں تیغ بھی سربسر
نہ اک زخم ہرگز ہوا کارگر

گرے گرز بھی ہاتھ سے یکبار
رہے کام سے دست مردان کار

گیا زور گرچہ رہ کین سے
ولیکن نہ کوئی ہلا زین سے

زرہ پارہ اور چاک برگستوان
ہوئی سست گردان جنگ آوران

زوارہ کو تھا جنگ مین کچھ صبر
خروشان ہوا مثل غرندہ ابر

کہ اے نامدار اگر مرد ہو
تو ہو فوج زابل سے پیکار جو

پئے کینہ خواہی شتابان ہوا
طرح شیر نر کے خروشان ہوا

وہیں کرکے الوا تو زور آزما
کہ سن اے گروہ تبار ستم گرد کا

زوارہ پھر آگے آیا دوان
لگا کہنے سب انہیں کرکے فغان

پھر ایک گرز مارا جو بالائے سر
ہوا کشتہ نوش آذر نامور

کشتہ شدن اسفندیار از تیر دو پیکان رستم کہ ہر دو چشمانش انداختہ

جوانمرد و مہرنوش پہلوان	دگر پور اسفندیار جوان	دوان کر کے شبدیز کو بیدرنگ	شتابان ہوا سوئے میدان جنگ
فرامرز اُس کے مقابل ہوا	فرامرز نے قتل اُس کو کیا	نہ کشتہ ہوئے صرف دو نامدار	ہوئے قتل ایرانیان بے شمار
وہیں پیش اسفندیار جوان	کیا جا کے بہمن نے یکبار ہاں	کہ لشکر زابل کے بےخوف و باک	کیا آ کے ایرانیوں کو ہلاک

دو فرزند تیرے ہوئے کشتہ اب | سپہ دار سنکر ہوا پر غضب
بنیزہ و یک نام آوران زمن | سزاوار نفرین ہی پیمان شکن
کہ سوگند جان و سر شہریار | نہین ہے مجھے آگہی زینہار
کیا جس نے اب جنگ مین ارتکاب | کرون اسکو قتل و راسیر خراب
اونہیں شوق سے قتل کر تو یہان | کہ تیرے گنہگار ہین بیگمان
یہ کہکر ہوئے پھر وہ مشغول جنگ | دلیرانہ لیکر کمان و خدنگ
و لے تیر اسفندیار جوان | کہ آئے پیاپے سوی پہلوان
لگے زخم کاری جو اس رخش پر | سوار دلاور تب آیا اوتر
زوارہ ہوا دیکھکر دردمند | گیا دوڑ وہین پیش یل ارجمند
بسوئے بلندی گیا نامدار | لگا کہنے تب ہنسکے اسفندیار
جہان مین ترے زور کا تھا غلو | تری تیغ بران سے کانپے تھا دیو
ترا زور بازو گیا اب کہان | کہان ہے ترا اب گرز گران
پیادہ ہوا آپ مانند شیر | گیا پھر جنگ آزمائی دلیر
یہ چاہے تھا اسفندیار جوان | زوارہ سے ہوئے ستیزہ کنان
کہ رکھتا ہون پھر عزم پیکار مین | نہین تجھ سے کچھ دست بردار مین
کہ احوال معلوم ہے سب ترا | سراپا ہے زخمی بدن اب ترا
وہ بولا کہ جاری ہے گو تن سے خون | ولیکن نہین تن ہوا کچھ زبون
غرض سن نگہ سے وہ جنگ آوران | ہوئے شام کو سوئے خانہ روان
گیا ونکے تابوت کو پھر وہان | سو شاہ گشت تب چھپے ان نشان
ولیکن یہ تھا ماجرا آج کا | خدا جانے کل پیش کیا آئیگا

تہمتن سے بولا کہ اے بدنشان | نہیں ہے یہ آئین گردنکشان
ہوا اس کے غمگین شہزادہ سخت | لگا کہنے پھر رستم نیک بخت
پے جنگ مین نے نہین کچھ کہا | نہین پھر پر خواہش میری رضا
پیرادر کو اور پور کو باندہ کر | حوالے کرون تیرے اے نامور
وہ بولا بفرمان یزدان پاک | کرونگا عوض انکے تجکو ہلاک
خدنگ یل رستم نامدار | نہوتا تھا کچھ کارگر زینہار
ہوا اُس سے مجروح و ریش و فگار | تن رخش و جسم دلاور سوار
ہوا رخش پھر سوئے خانہ روان | پیادہ رہا رستم پہلوان
یہ دیکھا کہ بس خستہ ہے پہلوان | بدن سے تہمتن کے خون ہے روان
کہ افسوس اے گرد جنگ آزما | زبون ہوکے میدان سے تو ہٹ گیا
کہان ہے تری تیغ زہر آبدار | کہان ہے ترا تیر پہلو گزار
زوارہ نے گھوڑے پہ انجام کار | کیا رستم نامور کو سوار
کہا یون کہ اے گرد اسفندیار | ترے ساتھ کرتا ہون مین کارزار
کہ اتنے مین رستم نے اُس سے کہا | زوارہ سے مت ہو نبرد آزما
مجھے کیا تصور کیا تو نے اب | تہمتن سے بولا سپہ دار تب
اگر اب بھی راضی ہو تو بندپر | تو بہتر ہے اے رستم نامور
ہوا روز آخر اب اے نامور | کرون جنگ پھر تجھ سے وقت سحر
ہوا غم سے بیٹونکے اسفندیار | نہایت پریشان و دل بیقرار
کہا یون کہ اے خسرو پاکدین | ترے حکم سے مجکو چارہ نہین
پشوتن سے کہنے لگا بعد ازان | کہ آدم نہین رستم پہلوان

تن سرشت اسکی ہو آہن و سنگ سے | مجھے اسکی اندیشہ ہے جنگ سے

بہت زخم شمشیر گرز گران | رہا میں نے او سپر کے اے جوان

ولیکن نہ کوئی ہوا کارگر | کسی سے نہ عاجز ہوا نامور

کیا تیر سے اسکو آخر زبون | ہوا جوشن کا لبا غرق خون

یقین ہے کہ جانبر ہو وقت شب | مبادا رہے زندہ گر ہو غضب

ادہر تھا تردد مین اسفندیار | اُدہر پہلوان رستم نامدار

گیا جبکہ ایوان مین نزدیک زال | اور اُس نے تہمتن کا دیکھا یہ حال

کہ مجروح و خستہ ہے سر تا بپا | جراحت پہ اسکے تاسف کیا

کہا یہ کہ ہنگام پیری یہ غم | ہمارے نصیبوں میں تہا یہ ستم

برادر پدر مادر و پور زن | لگے رونے سب مردم انجمن

کیا بستہ زخموں کو مرہم لگا | تہمتن نے پھر زال سے یون کہا

کہ روئین تن اسفندیار دلیر | مقابل نہیں جسکے عفریت و شیر

قوی بازو و سخت ہو زورمند | تنومند مانند نخل بلند

مری تیغ بران تھی خارا شگاف | سنا تو ڈرتی تہی دل کوہ قاف

مرا تیر سندان سے کرتا گذر | نہ ہرگز ہوا اوسپہ کچھ کارگر

نہ مغلوب آیا بلا اندیش ہائے | نہ کچھ زور بازو گیا پیش ہائے

اگر زور کرتا میں کسامر پہ | تو برکند کرتا اوسے اے پدر

پکڑ کر کمر بند اسفندیار | کیا زور ہر چند پر زینہار

نہ وہ جنگ جو پست ہن سے ہلا | کہون کیا میں بس قوت زور کا

کوئی دیو اور کوئی جنگی سوار | کہین مین نے دیکھا نہیں نہ سنا

ہوئی جنگ موقوف ہنگام شام | دگرنہ مرا کام کرتا تمام

بس اب تاب بیکار مجھکو نہیں | نکل جاؤن ناچار یان سے کہین

کہ پھر ہاتھ آوے نہ میرا نشان | کرے جستجو گرچہ پیر و جوان

کہا زال زر نے یہ سن کر سخن | اگر تو نکلجائے اے پیلتن

تو پھر آکے ایوان مین اسفندیار | کرے ہمکو یکسر گرفتار و خوار

کرون کیا کہ ہے اندنون بیحضور | اس نامور پرزور پیل زور

جو ہوتا یہان آج وہ شیر مرد | تو بدخواہ کے ساتھ کرتا نبرد

نہیں اسقدر فرصت ایک اب | کہ اُس پہلوانکو کرون یان طلب

بلاؤن میں ناچار سیمرغ کو | ترے واسطے اُس سے ہو چارہ جو

کیا اُس نے وعدہ یہ مجھ سے کہ ہان | جو مشکل پڑے مشکل کوئی ناگہان

تو پر کو مرے تو جلانا ضرور | کہ فی الفور پہونچونگا تیرے حضور

بلندی پہ کر آتش افروختہ | جو سیمرغ کا پر تھا سو سوختہ

تو سیمرغ حاضر ہوا آن کر | گذارش کیا یوں کہ اے زال زر

مجھے کس لئے اب کیا تو نے یاد | وہ بولا کہ اے مرغ فرخ نہاد

ستمگار کمبخت اسفندیار | ہوا آکے پرخاش کا خواستگار

سنا راس سے جتنے کیا پیشتر | نہ آیا سر رحم وہ کینہ ور

ہوئے گرم پیکار انجام کار | بہم رستم گرد و اسفندیار

ہوا رستم و رخش مجروح ریش | بلا وقت پیری ہوا آکے ہے پیش

یہ سیمرغ بولا کہ ہے کیا خطر | کرون چارہ اسکا میں اب زودتر

طلب رخش و رستم کو کر کے وہان | جو دیکھا تو ہے خون بدن سے روان

پیا خون کو اور ملے اپنے پر ہوئے زخم اچھے وہیں سر بسر
ہوا رستم و رخش پھر تندرست توانا و زورآور و چاق چست

لگا کہنے سیمرغ سے نام جو کہ اے شاہ مرغان مددگار تو
یقین ہے اگر تو مرا ہووے یار تو ہووے زبون گرد اسفندیار

وہ بولا کہ ہے وہ یل ارجمند توانا و گردنکش و زورمند
مجھے اور تجھے ہے یہ قدرت کہان کہ ہون ساتھ اسکے ستیزہ کنان

سو ہفت خوان یہ جوان جب گیا مرا جفت وان ایک سیمرغ تھا
مقابل جو ساتھ اسکے آ کر ہوا تو سیمرغ ہرگز نہ جانبر ہوا

تو گر اس جوان سے رہے دور تر تو بہتر ہے اے رستم نامور
یہ سنکر ہوا زال زر گریہ کنان کہا یون کہ گر رستم پہلوان

کہیں دور جاوے تو اسفندیار کریگا ہمیں باندھکر بخت خوار
بتا کوئی تدبیر بہر خدا تو دام غم و رنج سے کر جدا

وہ بولا کہ اے رستم نامدار مرے ساتھ چل رخش پر ہو سوار
گذر کر کے دریا سے بیرنج و غم گئے اک نیستان مین دونون بہم

غرض نخل گز اک نیستان مین تھا تہمتن سے سیمرغ نے یون کہا
کہ اک شاخ لیجا تو اب توڑ کر اسے راست کر سینککے تو آگ پر

بنا اسکا تو اک دو شاخہ خدنگ سحر جا کے میدان مین ہو گرم جنگ
پھر اس تیر کو اے یل نامدار رہا کر سوئے چشم اسفندیار

کرے جو کوئی کشتہ اس مرد کو وہ رنج و بلا سے رہا پھر نہو
نہیں جو سبب ہو قتل اسفندیار خرابی ہے قاتل کی انجام کار

ولے کور کرنے سے اسکے ضرر نہ پہنچے ذرا شوق سے کور کر
یہ خاصیت اور چوب کی ہے کہان تمہا ہو ناوک فگن کی جہان

وہان تیر بیٹھے بحکم خدا یہ سنکر ہوا خوش وہ زور آزما
پھر آئے وہ دونون پے جشن زال ہوا زال مسرور و شاد و نہال

وہ سیمرغ رخصت ہوا بعد ازان گیا سیستان سے سوئے آشیان
جوانمرد رستم نے پھر بید رنگ مرتب کیا اک دو شاخہ خدنگ

لگا ہے وہ پیکان زہر آبدار ہوا فتح و نصرت کا امیدوار
نہ تابان ہوا تھا ہنوز آفتاب حریف جفا کیش تھا گرم خواب

کہ میدان مین آیا سوار دلیر یل نامور رستم شیر گیر
ہوا نعرہ زن مثل پیل دمان کہ اے مرد اسفندیار جوان

ذرا خواب نوشین سے بیدار ہو کہ آیا ہے پھر اب رستم جنگ جو
اٹھا سن کے آواز اسفندیار پشوتن سے بولا کہ اے نامدار

مرے دل مین تھا وقت خفتن گمان کہ جانبر نہووے گا یہ پہلوان
کہون کیا مین کاری تھا ہر زخم تیر تعجب کہ ہے ہوشمند و دلیر

ندا دی کہ احوال اسکا ہے کیا مگر اس نے زخمون کو بستہ کیا
وہی رخش ہے یا کہ رخش دگر شتابی سے اب جلد لا یہ خبر

سوئے تہمتن پشوتن گیا تو رستم یہ بولا کہ دیکھے ہے کیا
کہ زخمون مین ہون وہ وارستہ جان کہ ہر زخم کی پل مین ہو چارہ سان

سوا اسکے اک زخم کاری تھا پشوتن نے آکر جوان سے کہا
کہ دیروز سے چاق ہے پہلوان ہوا تھا تو کل خستہ اے ناتوان

دلیری سے اسکے مجھے ہی خطر
خفا ہو پشوتن پہ اسفندیار
نہیں زخم کا اب اثر زینہار
تجھے آج خستہ کرون اسقدر
مرے جسم پر اے یل نامور
کہ بت و رزم جو ہو سر صلح آ
قسم ہے نہ پھر عذر ہرگز کرون
وہ بولا کہ اب آشتی دور ہے
مرے قید کرنے سے اب گذر
تجھے پیشکش دون زرو می نیاز
خدا کے بھی فرمان سے ہی حکم شاہ
وہ بولا کہ اے گرد آفاق گیر
تو ہو گرم پیکار اے پہلوان
تہمتن نے اُس دم یہ مانگی دعا
پذیرا یہ کرتا نہیں زینہار
عقوبت نہ کر پھر تو مجھ پر روا
رکھا مرد نے سر کو زین تکران
ولیکن نہ ہرگز گرا ایجوان
یہ دیکھا تو تسوین بہمن دین
کیا چارہ چشم اسفندیار
نہ تنہا ہوا زال زر شادکام
کہ دنیا میں خونریز اسفندیار
جہان آفرین ہر زمان یاد ہو
برو زد دگر پیش اسفندیار
لکھا تھا یہی کلک تقدیر کا

مناسب ہے اب یوں کہ اے نامور
گیا دوہیں میدان میں ہو کر سوار
ترا باپ شاید کہ ہے سحر کار
کہ ہو نوحہ گر زال اُسے دیکھ کر
نہ ہرگز کرے تیر تیرا اثر
تو بخش از سر لطف میری خطا
ترے ساتھ بیٹھ شہنشہ چلون
اگر زندگی تجھکو منظور ہے
عوض اسکے لے مجھ سے تو گنج زر
تو کر رحم اے سرور سرفراز
زیادہ ترا اے رستم کینہ خواہ
نہ دے جان با مید تاج و سریر
یہ کہکر وہین لیکے تیر و کمان
کہ کرتا ہوں میں عاجزی یا خدا
کیا چاہتا ہے مجھے سخت خوار
نکر مجھپہ ثابت گناہ و خطا
رواں اُس کی آنکھوں سے ہوئے جو خون
ہوا میں نہ زنہار نالہ کنان
ہوئے سخت غمناک و اندگین
ہوا کچھ نہیں فایدہ زینہار
ہوئے خرم و شاد مردم تمام
نہ زندہ رہے دیرتک زینہار
شب و روز تیرا مددگار ہو
گیا زال اور رستم نامدار
مٹے کیونکہ لوح جبین کا لکھا

تو پھر خاش کو دل سے کر اپنے دور
تہمتن سے بولا کہ ای پہلوان
کیا اوسنے جادو سے پھر تندرست
وہ بولا کہ جی میں نہ رکھ پھر ہوس
کرونگا تجھے کشتہ انجام کار
مرے گھر ذرا چل کے مہمان ہو
کرے لطف یا قتل یا مجھکو بند
تو پابند ہوکر مرے پاس آ
دوں بے بہا تاج گوہر نگار
کہا اُسنے بیہودہ گوئی نہ کر
تجھے لے چلوں دست و پا باندھ کر
ہوا پُر غضب سرور کینہ جو
گیا سوئے رستم رواں ایک تیر
زر و گوہر و تاج و گنج و کنیز
تو یاور رہو میرا کہتا ہون بیار
یہ کہکر کیا تیر گز کو رواں
پکارا تہمتن کہ ہنگام جنگ
تو اک تیر کس کر ہوا دردمند
کیا اپنی آنکھوں کو غم سے پر آب
تہمتن گیا پھر حضور پدر
ہوے زال بولا کہ اے نامور
تری جان کا ہی خطر اب مجھے
وہ بولا کہ میری نہیں کچھ خطا
ہوئے دونوں جاکر وہاں تعزیہ جا
مرا پوتا ہے بہمن نوجوان

تہمتن کیا تھا آشتی ہے ضرور
ہوا تھا تو کل خستہ اے ناتوان
کہ آیا تو میدان میں پھر چاق چست
او تھا یہ خیال اپنے دل سے تو بس
گذارش یہ کرتا ہون میں بار بار
کہ ایوان مرا رشک بستان ہو
جو چاہے کرے خسرو ارجمند
تہمتن نے اُسکو یہ پاسخ دیا
کنیزان مہ طلعت و گلعذار
نہیں چاہیے مجھکو یہ گنج و زر
کہ بخشی ہے مجھے تخت و افسر پدر
کہا یوں نکر اور کچھ گفتگو
بطرز پسندیدہ و دلپسند
خوشی سے میں دیتا ہوں ہر ایک چیز
مخالف کی آنکھیں نشان خدنگ
سوئے چشم اسفندیار جوان
صد شصت کمانی خدنگ
رکھا زین پر سر تو نے ای ارجمند
اوسے لیکے سوئے خیمہ شتاب
یہ دی زال زر کو نوید ظفر
یہ اختر شناسوں نے دی ہے خبر
کہ اس رنج سے وہ دایزد تجھے
کیا جو کچھ اُس کینہ جو نے کیا
وہ بولا نہیں کچھ تمہارا گناہ
اوسے اب تو اے رستم پہلوان

سکہا پہلوانی کے سارے ہنر ۔ بتا رستم دولت اسی سر بسر
تہمتن نے وہ بین پذیرا کیا ۔ زروے نشاط و مسرت کہا

رکہوں سکے تا رک تاج و کلاہ ۔ کرون شہ اوسی بعد گشتاسپ شاہ
یہ تسوین سے بولا پسر اسفندیار ۔ کہ گور و کفن کا ہون خواستگار

روانہ ہوا تو سوی گشتاسپ شاہ ۔ یہ کہہ جاکے اے خسرو دین پناہ
تجہے تو نے بہیجا پے قتل یلان ۔ ہوئی تیری دولت سے برباد جان

ہوئی بادے اب تیری حاصل مراد ۔ تو کر سلطنت شوق سے شاد شاد
ولیکن بروز جزا بیگمان ۔ کرے داوری داور داوران

مری ماں سے کیونکر کہ ہووے صبور ۔ کرے دل سے اپنے غم و رنج دور
نہیں فایدہ گریہ سے زینہار ۔ قضا پر کسی کا نہیں اختیار

کہا پہر وہین کہینچ سرد و دم ۔ کہ گشتاسپ سے مجہہ کو پہونچا ستم
کیا طایر جان نے پرواز پہر ۔ ہوا نالہ و گریہ آغاز پہر

لگے رونے تسوین و بہمن وہان ۔ ہوئے رستم و زال گرم فغان
ادہر لیکے تابوت اسفندیار ۔ وہ تسوین گیا سوے ایران دیار

ادہر آکے بہمن کو اپنے گہر ۔ یل نامور رستم زال زر
زوارہ یہ بولا کہ اے نامدار ۔ یہ بہمن ہے فرزند اسفندیار

کیا باپ کو اسکے تو نے ہلاک ۔ دل اسکا نہو دیگا کینہ سے پاک
برادر بہی اسکے ہوے قتل مرد ۔ عجب کیا جو وہ تجہسے ہو ہم نبرد

مناسب نہی تربیت اسکی یان ۔ کہ بدخواہ اپنا ہے یہ بیگمان
زوارہ کو رستم نے پاسخ دیا ۔ کہ لاوین وصیت نہ کیونکر بجا

جو تسوین حضور شہ نامدار ۔ گیا لیکے تابوت اسفندیار
ہوا شاہ گشتاسپ نالہ کنان ۔ لگین کہنے رو رو کے یون خواہران

ز رستم نہ سیمرغ نے زال زر ۔ گنہ ہے تو بولا کہ اے پدر
روا اسکے کہکے جان پسر پر ستم ۔ عبث ہے یہ پہر تجہکو اندوہ و غم

خجالت سے تہا بادشہ سر فرو ۔ کہ نفرین تہی ہر سمت سے شاہ کو
پشیمان ہوا شاہ عالی تبار ۔ کیا نعش کو دفن انجام کار

لکہا نامہ رستم نے پہر شاہ کو ۔ کہ ہون بیخطا اے شہ نامجو
حضور سپہ دار اسفندیار ۔ کیا مین نے جون بندگان انکسار

بہت اسکو دیتا تہا مین گنج و زر ۔ یہ کہتا تہا ہر دم اے نامور
چلون پیش سلطان کشور کشا ۔ نہ ہرگز جوان نے پذیرا کیا

نہیں چارہ تقدیر سے زینہار ۔ ہوا وہ جو ہوتا تہا انجام
کیا تربیت پور کو اسکے اب ۔ ہنر اور آداب سکہلائے سب

جو کچہہ حکم ہو اسکو لاؤن بجا ۔ کہ ہون بندۂ شاہ کشور کشا
جو نامہ پڑہا بادشاہ نے سر بسر ۔ تو تسوین سے کہنے لگا تاجور

کہ یہ ماجرا گر مفصل بیان ۔ وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
تہمتن ہے اس امر مین بے خطا ۔ درست و بجا ہے جو اسنے لکہا

اسے پند کی بیتے بہی چند بار ۔ اثر کچہہ نہ ہرگز ہوا زینہار
نہ آیا وہ ہرگز جہالت سے باز ۔ لگا کہنے پہر شاہ گردن فراز

اجل نے اسے سخت جاہل کیا ۔ یہ کہکر تہمتن کو نامہ لکہا
کہ رکہہ جمع خاطر تو اے نامدار ۔ نہیں تیری تقصیر کچہہ زینہار

یہان آئیو جب کرون مین طلب ۔ روان کر تو بہمن کو بالفعل اب
تہمتن نے بہمن کو با صد وقار ۔ روانہ کیا سوی ایران دیار

ہوا دیکہکر شاد فرمان روا ۔ ولیعہد بہمن کو شہ نے کیا
یہ قصہ تو اب کر چکا مین بیان ۔ شغاد لعین کی لکہون داستان

تولد شدن شغاد پسر زال از بطن کنیزک و کشتہ شدن رستم از دست او و خرابی خانمان

لکہے ہے یہ فردوسی بے نظیر ۔ کہ آزادہ سرو ایک تہا مرد پیر
یہ کہتا تہا وہ پیر مرد سترگ ۔ کہ سام و نریمان [illegible]

اُسے قصۂ خسروان یاد تھا
کہی بعد ازان داستان شغاد
کہ زال اک کنیزک پہ مائل ہوا
یہ طفل نگون بخت جب ہو جوان
بہمی اسکی ہیئت سی ہو بدتر
وہان کا جو تھا شاہ نیکو سیر
اُسے ایک دی دختر دلستان
سپہدار کابل سے بولا شغاد
قرابت پہ میری نہ کی کچھ نظر
یہ بولا کہ مجھ کو ذرا اب بتا
کرون جا کے رستم سے تیرا گلا
وہان رکھ کے تیغ و سنان تیر
غرض شاہ کابل سے وہ شوربخت
سپہ دار کابل ہوا تند و گرم
کہ ہے یہ ہی رستم شیرزاد
برادر جو تیرے ہیں دار احتشم
کہا یون کہ نالائق و ناسزا
چلو شہر کابل میں لے کر سپاہ
سو شہر کابل شتابان ہوا
برہنہ سر و پا ہو گریہ کنان
سر رہ آیا یل نامدار
شغاد نگون بخت نے بعد ازان
لگا کرنے تعریف نخچیر گاہ
زوارہ کو ساتھ اپنے لیکر گیا
سو جب گیا رستم نامور

کہا اوس نے مجھ سے یہی ماجرا
کہ تھی مرد آزاد کو خوب یاد
اور ایک اُس سے فرزند حاصل ہوا
کرے خانمان سب تبہ بیگمان
بسوئے نکوئی نہ ہو راہ بر
قرابت وہ رکھتا تھا با زال زر
کیا کتخدا اسکو با عز و شان
کہ اے بادشاہ خجستہ نہاد
لحاظ اوسنے بس کم کیا سر بسر
کہ ہی قتل کی اسکے تدبیر کیا
غضبناک ہو کر یہان آئیگا
سر چاہ خس پوش کر سر بسر
لگا کرنے ایک روز گفتار بخت
وہ بولا کہ آتی نہیں تجھکو شرم
کہ میرا برادر نہیں ہے شغاد
تجھے چاکرون سے سمجھتے ہیں کم
سپہ دار کابل نے مجھ کو کہا
کرون قتل اُس کو بحال تباہ
سپہ دار کابل ہراسان ہوا
یہ بولا کہ اے نامدار جہان
گیا شاہ کابل کا افزون وقار
کہا یون کہ ہیں چاہ کندہ جہان
کہا پھر کے اے گرد با عز و جاہ
شغاد سپہ دار بھی ساتھ تھا
کہ خس پوش تھے چاہ کندہ جدھر

کہ رستم سے اسفندیار جوان
پھر اُس قصہ کو نظم مین نے کیا
رکھا زال نے نام اُسکا شغاد
مناجات کی زال زر نے وہین
ہوا جبکہ القصہ جسدم جوان
ہوا جبکہ کابل مین داخل شغاد
حضور یل رستم کینہ خواہ
ہوا مین تہمتن سے ناشاد اب
یہی مین ہی رستم سے ہون کینہ خواہ
کہا اوسنے یون اے شہ نیکروز
تو یان ایک تیار کر صیدگاہ
نگون بخت نے جسطرح سے کہا
کہ مین ہون سپہ دار عالی گہر
نہیں یاد کرتا تجھے زال زر
نہیں نسل سے سام یل کی پسر تو
ہوا سن کے دلگیر پر غم شغاد
دیا اُس نے بوسہ سر و چشم پر
کرون تجھکو کابل کا پھر شہریار
ہوا آکے حاضر زروئے نیاز
ہوئی مجھ سے مستی میں صادر خطا
اوسے شاہ کابل نے مہمان کیا
وہان سے چلو رستم گرد کو
کہ مشغول صید افگنی چل کے ہو
ہوئے حیلہ سازی پہ لیکر روان
غرض شاہ کے پاس جسدم گیا

ہوا اسطرح سے ستیزہ کنان
غرض اس طرح سے ہے یہ ماجرا
نجومی یہ بولا کہ ای خوش نہاد
کہ یا کردگار جہان آفرین
گیا زال نے سوئے کابل روان
تو اُس شاہ نے تب بجب مرد
سدا باج بھیجے تھا کابل کا شاہ
نہ آئی اُسے شرم ہی یہ غضب
کرون قتل اُسکو بحال تباہ
دل آزردہ ہون تجھ سے میں اسکروز
اور اُس راہ میں کندہ کر چند چاہ
سپہ دار نے اوسطرح سے کیا
تری ذات مجھ سے نہیں خوبتر
نہیں پوچھتا گاہ تیری خبر
نہیں کچھ تری زینہار آبرو
حضور تہمتن گیا بد نہاد
کہا اُس نے اندیشہ کو دور کر
یہ کہکر وہین رستم نامدار
پیادہ حضور یل سرفراز
تو کر عفو از راہ لطف و عطا
بجا بندگی لا کے شادان کیا
غرض ایک دن وہ شہ کینہ جو
یہ سنکر وہین رستم نامجو
سوارات دونون شغاد و تہمتن
تو پھر رخش نے وان توقف کیا

نئی خاک کی واں جو کچھ پائی بو
ہوا گرم پھر رخش جوں شیر مست
دوبارہ کہ آیا جو پھر باد پا
وے رخش نے جست کی انس تھی
ہوا پارہ پارہ سراپا بدن
ہوے دشمن جان زر روئی جفا
ترے کام کی خاطر آیا یہاں

ہوا شبہہ رخش صبا گام کو
ولیکن گرا چاہ میں کر کے جست
تو پھر دوسرے چاہ میں جا پڑا
نہ آیا نظر پھر بھی روئے بھی
ہوا سخت درماندہ وہ پیلتن
دغا سے یہاں قتل مجھکو کیا
کہ ہووے فزوں تیری توقیر شان

ہوا رستم پہلوان خشم گین
ہوا خستہ ورنہ رخش سوار
وہاں بھی لگے زخم تیغ و تبر
کنوئیں سات سطرح کے تھے وہاں
یہ سمجھا تہمتن کہ بے اشتباہ
لگا کہنے منہ کر کے سوے شغاد
مرے ساتھ کیوں تو نے کی یہ دغا

جڑا رخش پہ تازیانہ وہیں
کہ تھے چاہ میں خنجر آب دار
ہوا چاک خستہ بدن سر بسر
گیا گر وہ آخر ہوا ناتوان
شغاد دغا اور کابل کا شاہ
کرتا جان تیر [illegible] بد نہاد
[illegible] کیا

وہ بولا کہ تیری سزا تھی یہی بہت تو نے خونریزی خلق کی
سمجھ۔ بولا کہ اے حیلہ گر تبک نوشدارو کو تو اپنے سر
کہ کاؤس کیخسرو و کیقباد گئے بادشاہان فرخ نہاد
جو پوچھو تو میں یاں بہت دن رہا بس اب یاں سے جاتا ہوں ملک بقا
شغاد نگوں بخت سے پھر کہا ہوا وہ کہ چاہی تھی جو کچھ قضا
تو پھر دے خدنگ و کمان کہ ایمن ہوں تجھ سے درندے یہاں
پس نخل گرچہ چھپا بدنہاد ہوا سفتہ لیکن درخت و شغاد
تہمتن سے پھر جان رخصت ہوئی توقف کی کہ نہ فرصت ہوئی
ولیکن سوار ایک باقی رہا سو وہ سیستاں میں شتابی گیا
گئی رودے رستم کی ماں زار زار یہ بولی کہ دنیا سے انجام کار
فرامرز نے سخت ماتم کیا غرض زال نے اوس سے پھر یوں کہا
فرامرز جنگی ہوا پھر رواں سو شہر کابل بفوج گراں
فرامرز کو جب ہوئی آگہی کہ ہے شاہ سے شہر کابل تہی
بیاں کیجے کیا صورت کشتگاں نہ تھا نام گوشت نہ استخواں
زوارہ کے اور رستم گرد کے وہ لیکر گیا استخواں گوشت کے
ہوا گرم پیکار کابل کا شاہ ہوئی فوج کابل سراسر تباہ
فرامرز نے اسکو از روئے کین کیا ہاتھ سے قتل اپنے وہیں

سپہدار کابل نے پھر یوں کہا کہ اب نوشدارو تجھے دوں بھلا
سدا کون قائم ہے زیر فلک بچا نہیں ہو تجھ بھلا کب تلک
دلیران و گردنکشاں تاجور گئے اس جہاں سے مرے روبرو
فرامرز جنگی دلاور جواں مرا کینہ لے تجھ سے آکر یہاں
وسے تاب جنبش نہیں جب مجھے درندوں نے چھوڑا بھلا کب مجھے
دیا اُس نے ہنسکر کمان و خدنگ وہیں اوس نے مارا اوسے بیدرنگ
کیا وہیں رستم نے شکر خدا کہ بدخواہ سے اپنا کینہ لیا
زوارہ بھی اور ساتھ ہمراہیاں ہوئے چاہ میں کشتہ خرد و کلاں
کہا اوسنے یہ ماجرا سر بسر یہ سن کر ہوا زال زار نوحہ گر
ہنر وصف سیزدہ سالہ مرد گیا اور باقی رہا رنج و درد
کہ جا سوئے کابل تو لیکر سپاہ سپہدار کابل سے ہو کینہ خواہ
وے شاہ کابل ہراساں ہوا سو کوہ و دمن میں گریزاں ہوا
گیا لاجرم جانب صیدگاہ جہاں پہلواناں ہوئے تھے تباہ
وہ در دام کھاتے تھے ہر صبح و شام بیاباں میں گوشت اونکا تمام
لئے دفن زابل میں جاکر وہیں پھر آیا وہ کابل میں از روئے کین
گرفتار پھر شاہ کابل ہوا مظفر سپہدار زابل ہوا
سو شاہ گشتاسپ کا ہوں پھر خبر شاہ ایران کی لاتا ہوں پھر

رحلت شاہ گشتاسپ بملک جاودانی و جلوس بہمن پسر اسفندیار بر تخت سلطنت ایران و لشکر کشیدن طرف سیستان و بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمودن

کہا شاہ گشتاسپ نے ایک روز کہ یہ نامور بہمن نیک روز
ہوا کشتہ اسکا پدر بے گناہ اوسے چاہیے تخت و تاج و کلاہ
کیا پھر پشوتن کو اسکا وزیر کہ تھا دانش و فہم میں بے نظیر
جہاں بیں وہ شاہ ہمایوں خصال رہا حکمراں بعد ازاں بیست سال
لگا کرنے داد و دہش صبح و شام ہوئی خرم و شادماں خاص و عام

کلاہ وہی کے سزاوار ہے ہوا اسکے شاہی کا حقدار ہے
یہ کہکر بٹھایا اوسے تخت پر دھرا سر پہ بہمن کے دیہیم زر
ہوا پھر روانہ سوئے ملک عدم شہنشاہ گشتاسپ کیواں حشم
جہاندار بہمن ہشتہ نام ور ہوا تخت شاہی پہ جب جلوہ گر
ارادہ کیا پھر بروئے غضب کہ زال و فرامرز پہ چلئے اب

لیا چاہئے کین اسفندیار
سواران غرض لیکے یکصد ہزار

یہ پیغام بھیجا سوی زال زر
کہ آیا ہون مین بہر کین پدر

فرستادہ نے جا کے جب پیش زال
کہا یہ تو سن کر ہوا پر ملال

ہوا اب جو رونق فزا تاجور
کرون پیشکش اسکے گنج و گہر

یہ کہکر بہت مال اُسکو دیا
فرستادہ پھر ہوکے رخصت گیا

کہ جز طاعت خسرو نامدار
نہیں کچھ ارادہ ادسے زینہار

ہوا جانب شہر بہمن روان
رہین پیشوا زال آیا وہان

یہ پوچھا فرامرز ہی اب کہان
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان

کیا پھر وہین ال زر کو اسیر
لگا عاجزی کرنے وہ مرد پیر

نہیں زندہ اب رستم نامدار
کہ تو جس سے لے کین اسفندیار

کہ مین آج جو کمترین بندگان
پیادہ ہوا تیرے آگے دوان

ہوا بہمن اس بات سے خشمگین
رکہا زال کو بند اندر وکین

تو فاران ایران و زابلستان
ہوئے اور سر کین ستیزہ کنان

بروز چہارم چلی باد سخت
ہوئے تیرہ گردان زابل کے بخت

دلیران ایران تھے فیروز شاد
کہ اونکے پس پشت تہی تند باد

ولیکن فرامرز جنگ آزما
دلیرانہ میدان مین قائم رہا

اوٹھایا لگا در سوے خیلگاہ
کہ تا شاہ بہمن سے ہو کینہ خواہ

پیادے ہوئے سوار دلیر
دلیران ایران نے برسائے تیر

دلیرانہ پھر کہینچکر تیغ کین
کئے قتل گردان ایران وہین

رہا ہوش اوس کو نہ کچھ زینہار
ہوا پھر گرفتار انجام کار

کیا حکم پھر یون زرو غضب
کرو مردم شہر کو قتل اب

نہیں مردم سیستان کی خطا
روا دار کہہ نہ زنہار اونپر جفا

بجا لائے سنکر یہ ورد کار
کہ حاصل ہوئی فتح اے شہریار

بدستور پھر اسکو با عز و شان
کیا شاہ نے حاکم سیستان

ہوا عازم سیستان بادشاہ
جو نزدیک یا کے پہونچی سپاہ

بیابان مین اب لیکے تیغ و سنان
کرون جنگ جون از سر کین وہان

کہا زال نے پھر عبث ہے یہ کین
کہ رستم کی تقصیر مطلق نہیں

مرا قتل منظور ہے اب اگر
تو حاضر ہون پھیرون نہ تہا سر

ہوا پیش بہمن ثناخوان زال
مفصل کیا شاہ سے عرض حال

ہوئی آتش قہر شاہی فرو
کہ سرکش نہ پایا زر زال کو

گیا زال کے گہر سے نامدار
زر و گنج و اسپ لیا بے شمار

گیا ہی فرامرز بہر شکار
ہوا پر غضب سنکے شہریار

کہ اے شاہ میری ہے تقصیر کیا
اگر ہے تو رستم کی کچہہ ہے خطا

برائے خدا مجہپہ اب رحم کر
مری عاجزی پر ذرا کر نظر

روا دار کہہ نہ بیداد انصاف کر
کہ رستم نے تجکو سکہائے ہنر

یہ سنکر فرامرز جنگی سوار
سپہ لیکے آیا پے کارزار

رہا تین دن گرم بازار جنگ
بشمشیر گرز و سنان و خدنگ

ہوئی چشم تیرہ پڑی منہ پہ خاک
ہوئے پہلوانان جنگی ہلاک

ہوئے حملہ آور جو ایرانیان
گریزان ہوئی فوج زابلستان

ہوا شیر جنگی نبرد بہ مزاج
یہ سمجہا کہ بس روز آخر ہے آج

وے پہلوان کے نہ تہے بخت یار
دلیری نہ کام آئی کچہہ زینہار

ہوا خستہ توسن فرامرز کا
پیادہ ہوا وہ نبرد آزما

فرامرز خستہ ہوا بعد ازان
یہان تک ہوا خون بدن سے روان

سر دار کہینچا اوسے پہر وہین
شہنشاہ بہمن نے از روی کین

وہ تسوین کہ دستور تہا شاہ کا
شہ نامور سے یہ کہنے لگا

رہا زال کو بہی تو کر بند سے
کہ کینہ تہا رستم کے فرزند سے

یہ گفتار سنکر زر دے عطا
رہا بند سے زال زر کو کیا

بفتح و ظفر خسرو دین پناہ
گیا سیستان سے سوے تختگاہ

نشستن من اکدن ملاقات کو
گیا تہا سہ بہمن شام جو

رحلت بہمن از جہان [illegible]

پڑا تھا کہین راہ مین اژدہا
ترشنہ کو ناگاہ اوس نے ڈسا
فسون نے نہ ہرگز کیا کچھ اثر
نہ زنہار چارہ ہوا کارگر

یہ سمجھا وہین بہمن نامدار
کہ اپنا اب آخر ہوا روزگار
ہما اسکی دخت خردمند تھی
دیا اسکو اورنگ تاج شہی

وہ تھی حسن مین رشک شمس و قمر
تصرف مین لایا تھا اسکو پدر
مگر رسم آتش پرستی یہ تھی
کہ سمجھے ابے تھے دختر کو بھی

غرض اوس پہ چہرہ کو حمل تھا
جہاندار بہمن نے اوس کو کہا
کہ جب اوس سے پیدا ہو کوئی پسر
کلاہ شہی اوسکے ہو زیب سر

وصیت یہ کرکے سوے عدم
شتابان ہوا شاہ انجم حشم
جہانبین بصد عز و جاہ و جلال
شہی شاہ بہمن نے کی ہفت سال

برتخت نشستن ہما دخت شاہ بہمن

ہما دخت بہمن بجاے پدر
سر پر شہی یہ ہوئی جلوہ گر
کیا اوسنے آغاز جود و سخا
فقیرون کو یکسر تونگر کیا

سپہ کو دیا گنج و زر بے شمار
کیا خلق مین عدل لیل و نہار
ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر
حوالہ کیا دایہ کو زودتر

کہا یون کہ بیچا کہین اسکو دور
تو کر پرورش با نشاط و سرور
دے پیش مردم یہ ظاہر کیا
کہ ہوتے ہی پیدا پسر مر گیا

ہوا الغرض ہفت ماہہ جب
کیا پہر اوسے اوسنے اکدن طلب
یہ سوچی ہما نے دل مین کہ گر
رہے شہر مین یہ ہمایون سیر

مبادا کہ واقف ہون یان و دمان
خلل میری شاہی مین ہو بیگمان
اوسے ایک صندوق مین بند کر
کئی رکھکے یاقوت و لعل و گہر

کہا محرمان سے یہ ہنگام شب
بہا دو اسے جا کے دریا مین اب
بجا مردمان لائے حکم ہما
دیا جاکے صندوق کو پھر بہا

وہ صندوق دریا مین وقت سحر
کہین ایک گازر کو آیا نظر
نکال اوسکو گازر وہین لے گیا
کنارے پہ لا کے اوسے وا کیا

وہ مال اور وہ طفل فرخ نہاد
جو دیکھا تو گازر ہوا شاد شاد
خوشی سے اوسے پیش زن لیگیا
کیا اوسکو تا شکر ایزد بجا

ہوا فوت دیروز تیرا پسر
عوض اوسکے یہ طفل رشک قمر
دیا غیب سے ہمکو ایزد نے آج
تو ہو مایل بہجت و ابتہاج

یہ دولت جو اسکو میسر ہوئی
تو پھر زوجہ مسرور و خوشتر ہوئی
رکھا طفل کا اوسنے داراب نام
کیا دل مین اندیشہ خاص و عام

کہ واقف ہوا بات سے کوئی گر
مبادا کہ کچھ مجھکو پہونچے ضرر
تو اس شہر سے جائے دیگر گیا
زن و کودک و مال لیکر گیا

وہ داراب جب شہری خوش شکل تھا
دلیر و جوانمرد و زور آزما
زبون تھے تمام اُس سے خرد و کلان
نہ تہا اوسکے ہمسر کوئی نوجوان

ذرا گازری کا نکرتا تھا کام
گریزندہ اُس کام سے تھا مدام
نچہوتا تہا انکا درچہ ہاتہہ سے
وہ گازر تہا دلگیر اس بات سے

کہے تھا کہ مجھکو خدا نے دیا
عجب طفل نالایق و ناسزا
کہ پیدا نہین کرتا ہے ایکدام
پھرے ہے یہ بازی کنان صبح و شام

ولے تھی اوسے یہ خبر کچھ نہین
کہ ہو دیگا یہ شاہ روے زمین
بٹھایا جو مکتب مین داراب کو
کہ تا سیکھ کر علم شایستہ ہو

اوسے فہم و ادراک تہا اسقدر
کہ اوستاد حیران رہا دیکھکر
جو کچھ علم تھا یاد اوستاد کو
شتابی سے سیکھا وہ فرخندہ خو

بفرط خوشی آن کر ایکروز
لگا کہنے گازر سے وہ نیکر ور
خدا نے کیا علم مین مجھکو طاق
ولے اب ہے مطلوب یکزور براق

وہ بولا کہ ہون مفلس و مستمند
کہان سے مین لاون براق سمند
ہوا اسکے دلگیر وہ ذوالکرام
نہ پہر اوسنے دو روز کہایا طعام

زن گازر اُسدم جو ہوئی بیقرار
دیا ایک یاقوت انجام کار
اوسے بیچکر ایک گھوڑا لیا
جو کچھ چاہیے تہا مہیا کیا

مشقت لگا کرنے وہ صبح و شام
زن گاذر اکر وہ زبیٹھی تہی شاد
حقیقت وہ صندوق اور مال کی
زر و لعل جو کچھ تھا اوسنے لیا
کہیں قیصر روم از روے کین
ہمانے کیا حکم اونکو کہ ہان
ارادہ جنہین جا لڑی کا ہو یہان
وہاں جبکہ داراب فرخ گیا
تو کہنے لگی دل مین اپنے ہما
لکہا یون کہ اوس کو مقرر رکہو
شتابان پے جنگ قیصر ہوا
جو داراب کے پاس خیمہ تہا
کہ اے طاق ہیو ذرا ہوشیار
سہ بار آئی آواز یان سے یہی
کہا آکے پھر یون کہ اے نامدار
نہ زنہار تھی مردمان کی صدا
جو داراب اوٹھکر وہان سے گیا
کہ دریا مین گاذر کے ہاتھ لگکر وہ
نہ صندوق مین صرف کچھ مین ہی تہا
اوسے خلعت و اسپ و خیمہ دیا
سپہ دار نے قصہ داراب کا
کہا اپنے دل مین کہ ہے بیگمان
جو دو روز گر قیصر کینہ خواہ
تو قیصر سے اب جاکے گرم جنگ
سر شام میدان سے وہ تاجور

ہنر پہلوانی کے سیکہے تمام
وہاں آکے داراب فرخ نہاد
سنی جب ہوئی اوسکے دلکو خوشی
تصرف مین سب مال اپنے کیا
شتابان ہوا سوئے ایران زمین
فراہم کرو لشکر بیکران
تو حاضر شتابی سے ہون بیگمان
تو وہ لے گیا اوس کو پیش ہما
کہ ہے یہ عجب شوکت و شان کا
ہوا جب بہی اس کا زیادہ کرو
فرود اک بیابان مین لشکر ہوا
تو بیر زیر طاق شکستہ گیا
کہ خفتہ ہے یان شاہ ایران دیار
سنی رشنواد دلاور نے بہی
تلے طاق کے خفتہ ہے اک سوار
یقین ہے کہ تھی غیب سے یہ ندا
تو وہ طاق ٹوٹا ہوا گر پڑا
لگا ایک صندوق ہے نیکروز
کئی لعل و یاقوت تھے بے بہا
کیا اوسپہ مصروف لطف و عطا
جو پوچھا تو اوسے مفصل کہا
پسر شاہ بہمن کا یہ نوجوان
سبب لیکے آیا سوئے رزمگاہ
یہ سنکر گیا وہ جوان بیدرنگ
سوئے خیمہ آیا بفتح و ظفر

نہ ٹھہرے تہا گہر مین فرا نوجوان
یہ بولا مرا ماجرا کر بیان
یہ سمجہا جو انکو و فرخ نہاد
مصمم کیا دل مین عزم سفر
حضور یہ ہمائے خجستہ نہاد
یہ بہیجا پیام اوسنے پہر جا بجا
ہوا انکے داراب مسرور شاد
کہ رکہتی تہی چاکر ہما دیکہکر
عیان اوسکے رخ سے ہے فر کیان
ہوا جبکہ لشکر فراہم وہان
ہوا نازل اوس رہ زباران وہان
گیا خواب مین جبکہ داراب وان
نگہدار اس کا تو رہیو یہان
یہ مردم سے بولا کہ لاؤ خبر
کہ وہ طاق شکستہ ہے سر بسر
وہ بولا کہ لاؤ جوان کو یہان
حقیقت لگا پوچہنے رشنواد
جو کہولا تو اسمین سے پایا مجہے
کیا ماجرا سب مفصل بیان
کہا پہر کہ گاذر کو لاؤ یہان
رکہے پہر وہ یاقوت پیش نظر
فزونتر کیا رتبہ داراب کا
تو بولا یہ داراب سے رشنواد
ہوا روبرو جو ہنر آزما
دلیری یہ داراب کی رشنواد

بیابان مین پہر تہا صید افگنان
کیا اوسنے راز نہفتہ عیان
کہ ہون مین پسر مرد عالی نژاد
کہ حاصل بجمعیت کر و فر
سپہ دار نامی تہا ایک رشنواد
کہ مردان جنگی و جنگ آزما
روانہ ہوا پہر سوئے رشنواد
پڑی جبکہ اوس پہ ہما کی نظر
نژاد کیان سے ہے یہ نوجوان
تو پہر رشنواد دلاور جوان
گیا پہر کوئی تخمے کے درمیان
تو آئی ندا غیب سے ناگہان
کہ بہمن کا فرزند ہے یہ جوان
گئے مردمان بس وہین دوڑ کر
جبکے دیکہکر دل مین گذری خطر
اوسے آکے تب لیگئے مردمان
لگا کہنے داراب فرخ نہاد
خوشی سے وہ گہر اپنے لایا مجہے
سپہ دار سن کر ہوا مہربان
اوسے جاکے لے آئے پہر مردمان
سپہ دار نے اوسکو پہچان کر
وہ رتبہ کہ شایان داراب تہا
کہ لیکر سپہ اسنے خجستہ نہاد
بہت فوج کو قتل اوسنے کیا
ہوا دیکہکر دل مین مسرور شاد

بہت آفرین کی جوانمرد پر ہوا جلوہ گر جب کہ روز دگر
ہوا پھر بہم گرم بازار کین گلستان ہوا خون سے روی زمین
گیا نیزہ لیکر جوان جس طرف بسان مژہ او ٹھلگئی صف کی صف
ہراسان ہوئے سر بسر رومیان لگے کہنے باہم یہ پیر و جوان
جدہر حملہ آور ہوا کینہ جو پریشان کیا لشکر روم کو
سوئے روم پھر چلیے ناچار اب کہ ہرگز نہیں تاب پیکار اب
بفضل خدا فتح پاوینگے ہم تصرف مین یہ ملک لاوینگے ہم
ہوئے آکے میدان مین گرم ستیز ہوئی ایک برپا وان رستخیز
ہزارون دلیران کے غرق خون ہوا لشکر روم آخر زبون
کریان آن کے مین لیپان ہوا پریشان ہوا تخت حیران ہوا
غرض صلح کرکے وہین پھر گیا سوئے روم فرمانروا روم کا
ہما کو لکھا قصہ داراب کا وہ یاقوت بھیجا حضور ہما
کیا پھر طلب اونے داراب کو حضور اُسکے آیا جو وہ نامجو

تو لیکر سپاہ گران پھر گیا سپہ زنگہ مرد جنگ آزما
جوانمرد داراب پھر چار سو طرح شیر نر کے ہوا رزم جو
سر شام تک وان ہی کارزار گئے پھر سوئے خیمہ انجام کار
عجب نوجوان آج تھا ہم نبرد مقابل نہین جسکے یان کوئی مرد
وہ ہے بچہ فیل یا شیر نر کہا پھر یہ قیصر سے اے تاجور
لگا کہنے قیصر کہ بیدل نہو سحر حملہ یکبارگی تم کرو
ہوا جب سحر مہر جلوہ کنان تو پھر رومیان اور ایرانیان
جہانگیر داراب مرد دلیر ستیزندہ میدان تھا مثل شیر
تھمنا رومیون کا نہ زنہار گام یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام
جو کچھ چاہیے مجھ سے اب لیجئے نہ پرخاش پھر خدا سمجھے
مظفر ہو داراب فرخ نہاد جب آیا تو شادان ہوا شنفواد
ہمانے یہ سمجھا کہ ہان بیگمان مرا نور دیدہ ہے یہ نوجوان
تو وہیں ہمانے بصد ابتہاج حوالے کیا تخت زرین و تاج

جہانبین بصد جاہ و حشمت ہما رہی ہی دو سال فرمانروا
ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پر جہاندار داراب فرخ سیر

جلوس داراب پسر بہمن بر تخت ایران

بہت خلق پر لطف و احسان کیا سپاہ و رعیت کو شادان کیا
کہا پھر یہ اونے بلطف و طرب تو کر پیشہ گاذری ترک اب
شعیب دلاور سپہ دار تھا سپاہ عرب کا وہ سالار تھا
ہوا وہین لیکر سپاہ گران شتابان سو لشکر سیستان
رہی جنگ قایم سہ روز و شب بروز چہارم شعیب عرب
ہوا لشکر تازیان سب خراب دلیران ایران ہوئے فتحیاب
سپہ لیکے آیا شہ فیلقوس خروشان ہوئی ہر دو سو بوق و کوس
دلیران ایران ہوئے سخت کوش گئے رومیوں کے پراگندہ ہوش
نہ تنہا ہوئے کشتہ تیغ و تیر زن و بچہ بھی اونکے آئے اسیر
پذیرا کیا اونے دینا خراج کہ قایم رہے ملک اونکا و تاج

طلب کرکے گاذر کو پیرزن و شوہر عنایت کیا خلعت و اسپ و زر
یکایک سپاہ گران پھر کہیں شتابان ہوئے سوئے ایران زمین
سواران تازی تھے یکصد ہزار یہ لشکر جہاندار گردون وقار
ستیزندہ پھر ہر دو لشکر ہوئے شتا روم تیغ و خنجر ہوئے
ہوا کشتہ میدان وقت وغا سب اسباب لشکر کا غارت کیا
شہنشاہ داراب نے بعد ازان کیا جانب روم لشکر روان
بہم ہر دو لشکر ہوئے کینہ خواہ ہوئی بحر خون ایک قلزم رزمگاہ
شہ فیلقوس اور یکسر سپاہ گریزان ہوئی بے قبا و کلاہ
ہوا فیلقوس آنکے قلعہ بند کہ میدان مین تھا اُسکو بیم و گزند
دیا شاہ داراب کو بے شمار درو گنج و در از زر و انکسار

کسی نے کہا اے شہ ذو الکرام ۔ شہ روم کی دخت ناہید نام
پر چہرہ اور غیرت ماہ ہے ۔ سزاوار ہم بزمی شاہ ہے
گیا دو ہین پیغام شاہ جہان ۔ کہ دیجے مجھے دختر دلستان
شہ روم نے با دل پر صفا ۔ کیا دخت کو شاہ سے کتخدا
جہاندار گیتی ستان بعد ازان ۔ ہوا روم سے سوے ایران روان

آزردہ شدن داراب شاہ از بوی دہن ناہید دختر والی روم و فرستادن بخانہ پدرش و پیدا شدن اسکندر

ہوا شہ جو ناہید سے ہمکنار ۔ تو آئی نہ بوئے دہن خوشگوار
ہوے چارہ گر لاکہ دانشوران ۔ ہوئی دور لیکن نہ بوئے دہان
ہوا اوس سے ناشاد داراب شاہ ۔ ہوا پہر نہ زنہار ہمخواب شاہ
شبستان مین اپنی نہ ہرگز رکہا ۔ سو فیلقوس اسکو رخصت کیا
غرض حاملہ تھی وہ زنسک قمر ۔ ولیکن نہ داراب کو تھی خبر
شہ روم فرزند رکہتا نہ تھا ۔ عیان حمل اوس کا ہرگز کیا
ہوا جبکہ دختر سے پیدا پسر ۔ کیا اسکو قیصر نے اپنا پسر
سپاس خداوند لایا بجا ۔ سکندر رکہا نام اوس طفل کا
سکندر تھا مانند رستم دلیر ۔ جوانمرد زور آور آفاق گیر
حکیموں کا وہ تربیت کردہ تھا ۔ کوئی علم باقی نہ اوس سے رہا
ہنر اسکو از بسکہ تھے خوب یاد ۔ وہ علم و ہنر مین ہوا اوستاد
ارسطو کہ دانائے فرخ سیر ۔ الفقوبا جس نامور کا پسر
کہ تھا عقل و دانش مین مشہور عام ۔ سکندر کا ہمدرس تھا صبح و شام
یہ قصہ یہان کا یہان چھوڑئیے ۔ سمند قلم کی عنان موڑئیے
بس اب سے یان ہی بار دگر ۔ شنو شاہ داراب فرخ سیر
کیا شاہ نے جبکہ ناہید کو ۔ مرخص ہو قیصہ نا جو

رحلت داراب شاہ ازینجہان و جلوس دارا بر تخت سلطنت

تو اک اور چاہی زن گلعذار ۔ ہوئی وہ جہاندار سے باردار
غرض نو مہینے گئے جب گذر ۔ ہوا بطن سے اسکے پیدا پسر
ہوا شاد دل شاہ داراب کا ۔ ملکزادہ کا نام دارا رکہا
دلیر و خردمند دارا ہوا ۔ ولے جب وہ بارہ برس کا ہوا
تو پہر شاہ داراب کشور کشا ۔ روانہ ہوا سوئے دار البقا
رہا چار دہ سال اور چار ماہ ۔ نگہبان عالم شہ دین پناہ
رکہا سر پہ دارا نے پہر تاج زر ۔ سر تخت بیٹھا بجائے پدر
فزون جاہ تھا مہر اور ماہ سے ۔ بدستور داراب پہر شاہ سے
لیا خسرو نامور نے خراج ۔ دیا اسکو ہر تاجور نے خراج
سو شاہ اسکندر آتا ہوں مین ۔ اوسے تخت پر اب بٹھاتا ہوں مین

نشستن اسکندر بر تخت روم بجای فیلقوس و لشکر کشیدن سوی ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہان سے گذر ۔ سکندر نے سر پر رکہا تاج زر
فقط روم مین کچہہ تھا حکمران ۔ سکندر ہوا بادشاہ جہان
ارسطوی دانشور بے نظیر ۔ ہوا شاہ کشورستان کا وزیر
ارسطو فلاطون کا شاگرد تھا ۔ خردمند دانا و صاحب ذکا
با فر دلی لشکر و ملک و مال ۔ سکندر جہانبین تہا فرخندہ حال
فرستادہ دارائے ایران گیا ۔ یہ پیغام لایا کہ باعث ہی کیا

جواب تک نہیں تونے بھیجا خراج
مناسب ہے یہ جلد بھونچے خراج

ندے ہاتھ سے راہ و رسم پدر
ہماری اطاعت سے مت پھیر سر

سکندر نے لشکر یہ پاسخ دیا
شہ فیلقوس اب جہان سے گیا

جو دیتا تھا ہر سال تجکو خراج
ولے مجھ سے مت ہو تو خواہان باج

خدانے دیا مجکو جاہ و حشم
سر چرخ پہونچاؤں گا میں علم

مرے پاس ہے لشکر بیکران
زر و زور و شمشیر گیتی ستان

مجھے عزم یہ ہے کہ اے نامجو
مسخر کروں ہفت اقلیم کو

یہ لازم ہے تجکو تو بھیجے خراج
رہے ورنہ تیرا نہ اورنگ تاج

خبردار کرتا ہوں تجھ کو خبر
سپہ لیکے آیا بقصد کرو فر

بہیجا ایلچی لے کے نامہ روان
سکندر ادہر سے سپاہ گران

چلا لیکے اقصاے ایران کی سمت
چلے شیر جیسے نیستان کی سمت

یہ دارا کو جسوقت پہونچی خبر
چلا وہ بہی سب فوج کو جمع کر

سکندر جہاندار گیتی ستان
پہنکر لباس فرستادگان

گیا پیش دارائے فرخ تبار
کہا جا کے دارا سے اے شہریار

سکندر نے بہیجا یہ تجکو پیام
کہ مجکو نہیں ملک سے تیرے کام

ارادہ یہ ہے سیر دنیا کروں
مہ و مہر سان گرد عالم پہروں

تو آیا ہے کیوں کرکے سامان رزم
نہیں ہوں میں کچھ تجھسے خواہان رزم

ذرا ملک سے دیدے تو مجکو راہ
کہ گذروں شتابی سے لیکر سپاہ

اگر خواہ ناخواہ ہے عزم جنگ
تو یاں بھی ہے موجود تیغ و خدنگ

جو شوخی سے پیغام اوسنے کہا
تو حیرت میں دارائے ایران کیا

لگا کہنے دارائے فرخ نہاد
ترا نام کیا اور کیا ہے نژاد

یہ چہرہ یہ قامت یہ شوکت یہ شان
جہانبین کہے کون ہے جز کیان

مگر ہے تو اسکندر نامور
کہ آیا ہے یاں بنکے پیغامبر

وہ بولا کہ میرا دہان کیا شمار
بہت مجھ سے ہیں چاکر شہریار

سکندر نہیں بے خرد اسقدر
کہ اسطرح آوے مخالف کے گہر

طلب شہ نے پھر جام مینا کیا
فرستادہ کو بہر کے ساغر دیا

پیا اوسنے صہباے گلفام کو
ولے پاس اپنے رکہا جام کو

یہ دارا نے پوچھا کہ باعث ہے کیا
تہی کرکے ساغر جو تونے رکہا

وہ بولا کہ اے خسرو نیکنام
یہ ہے ملک میں اپنے آئین مدام

کہ پھر باز لیں اوسکو کرتے نہیں
فرستادہ کو دیکے پہر ساتگین

لگا کہنے ہنسکر شہ نامجو
کہ ایک جام تم لاکے اب اوسکو رکھو

غرض دوسنے وانسے لیے جام چار
ہر اک جام زر تہا جو پر نگار

رکہا لاکے خوان جب ہوا وقت شام
سکندر بہی کہانے لگا وان طعام

کسی نے سکندر کو پہچان کر
جہکایا طرف گوش دارا کے سر

ولے دو ہیں اسکندر نامدار
یہ سمجھا کہ راز اب ہوا آشکار

شتابی سے اوٹہکر ہوا بس روان
طرف اپنے لشکر کے آیا دوان

عقب اوسکے دارا نے بہیجے سوار
دلیران پرخاش جو یکہزار

شب تیرہ تہی راہ گم کرگئے
وہ ناکام ناچار پہر کر گئے

سکندر نے چاروں وہ جام طلا
ندیموں کو دکہلاکے اونسے کہا

کہ حق میں ہیں میرے مبارک یہ فال
یقین ہے کہ دارا سے لوں ملک و مال

کیا میں نے معلوم یہ جا کے واں
کہ دارا کے ہے پاس فوج گران

ولے ساتھ میرے نہیں تاب جنگ
میسر مجھے فتح ہو بے درنگ

کہ میرا جہان آفرین یار ہے
شب و روز میرا مددگار ہے

غرض جنگ و پیکار پائی قرار
نہ ٹہری بہم آشتی زینہار

جنگ کردن دارا با سکندر سہ مرتبہ و شکست خوردن ہر سہ بار و ظفر یافتن سکندر

ہوا مہر رخشان جو جلوہ دگر
دو لشکر مقابل ہوئے آن کر

ادہر تو سکندر صف آرا ہوا
اودہر گرم پیکار دارا ہوا

خروشان ہوئی ہاتھیون کی ہان
گیا بوق کا آسمان پر فغان

ہوئے رزمجو کینہ خواہان ہم
لگے تیغ برندہ نے سر قلم

ہوئے سینے رقیف خدنگ کمان
ہوئے غرق خون مرد جنگ آوران

رہا سات دن گرم بازار کین
گئی موج خون تا بچرخ برین

ہوا آٹھوین روز دارا تباہ
پریشان ہوئی اُسکی یکسر سپاہ

گریزان ہوئے دارا فرخ صفات
گیا تا لب رود بار فرات

گئے رومیان بھی تعاقب کنان
ہزارون ہوئے کشتہ ایرانیان

میسر جو یہ فتح و نصرت ہوئی
تو حاصل سکندر کو فرحت ہوئی

دگر بار کر کے فراہم سپاہ
سکندر سے دارا ہوا کینہ خواہ

سپہ لیکے آیا سوم بار پھر
ہوا آن کے گرم پیکار پھر

ولیکن نہ اقبال یاور ہوا
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا

ہوا آکے ہر بار دارا خراب
سکندر تو اتنے ہوا فتح یاب

رواج دادن سکندر سکہ خود در ایران و رسیدن دارا مرتبہ چہارم برائے جنگ و باز تباہ شدن

ہوا جب مظفر بہ فضل خدا
سکندر جہاندار کشور کشا

ہوا مالک تخت و تاج کیان
کیا سکہ ایران مین اپنا روان

کیا شہ نے ایرانیون کو تمام
بصد گونہ لطف و کرم شاد کام

نگرتا تھا دارا پہ لطف و عطا
سکندر سا تھا فکر جو جو کیا

سکندر یہ کہتا تھا ہر ایک سے
کہ بیگانہ تم مت سمجھنا مجھے

تمہارا ہون شہزادہ آمرد بان
کہ ہون پشت دارا سے بیگمان

نہیں غیر مین وارث تخت ہون
جوانمرد ہون اور جوانبخت ہون

رہو شاد تم جمع خاطر رکھو
اطاعت مری جان و دل سے کرو

تمہین لطف و شفقت سے شادان کرون
شب و روز مرہون احسان رکھون

یہ سنکر حضور جہانگیر شاہ
ہوئے آکے حاضر سران سپاہ

جو دارائے ایران نے دیکھا وہان
لگے جانے پھر رہنما ایرانیان

یہ بولا کہ اے مردمان پیشتر
زبون تم سے تھے رومیان سربسر

اور اب یون ہے کیونکہ یکسر دلیر
نہیں گردش چرخ سے کچھ گزیر

تھی مکر سے یہ نہیں گفتگو
جو کرتا ہے اسکندر کینہ جو

فریب اسکے مت کھائیو زینہار
وگرنہ کریگا تمہیں سخت خوار

زن و بچہ ہونگے گرفتار سب
بہت تنگ ہو نجیگا اس سے گزند

وہ مردم موافق جو دارا سے تھے
یہ دارا سے اسوقت کہنے لگے

کہ ہم سب دمیون ہین پھر رزمخواہ
کرین جہد اے شاہ گیتی پناہ

جہاندار دارا پھر آیا ادھر
پے جنگ اسکندر نامور

سکندر بھی آیا بہ فوج گران
ہوئے گرم پیکار جنگ آوران

ہوئی تیغ رانی وہان اسقدر
کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر

بشمشیر و خنجر سر و کار تھا
قیامت کا دان گرم بازار تھا

سواران ایران نے وقت قتال
دلیرانہ جہد فراوان کیا

ولیکن رہے دارا کے برگشتہ بخت
ہوا وہ پراگندہ و خوار سخت

نصیب اس کے کچھ بھی نہ رحمت ہوئی
قرین فوج ایرانکی شامت ہوئی

گریزندہ ہو کر بحال خراب
گیا سوئے اصطخر دارا شتاب

سکندر جو دنبال اُسکے گیا
تو وان بھی نہ زنہار دارا رہا

زن و بچہ و طفل ایرانیان
ہوئے قید سر پنجۂ رومیان

جو آتا تھا پیش شہ دادرس
زن و بچہ ملتے تھے پھر اسکو بس

سکندر نے بڑھکر یہ پیغام دیا
کہ گر تو مرے پاس آوے شہا

تو دون ملک ایران سراسر تجھے
مبارک ترا تخت و افسر تجھے

یہان سے مین جاؤن قرین ظفر
کرون ملک گیری بسوئے دگر

بزرگان و گردان ایران دیا
یہ دارا سے بولے کہ اے شہریار

سکندر سے جاکر ملاقات کر
کہ پھر ملک قایم رہے سربسر

وہ بولا نہیں لایق سروری ‏ ‏ کرون جو سکندر کی فرمانبری ‏ ‏ غم جان نہیں مجکو زنہار ہے ‏ ‏ ولے طاعت رومیان عار ہے

لکھا فور ہندی کو یون بعوزان ‏ ‏ کہ ہون میں ستم دیدۂ آسمان ‏ ‏ کوئی یار میرا جہان مین نہین ‏ ‏ تو پہر خدا ہو ممد و معین

یہ دارا کو اوسنے لکھا پہر جواب ‏ ‏ کہ پہونچا یہان آپ کو تو شتاب

جو پہونچی خبر پیش شاہ جہان ‏ ‏ کہ دارا کو ہی عزم ہندوستان

کشتہ شدن دارا از دست وزیران و نکاح دخت دارا با سکندر

کئے بند ہر چار سو رہگذر ‏ ‏ سواران جنگ آزما بہیج کر ‏ ‏ سپہدار دارا کے تھے دو وزیر ‏ ‏ ستم پیشہ و بد نہاد و شریر

کہ نام ایک ظالم کا تہا ماہیار ‏ ‏ اور اُس دوسرے کا تہا جانوسپار ‏ ‏ لگے کہنے باہم کہ اقبال شاہ ‏ ‏ گیا اور لشکر ہوا سب تباہ

کوئی دن کو ہوگا گرفتار بند ‏ ‏ کہ اب پہر گیا اس سے چرخ بلند ‏ ‏ یہی مصلحت ہی کہ بن بیدریغ ‏ ‏ شہنشاہ کو تب کیجے زیر تیغ

کہ ہو شاد اسکندر نامدار ‏ ‏ فزون تر ہمارا ہو عز و وقار ‏ ‏ رکہا الغرض ظالمون نے روا ‏ ‏ خداوند نعمت پہ جور و جفا

کہیں راہ مین رات کو ایکبار ‏ ‏ جدا اپنے لشکر سے تہا شہریار ‏ ‏ تہا پاس دارا کے کوئی سوار ‏ ‏ فقط تھے وہی دو لعین نابکار

یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر ‏ ‏ تو پہر ایک نے شاہ کے سینے پر ‏ ‏ روان تیز خنجر کیا بیدریغ ‏ ‏ رہا دوسرے نے کیا زخم تیغ

لگے زخم کاری تو پہر تاجور ‏ ‏ گرا پشت زین سے وہین خاک پر ‏ ‏ خبر کی سکندر کو یہ بعد ازان ‏ ‏ کہ دارا کو ہمنے کیا قتل یان

گیا پہر شہنشاہ عالیجناب ‏ ‏ سو مقتل شاہ دارا شتاب ‏ ‏ ہنوز اُسکے قالب مین باقی تہی جان ‏ ‏ کہ پہونچا جہاندار گیتی ستان

سکندر نے گھوڑے سے وہیں اوتر ۔ رکھا اپنے زانو پہ دارا کا سر
کئے چشم سے اپنے آنسو رواں ۔ ہوا درد سے اوسکے نالہ کناں

سکندر کو دیکھا جو بالین پر ۔ تو سینے سے کی آہ دارا نے سر
سکندر یہ بولا کہ اے تاجدار ۔ نہ تھی یہ تمنا مجھے زینہار

کہ دیکھوں تجھے اسطرح سرنگون ۔ تن خستہ سرتا بپا غرق خون
یہاں سے میں لیجاؤں اب اپنے گہر ۔ تجھے مہد زرین میں کر جلوہ گر

کروں چارہ سازی تری زخم کی ۔ جو حاصل شفا ہو تو با صد خوشی
بٹھا تجکو ایران کے پھر تخت پر ۔ شتابان یہاں سے ہوں ہوے دگر

سنا جبنے ان سے کہ یعنی بہم ۔ پسر اک پدر کے ہیں تم اور ہم
مجھے اس لئے درد و غم ہے بڑا ۔ کہ تو ہے حقیقی برادر مرا

کشندہ کو تیرے کرونمیں ہلاک ۔ ملاؤں پھر اک کو تہ خون و خاک
یہ کہکر لگا رونے پھر زار زار ۔ ہوا درد و غم سے بہت بیقرار

سکندر سے دارا یہ کہنے لگا ۔ کہ زاری و گریہ سے کیا فائدہ
گذر اب گیا چارہ سازی کا کام ۔ مرا کام یعنی ہوا بس تمام

خدا نے کیا تجھ کو شاہ جہان ۔ تو کر بادشاہی بصد فر و شان
شہا تیری گفتار شیریں ہی اب ۔ غم و درد دل سے ہوا دور اب

بآرام جاتا ہوں سوئے عدم ۔ تو رہ اس جہاں میں بجاہ و حشم
وصیت کروں میں تجھے کچھ اگر ۔ پذیرندہ ہووے تو اے تاجور

سکندر یہ بولا ز روے صفا ۔ کہ لاؤں ترا حکم یکسر بجا
لگا کہنے دارا کہ اے بادشاہ ۔ مرا ننگ و ناموس رکھنا نگاہ

مری دختر اک روشنک نام ہے ۔ پری چہرہ مہوش گل اندام ہے
اوسے عقد میں اپنے لانا ضرور ۔ اگر بطن سے اوسکے پیدا ہو پور

تو اسفندیار اسکا رکھیو تو نام ۔ مری روح کو کیجیو شاد کام
نہ برہم کوئی رسم ہو زینہار ۔ یہ ملحوظ رکھنا تو لیل و نہار

کہ قایم رہے دین لہراسپ شاہ ۔ رہ و رسم و آئین گشتاسپ شاہ
سکندر سے دارا نے جو کچھ کہا ۔ سکندر نے یکسر پذیرا کیا

رکھہ اپنے دہن پر سکندر کا ہاتھ ۔ لگا کہنے دارا کہ فرخ صفات
کہ رخصت ہوئی تجسے جان حزین ۔ نگہدار تیرا ہو جان آفرین

ہوئی چشم دارا کی جو وقت بند ۔ لگا رونے اسکندر ارجمند
کیا چاک جامہ ہوا نوحہ گر ۔ اوسے مہد زرین میں پھر ڈالکر

پیادہ ہوا پیش تابوت شاہ ۔ کیا لا کے مدفون سو دفن گاہ
سر دار تک پہنچا پھر از روے کین ۔ کشندون کو دارا کے شہ نے وہین

بزرگان ایران ثنا خوان ہوئے ۔ دل و جان سے محکوم سلطان ہوئے
سکندر نے مرہون احسان کیا ۔ بلطف و کرم سبکو شادان کیا

سو مادر روشنک بعد از ان ۔ کیا نامہ بر دے کے نامہ روان
لکھا روشنک کو یہان بھیجدو ۔ کہ جون شمع روشن کرے بزم کو

روان اسنے اس ماہوش کو کیا ۔ حضور جہاندار کشورکشا
پرستار ساتھ اسکے تھیں گلعذار ۔ زر و گوہر و لعل تھے بے شمار

جہاندار بر طبق آئین و دین ۔ ہوا کتخدا ساتھ اوسکے وہین
رہا شہر ایران میں کچھ چند شاہ ۔ سو ہند پھر واسے کہینچی سپاہ

رفتن اسکندر طرف ہندوستان و حاضر شدن کید ہندی

شہ ہند تہا کید اک نامور ۔ اوسے خواب پر ہول آیا نظر
حکیموں سے پوچھی جو تعبیر خواب ۔ کسی سے نہ کچھ اوسکا آیا جواب

کہا مہران نے کہ درویش ایک ۔ خردمند و صاحبدل و مرد نیک
بیابان میں رہتا ہے مہران ہے نام ۔ کہیگا وہ تعبیر شاہا تمام

حضور اُسکے پہر کید ہندی [illegible]
کہ آیا [illegible] اور دیہی کہان
دوم شب یہ دیکہا کہ یہ جلوہ گر
ادسے کہینچتے ہین ہم مرد چار
تو پہر ایک ہاتہی ہوئی جلوہ گر
شب پنجم اک شہر آیا نظر
ششم روز ہوا جو ہنگام شب
سو آندہ جان آئے ہین لیل و نہار
شب ہفتم اسے پیر مرد کہن
سہ خم ہشتمین شب کو آئے نظر
نہ کم آب ہوتا ہے ان کا ذرا
وہ کہاتی ہے تیسرہی ناغہ [illegible]
بیان کیجیے مجہسے تعبیر خواب
تو زنہا مت ہو جو گرم جنگ
خردمند دانا وہ [illegible]
نہ کی گرمی آتش آذر [illegible]
تو دیا سکندر کو [illegible]
دیا مرد درویش نے جواب
وہ ہاتہی ہے اسکندر نامدار
یہان سفلہ اک بادشہ آئیگا
ادسے کہینچتے ہین جو وہ مرد چار
جہود ایک آئیگا یان بعد ازان
حکیم [illegible] کا مذہب کرے آشکار
[illegible] جو آیا نظر پہر [illegible]
گریزندہ خلق اس سے یان ہوویگی

آگیا اور کہا اپنا یکدست خواب
اور اک خرد [illegible] ہی ہو دہان
کوئی نوجوان جیسے اورنگ پہ
وے پارہ ہوتا نہیں زینہار
گریزان ہوا اسکو وہ دیکہ کر
کہ ہین کوردان مردمان سربسر
نظر ایک آیا مجہے شہر تب
شب و روز پر غم ہین رنجور وار
نظر اسپ آیا کہ ہین دو دہن
دو سر آپ ہین اک تہی سربسر
نہم شب نظر مجکو پہر یہ پڑا
دلے فربہ گوسالہ کا ہے بدن
کرو لیسے مرے [illegible] اضطراب
غرض آشتی کیجو بیدرنگ
قدح ایک تحفہ عجیب غریب
رہے [illegible] گز ہو گرم آب
تجہے ملک بخشیگا وہ تاجدار
کہ ہے پہلے دن کی تعبیر خواب
ترے شہر سے جو کریگا گذار
خرابی ترے ملک مین لائے گا
اگر دن اسکی تعبیر مین آشکار
کریگا وہ آئین موسیٰ روان
اگر دن اسکا آئین سب اختیار
[illegible] ہاتہی [illegible] آب سے
یہ خواب چہارم کی تعبیر تہی

کہا یون کہ اے پیر فرخ سیر
اور اک بیل مست آ کہ اُس کاخ مین
سوم شب مجہے خواب آیا نظر
شب چارم اک شخص تشنہ لب
عقب اُس گریزندہ کے بہ شتاب
بسان بصیران ہین مصروف کار
کہ یہ بخود ہین یک قلم ساکنان
اونہین دیکہکر کسلمندان [illegible]
وہ کہاتا ہے دونون سے آب و گیاہ
تہی کیہ وہ بہرتے ہین ہر چند پر
کہ اک گاؤ مادہ ہے گوسالہ دار
دہم شب کو ایک چشمہ آیا نظر
وہ بولا کہ اسکندر نامدار
وہ وحشت پہ بچہرہ اور اک ذریر
کہ گر اُس کو کرتے لبالب ہو
غرض یہ ترے پاس ہر چار چیز
کہا کید ہندی نے یہ بعد ازان
کہ وہ خانہ دنیا ہے اے نامور
یہ پہر تو نے دیکہا جو روزہ گر
سوم شب جو کرباس آیا نظر
کہ دہقان آتش پرست آئیگا
پہر اُس ملک مین آویگا مرد نیک
پہر اُس ملک مین اہل دین آئیگا
رسول خدا ایک آئے گا یان
شب پنجم آئے جو کوران نظر

شب اول آیا یہ مجکو نظر
کیا پہر نکل ہوئے سوراخ مین
کہ گرباس ہی اے خجستہ سیر
وہ آیا کنارے پہ دریا کے جب
روانہ ہوئی واسطے ماہی حوز آب
نہین غم ہے کوری سے کچہہ زینہار
وراچہے بہلے ہین جو بعضے کسان
خبر لینے آتے ہین اہر کے پاس
ولیکن نہیں اُسکے مرگین کی راہ
نہیں ہوتے اُسکے کنارے ہی تر
کہ گوسالہ کا شیر لیل و نہار
کہ لب دسکے ہین خشک دو طرف تر
ترے ملک مین آئیگا ایکبار
کہ اختر شناسی مین ہی بے نظیر
تو زنہار آب قدح کم ہو
کہ ہین طرفہ اے شاہ والا تمیز
کہ تعبیر ہر خواب تجہے عیان
اور اُسمین وہ سوراخ ہے تیرا گہر
کہ اک مرد بیگانہ ہے تخت پر
سمجہہ تو خدا اسکو اے نامور
رواج اسکا دین پہلیان پائیگا
حکیم خردمند یونانی ایک
رہ حق پرستی وہ پہیلائیگا
کرے گا ہدایت بلب تشنگان
کہ محفوظ کوری سے ہین سربسر

زمانہ اک آوے کہ سود و زیان / نہ ذرہ نہاں بھی نہ درام و مان
کرے [illegible] / [illegible] اوسمین نہ نہار

ستمشم شب جو نجوار آئے نظر / کہ پوچھے تجھے اچھے بھلو کی خبر
زمانہ اک آوے کہ دانش نشان / سراسر ہون محتاج بید انشان

زمانہ او نہیں سخت حیران کرے / تمسخر ہنر ور سے نادان کرے
جو دیکھا شب ہفتم اسپ دو سر / یہ تعبیر اس کی ہے اے نامور

کہ آوے زمانہ اب اس طور کا / کہ لطف و عطا نہ ہووے ذرا
دو جینداں جو ہر ایک کو چرو آنا / یہ چاہے [illegible] کرکے [illegible]

دہن میں ہر اک چیز کو لیجئے / نہ اک حبہ محتاج کو دیجئے
جو دیکھا شب ہشتم [illegible] / کہ ہر یں [illegible]

زمانہ کو ہی آوے اسطرح کا / دو حصہ تو انگریمو یعنی شہا
تہی پیت [illegible] / [illegible]

تہی دست کو تو بہی سیری نہو / فزون تر ہو خواہش تہی دست کو
نہم شب کو دیکھا جو [illegible] / [illegible]

حریص اتنے دنیا میں ہو دین عیان / کہ سکین خواہش کہیں ہر زبان
دہم شب جو آیا نظر تجکو خواب / [illegible]

جو اس چشمہ سے آب چشمہ کو لین / تو آئے نہ پیمانہ دست مین
[illegible] / [illegible]

بڑی عقل و فرہنگ سے سر بسر / رہیگا وہ سلطان عالی گہر
رعایا نہ پائیگی اس سے پناہ / جہان تم [illegible] اس کے ہوگا تباہ

کبہی فیض اس کا نہوگا عیان / نہو یگا نیکی کا او مین نشان
زمانہ کریگا یونہیں انقلاب / رہیگا اسیطرح عالم خراب

یونہیں تازہ اک عہد پھر آئیگا / نہ ہوگی نئی فوج افسر نیا
یہ حال اس کا ہوگا یہ اے نوجوان / نہ لشکر نہ سلطان کا ہوگا نشان

سکندر ہے اس عہد کا بادشاہ / کہ ہے شہنشاہ عالم پناہ
سکندر کا نامہ یہ پوچھا [illegible] / [illegible]

گیا مینے ہندوستان مین گذر / ملاقات بہتر ہے اے تاجور
لکہا کید ہندی نے پھر یہ جواب / [illegible]

ارادہ نہیں اور جز چاکری / کرون میں دل و جان سے فرمانبری
اگر دون پیشکش تجہے اب چار چیز / تو رکھنا اوسے جان و دل سے عزیز

کہ ہر ایک دنیا میں ہے بیمثال / نہیں دوسری جو کہ شئے خوشخصال
ترے پاس آوین وہ دی نیاز / ترے لطف سے تا کہ ہوں سرفراز

غرض چار چیزین کہ تہیں بینظیر / قدح اور دختر طبیب و وزیر
سو شاہ نے بھیجین خوشی سے شتاب / ہوا شادمان شاہ عالیجناب

سکندر نے دیکھی جو وہ دلربا / کیا ساتھ اپنے اوسے کتخدا
پیا ہاتھ سے دلربا کے وہ جام / ہوا وصل سے اسکے دل شادکام

گیا کید پھر تاجور کے حضور / شتر بار در لیکے با صد سرور
دیا جب سکندر کو گنج و گہر / سکندر نے بخشا اوسے سر بسر

سکندر سے پھر کید رخصت ہوا / قرین نشاط و مسرت ہوا
سو فور ہندی ہوا بہر زدان / سکندر جہاندار گیتی ستان

رفتن اسکندر در قنوج و لشکر کشیدن فور بادشاہ قنوج بجنگ سکندر و کشتہ شدن او و فتحیاب شدن اسکندر

سکندر نے نامہ لکہا فور کو / کہ تو آکے حاضر مرے پاس ہو
لکہا اونے پاسخ کہ اے تاجور / کیا کشتہ دارا کو تونے اگر

لکھا کیا ہوا کیا ہے اتنا غرور
تو مت آپکو اسقدر کھینچ دور
نہ رکھتا تھا مردی و مردان گی
اطاعت تری کیہ ہندی نے کی

نہین تجھ سے مجھکو خطر زینہار
مرے پاس ہے لشکر بیشمار
نہو مجھ سے خواہان فرمانبری
کہ رکھتا ہو نہین عزم جنگ آوری

دلیرانہ میدان مین ہون رزمخواہ
کرون لشکر روسیان کو تباہ
یہ سُنکر ہوا پُر غضب بادشاہ
گیا سوئے قنوج لیکر سپاہ

سواران جنگی تھے اسی ہزار
ازانجملہ ایرانیان سی ہزار
دلیران مصر و سواران روم
کہ فولاد ہو جنکی ہیبت سی موم

سکندر کے ہمراہ تھے چل ہزار
نبرد آزمایان خنجر گذار
سوا اسکے تہی ہند کی فوج بہی
شہنشاہ عالم نے جا کر رکہی

غرض تھے حضور شہ نامدار
سواران ہندوستان دہ ہزار
مگل فور ہندی بہی قنوج سے
مقابل ہوا شاہ کی فوج سے

سواران جنگی تھے ستر ہزار
جوانان جنگی و مردان کار
پے کینہ خواہی تہا یکدل تمام
نبرد آزمایان جو پائے نام

نہ ہمراہ تھے صرف جنگی سوار
کہ پیلان جنگی بہی تھے نہ ہزار
یہ پیلان جنگی جو آئے نظر
تو فوج سکندر ہوئی پر خطر

سکندر سے مردم یہ بولے وہین
کہ پیلان سرکار جنگی نہین
مخالف کے ہاتھی ہین جنگ آزما
بھلا کسطرح جنگ تیکھے شہا

ارسطو کو کرکے طلب نے دو تر
ہوا چارہ جو خسرو نامور
ہنر دو وہین اوس نے کیا آشکار
بنایا اک آہن کا اسپ و سوار

شکم اُس کا یکدست خالی رکھا
سراسر او سے نفط سی پُر کیا
وزیر خردمند نے بعد ازان
گیا ایک طیار گردون کلان

وہ اسپ و سوار اُس پہ قایم کیا
کئے بستہ گردون سی پہر بادپا
ہوا جبکہ میدان مین گردون روان
ارسطو یہ بولا جوان سی کہ ہان

تو اب خوب سی اسمین آتش لگا
ارسطو کا وہ حکم لایا بجا
وہ آتش لگی اوسمین جسدم دہان
خروش عظیم اک اُٹھا ناگہان

بسوی سپہر برین ایکبار
اڑا دو وہین گردون و اسپ و سوار
ہوا تیرہ روجب سپہر بلند
ہوا دیکھکر خوش شہ ارجمند

بنا سے پہر اُس طرح کئی ہزار
نہ تاخیر کی جنگ مین زینہار
ہوا گرم بازار پیکار وان
لگے کشتہ و خستہ ہونے جوان

جو دیکھا وہ گردون و اسپ و سوار
ہوا بس وہین فور حیران کار
خبر لائیوا یون سے پوچھا کہ بان
یہ کیا ہے کرو جلد میرے آگے بیان

وہین مردمان نے کیا آشکار
کہ یہ تو نچانہ ہے اے نامدار
حکیمون نے اُس کو مہیا کیا
یہ اسباب ہی رزم و پیکار کا

حقیقت سے اُس کی دراز نہیا
نہ واقف تھے از بسکہ ہندی سپاہ
ہوئے سوئے گردون وہ حملہ کنان
نہ ہرگز کیا دل مین کچھ خوف جان

ادہر سے جوانون ذکیبار گی
عقب سے جو گردون کے وان آگ دی
جو بہر سر بسر نفط روشن ہوئی
زمین یک قلم مثل گلخن ہوئی

سواران ہندی و پیلان مست
گریزان ہوئے کہا کے یکسر شکست
فراہم وے کر کے پہر فوج کو
سپہدار ہندی ہوا رزم جو

رہا شام تک گرم بازار جنگ
سر و سینہ تہا وقف تیغ و خدنگ
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شب
دلیران گئے پہر بخیمہ سب

سحر گاہ پہر فور جنگی سوار
سپہ لیکے آیا پے کارزار
سکندر نے اُسکو یہ بہیجا پیام
کہ تو ہے شجاعت مین مشہور عام

ادہر تو بہی جنگ آور و پہلوان
ادہر مین ہون مرد دلیر و جوان
ہزارون سواران پیکار جو
ہوئے کشتہ و خستہ کل ہر دو سو

جو پہر فوج ہو گرم بازار کین
تو ہو وے ہلاک ایک عالم وہین
بس اب سوچئے اپنے دلمین ذرا
کہ ضایع ہون کیون بندگان خدا

مناسب یہی ہے کہ [illegible]
کہ [illegible] ہون تنہا بہم رزم [illegible]
کرے جسکو میدان مین فیروز بخت
وہ ہو مالک کشور و تاج و تخت

سپہدار ہندی نے بھیجا جواب / کہ بہتر ہے اے شاہ عالیجناب
جدا ہو کے لشکر سے میدان میں آ / کہ تنہا ہوں میں تجھ سے جنگ آزما

ادھر سے سکندر غرض مثل شیر / ادھر سے گیا فور ہندی دلیر
وہین کھینچکر فور ہندی نے تیغ / روان کی سوے بادشہ بیدریغ

ولیکن ہوئی کارگر زینہار / نگہدار تھا شاہ کا کردگار
کیا شاہ نے جبکہ وقت ستیز / رہا فور پر زخم شمشیر تیز

دو پارہ ہوا کتف سے تا کمر / گرا فور ہندی نگون خاک پر
مظفر ہوا خسرو ارجمند / کہ تھا یار اقبال بخت بلند

جو تھے نامداران ہندوستان / طلب شہ نے انکو کیا بعد ازان
دلاسا بہت دیکے اُن سے کہا / کہ اندیشہ مت کیجیو تم ذرا

کرون فور ہندی سے مین بیشتر / مراعات و الطاف ہر ایک پر
حوالے تمہین کر کے ہندوستان / بسوے دگر ہونگا یان سے روان

یہ سنکر ہوئے سر بسر نامدار / ثناخوان شاہنشہ کامگار
سخنہاے شیرین سے مسرور ہو / وہین لیگئے قلعے مین شاہ کو

در گنج و لعل و گہر وا کیا / نشان خسرو دادگر کو دیا
زروے کرم شاہ نے سر بسر / عنایت کیا اون کو وہ گنج و زر

سدرک ایک سردار کا نام تھا / کہ سالار تھا فور کی فوج کا
بٹھایا اوسے تخت زرکار پر / کیا یعنی قنوج کا تاج در

رفتن سکندر بزیارت مکہ معظمہ و آمدن در مصر و از مصر طرف ملک اندلس رفتن

سکندر رہا اندر عالم پناہ / رہا شہر قنوج مین تین ماہ
کسی نے کیا شاہ سے یون بیان / بنایا خلیل اللہ نے اک مکان

کہ کعبہ ہی نام اُس کا مشہور عام / پرستشگہ خلق بیت الحرام
زیارت کی سنکر ہوئی آرزو / روانہ ہوا خسرو نامجو

سماعیل مرد خجستہ سیر / کہ گذرا ہے پیغمبر نامور
نبیرہ تھا اُس کا جو نصر قتیب / شریف اُس مکان کا تھا وہ خوش نصیب

سکندر جو پہونچا تو با صد سرور / وہ نصر قتیب اوسکے آیا حضور
سکندر نے نذر دنیا اُسکو دی / بہت اُس کی تعظیم و تکریم کی

زیارت کو پھر ساتھ اوسکے گیا / پیادہ جہاندار کشور کشا
سماعیلیان یہ پہنچے داد خواہ / کہ نسل جراغہ نے اے بادشاہ

لیا چھین ہم سے حجاز و یمن / تو ہو دادرس زیر چرخ کہن
شہنشاہ عالم نے پھر زود تر / جراغہ کی اولاد کو قتل کر

سماعیلیان کو حجاز و یمن / دیا اور وہین بادشاہ زمن
سوے کشور مصر وان سے گیا / ملا آن کے بادشہ مصر کا

سکندر رہا مصر مین ایک سال / ہوا لشکر شاہ آسودہ حال
روانہ ہوا مصر سے بعد ازان / سوے ملک اندلس آیا دوان

زن ہوشمند ایک قیدافہ نام / پری چہرہ در شک ماہ تمام
سپہدار اقلیم اندلس تھی / رکھے سر پہ تھی تاج فرماندہی

فراوان تھا اُسکا حشم اور جاہ / گیا ایلچی بن کے وان بادشاہ
گیا جب کہ اسکندر نامجو / تو پہچان اوسنے لیا شاہ کو

سکندر سے بولی زن ہوشیار / تو ہے شاہ اسکندر نامدار
مری جنگ سے اب رہائی نہین / شہنشاہ پاسخ یہ بولا وہین

کہ مین بندہ شاہ آزادہ ہون / سکندر نہین ہون فرستادہ ہون
شبیہہ جہاندار کرکے طلب / سکندر کے دی ہاتھہ مین اوسنے تب

سکندر ہوا دیکھکر سہمگین / ہوا رنگ چہرہ کا پران وہین
دلاسا بہت دے کے وہ نازنین / یہ بولی کہ اے بادشاہ زمین

کہین اور اسطرح مت جائیو
بلا سر پہ اپنے تو مت لائیو
کہ پنہان نہ ہرگز ہوا آفتاب
رخ بادشاہانِ عالی جناب
مگر خاطر اپنی تو رکھہ جمع یان
نہ ہرگز کرون راز تیرا عیان
نہ آسیب پہونچاؤنگی کچھہ تجھے
تو فرمانبر اپنا سمجھہ اب مجھے
اگر کینہ ہو کچھہ تو کر دل سے دور
تو سوگند کر یاد میرے حضور
کہ ہرگز نہ مجھسے کرے کچھہ بدی
نہ چھوڑے تو رسم و رہ نیکوی
لگا کہنے پھر شاہ کیوان علم
کہ دین اور ایمان کی مجکو قسم
ترا مین بداندیش ہرگز نہیں
تو رکھہ جمع خاطر کو اے نازنین
نہ دون ہاتھہ سے رسم و راہ وفا
کرون تجکو مرہون لطف و عطا
یہ قیدافہ بولی کہ اے تاجور
ترے گھر تو کر جمع شکوہ سحر
سکندر رہا اُس سے رخصت طلب
رہا وان نہ زنہار ہنگام شب
بہت تحفے اُس ماہوش نے دیئے
سکندر نے یکسر پذیرا کئے
وہان سے غرض بادشاہ زمان
پھر آیا سو خیمہ شاہ جہان

داستان قصد نمودن سکندر برائے سیر جہان و رفتہ رفتہ رسیدن در ظلمات و محروم برگردیدن از آنجا و طیار نمودن سد سکندری

یہ تہا بسکہ قصد شہ نامور
کہ سیر جہان تجھے سربسر
کیا خوب شاہ سکندر نے گشت
بہت دیکھے معمورہ و کوہ و دشت
ہر اک ملک و کشور مین ہر شہر مین
کیا سکہ اپنا روان دہر مین
گیا جس طرف شاہ کشور کشا
وہی وان کے فرمانروا کو لکھا
کہ ہرگز نہین مجکو آہنگ رزم
ہر اک سے ہے صلح و مدارا کا عزم
ملاقات مجھہ سے کرو آن کر
کہ مطلق کسیکو نہ پہونچے ضرر
بہت شاہ حاضر ہوئے پیش شاہ
جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تباہ
بہت قطع کی راہ پست و بلند
گئی جا ہوئی شہ کو بیم و گزند
تبہ شہ کا لشکر ہوا بیشتر
عجائب غرائب بہی آئے نظر
پہرا ہفت اقلیم مین بادشاہ
کہ تہا یاور اقبال و فضل آلہ
جو طے کر چکا سب بر و خشک و تر
تو پہونچا وہان خسرو نامور
کنارہ تہا عالم کا یعنی جہان
کیا مردمان نے یہ آکر بیان
پس کوہ ظلمات ہے سربسر
وہان چشمہ ہے اے شہ نامور
کرے جو کوئی نوش چشمہ کا آب
تو عمر ابد سے ہو وہ کامیاب
شہ نامور نے سنی جب یہ بات
کیا پھر وہین قصد آب حیات
سپاہ عدو سوز سے دو ہزار
لئے ساتھہ اپنے دلاور سوار
پھر انجام چل روز کا توشہ کر
روانہ ہوا خسرو نامور
خضر سوئے ظلمات تہا رہنما
خضر سے شہ نامور نے کہا
مرے پاس دو لعل ہین اے خضر
کہ ہو ایک سے روشنی جلوہ گر
عیان گر کرون دوسرے لعل کو
تو پہر مار و کژدم گریزندہ ہو
دیا خضر کو لعل انجام کار
کہ اک نور جس سے ہوا آشکار
رکھا دوسرے لعل کو اپنے پاس
ہوا کژدم و مار سے بے ہراس
خضر رہنمائی کنان پیش پیش
عقب اُسکے تہا شاہ فرخندہ کیش
دو روز و دو شب تے پہرہ سپر
سوم روز آیا دو راہا نظر
جدا ہو گئے خضر سے ناگہان
پکارا بہت خضر نے گرچہ وان
سنی پر کسی نے نہ ہرگز صدا
خضر پہر سوئے چشمہ تنہا گیا
وہان جاکے آب بقا نوش کر
پہر آیا سوئے لشکر شہ خضر
اندہیرے مین ہر گشتہ تہا شہریار
یکایک ہوئی روشنی آشکار
پہر اتنے مین ظلمت نمایان ہوئی
بہت خاطر شہ پریشان ہوئی

کہین راہ مین اک سیہ کوہ تہا
سیہ کوہ سے وان یہ آئی صدا
کہ افتادہ ہین سنگریزے جو یان
نہ لیوین تو پچہتاوین پہر مردمان
اور اُن کو اٹہاوے بہی کوئی اگر
تو وہ بہی پشیمان ہووے بیشتر
کسی نے لیے سنگریزے اُٹہا
کسی نے کہا دل مین کیا فائدہ
پہرا ہٹہ دن شاہ لیکن کہین
ملا چشمۂ آب حیوان نہین
ہوا سخت حیران و عاجز کمال
لگا کہنے تب شاہ فرخ خصال
نہین چاہیے مجہکو اب بقا
رہائی ہو ظلمت سے اب خدا
تو یون دن ہوئی روشنائی عیان
ہوئے شاد و خرم دل مردمان
سو سنگریزہ پہ پڑی جب نظر
تو یاقوت و گوہر تھے وہ سربسر
لگے کہنے ہوکر پشیمان ہم
کہ افسوس ہم نے اوٹہائے یہ کم
دبے تھے جو محرم بولے وہ یون
کہ لیوائے ہمنے اٹہائے نہ کیون
جب اُس روشنی مین گئے بیشتر
تب اک شہر آباد آیا نظر
ہوئے ساکن شہر حیران تمام
لگے کہنے یون مردم خاص و عام
کہ اب تک نہ یارب ہوا زینہار
کبہی فوج بیگانہ کا یان گذار
یہان آئی کس راہ سے یہ سپاہ
یہ کہکر بزرگان گئے پیش شاہ
غرض شرط خدمت کی لا کر بجا
لگے کرنے یکسر دعا و ثنا
کہ رونق ہوئی تیرے آنیسے یہان
جہانمین تو رہ جب تلک ہے جہان
لگا کہنے یون شاہ کشور کشا
عجائب ہی اس شہر مین چیز کیا
وہ بولے کہ اے شاہ فیروز بخت
عجائب ہین اس شہر مین دو درخت
کہین عالم غیب کی سب خبر
اور احوال آئندہ کا سربسر
سمجہتا نہین کوئی انکی زبان
ملے جو خردمند عالم مین یان
وہ سمجہین درختون کی آواز کو
کرین آشکارا وہین راز کو
وہ دونون جو ہین برگزیدہ شجر
ہے اونمین سے ایک مادہ اور ایک نر
سخنور سحر سے ہو تا بشام
جو مادہ ہے کرتا ہے شبکو کلام
یہ سنکر طلب کرکے دانائے شہر
گیا وان سکندر شہنشاہ دہر
درختون سے جا کر سنی یہ صدا
سکندر نے دانا سے پہر یون کہا
تو اس راز کو مجہ سے کر آشکار
وہ بولا کہ کہتے ہین اے تاجدار
کہ ہے یہ سکندر شہ نامور
پہرا گرد عالم بصد کر و فر
ولے چار دہ سال با تاج و تخت
رہے اس جہانمین یہ فیروز بخت
کرے پہر سفر سوئے ملک بقا
ہوا پُر الم سن کے فرمان روا
لگا کہنے دل مین کہ زیر فلک
ہوئے منقضی دس برس آج تک
کہ مجہکو میسر ہے تخت شہی
کرون چار سال اور فرمانبری
ہوا شاہ حیرت سے گریہ کنان
یہ عالم سے کہنے لگا بعد ازان
کہ پوچھ ان درختون سے آدور بین
کہ پہونچون گا لشکر مین اب یا نہین
جو پوچہا تو وان سے یہ آیا جواب
فلان راہ سے جا کے پہونچے شتاب
ولے میل سیر جہان اب نکر
بس اک گوشے مین زندگی کر بسر
کہ باقی رہی عمر کمتر شہا
شب و روز کر دل سے یاد خدا
سنا تہا جو عالم نے وہ سربسر
گیا عرض پیش شہ نامور
سکندر یہ بولا کہ اے ہوشیار
یہ دل مین تمنا ہے اب یکبار
کہ اقلیم مین روم کی جائیے
غرض جا کے وان ماں کو دیکہ آئیے
خردمند نے مدعا شاہ کا
درختون سے یکدست ظاہر کیا
یہ آواز آئی کہ اے شہریار
نہووے گا تو روم مین زینہار
نہ خویش و نہ کو دیکہے نہ مادر کو تو
بر آوے نہ زنہار یہ آرزو
کیان کے تو کشور مین پاوے وفات
ہوا سنکے غمگین شہ نیک ذات
بتائی جو تھی اُن درختون نے راہ
روانہ ہوا اس طرف کو وہ شاہ
جو اک شہر مین جا کے پہونچا وہان
تو باشندہ شہر آئے وہان
حضور سکندر ہوئے دادخواہ
لگے کہنے اے شاہ گیتی پناہ
وہ دیوان ہین یاجوج ماجوج نام
کہ سخت اونسے عاجز ہین مردم تمام
وہ ہر سال لٹتے ہین لشکر ادہر
بہت اونسے پہونچے ہے ہم کو ضرر
چرند و دد و مردم ہین انکی خوراک
غرض خوک جانکو کرین ہین ہلاک

سکندر نے پوچھا کہ صورت ہے کیا
بیان مردمان نے یہ شہ سے کیا

زبان تیز دندان مثل گراز
قد ان کا ہی چون یہ بین بینی دراز

جو سووین تو اک گوش بستر کرین
وہ گوش دگر سر پہ چادر کرین

یہ کہکر لگے کہنے اے بادشاہ
تو شاہ جہان ہے بفضل اِلٰہ

کہ تا پاوین ہم اس بلا سے نجات
ہماری رہائی ہی اب تیرے ہات

یہ سنکر ہوا وان اقامت پذیر
سکندر جہاندار آفاق گیر

بنا ایک دیوار کہتے بلند
کہ ہو راہ یاجوج ماجوج بند

نبے ہر دو سو سد اک استوار
فراہم تہے کاریگران دیار

وہ سد سکندر بنا جب ہوئی
خلایق کو آسودگی تب ہوئی

شتابی سے خاقان کیا پیشوا
زر و مال و نعمت بہت لیگیا

جو یونان مین پہونچا شہ ملک گیر
کئی دن ہوا وان اقامت پذیر

حکومت تہی اس شخص کی سند مین
کہ تہا فور کا جانشین ہند مین

نہ ہرگز ہوا وان توقف کنان
یمن سے ہوا سوئے بابل روان

بیابان مین تہا اک کوہ بلند
وہان جب گیا وہ شہ ارجمند

سوا اسکے تہے کان دو دو کلان
پکڑ لائے اسکو وہین مردمان

لگا کہنے وہ پیش شاہ جہان
کہ ایک شہر کہنہ ہی نزدیک یان

شہنشاہ کیخسرو خوش سیر
وہ افراسیاب شہ نامور

کہینچی اونکی صورت دیوار پر
یہ سنکر لگا پوچھنے تاج ور

کہ ہین مردم آبی آتے یہان
وہ لاتے ہین ہر صبحدم ماہیان

وہ رہتے ہین پانی مین پیل تنان
وے روزہ تے ہین یان اکیبار

حضور شہنشاہ گیتی نورد
گرفتار آئے وہ ہوشیار مرد

سکندر نے کی مہربانی کمال
دیا ان کو ازروئے الطاف مال

یہ کیخسرو نامور کا ہے شہر
کہ محکوم تہے جسکے شاہان دہر

عمارت کو مسمار یکسر کیا
در و لعل و گنجینہ زر لیا

وہ جہجاہ پہر وانسے آگے چلا
وہان اوسکو گم کردہ لشکر ملا

کہ چون چہرۂ ماہ تابان ہی زرد
دراز اون کے یکسر ہیں پیچین مو

دو چشم اونکی ہین یکقلم لالہ گون
سر و ریش ہی جیسے جام خون

کرے کوئی کسطرح ان کا شمار
کہ جنتی ہے ہر مادہ بچے ہزار

تو بیچارگان کا ہو اب چارہ گر
برائے خدا کوئی تدبیر کر

دگر نہ ہم اس شہر کو چہوڑ کر
چلین ہمرہ خسرو نامور

حکیمون سے تدبیر پوچہی وہین
وہ بولے کہ اے شاہ روئے زمین

یہان ایکنے ہو ہنگران سخت کوش
کرین صرف دیوار مین ہفت جوش

دیا پہونک پہر کوہ کو بستر
ہوئی بند یاجوج کی رہگذر

پہرا وس شہر مین شاہ روئے زمین
روان ہو کے پہونچا سو ملک چین

کئی دن رکہا شاہ کو اپنے گہر
روانہ ہوا وانسے وہ تاج ور

پہر آیا سو سندھ شاہ جہان
گیا پیشوا سندہ کا حکمران

بہت پیش کش مال اون نے کیا
بسوئے یمن پہر سکندر گیا

ہوا دشت بابل سے پہر خیمہ زن
وہان بہی ٹہرا وہ شاہ زمن

کوئی مرد اک پہر آیا نظر
سفید اونکے تہے تن یہ مو سر بسر

سکندر نے اس شخص سے یون کہا
بیان کر حقیقت یہان کی ذرا

عجائب مین ایوان رنگ بہا
کہ ہر ایککا یہین ہے نقش و نگار

ولایت ستان رستم پہلوان
سوا انکے گذرے جو نام آوران

کہ وہ شہر آباد ہی یا نہین
یہ پاسخ وہ لایا زبان پر وہین

بکہاتے ہین اس شہر مین آن کر
وے کہاکے جاتے ہین بس زود تر

سکندر نے بہیجے سوار دلیر
کرین تا کسیطرح انکو اسیر

وہ تہے سالخوردہ و ہشیار تہے
حقیقت سے وانکی خبردار تہے

کہا یہ کہو ماجرا شہر کا
وہ بولے کہ اے شاہ کشور کشا

تہ ہر مکان گنج زر ہے نہان
یہ سنکر شہنشاہ نے جاکے وان

لگا اس قدر ہاتہہ اسباب مال
کہ تہا بہ تراز وہم و فہم و خیال

سکندر نے دست کرم وا کیا
کیا گنج لشکر کو یکسر عطا

داستان بیان احوال ساسانیان و ولادت اردشیر بابکان فرزند ساسان

کوئی پور دارا تها ساسان نام
پرستار زادہ تها ساسان نام

سکندر رہا گرم پیکار جب
جہاندار دارا ہوا کشتہ تب

گریزاں سو ہند ساسان ہوا
بہت دل میں تنگ و ہراساں ہوا

وہاں سے ہوا سوئے کابل رواں
گیا شہر کابل میں پیش شباں

وہ از بسکہ مسکین و بیچارہ تها
شباں نے اوسی دم وہیں جا کر کہا

چرانے لگا بکریاں ہر سحر
لگا کرنے اوقات ساساں بسر

سپہدار کابل شہ نامدار
جوانمرد بابک خجستہ شعار

بہنگام شب دیکھتا کیا ہے خواب
کہ اک مرد ذیشان عالی جناب

خوشی سے ہے پیل دمان سوار
یہ کہتا ہے شہ سے کہ اے شہریار

مبارک ہو اورنگ شاہنشہی
ہمایوں تجھے تاج فرماں دہی

لگا پوچھنے بابک ہوشیار
یہ کہتا ہے کیا نام اے نامدار

اوسے مرد داں نے یہ پاسخ دیا
کہ ساساں ہے نام اس جوانمرد کا

دگر روز پھر خواب آیا نظر
کہ آتش ہے افروختہ سر بسر

وہی شخص کہتا ہے سب کہ ہاں
گروہ کے آتش پرستی یہاں

کہ میرے بزرگوں کا آئین ہے
یہی اپنی رسم اور دین ہے

یہ سنکر زروی نشاط و طرب
ہوئے گرم آتش پرستی وہ سب

سپہدار بابک نے پھر یہ کہا
کہا ہی اس جوانمرد کا نام کیا

لگے کہنے مردم کہ ساساں ہے نام
لگا پوچھنے پھر شہ ذوالکرام

کہ مسکن گزیں یہ جواں ہے کہاں
وہ بولے کہ کابل میں پیش شباں

ہوا قصہ کوتاہ دیدار جب
کیا شاہ بابک نے اُسکو طلب

شباں کے جو ہمراہ ساساں گیا
تو ساساں کو پہچان شہ نے لیا

یہ خلوت میں بولا شہ ذوالکرام
تری ذات کیا ہے ترا کیا ہے نام

خطر سے نہ ساسان نے پاسخ دیا
بولو نکو نہ ہرگز وہاں وا کیا

لگا کہنے بابک کہ زنہار ہاں
نہ اندیشہ کو راہ دے اے جواں

کہو کیا کروں میں ترے ساتھ اب
تو اظہار کر مجھ سے احوال سب

وہ بولا کہ دارا کا ہوں میں پسر
مرا نام ساساں ہے اے نامور

جو نام و نژاد آشکارا کیا
تو بابک نے لطف و مدارا کیا

اوسے اپنی دختر پیچہرہ دی
کیا کتخدا اُس کو با صد خوشی

ہوئی حاملہ دختر سپہبد
ہوا اس سے پیدا پریوش پسر

ہوا شاد بابک بہت شادکام
رکھا بابکان اردشیر اُس کا نام

قضا آئی ساسان کی پھر ناگہاں
ہوا سوئے ملک عدم وہ رواں

جواں طفل پاکیزہ پیکر ہوا
خرد مند دانا دلاور ہوا

سپہدار بابک نے با صد طرب
ہنرہائے شاہانہ سکھلائے سب

شہ ملک رے ایک تها اردواں
خبر اُسکو پہونچی کہ اک نوجواں

دلیر و قوی نام ہے اردشیر
کہ دارا کی ہے نسل سے وہ دلیر

اقامت گزیں شہر کابل میں ہے
ہوا اُن کے مشتاق سلطان رے

سپہدار بابک کو اس نے لکھا
کہ اشتیاق اُس کے دیدار کا

یہاں بھیجدے تو اسے نامور
کروں تربیت اُس کی شام و سحر

خداوند غفار ہے درمیاں
کہ میں اُس جواں کو رکھوں شادماں

جو بابک نے نامہ اُس کا پڑھا
سوئے رے جواں کو روانہ کیا

لکھا یوں کہ اے نامدار جہاں
وہ کچھ کہ ہو لایق خسرواں

تو رکھا اوسے خوش دل و ارجمند
کسی طرح اسکو نہ پہونچے گزند

گیا جب وہ بالا اردشیر جواں
تو شاداں ہوا جب کہ اردواں

رکھا اوسکو ممتاز مثل پسر
لگا کرنے الطاف شام و سحر

خرادرداں کے پسر تھے چہار
وہ جاتا تها ساتھ اُنکے بہر شکار

شکار ایکجا جواں نے وہاں
تو بس وہیں پور شہ اردواں

یہ بولا کہ میں نے یہ مارا آشکار
خیانت لگا کرنے وہ آشکار

تو حامی ہوا اپنے فرزند کا
ہوا اُس جوان پر نہایت خفا

بصد رنج و اندوہ و غم ناگزیر
طویلے میں رہنے لگا اردشیر

گل گلشن حسن گلنار نام
حوالے تھا اُس کے خزانہ تمام

گئی وقت شب پیش مرد جواں
کیا ماجرا عشق کا سب بیاں

بہت اعتراز اُس جوان نے کیا
دلے باز آئی نہ وہ دلربا

ہوا اوس سے بہجو اپنے انجام کا
برآئی مراد دل بیقرار

لگی کہنے اکدن کہ اے نامجو
مجھے یاں سے لیکر گریزندہ ہو

ہوا دیکھکر شاہ وہ نامدار
وہ اسپ صبا گام پر ہو سوار

سحر اردوان نے سنی جب خبر
ہوا دل میں اندوہگین بیشتر

شتابندہ ہو مثل باد سحر
گریزندہ پہونچے تھے ایک چشمہ پر

نمایاں ہوئے غیب سے مرد دو
یہ بولے توقف یاں تم کرو

یہ سنکر ہوئے جلد و نسی رواں
گئے سوئے اصطرخ پارس رواں

کہ ٹھرے تھے یاں دو سوار آنکر
رواں اس مکاں سے ہوئے بیشتر

فرود آئے ناچار اُس چشمہ پر
باندوہ و غم رات کی واں بسر

ہوا اردوان سخت اندوہگین
یہ اختر شناسوں سے پوچھا وہیں

شہنشاہ عالم ہوا بکرو فر
تجھے ہاتھ سے اُس کے پہونچے خطر

سپہدار بہمن تھا پور کلاں
کیا سوئے اصطرخ اُسکو رواں

سپہدار اصطرخ کو ناگہاں
ہوئی خواب میں یہ بشارت کہ یاں

جوانمرد کا نام ہے اردشیر
سزاوار دیہیم و زرین سریر

تو لا شرط خدمت بجا ہر سحر
بہت اُسکی تعظیم و تکریم کر

کہ اس نام کا اک دلاور جواں
غریبانہ آیا ہے رے سے یہاں

خدا نے دیا اُسکو فیروزی بخت
نصیب اوسکی ہے اُسکا ہے تاج و تخت

سرا میں جماعت گزیں تھا جواں
بتایا تھا ہر اک نے نام و نشاں

منادی جو القصہ پہونچا وہاں
بتایا ہر اک نے نشان جواں

غرض بحث باہم ہوئی بیشتر
کہیں اردوان نے یہ پائی خبر

کیا میر آخور اسپاں اوسے
کیا سخت بیقدر و حیران اوسے

پرستار رہ کہتا تھا اک اردوان
بہت نازنین و دلیر و جواں

نظر اُس کو آیا کہیں اردشیر
ہوئی دام الفت میں اُسکے اسیر

بصد شوق وہ رشک حور و پری
ہوئی اُس سے خواہان ہمبستری

سخن طے کئے مکر و فریب اسقدر
وہ لائی زباں پر کہ وہ نامور

وہ گلنار اس طرح سے چند شب
حضور اُس کے آئی بعیش و طرب

یہ کہکر زر و سیم و لعل و گہر
خزانے سے لائی وہ رشک قمر

وہاں سے وہ دونوں گریزاں ہوئے
غرض مثل صرصر شتاباں ہوئے

کئی پہلوانان جنگی جواں
کئے اُنکے دنبال وہیں واں

یہ جا ہیں تھے یاں اب سے دو آئیے
ذرا دو پہر میں ٹھہر جائیے

سو شہر اصطرخ اب جاؤ تم
وہاں آپکو جلد پہونچاؤ تم

سر چشمہ جب اردوان کے سوار
گئے تب تو اونکو ہوا آشکار

ہوئے تھے جو درماندہ وہ پہلواں
نہ طاقت تھی اونکو کہ ہوویں دواں

گئے صبحدم پھر سوار اردواں
کیا جا کے احوال یکسر بیاں

کہ ہیں کس طرح طالع اردشیر
وہ بولے کہ شاید یہ مرد دلیر

کرے منقطع یہ تیری نسل کو
ہوا اس کے غمگین بہت نامجو

کہ ہونے نہ پاوے قوی اردشیر
شتاب اُسکو لے آ تو کرکے اسیر

ہوا اردوا اک مرد فرخ نہاد
دلیر و جوانمرد و آزاد نژاد

کرے ملک ایران میں فرماندہی
نصیب اُسکے ہے تخت و تاج شہی

ہوا خواب سے صبح بیدار جب
منادی یہ کی شہر میں دو شتاب

خبر اوسکی پہونچا دی ہمکو شتاب
کہ اترا کہاں ہے وہ عالیجناب

کریں اُسکی توقیر و تعظیم ہم
اطاعت گزیں خلق ہو یکقلم

وہاں جسقدر تھے صغیر و کبیر
ہوئے تھے تمام اُسکے فرماں پذیر

خبر یہ کہی جا کے حاکم سے جب
وہ آیا حضور اُسکے با صد طرب

جوانمرد کو اپنے گھر لے گیا
بہت عزّہ اکرام اُس کا کیا
بزرگانِ اصطرخ کو کر طلب
کہا یوں کہ طاعت کرو اسکی سب

وہ بولے دل و جان سے حاضر ہیں ہم
کریں اسکی فرمانبری یک قلم
غرض اردشیر جوان سے کہا
کہ چاکر ہیں ہم تو ہے فرمانروا

جدھر چاہے عازم ہوا بادشاہ
پے جانفشانی ہے حاضر سپاہ
تو ہے وارث ملک تاج سریر
بہت اونسے شادان ہوا اردشیر

جلوس اردشیر بابکان بن ساسان بر تخت سلطنت اصطرخ پارس

ہوئے جب ضامن سب مردماں
کہ ہو بادشہ اردشیر جوان
مہیا کیا ایک زرین سریر
کہ اوسپر ہوا جلوہ گر اردشیر

رکھا سر پہ دیہیم گوہر نگار
کمربستہ حاضر تھے سب نامدار
ہوا خطبہ و سکہ شہ رواں
یہ ٹھہرا وہاں مشورہ بعد ازاں

ہو ملک سے کھینچے اب سپاہ
وہاں تک کھینچے اردواں کو تباہ
شہ اردواں کو جو پہونچی شکست
تو فرمانروایاں ہر جا ہوں پست

نہ لائے کوئی پھر ذرا تاب جنگ
تصرف ہو سب ملک میں بیدرنگ
پھر اتنے میں پہونچی یہ اُس کو خبر
کہ بہمن شہ اردواں کا پسر

ادھر لیکے آتا ہے فوج گراں
ارادہ ہے فاسد اوسی بیگماں
یہ لشکر وہیں لیکے جنگی سپاہ
رواں ہوئے بہمن ہوا بادشاہ

ادھر سے تباک ایک گرد دلیر
سپہ لیکے آیا سوا اردشیر
اوسے عہدنامہ دیا شاہ کا
ادھر دل سے وہ پہلواں ملگیا

صف آرا ہوئی جب کہ ہر دو عدو
نہ کوئی ہوا شاہ سے رزم جو
ولاور تباک اور یکسر سپاہ
ہوئی شامل لشکر بادشاہ

یہ بہمن کو جو تب پہونچی خبر
تو غمگین ہوا بہمن نامور
لکھا اردواں کو یہ احوال سب
کیا پھر امداد لشکر طلب

شتاباں ہوا پھر پے کارزار
سو لشکر شاہ عالی وقار
تباک اور لاور بفرمان شاہ
مقابل ہوا اُسکے لیکر سپاہ

ہوئی گرم کیں جبکہ فوج تباک
ہوئی بیشتر فوج بہمن ہلاک
خدنگ ایک ناگاہ آکر لگا
کہ بہمن کو میدان میں زخمی کیا

پھر اوسکی سپہ اور سران سپاہ
ہوئے چاکر شاہ گیتی پناہ
اونہیں شہ نے مرہون احسان کیا
زر و سیم و گنج و جواہر دیا

جہاندار عازم ہوا بعد ازاں
سو شہر رے باسپاہ گراں
شہ اردواں جمع کرکے سپاہ
ہوا لشکر شاہ سے کینہ خواہ

جوانان جنگی و مردان مرد
رہے تا چہل روز گرم نبرد
لگی چلنے پھر باد صرصر وہاں
ہوئے رخ لشکر اردواں

ہوا یار بخت شہ ارجمند
غرض جنگجویاں فیروزمند
ہوئے حملہ آور سواران دلاں
کئے قتل گردان جنگ آوراں

سپہ اردواں کی گریزاں ہوئی
خراب و تباہ و پریشاں ہوئی
شہ اردواں بندہ آیا اسیر
نہ لشکر رہا اور نہ تاج و سریر

ولیکن بحکم شہ کامگار
ہوا کشتہ تیغ زہر آبدار
پسر چار اُس کے کہ تھے نامجو
سپہدار و جنگ آور و کینہ جو

ہوئے دو گرفتار اور دو دواں
گریزاں ہوئے سوئے ہندوستاں
مظفر ہوا خسرو ذوالکرام
مسخر کیا ملک ایران تمام

بیان نام ساسانیان و بالاجمال ذکر سلطنت آنہا

جہاں میں نصیب شہ اردشیر
چہل سال تھا تاج و زرین سریر
ہوا ملک ایران کا پھر تاجور
سپہدار شاہ پور اُس کا پسر

رہا ہی دو سال فرمانروا
پسر تھا وہ سلطان شاپور کا
پسر شاہ بہرام کا بعد ازاں
ازاں بعد بہرام فرخ جواں
ہوا بعد ازاں ترسی اسکا پسر
پھر اوسکا پسر اورمزد دلیر
ازاں بعد شاہ اورمزد نام
پھر اک بھائی سلطان شاپور کا
پسر شاہ شاپور کا بعد ازاں
ہوا پور شاپور پھر بادشاہ
پھر اوسکا پسر یزدگرد جواں
ہوا بادشاہ پھر جو بہرام گور
پھر اوسکا پسر یزدگرد جواں
دو سال اوسنے کی سلطنت بعد ازاں
رہا یازدہ سال وہ حکمراں
ہوا مسند آرائے شاہنشہی
بصد عشرت و عیش و جاہ و جلال
ہوا ملک ایران کا بادشاہ
ہوا جلوہ فرمائی تخت شہی
دے شاہ شیرویہ کو ہفت ماہ
گراز نگوں اختر و ظلم سوز
سپس دخت ہرمز تا چار ماہ
ہوا مسند آرائے فرماندہی
پھر پرویز خسرو کا فرزند تھا
کیا میں نے ختم سخن اب یہاں

سپاہ و رعیت کو راضی رکھا
کہ یکساں نہ ماہ حاکم رہا
ہوا مالک تخت با فر و شاں
کہ تھا یعنی وہ ابن بہرامیاں
خداوند اورنگ با کر و فر
ہوا مالک ملک و تاج و سریر
جہاں جسکے انصاف سے شادکام
شہ اردشیر نکوکار تھا
کہ شاپور تھا نام ہر دو جواں
جہاندار بہرام با عز و جاہ
ہوا مسند آرا بصد فر و شاں
خداوند مکنت خداوند زر
اٹھارہ برس تک رہا حکمراں
برادر ہوا شاہ کا حکمراں
ہوا بادشہ پھر بلاش جواں
چہل سال کی اُس نے فرماں دہی
رہا مسند آرا چہل و ہشت سال
ولیکن رہا حکمراں چند ماہ
سی و ہشت سال اُس نے کی خسروی
پسر رہا تاج و تخت و کلاہ
رہا حکمراں تا بہ پنجاہ روز
پسر رہا تاج و تخت و کلاہ
نصیب اسکے کلاہ شاہی رہی
جہاندار سلطان کشور کشا
کہ جس لکھ چکے نام ساسانیاں

شہ اورمزد نوجواں بعد ازاں
پھر اوسکا پسر تھا جو بہرام شاہ
دلے نام اوسکا بھی بہرام تھا
باقبال و دولت ہوا بادشاہ
نصیب اُسکے نہ سال فرماندہی
یہ نہ سال حاکم رہا بعد ازاں
سر تخت بیٹھا بجاہ و جلال
ہوا زینت افزائے تخت شہی
ہوا مالک افسر و ملک و مال
جہانبیں جہاندار فرخندہ بخت
سر سریر خلافت بجاہ جلال
رہا شصت و سہ سال فرمانروا
ہوا بعد ازاں جانشین پدر
سپہدار سلطان فیروز نام
نصیب اوسکے تھی سلطنت چار سال
ازاں بعد کسریٰ شہ دادگر
ازاں بعد نوشیرواں کا پسر
پھر اوسکا پسر خسرو ذو الکرام
ہوا بعد ازاں جلوہ گر تخت پہ
ہوا بادشہ آخرش اردشیر
ہوا بعد سلطان پوران دخت
ازاں بعد فرزند نوشیرواں
ہوا مالک مملکت بعد ازاں
غرض یزدگرد خجستہ خصال
جو شمشیر فانی میں تسطیر تھا

ہوا رونق افزائے تخت کیاں
رہا حکمراں تا سہ سال و دو ماہ
رہا نوزدہ سال فرماں روا
دے سلطنت اوسنے کی چار ماہ
بہ نیروی اقبال و دولت رہی
جہاندار شاپور خورشید شاں
رہا زیب اورنگ ہفتاد سال
رکھا سر پہ دہ سال تاج مہی
نصیب اوسکو شاہی رہی پنج سال
رہا چار دہ سال با تاج و تخت
پسر رہا اُسکو بست و دو سال
رکھا کام عدل و کرم سے صدا
دلیر و جواں ہرمز نامور
جوانمرد و فرخندہ خو ذوالکرام
قباد جواں پھر بجاہ و جلال
سر تخت بیٹھا وہ بجائے پدر
سپہدار ہرمز والا گہر
جہاندار پرویز خسرو بنام
سپہدار شیرویہ آسا پسر
رہا تخت پر چھ مہینے دلیر
وہ نقش مہ رہی زیب دیہیم تخت
شہ زادہ فرخ خجستہ جواں
شہ نامور یزدگرد جواں
رہا دہر میں حکمراں بست سال
سو وہ بے کم و کاست میں نے لکھا

خاتمہ کتاب

سپاس خدائے جہاں آفرین ۔ بر آرندہ آسمان و زمین
کہ نخل تمنا ہوا بارور ۔ ہوا گلشن آرزو تازہ تر
مراد دل منشی مستمند ۔ بر آئی بزیر سپہر بلند
غرض نظم دلکش نے پایا نظام ۔ بخوبی ہوا شاہنامہ تمام
الٰہی شہنشاہ والا گہر ۔ کہ یہ نامہ جس کے ہوا نام پر
سرتاج داران گردن فراز ۔ جہاندار عادل رعیت نواز
ہوئی مشکل آسان ہوا شاد دل ۔ ہوا بندہ محنت سے آزاد دل
ہوا گوہر کامرانی نصیب ۔ ہوئی بہجت و شادمانی نصیب
نہیں ہے کسیکو ثبات و قرار ۔ یہ نامہ جہاں میں رہے یادگار
خرد پرور قدر دان سخن ۔ شہ نامور بادشاہ زمن
ابو نصر اکبر خدیو زمان ۔ جہاں میں رہے جب تلک ہے جہاں

تمام شد